مدینہ منورہ کی مبارک فضاؤں میں
ترتیب دی جانے والی عظیم تفسیر
دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق

جلد ۲

گلدستۂ تفاسیر

جدید

سورۃ النساء تا سورۃ الاعراف

مرتب حضرت مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی

سرپرستی میں
شیخ المشائخ حضرت مولانا [illegible] مدظلہ

[illegible]

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس رومی صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا قاری محمد عثمان نائب مہتمم [illegible]
حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی
مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ
حضرت مولانا محمد موسیٰ کرماڑوی مدظلہ العالی

اول مکمل تفسیر عثمانی
تفسیر مظہری
تفسیر عزیزی
تفسیر ابن کثیر
معارف القرآن
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع
معارف القرآن
حضرت مولانا کاندھلوی
تفسیر میرٹھی
مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
[illegible]
حضرت شیخ [illegible]
[illegible] حضرت تھانوی
[illegible]
حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب
حضرت علامہ شمس الحق افغانی

اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061)-4540513-4519240

فہرست عنوانات

سورۃ النساء تا سورۃ الاعراف

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سورۃ النساء	۳	[illegible]	۱۶	وراثت انبیاء کا مسئلہ	۳۰
بعثت انسانیت کے تقاضے	۳	یتیموں کو مال کی واپسی	۱۷	عورتوں کا ادب	۳۱
اللہ تعالیٰ کا واسطہ	۳	بالغ کا امتحان	۱۷	بدکاری کی سزا	۳۱
قرابت کے حقوق	۳	کم عقلوں کو اموال سپرد نہ کئے جائیں	۱۸	توبہ کے بعد ملامت نہ کرو	۳۲
یتیمی	۳	[illegible]	۱۸	شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا	۳۲
عورت	۴	یتیم کے مال کا تحفظ	۱۹	[illegible] سے غیر فطری فعل	۳۳
یتیم بچوں کا تحفظ	۵	تربیت کا موقع	۱۹	توبہ	۳۳
صرف حلال مال	۶	[illegible] مال	۲۰	توبہ کی حقیقت	۳۳
نکاح سے پہلے [illegible]	۷	قانون وراثت	۲۰	توبہ کے ارکان	۳۴
نکاح یتامیٰ کا مسئلہ	۹	غیر وارث رشتہ دار	۲۰	کن کی توبہ قبول نہیں ہوتی	۳۵
حلال کی شرط	۷	یتیموں سے اچھی [illegible] معاملہ کرو	۲۱	قرب موت کی حالت میں	۳۶
مہر کی حیثیت	۷	اولاد کا حصہ	۲۲	عورتوں کے حقوق کا تحفظ	۳۶
عورت کا حق مہر اس کے حساب	۷	[illegible]	۲۳	عورتوں کے ساتھ حسن سلوک	۳۶
[illegible]	۸	[illegible] کی بیٹیاں	۲۳	دور جاہلیت کے ظلم کی ممانعت	۳۷
[illegible]	۹	ماں باپ کا حصہ	۲۳	ازدواجی معاملات کا احترام	۳۸
[illegible]	۹	وصیت	۲۳	اسلام نے عورتوں پر ہونے والے مظالم کا خاتمہ کر دیا	۳۹
[illegible]	۹	قرض	۲۴	سب سے بڑی بے حیائی	۳۹
حضرت ام حبیبہ	۹	قانون میراث کی حکمت	۲۴	سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت	۳۹
حضرت صفیہ	۹	بیوی کا حصہ	۲۵	سوتیلی ماں سے نکاح کی سزا	۳۹
حضرت زینب	۹	تفصیل مسئلہ	۲۵	محرمات رضاعی	۳۹
قرآن میں تعدد ازدواج	۹	[illegible]	۲۵	خالہ، پھوپھی [illegible]	۴۰
رحمۃ للعالمین ﷺ کے تعدد ازدواج	۱۳	حضرت [illegible] کی بیوی	۲۶	[illegible]	۴۰
حقوق کی مساوات	۱۵	ماں شریک بہن بھائی کا حصہ	۲۶	محرمات ابدی و غیر ابدی	۴۲
مہر	۵	[illegible]	۲۶	دار الحرب سے آئی ہوئی لونڈی	۴۳
[illegible]	۱۵	ماں شریک بہن بھائی	۲۷	متعہ کی چار شرطیں	۴۳
[illegible]	۱۶	وصیت سے [illegible]	۲۷	مہر کی [illegible]	۴۳
[illegible]	۱۶	احکام میراث [illegible]	۲۸		

محرمات کی تفصیل	۴۳
[illegible]	۴۶
حرمت متعہ	۴۶
باندی سے نکاح	۴۹
باندی سے نکاح کی شرائط	۴۹
باندی سے نکاح [illegible]	۴۹
باندی کی [illegible]	۵۰
[illegible]	۵۰
باندی سے نکاح کی کراہت کی وجہ	۵۰
احکام الٰہی کا تصور	۵۱
[illegible]	۵۱
شہوت پرستوں کی چاہت	۵۲
انسانی طبیعت کی رعایت	۵۲
ناحق مال نہ کھاؤ	۵۲
خودکشی سب سے [illegible]	۵۳
احتیاط	۵۳
[illegible]	۵۴
[illegible] کی سزا	۵۵
کبائر سے بچنے کی ترغیب	۵۵
معتزلہ کا مذہب	۵۵
[illegible] کا مطلب	۵۶
[illegible]	۵۷
انبیاء کا [illegible]	۵۸
نماز [illegible]	۵۸
[illegible]	۵۹
[illegible] گناہ	۵۹
منافق کی [illegible]	۶۰
شراب خوری	۶۰
شیطان سے [illegible]	۶۱
[illegible] اجازت میں	۶۲
[illegible]	۶۲
[illegible]	۶۳
بعض خواتین کے سوال	۶۳
حکیمانہ ضابطہ	۶۳
ہر ایک کا حصہ مقرر ہے	۶۳
مرد و عورت کا درجہ	۶۴
[illegible]	۶۵
مردوں کی فضیلت کی وضاحت	۶۵
نیک عورتوں کی صفات	۶۶
اسرار و معارف	۶۷
جدا کرنے کا مطلب	۶۸
[illegible]	۶۸
[illegible]	۶۸
[illegible]	۶۹
[illegible]	۶۹
[illegible]	۶۹
مفسرین کے اقتباسات	۷۰
[illegible]	۷۰
[illegible]	۷۱
[illegible]	۷۲
[illegible]	۷۳
[illegible]	۷۴
دیگر اہل قرابت کے حقوق	۷۵
[illegible] کی قسمیں	۷۵
[illegible]	۷۵
یتیم کی سرپرستی	۷۶
[illegible]	۷۶
مسافر مہمان	۷۶
غلام اور باندی	۷۷
آنحضرت ﷺ کی [illegible]	۷۷
[illegible]	۷۷
[illegible]	۷۷
[illegible]	۷۷
[illegible]	۷۸
[illegible]	۷۸
[illegible] کا حق	۷۸
راہ گیر کا حق	۷۹
ذرہ بھر ظلم	۷۹
[illegible]	۷۹
[illegible]	۸۰
آنحضرت ﷺ کی [illegible]	۸۰
ریاکاری	۸۱
ایمان و اخلاص کی دعوت	۸۱
[illegible]	۸۱
[illegible]	۸۱
[illegible]	۸۱
[illegible]	۸۱
[illegible]	۸۲
[illegible]	۸۲
[illegible]	۸۲
[illegible]	۸۲
آنحضرت ﷺ کی شہادت	۸۳
آنحضرت ﷺ [illegible]	۸۳
[illegible]	۸۳
[illegible]	۸۴
[illegible]	۸۴
[illegible]	۸۵
[illegible] کے مسائل	۸۵
[illegible]	۸۶
[illegible]	۸۶
تیمم کا طریقہ	۸۷
[illegible]	۸۷
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]	۹۰	[illegible]	۱۰۲	[illegible]	۱۱۲
[illegible]	۹۰	[illegible]	۱۰۳	[illegible]	۱۱۳
[illegible]	۹۱	[illegible]	۱۰۳	[illegible]	۱۱۵
حضرت [illegible] کا واقعہ	۹۱	[illegible]	۱۰۳	[illegible]	۱۱۶
یہودی [illegible]	۹۲	اطاعت [illegible]	۱۰۴	[illegible]	۱۱۸
ایک [illegible]	۹۲	[illegible]	۱۰۴	[illegible]	۱۱۹
[illegible]	۹۳	حضرت [illegible]	۱۰۴	[illegible]	۱۱۹
یہودیوں کی مخالفت	۹۳	[illegible] کا واقعہ	۱۰۵	[illegible]	۱۱۹
[illegible]	۹۳	[illegible]	۱۰۵	[illegible]	۱۱۹
[illegible] کا اسلام	۹۴	[illegible]	۱۰۵	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۹۴	[illegible]	۱۰۵	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۹۴	[illegible]	۱۰۶	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۹۴	[illegible]	۱۰۷	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۹۵	[illegible]	۱۰۷	[illegible]	۱۲۰
[illegible]	۹۵	[illegible]	۱۰۷	[illegible]	۱۲۱
[illegible]	۹۵	[illegible]	۱۰۸	[illegible]	۱۲۲
[illegible]	۹۶	[illegible]	۱۰۸	[illegible]	۱۲۲
یہودیوں کی [illegible]	۹۶	[illegible]	۱۰۸	[illegible]	۱۲۳
یہودیوں کا [illegible]	۹۷	[illegible]	۱۰۹	[illegible]	۱۲۳
اپنی [illegible]	۹۸	[illegible]	۱۱۰	[illegible]	۱۲۳
یہودی [illegible]	۹۸	[illegible]	۱۱۰	[illegible]	۱۲۳
[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۱۲۵
[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۱۲۵
[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۱۲۵
[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۱۲۶
[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۲	[illegible]	۱۲۶
[illegible]	۹۹	[illegible]	۱۱۳	[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۰۰	[illegible]	۱۱۳	[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۰۱	[illegible]	۱۱۴	[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۰۱	[illegible]	۱۱۴	[illegible]	۱۲۷
[illegible]	۱۰۱	[illegible]	۱۱۵	[illegible]	۱۲۸
[illegible]	۱۰۲	[illegible]	۱۱۵	[illegible]	۱۲۸
[illegible]	۱۰۲	[illegible]	۱۱۵	[illegible]	۱۲۹

سلام اور اسلام	۱۲۹
قیامت کا اجتماع بھی مجلس ہے	۱۳۰
منافقوں کی دو قسمیں	۱۳۰
منافقین کے بارے میں حکم	۱۳۰
ہجرت کی قسمیں	۱۳۱
منافقین کیلئے قتل جائز ہے	۱۳۱
عیاش بن ابی ربیعہ کا واقعہ	۱۳۱
دیت کی قسمیں	۱۳۲
قتل خطا کے احکام	۱۳۳
قتل خطا کا کفارہ اور شرائط	۱۳۳
خون بہا کی رقم	۱۳۳
مومن کا قتل کب جائز ہوتا ہے	۱۳۴
ایک یہودی کا واقعہ	۱۳۴
حضرت خالد بن ولید کا واقعہ	۱۳۴
مومن کے قتل کی مذمت	۱۳۴
قاتل کے دوام جہنم کی تحقیق	۱۳۵
جان بوجھ کر قتل	۱۳۵
مقیس بن صبابہ کا واقعہ	۱۳۶
مسلمانوں کو تنبیہ	۱۳۷
شبہ کی وجہ	۱۳۸
بلا تحقیق قتل کی مذمت	۱۳۹
تحقیق واجب ہونے کی شرط	۱۴۰
لا الہ الا اللہ کا قائل	۱۴۱
مجاہدین کیلئے حکم	۱۴۱
ایک شخص کے سلام کا واقعہ	۱۴۱
مجاہدین کا علم اور جہاد کی حیثیت	۱۴۲
مجاہدین کی فضیلت کی مثال	۱۴۲
ضعیف کون ہیں	۱۴۲
جہاد، حقوق العباد	۱۴۲
کافروں سے زیادہ اور کمی سے بچاؤ	۱۴۳
درجات کی بلندی	۱۴۳
نفلی صدقات کا ثواب	۱۴۴
ہجرت کا حکم	۱۴۵
مہاجرین کو تسلی	۱۴۵
بے بسوں کیلئے دعاء	۱۴۵
ہجرت کی تعریف	۱۴۶
بلاد شرک سے دارالاسلام کی طرف ہجرت	۱۴۶
تاریخ کی شہادت	۱۴۶
حضور ﷺ اور صحابہ کا فقر و فاقہ	۱۴۶
قصر نماز	۱۴۷
نماز خوف	۱۴۸
اپنا بچاؤ ضروری ہے	۱۴۹
نماز کا قضا ہونا	۱۴۹
ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو	۱۴۹
جب امن ہو	۱۵۰
نماز ظہر اور عصر کا وقت	۱۵۰
نمازوں کے اوقات	۱۵۰
عشاء کا وقت	۱۵۰
ہمت نہ ہارو	۱۵۱
ایک منافق کی خیانت کا واقعہ	۱۵۱
حضور ﷺ کا اجتہاد	۱۵۲
مجتہد کا اجتہاد	۱۵۲
حکم کی تین قسمیں	۱۵۲
بے جا حمایت کی مذمت	۱۵۳
چوری کے واقعہ کی تفصیل	۱۵۳
صحابہ کرام کی حالت	۱۵۳
گناہ بخشوانے کا طریقہ	۱۵۳
[illegible]	۱۵۵
دوسرے پر تہمت	۱۵۵
منافقوں کی سرگوشیاں	۱۵۶
تحقیق کرنے والے کا کام	۱۵۶
اچھی بات کرو	۱۵۷
جان کر حق سے بچنا	۱۵۷
اجماع امت کا حکم	۱۵۷
لا الہ الا اللہ کی وضاحت	۱۵۷
قیامت تک اعمال	۱۵۸
طعمہ بن ابیرق کا قصہ	۱۵۸
حضور ﷺ اور آپ کے مخالف	۱۵۸
وعید عذاب کی دو شرطیں	۱۵۸
شرک اور تفرق سزا کا دائمی ہونا	۱۵۹
[illegible] کی تین قسمیں	۱۵۹
شرک کی تحقیقات	۱۵۹
شرک کی برائی	۱۵۹
مشرکین کی جہالت	۱۶۰
شیطان کا مقصد	۱۶۰
اللہ کی پیدائش کو تبدیل کرنا	۱۶۰
گودنے اور گدوانے والی	۱۶۱
جانوروں کو خصی کرنا	۱۶۱
بازار میں ایک شخص	۱۶۱
شیطان کا غرور کی طرح	۱۶۱
مشرک کے ساتھ معاملہ	۱۶۲
اللہ کا وعدہ	۱۶۳
مغفرت کیلئے نیک عمل کی ضرورت	۱۶۳
دعوت نبوی	۱۶۳
مومن کی نیکی	۱۶۳
حضرات صحابہ کی فضیلت	۱۶۴
احسان کیا ہے	۱۶۴
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کی وجہ	۱۶۴
حضرت ابراہیم کا ایک عجیب واقعہ	۱۶۵
امت کے اعمال اور حال	۱۶۵
حضور ﷺ کا مقام	۱۶۵
امت کی پہلی مثال	۱۶۵
نیکی کے مقبول ہونے کی شرطیں	۱۶۵
حضور ﷺ کا خطبہ	۱۶۶
ابراہیم علیہ السلام کی خلت	۱۶۶
حضور ﷺ کی حالت فقر	۱۶۷
ازدواجی زندگی	۱۶۷
حضور ﷺ کا عدل	۱۶۸
صلح کی اقسام	۱۶۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
[illegible]	۱۶۹	[illegible] بیان کرنا	۱۷۹	تحقیق عقیدہ [illegible]	۱۹۳
[illegible] کی مذمت	۱۷۰	[illegible]	۱۸۰	خلاصہ کلام	۱۹۶
[illegible]	۱۷۰	[illegible]	۱۸۰	تین عیسائی فرقے	۱۹۷
[illegible]	۱۷۰	مسلمان [illegible]	۱۸۰	یہود [illegible]	۱۹۷
حالت [illegible]	۱۷۰	[illegible]	۱۸۰	یہود [illegible]	۱۹۸
[illegible]	۱۷۱	[illegible]	۱۸۱	صداقت قرآن	۱۹۸
حضرت سلیمان کی قوم	۱۷۲	[illegible]	۱۸۱	یہود [illegible]	۱۹۹
[illegible]	۱۷۲	[illegible]	۱۸۲	[illegible]	۱۹۹
[illegible]	۱۷۲	[illegible]	۱۸۲	[illegible]	۱۹۹
حضرت عبداللہ [illegible]	۱۷۳	یہود پر عذاب کے اسباب	۱۸۲	[illegible]	۱۹۹
[illegible]	۱۷۳	[illegible]	۱۸۳	انبیاء [illegible] کی تفصیل	۲۰۰
[illegible]	۱۷۳	حضرت عیسیٰ [illegible]	۱۸۳	انبیاء [illegible]	۲۰۰
[illegible]	۱۷۴	[illegible] کا قول	۱۸۳	قرآن [illegible]	۲۰۰
[illegible] کا مقصد	۱۷۴	[illegible]	۱۸۳	خدائی [illegible]	۲۰۲
[illegible]	۱۷۴	[illegible] کی شہادت	۱۸۳	[illegible]	۲۰۱
[illegible]	۱۷۵	حضرت عیسیٰ [illegible]	۱۸۴	یہود [illegible]	۲۰۲
[illegible]	۱۷۵	حضرت عیسیٰ [illegible] کا نزول	۱۸۵	[illegible]	۲۰۲
[illegible]	۱۷۵	دجال اور حضرت عیسیٰ [illegible]	۱۸۶	حضرت [illegible]	۲۰۲
[illegible]	۱۷۵	قیامت [illegible]	۱۸۷	[illegible]	۲۰۲
منافقوں کی حالت	۱۷۵	[illegible]	۱۸۷	[illegible]	۲۰۳
[illegible]	۱۷۶	[illegible] انبیاء سے ملاقات	۱۸۷	[illegible]	۲۰۳
شراب [illegible]	۱۷۶	[illegible]	۱۸۸	[illegible]	۲۰۳
منافقت	۱۷۶	[illegible]	۱۸۸	[illegible] فیصلہ [illegible]	۲۰۳
حضور [illegible]	۱۷۷	[illegible] کے متعدد فرقے	۱۸۸	[illegible]	۲۰۳
[illegible]	۱۷۷	[illegible] کی بے وفائی	۱۸۹	[illegible]	۲۰۳
منافقوں کی نماز	۱۷۷	[illegible]	۱۸۹	[illegible]	۲۰۴
[illegible]	۱۷۷	[illegible]	۱۸۹	حضرت [illegible]	۲۰۵
[illegible]	۱۷۸	[illegible]	۱۹۰	[illegible]	۲۰۵
[illegible]	۱۷۸	[illegible]	۱۹۰	[illegible]	۲۰۵
[illegible] مسلمان	۱۷۸	[illegible]	۱۹۰	[illegible]	۲۰۶
[illegible]	۱۷۹	عقیدہ تثلیث [illegible]	۱۹۲	[illegible]	۲۰۷
[illegible]	۱۷۹	[illegible]	۱۹۳	سورۃ مائدہ	۲۱۰
[illegible]	۱۷۹	[illegible]	۱۹۴	[illegible]	۲۱۰

سب سے آخری سورۃ	۲۰۷
یہ سورۃ سفر حج میں نازل ہوئی	۲۰۷
معاہدات کی قسمیں	۲۰۸
تنبیہ	۲۰۸
ایمان ایک عہد ہے	۲۰۸
بدعہدی پر یہود کو سزا	۲۰۹
جنگلی چوپائے	۲۰۹
احرام اور جنگلی جانور	۲۰۹
حلال و حرام کا اختیار اللہ کو ہے	۲۰۹
شعائر اللہ کی بے حرمتی	۲۱۰
ادب والے مہینے	۲۱۰
قربانی کا جانور اور اس کی علامت	۲۱۱
حضور ﷺ کا سفر حج	۲۱۱
حج اور عمرہ کرنے والوں کا احترام	۲۱۱
کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل سے نہ پھیرے	۲۱۱
ذو نعم کی اولاد سے والا	۲۱۲
جوش انتقام میں کوئی زیادتی	۲۱۲
عداوت دشمن سب سے حال کرو	۲۱۲
کھانے کا حکم	۲۱۲
نیکی پر تعاون کرو	۲۱۲
ظلم اور زیادتی کا وبال	۲۱۲
مردار جانور	۲۱۳
مردار کا گوشت صحت کے لئے مضر ہے	۲۱۳
مچھلی اور ٹڈی	۲۱۳
ذبح ہونے والے جانور	۲۱۴
تقدیر کے تیروں سے قسمت معلوم کرنا	۲۱۴
بحث ذبح غیر اللہ کا اثر ہے	۲۱۴
لعنت کا تقدیراتی	۲۱۵
انصاب کا حکم	۲۱۵
بتوں کیلئے قربانی	۲۱۵
قسمت کے تیر	۲۱۵
استخارہ کی اہمیت	۲۱۶
اب کافر مایوس ہو چکے ہیں	۲۱۶
شیطان کا راستہ	۲۱۷
اونٹنی وغیرہ کے بچے کا دانشمند	۲۱۷
تکمیل دین	۲۱۷
شان نزول	۲۱۷
امت کی خاص شان	۲۱۷
عیسیٰ علیہ السلام بھی ﷺ	۲۱۸
قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا	۲۱۸
تکمیل کا مطلب	۲۱۹
سب سے بڑا احسان	۲۱۹
نجات صرف اسلام میں ہے	۲۱۹
مجبوری کی رعایت	۲۱۹
شکاری کتے اور پرندے کے شکار کا حکم	۲۲۰
بسم اللہ نہ پڑھو تو شیطان ساتھ کھاتا ہے	۲۲۰
شکاری کتے اور باز وغیرہ کے شکار	۲۲۰
شکار میں شاہین وغیرہ سے فضیلت	۲۲۰
کالا کتا	۲۲۲
کتے اور بندر کا کھایا ہوا	۲۲۲
جب دوسرا کتا بھی شریک ہو جائے	۲۲۲
حلال چیزیں ہمیشہ حلال ہیں	۲۲۳
غذا کا اخلاق پر اثر	۲۲۳
حرام ہونے کے دو اصول	۲۲۳
کافر اللہ سے کسی جگہ بہترین بنا	۲۲۴
اہل کتاب کا ذبیحہ	۲۲۴
ایک یہودی فرقہ	۲۲۴
اہل کتاب اور دوسرے کفار کے طعام	۲۲۴
کھانے کی اقسام اور حکم	۲۲۴
اہل کتاب نے ذبیحہ ان کی عورتوں سے	۲۲۵
موجودہ تورات اور انجیل کے احکام	۲۲۵
صفتی یہودی عیسائی	۲۲۶
مرتد ہونے والے یہودی یا نصرانی	۲۲۶
تمہاری کتیبے مسلمان کا نام جانتے ہے	۲۲۶
مشرک عورت سے نکاح جائز نہیں	۲۲۷
اہل کتاب کی عورت سے نکاح مکروہ ہے	۲۲۷
حضرت عمرؓ کی حضرت حذیفہؓ کو تنبیہ	۲۲۷
حضرت عمرؓ کی بصیرت اور آپ کا فیصلہ	۲۲۸
نکاح عورت کیلئے رحمت ہے	۲۲۸
نکاح کا مقصد	۲۲۹
احسان کا تقاضا	۲۲۹
وضو کا حکم	۲۲۹
داڑھی پر سے وضو کرنے کا مسئلہ	۲۳۰
پاؤں کا دھونا فرض ہے	۲۳۱
وضو کیلئے نیت	۲۳۱
پیدا ہونے پر ہاتھ دھونا	۲۳۱
موزوں پر مسح	۲۳۲
پاؤں کا دھونا متواتر اور مسلم ہے	۲۳۲
رخساروں کو ملنا	۲۳۲
دائیں طرف سے شروع کرنا	۲۳۲
مسواک سنت انبیاء ہے	۲۳۲
کھڑے ہو کر سب سے پہلا کام	۲۳۳
غسل جنابت	۲۳۴
حضور ﷺ کے غسل کی کیفیت	۲۳۴
بوقت ضرورت تیمم کی اجازت	۲۳۴
اللہ تعالیٰ بندوں پر تنگی نہیں چاہتے	۲۳۵
اصل سچی کی پاک زندگی	۲۳۵
صرف باتیں نہیں عمل کر کے دکھاؤ	۲۳۶
عدل کی ترازو سیدھی رکھو	۲۳۶
تیمم کرنے والے کا وضو	۲۳۷
سچے گواہ اور اس کا عمل	۲۳۷
عدالت پر عدالت کا سبب	۲۳۷
قرآن اور اس کی نشانی	۲۳۸
حصول نعمت کی جد و جہد	۲۳۸
قرآن کیلئے بارہ سب	۲۳۸
اس امت کے بارہ خلفاء	۲۳۹
بنی اسرائیل کے بارہ سردار	۲۳۹
بارہ خلفاء کے متعلق دیگر روایتیں	۲۴۰
بنی اسرائیل سے اللہ کا عہد و عدہ	۲۴۰

[illegible]	۲۴۱	ہابیل قابیل کا قصہ	۲۵۵	[illegible]	۲۶۷
قرض حسن	۲۴۱	نکاح کے تنازعے کا فیصلہ	۲۵۶	وسیلہ [illegible]	۲۶۸
[illegible] ہے	۲۴۲	حسد کی [illegible]	۲۵۷	جنت کا اعلیٰ درجہ	۲۶۸
یہودیوں کو [illegible] تھے	۲۴۲	حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خط	۲۵۷	اذان کی دعا	۲۶۸
ہر [illegible] گناہ [illegible] ہوجاتا ہے	۲۴۳	حضرت علیؓ کا ارشاد	۲۵۷	[illegible] کی دعا	۲۶۹
[illegible] دشمن ہیں	۲۴۳	قربانی کس کی قبول ہوتی ہے	۲۵۷	[illegible]	۲۶۹
عیسائی بھی [illegible] تھے	۲۴۳	مظلوم کو اپنے بچاؤ کا حق ہے	۲۵۸	[illegible] کی خاص [illegible]	۲۶۹
ان کی فرقہ بندی قیامت تک	۲۴۳	امت محمدیہ کا پہلا [illegible]	۲۵۸	آخرت کی کامیابی تقویٰ سے ہے	۲۷۰
یہود و نصاریٰ [illegible] خطاب	۲۴۴	[illegible] کی سزا [illegible]	۲۵۸	زمین بھر کا خزانہ [illegible]	۲۷۰
[illegible] کا فرض [illegible]	۲۴۵	ہابیل [illegible]	۲۶۰	ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے	۲۷۰
قدرت [illegible] اللہ ہی کی ہے	۲۴۵	قیامت کے دن مظلوم اور ظالم	۲۶۰	[illegible]	۲۷۰
یہود و نصاریٰ کے دعوے	۲۴۶	قتل [illegible] کی سزا	۲۶۰	[illegible] چوری پر ہاتھ کاٹا [illegible]	۲۷۲
قدرت [illegible]	۲۴۷	دفن کا طریقہ کوے سے سیکھا	۲۶۱	[illegible]	۲۷۲
جہالت کے [illegible] نور	۲۴۷	قاتل کی ندامت	۲۶۱	[illegible]	۲۷۳
حضرت [illegible] کا بیان	۲۴۸	قتل کے بعد [illegible]	۲۶۱	[illegible] کی حالت	۲۷۳
[illegible] کا کلام	۲۴۸	[illegible]	۲۶۱	[illegible]	۲۷۳
یہودیوں کا تذکرہ	۲۴۸	حضرت شیث علیہ السلام	۲۶۱	[illegible] سزا کی [illegible]	۲۷۴
[illegible] ہے	۲۴۸	ہر قتل [illegible] قتل کا حصہ ہے	۲۶۲	[illegible]	۲۷۵
[illegible]	۲۴۹	ایک سال تک [illegible]	۲۶۲	[illegible]	۲۷۶
بنی اسرائیل [illegible]	۲۴۹	قاتل [illegible]	۲۶۲	توبہ کا مطالبہ	۲۷۶
[illegible]	۲۴۹	قاتل و مقتول دونوں جہنمی	۲۶۲	حضور ﷺ کی بیعت	۲۷۷
بنی اسرائیل [illegible]	۲۵۰	ایک کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے	۲۶۳	حد کے بعد بھی توبہ کی ضرورت	۲۷۷
[illegible]	۲۵۰	ایک مومن کا ناحق خون	۲۶۳	یہودی [illegible] کا فیصلہ	۲۷۸
[illegible]	۲۵۰	[illegible]	۲۶۴	یہودی [illegible]	۲۷۸
[illegible]	۲۵۱	[illegible]	۲۶۴	[illegible]	۲۷۹
[illegible]	۲۵۱	[illegible]	۲۶۵	منافقین اور یہودی [illegible]	۲۷۹
[illegible]	۲۵۲	[illegible] سزا [illegible]	۲۶۵	اسلام کے [illegible]	۲۸۰
حضرت [illegible]	۲۵۲	زمین سے [illegible] کا مطلب	۲۶۶	رشوت [illegible]	۲۸۰
[illegible]	۲۵۳	[illegible]	۲۶۶	رشوت سے [illegible]	۲۸۰
[illegible]	۲۵۴	[illegible]	۲۶۶	[illegible] رشوت	۲۸۱
[illegible]	۲۵۴	اللہ کا حق توبہ سے معاف ہو جاتا ہے	۲۶۷	حضرت عمر [illegible]	۲۸۱
حضرت ہارون [illegible] وفات	۲۵۵	[illegible]	۲۶۷	رشوت کی اقسام	۲۸۱
حضرت موسیٰ [illegible] وفات کا قصہ	۲۵۵	توبہ کی اجازت کی حکمت	۲۶۷	[illegible]	۲۸۱

جو شخص توبہ کرے [illegible]	۲۸۲	[illegible] کا ایمان	۲۹۵	[illegible]	۳۱۲
[illegible]	۲۸۲	[illegible]	۲۹۵	[illegible]	۳۱۲
حالت مجبوری	۲۸۳	[illegible]	۲۹۵	یہودیوں کا مقصد [illegible]	۳۱۳
[illegible]	۲۸۳	حضرت [illegible]	۲۹۵	[illegible]	۳۱۴
[illegible]	۲۸۴	[illegible]	۲۹۷	حضرت [illegible]	۳۱۵
[illegible]	۲۸۴	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۱۶
[illegible]	۲۸۴	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۱۶
[illegible]	۲۸۴	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۱۷
[illegible]	۲۸۵	[illegible]	۲۹۸	[illegible]	۳۱۷
حضرت جابر [illegible]	۲۸۵	حضرت [illegible]	۲۹۸	حضور [illegible]	۳۱۸
[illegible]	۲۸۵	[illegible] والوں اور ظاہر [illegible]	۲۹۸	حضرت [illegible]	۳۱۸
[illegible]	۲۸۵	[illegible] کا استدلال	۲۹۹	[illegible]	۳۱۸
[illegible]	۲۸۶	[illegible]	۳۰۰	حضور [illegible]	۳۱۹
[illegible]	۲۸۶	[illegible]	۳۰۱	[illegible]	۳۲۰
[illegible]	۲۹۰	[illegible]	۳۰۱	[illegible]	۳۲۱
[illegible]	۲۸۷	[illegible]	۳۰۱	ترتیب آیات [illegible]	۳۲۲
حضور [illegible]	۲۸۷	[illegible]	۳۰۱	[illegible]	۳۲۲
[illegible]	۲۸۷	کافروں [illegible]	۳۰۲	[illegible]	۳۲۳
[illegible]	۲۸۸	[illegible]	۳۰۳	[illegible]	۳۲۴
[illegible]	۲۸۹	اہل کتاب کے [illegible] کی حالت	۳۰۳	[illegible]	۳۲۴
[illegible]	۲۸۹	اہل کتاب نے [illegible]	۳۰۴	[illegible]	۳۲۵
[illegible]	۲۸۹	یہودیوں کی [illegible]	۳۰۵	[illegible]	۳۲۶
[illegible]	۲۹۰	[illegible]	۳۰۶	[illegible]	۳۲۸
[illegible]	۲۹۰	[illegible]	۳۰۶	شراب [illegible]	۳۲۹
[illegible]	۲۹۱	[illegible] کے [illegible]	۳۰۶	[illegible]	۳۲۹
[illegible]	۲۹۱	[illegible]	۳۰۷	شراب کی [illegible]	۳۳۰
[illegible]	۲۹۲	[illegible]	۳۰۷	[illegible]	۳۳۰
[illegible]	۲۹۲	[illegible]	۳۰۸	شراب [illegible]	۳۳۱
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۸	شراب [illegible]	۳۳۲
حضرت [illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۸	شراب [illegible]	۳۳۳
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۰۹	شراب [illegible]	۳۳۴
[illegible]	۲۹۳	[illegible]	۳۱۰	[illegible]	۳۳۴
[illegible]	۲۹۴	[illegible]	۳۱۰	شراب [illegible]	۳۳۴

عنوان	صفحہ
[illegible]	٣٣٣
حالت احرام میں شکار کا کفارہ	٣٣٥
[illegible]	٣٣٦
شکار کی تعریف	٣٣٧
قاضی [illegible] کا فیصلہ	٣٣٨
جان بوجھ کر شکار [illegible]	٣٣٨
[illegible] کا کفارہ	٣٣٨
[illegible] مسلمانوں کا فیصلہ	٣٣٩
مچھلی کا شکار	٣٤٠
شکار کے گوشت [illegible]	٣٤٢
[illegible]	٣٤٢
[illegible]	٣٤٢
[illegible]	٣٤٣
[illegible]	٣٤٣
[illegible]	٣٤٤
[illegible]	٣٤٤
[illegible]	٣٤٤
[illegible]	٣٤٥
حضرت [illegible] کا [illegible]	٣٤٦
حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک خطبہ	٣٤٦
[illegible] کی ہلاکت	٣٤٧
[illegible]	٣٤٨
[illegible] عذاب	٣٤٨
مسلمانوں [illegible] کافروں [illegible]	٣٤٩
[illegible]	٣٤٩
حضور ﷺ کی زبان [illegible]	٣٥٠
وصیت کے احکام	٣٥٠
وصیت کا بہترین طریقہ	٣٥١
شہادت کا مطلب	٣٥٠
[illegible]	٣٥٢
[illegible]	٣٥٣
امتحان [illegible]	٣٥٣
حضرت عیسیٰ [illegible] سے خطاب	٣٥٣
[illegible] کے معجزات	٣٥٤
[illegible]	٣٥٥
طاقت [illegible] کا مطلب	٣٥٦
[illegible]	٣٥٧
آسمان سے [illegible] اترنے کا بیان	٣٥٨
[illegible]	٣٥٨
[illegible] مچھلیاں	٣٥٩
حضور ﷺ نے [illegible]	٣٥٩
[illegible] کی کیفیت	٣٥٩
[illegible] کا عذاب	٣٦٠
[illegible]	٣٦٠
حضرت عیسیٰ [illegible]	٣٦٠
حضرت عیسیٰ [illegible] کا جواب	٣٦١
امت محمدیہ [illegible] مہربانی	٣٦١
[illegible]	٣٦٢
آپ [illegible]	٣٦٣
امت محمدیہ [illegible] بشارت	٣٦٣
[illegible]	٣٦٣
[illegible]	٣٦٣
سورۃ انعام	٣٦٤
[illegible] تصورات	٣٦٤
[illegible]	٣٦٥
[illegible]	٣٦٥
[illegible] کا مطلب	٣٦٥
تخلیق انسان کا بیان	٣٦٦
[illegible]	٣٦٦
[illegible]	٣٦٧
[illegible]	٣٦٧
[illegible]	٣٦٧
[illegible]	٣٦٨
[illegible]	٣٦٩
[illegible]	٣٦٩
فرشتہ [illegible]	٣٧٠
[illegible]	٣٧٠
حضور ﷺ [illegible]	٣٧٠
[illegible]	٣٧١
[illegible]	٣٧١
[illegible] کا سبب	٣٧٢
[illegible]	٣٧٢
[illegible]	٣٧٣
[illegible]	٣٧٣
[illegible]	٣٧٣
[illegible]	٣٧٤
[illegible]	٣٧٤
حضور ﷺ [illegible]	٣٧٥
[illegible]	٣٧٥
حضرت [illegible]	٣٧٥
[illegible]	٣٧٦
[illegible]	٣٧٦
[illegible]	٣٧٧
[illegible]	٣٧٧
[illegible]	٣٧٨
[illegible]	٣٧٩
ان کا [illegible] عذاب [illegible]	٣٧٩
[illegible]	٣٧٩
[illegible]	٣٨٠
حضرت ابراہیم [illegible]	٣٨١
[illegible]	٣٨١
کسی کی زمین غصب کرنا	٣٨١
[illegible]	٣٨٢
[illegible]	٣٨٣
[illegible]	٣٨٣
[illegible]	٣٨٤
اللہ تعالیٰ [illegible]	٣٨٤
سب سے [illegible]	٣٨٥

[illegible]	٣٨٦
[illegible]	٣٨٦
[illegible]	٣٨٧
[illegible]	٣٨٨
[illegible]	٣٨٨
[illegible]	٣٨٨
[illegible]	٣٨٩
[illegible]	٣٨٩
[illegible]	٣٨٩
[illegible]	٣٩٠
[illegible]	٣٩٠
[illegible]	٣٩١
[illegible]	٣٩١
[illegible]	٣٩١
[illegible]	٣٩٢
[illegible]	٣٩٣
[illegible]	٣٩٣
[illegible]	٣٩٣
[illegible]	٣٩٣
[illegible]	٣٩٤
[illegible]	٣٩٤
[illegible]	٣٩٥
[illegible]	٣٩٦
[illegible]	٣٩٦
[illegible]	٣٩٧
[illegible]	٣٩٧
[illegible]	٣٩٨
[illegible]	٣٩٨
[illegible]	٣٩٨
[illegible]	٣٩٩
[illegible]	٣٩٩
[illegible]	٣٩٩
[illegible]	٤٠٠
[illegible]	٤٠٠
[illegible]	٤٠٠
[illegible]	٤٠١
[illegible]	٤٠١
[illegible]	٤٠٢
[illegible]	٤٠٣
[illegible]	٤٠٤
[illegible]	٤٠٤
[illegible]	٤٠٥
[illegible]	٤٠٥
[illegible]	٤٠٥
[illegible]	٤٠٥
[illegible]	٤٠٦
[illegible]	٤٠٦
[illegible]	٤٠٦
[illegible]	٤٠٧
[illegible]	٤٠٨
[illegible]	٤٠٨
[illegible]	٤٠٩
[illegible]	٤٠٩
[illegible]	٤٠٩
[illegible]	٤٠٩
[illegible]	٤١٠
[illegible]	٤١٠
[illegible]	٤١١
[illegible]	٤١١
[illegible]	٤١٢
[illegible]	٤١٣
[illegible]	٤١٣
[illegible]	٤١٣
[illegible]	٤١٤
[illegible]	٤١٤
[illegible]	٤١٥
[illegible]	٤١٥
[illegible]	٤١٦
[illegible]	٤١٦
[illegible]	٤١٧
[illegible]	٤١٧
[illegible]	٤١٧
[illegible]	٤١٨
[illegible]	٤١٨
[illegible]	٤١٨
[illegible]	٤١٨
[illegible]	٤١٩
[illegible]	٤٢٠
[illegible]	٤٢٠
[illegible]	٤٢٠
[illegible]	٤٢١
[illegible]	٤٢١
[illegible]	٤٢٢
[illegible]	٤٢٣
[illegible]	٤٢٣
[illegible]	٤٢٣
[illegible]	٤٢٣
[illegible]	٤٢٣
[illegible]	٤٢٣
[illegible]	٤٢٤
[illegible]	٤٢٤
[illegible]	٤٢٥
[illegible]	٤٢٥
[illegible]	٤٢٥
[illegible]	٤٢٦
[illegible]	٤٢٦
[illegible]	٤٢٦

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	سورۃ الاعراف	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۴۸۸	[illegible]	۴۶۸	شیعہ [illegible]	۴۶۲	[illegible]
۴۸۸	[illegible]	۴۶۸	حضرت [illegible]	۴۶۲	[illegible]
۴۸۹	[illegible]	۴۶۸	[illegible]	۴۶۲	[illegible]
۴۸۹	[illegible]	۴۶۸	[illegible]	۴۶۲	[illegible]
۴۸۹	[illegible]	۴۶۹	[illegible]	۴۶۳	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۶۹	[illegible]	۴۶۳	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۶۹	[illegible]	۴۶۳	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۰	[illegible]	۴۶۳	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۰	[illegible]	۴۶۴	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۰	[illegible]	۴۶۴	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۰	[illegible]	۴۶۴	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۰	[illegible]	۴۶۴	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۲	[illegible]	۴۶۴	[illegible]
۴۹۰	[illegible]	۴۸۲	[illegible]	۴۶۴	[illegible]
۴۹۲	[illegible]	۴۸۳	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۲	[illegible]	۴۸۳	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۲	[illegible]	۴۸۴	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۳	[illegible]	۴۸۴	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۳	[illegible]	۴۸۴	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۳	[illegible]	۴۸۵	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۳	[illegible]	۴۸۵	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۴	[illegible]	۴۸۵	[illegible]	۴۶۵	[illegible]
۴۹۴	[illegible]	۴۸۵	[illegible]	۴۶۶	[illegible]
۴۹۴	[illegible]	۴۸۵	[illegible]	۴۶۶	[illegible]
۴۹۴	[illegible]	۴۸۵	[illegible]	۴۶۶	[illegible]
۴۹۴	[illegible]	۴۸۶	[illegible]	۴۶۷	[illegible]
۴۹۵	[illegible]	۴۸۶	[illegible]	۴۶۷	[illegible]
۴۹۵	[illegible]	۴۹۰	[illegible]	۴۶۷	[illegible]
۴۹۵	[illegible]	۴۸۷	[illegible]	۴۶۷	[illegible]
۴۹۶	[illegible]	۴۸۷	حضرت [illegible]	۴۶۷	[illegible]
۴۹۶	[illegible]	۴۸۷	[illegible]	۴۶۸	[illegible]
۴۹۶	[illegible]	۴۸۸	[illegible]	۴۶۸	[illegible]
۵۰۰	[illegible]	۴۸۹	[illegible]	۴۶۹	[illegible]

ہواؤں کی [illegible]	۴۹۷	پیدا کر کے [illegible]	۵۰۷	حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم	۵۱۸
کفار کے اعمال	۴۹۷	[illegible]	۵۰۷	قوم ثمود کی [illegible]	۵۱۹
مومن اور کافر کی موت	۴۹۷	دنیا کی اصل [illegible] ہے	۵۰۸	قوم ثمود کی [illegible]	۵۱۹
کافروں کا جنت میں جانا محال ہے	۴۹۸	بہت آہستہ آواز سے دعا کی فضیلت	۵۰۸	ثمود کے [illegible]	۵۱۹
[illegible] کی طاقت ہے	۴۹۹	آہستہ ذکر [illegible] کی فضیلت	۵۰۹	خدا کی نعمتوں کی قدر کرو	۵۱۹
جنت میں حسد نہ ہوگا	۴۹۹	ذکر کی تین اقسام	۵۰۸	[illegible] کا سبب	۵۱۹
شراب طہور پینے کا اثر	۴۹۹	[illegible]	۵۰۹	حضرت صالح علیہ السلام [illegible]	۵۲۰
جنت کا ملنا [illegible] اللہ کی رحمت ہے	۴۹۹	[illegible]	۵۱۰	ایک [illegible]	۵۲۰
[illegible]	۵۰۰	[illegible]	۵۱۰	حضرت صالح علیہ السلام [illegible]	۵۲۰
جنت میں کوئی تکلیف نہ ہوگی	۵۰۰	ساری مخلوق سے [illegible]	۵۱۰	[illegible]	۵۲۱
[illegible]	۵۰۰	اصلاح کا سامان	۵۱۰	قوم سے [illegible]	۵۲۱
جنتیوں اور دوزخیوں کی گفتگو	۵۰۰	[illegible]	۵۱۱	صالح علیہ السلام کی اونٹنی	۵۲۱
[illegible] سے خطاب	۵۰۱	رحمت الٰہی [illegible]	۵۱۱	قوم کی ہٹ دھرمی	۵۲۲
جنت اور جہنم کے درمیان دیوار	۵۰۱	خیر طلب [illegible]	۵۱۱	مردوں سے خطاب کا مقصد	۵۲۲
ایک [illegible] کا اثر	۵۰۱	زندگی کی بارش	۵۱۲	حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم	۵۲۲
[illegible]	۵۰۱	موت اور زندگی کی مثال	۵۱۲	غیر فطری [illegible]	۵۲۳
[illegible]	۵۰۲	حضرت نوح علیہ السلام	۵۱۳	حضرت لوط علیہ السلام [illegible]	۵۲۳
اعراف والوں کی [illegible]	۵۰۲	بت پرستی کی ابتداء	۵۱۳	[illegible]	۵۲۳
[illegible]	۵۰۳	[illegible]	۵۱۳	[illegible]	۵۲۳
[illegible]	۵۰۳	حضرت نوح [illegible]	۵۱۳	[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۰۳	[illegible]	۵۱۴	[illegible]	۵۲۴
[illegible]	۵۰۳	نبی کا آنا کوئی عجیب بات ہے؟	۵۱۴	حضرت شعیب علیہ السلام [illegible] قوم	۵۲۵
[illegible]	۵۰۳	[illegible]	۵۱۴	قوم سے خطاب	۵۲۵
[illegible]	۵۰۳	کافروں کی ہلاکت	۵۱۵	حقوق [illegible] کا خیال رکھو	۵۲۵
[illegible]	۵۰۳	کشتی کے سوار	۵۱۵	راستوں پر بیٹھنا	۵۲۶
[illegible]	۵۰۴	حضرت ہود علیہ السلام [illegible]	۵۱۵	خدا کے [illegible] شکر کرو	۵۲۶
[illegible]	۵۰۴	قوم عاد کی بت پرستی	۵۱۵	فیصلہ کا [illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۰۵	[illegible]	۵۱۶	قوم کے سرداروں کی [illegible]	۵۲۶
[illegible]	۵۰۵	قوم عاد [illegible]	۵۱۶	اللہ پر بھروسہ [illegible]	۵۲۷
[illegible]	۵۰۶	قوم عاد [illegible]	۵۱۷	حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب	۵۲۷
[illegible] کا جواب	۵۰۶	قوم عاد کا [illegible]	۵۱۷	[illegible]	۵۲۷
[illegible] کا قول	۵۰۶	[illegible]	۵۱۸	[illegible]	۵۲۷
[illegible]	۵۰۷	قوم عاد کا انجام	۵۱۸	قوم [illegible]	۵۲۸

[illegible]

اللہ کے حکم کی نافرمانی	۵۶۹
شہر والوں کے مختلف گروہ	۵۷۰
نیک لوگوں کی کوشش	۵۷۰
نافرمانوں پر عذاب	۵۷۰
سب بندر بن گئے	۵۷۰
حضرت ابن عباسؓ رونے لگے	۵۷۱
حیلہ کی ابتداء	۵۷۱
صرف منع کرنے والے محفوظ رہے	۵۷۲
نصیحت کرنے والوں کی مجبوری	۵۷۲
یہودیوں کی فاسقانہ زندگی	۵۷۲
یہودیوں پر اچھا اور برا	۵۷۳
اسرائیل کی حکومت	۵۷۳
یہودیوں کی دنیا کی طلب اور حرص	۵۷۳
توبہ کرلو	۵۷۴
یہودیوں کا دستور	۵۷۴
آج کل لوگوں سے سبق سیکھو	۵۷۴
یہودیوں نے دین کو کھیل بنا لیا	۵۷۵
قرآن کریم پر عمل	۵۷۵
یہودیوں نے عہد بھلا دیا	۵۷۵
دین کی مستحکم بنیاد	۵۷۶
قرآن کی تلاوت کی خصوصیت	۵۷۶
ایک عظیم الشان کام	۵۷۷
جنتیوں اور دوزخیوں کی پیدائش	۵۷۷
مجھے وہ عہد یاد ہے	۵۷۸
حضرت آدمؑ نے عمر کے چالیس سال	۵۷۸
اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے	۵۷۸
سب سے پہلے منکر	۵۷۸
حضرت علیؓ کا قول	۵۷۹
بلعم بن باعوراء کا تذکرہ	۵۷۹
بلعم کی بددعاء	۵۸۰
ایک جاہل	۵۸۰
قصہ کی ایک اور تفصیل	۵۸۱
مشرکین کی بے بسی	۵۸۲
ہدایت اللہ سے مانگو	۵۸۲
مخلوق عالم کی غفلت	۵۸۳
ہدایت توفیق حق سے ہے	۵۸۳
مقصود عبادت ہے	۵۸۳
آخرکار ہلاکت کی وجہ سے بہت سے جہنمی	۵۸۳
غافل انسان جانوروں سے بھی بدتر	۵۸۳
اللہ کو اچھے ناموں سے پکارو	۵۸۴
ہر مرض کا علاج	۵۸۵
اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام	۵۸۵
ایسے نام جو قرآن میں آئے ہیں	۵۸۵
بعض دیگر اسماء مبارکہ	۵۸۶
نام مبارک لینے کا ادب	۵۸۶
مشکلات کے حل کی دعاء	۵۸۶
اپنے اختیارات سے اللہ کے نام نہ رکھو	۵۸۷
معتدل امت	۵۸۷
اہل حق موجود رہیں گے	۵۸۷
حق کا ساتھ دینے والی امت	۵۸۸
اللہ تعالیٰ کی گرفت	۵۸۸
ہدایت و گمراہی اللہ کے قبضہ میں ہے	۵۸۹
قیامت کا معین وقت	۵۸۹
قیامت اچانک قائم ہوگی	۵۸۹
انسان کی موت اس کی قیامت کی موت	۵۹۰
دیہاتیوں کے سوال کا جواب	۵۹۰
قیامت کی ایک علامت	۵۹۰
دنیا کی عمر	۵۹۱
کوئی بندہ نفع کا مالک اور عالم الغیب نہیں ہے	۵۹۱
آنحضرت ﷺ کا علم تدریجی تعلیمات سے بڑھا کرتے	۵۹۱
عام انسانوں کی حالت	۵۹۲
حضرت آدم و حواء کی ندامت	۵۹۳
ازدواجی حقوق اور فرائض	۵۹۳
مشرکین کی بے وقوفی	۵۹۴
محنت مزدوری سے پرہیز نہ کرو	۵۹۵
حضرت سالم بن عبداللہ کا واقعہ	۵۹۵
حضرت عمرؓ کا اس آیت پر عمل	۵۹۶
معاف کرنے کا اجر	۵۹۶
آیت کا مطلب جبرئیلؑ کی زبانی	۵۹۶
رشتہ داروں سے تعلق	۵۹۶
جاہل سے اعراض کرو	۵۹۶
حضور ﷺ کے اخلاق	۵۹۶
حضرت عمرؓ کی شہادت	۵۹۷
متقی لوگوں کا حال	۵۹۷
قرآن پاک کا حکم	۵۹۸
مقتدی قراءت نہ کرے	۵۹۸
جمہور مفسرین کا قول	۵۹۹
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۶۰۰
فاروق اعظمؓ	۶۰۱
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۶۰۱
مقتدی خاموش رہا کرے	۶۰۱
مقتدی کی قراءت کا نقصان	۶۰۱
فاتحہ والی حدیث کا مطلب	۶۰۱
نماز میں کلام کرنا	۶۰۱
جماعت کی نماز میں آواز سے قراءت	۶۰۲
جہاں خاموش قراءت ہو رہی ہے	۶۰۲
درمیانی آواز سے پڑھو	۶۰۳
دوسروں کو اٹھانے سے پرہیز	۶۰۳
خوش آوازی	۶۰۳
گا گا کر پڑھنا منع ہے	۶۰۳
اچھی قراءت والا	۶۰۳
حضور ﷺ کے پیچھے قراءت منع کی	۶۰۳
ذکر کرنے کے آداب	۶۰۳
آواز سے تلاوت کی شرائط	۶۰۴
[illegible]	۶۰۵
کسی وقت غافل نہ رہو	۶۰۵
سجدہ کی فضیلت	۶۰۵

☆☆☆☆

سُورَةُ النِّسَآء
تا
سُورَةُ الْأَعْرَاف

سورۃ النسآء

سورۃ النساء مدینہ میں نازل ہوئی، اور اس میں ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ

اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت مرد

وَّنِسَآءً

اور عورتیں

وحدتِ انسانیت کے تقاضے:

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے اور ... حضرت حوا ... پیدا کیا [illegible]

[illegible]

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے

اللہ تعالیٰ کا واسطہ

[illegible]

قرابت کے حقوق:

[illegible]

انسانی کے ساتھ کل العموم صلہ رحمی کرنا تو بہت سے پہلے مذکور ہے یہاں قرابت والی قرابت کے ساتھ چونکہ قرب ہے اس لئے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے اس لئے اس کی جو فضیلت ہے خاص طور پر بتایا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے حقوق دیگر افراد انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں ہے قال اللہ تبارک وتعالیٰ انا اللہ وانا الرحمٰن خلقت الرحم وشققت لھا من اسمی فمن وصلھا وصلتہ ومن قطعھا قطعتہ اور حدیث خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمٰن فقال لہ مہ قالت ھذا مقام العائذ بک من القطیعۃ قال الا ترضین ان اصل من وصلک واقطع من قطعک قالت بلیٰ یا رب قال فذاک اور حدیث الرحم شجنۃ من الرحمٰن فقال اللہ من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ اور حدیث الرحم معلقۃ بالعرش تقول من وصلنی وصلہ اللہ ومن قطعنی قطعہ اللہ

ان احادیث میں اور رحم کے اختصاص مذکورہ تعلق کی طرف اشارہ ہے اب نتیجہ یہ نکلا کہ حقوق ادا کرنا سب ہی کے ساتھ ضروری ہے مگر قرابت والوں کے حقوق کی رعایت زیادہ ضروری ہے اور حسن سلوک میں ان کو مقدم رکھنا چاہیے کسی خصوصیت کی وجہ سے اس میں زیادتی ہو جاتی ہے جیسے اقارب میں باہمی قرب کی وجہ سے تفاوت پایا جاتا ہے جیسے والدین اور ماں باپ وغیرہ یہاں رعایت حقوق میں بھی فرق ہونا چاہیے اور جب محرم ہو تو اس کی رعایت کے حقوق اور زیادہ ہیں اس کے علاوہ بعض احکام اور متعلقات خاصہ کے متعلق مذکور ہیں جو فقہ کی کتابوں میں ہیں یہاں مذکور ہونا تفصیل ہے۔ جو کتب میں ہیں۔

پانچ آیتیں:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سورۃ نساء میں پانچ آیتیں مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔

(۱) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾

(۲) ﴿إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾

(۳) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾

(۴) ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ﴾

(۵) ﴿وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾ یہ پانچ آیتیں ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے

اللہ تعالیٰ نگران ہے۔

یعنی تمہارے تمام احوال و افعال سے واقف ہے اس لئے تم کو احکامات کی رعایت کرنا چاہیے اور ان کی خلاف ورزی سے بچنا چاہیے۔ تعلقات مذکورہ کا لحاظ رکھنا لازم ہے اور جو ایسے نہ کرے ان کے حقوق کو اللہ جانتا ہے اس لئے تعلق رکھو اور ان کی رعایت کرو اور اس میں کمی نہ کرو۔

عورت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عورت مرد سے پیدا کی گئی ہے اس لئے اس کی حاجت اور محبت مرد میں رکھی گئی ہے اور مرد مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے اس کی حاجت زمین میں رکھی گئی ہے پس تم اپنی عورتوں کو روکے رکھو۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور سب سے اونچی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے کو جائے گا تو توڑ دے گا اور اگر اسے یونہی باقی چھوڑ دے گا تو فائدہ اٹھاتا رہے گا یعنی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ جب قبیلہ مضر کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جو ننگے بھوکے تھے آپ نے ان کے جسم پر پورا کپڑا نہ دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کے بعد خطبہ دیا جس میں یہ آیت تلاوت کی پھر آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ﴾ آخر تک تلاوت کی پھر لوگوں کو خیرات کرنے کی رغبت دی چنانچہ کسی نے درہم دیا کسی نے دینار کسی نے کپڑا اور کسی نے گیہوں کی بوری دی۔

وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا

اور دے ڈالو یتیموں کو ان کا مال اور بدل نہ لو

الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ

برے مال کو اچھے مال سے اور نہ کھاؤ ان کے مال

إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا

اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال

یتیموں کے حقوق:

[illegible]

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ

[illegible]

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ

[illegible]

وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ

[illegible]

یتیم بچیوں کا تحفظ

[illegible]

[illegible]

حدیث عائشہ:

[illegible]

اس کے دستور کے مطابق اس کو مہر نہیں دیا جاتا تھا اور باپ اور دوسرے رشتہ داروں کے لحاظ سے وہ لڑکی ہوتی تھی تو اس سے منہ موڑتے تھے اور دوسری عورتوں سے نکاح کے طالب ہوتے تھے [illegible] کے وقت [illegible] سے نکاح کرنے سے [illegible] نہیں ہوتے اسی طرح [illegible] کے وقت بھی ان سے نکاح [illegible] چاہتے ہیں [illegible] نکاح کا [illegible] (مثلاً [illegible]) تو نکاح کر سکتے ہیں

صرف چار بیویاں

جو کہتے ہیں کہ [illegible] کا زمانہ [illegible] کے متعلق [illegible] نے [illegible] آیت کے [illegible] کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا چار کو [illegible] تھیں [illegible] کی [illegible] تھی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان [illegible] ہو گیا۔ آپ نے [illegible] سمجھتے تھے [illegible] نکاح میں چار سے زیادہ بیویوں سے ایک زمانہ میں نکاح [illegible] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت [illegible] حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ غیلان [illegible] ثقفی مسلمان ہوئے تو ان کے ساتھ ان کی [illegible] بیویاں بھی مسلمان ہو گئیں [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار رکھ لو باقی کو چھوڑ دو۔ (رواہ الشافعی [illegible])

حضرت نوفل بن معاویہ کا بیان ہے کہ میں جب مسلمان ہوا تو اس وقت میرے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا فرمایا ایک کو چھوڑ دو۔ [illegible] نے اس عورت کو چھوڑ دیا جو سب سے بوڑھی [illegible] سال سے میرے [illegible] تھی [illegible] (رواہ الشافعی والبغوی فی شرح السنۃ) صرف چار بیویوں کو نکاح میں رکھنے پر اجماع ہے [illegible] کے مقابلہ میں بعض لوگوں کا قول [illegible] ہے۔

نکاح سے پہلے دیکھنا

[illegible] نکاح سے پہلے [illegible] بہتر ہے کہ [illegible] نکاح سے پہلے دیکھ لے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اگر [illegible] دیکھ سکے [illegible] نکاح کی رغبت [illegible] ہو تو دیکھ لے [illegible]

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو اس کو دیکھ لے کیونکہ تم دونوں کے درمیان [illegible] کے لئے بہت مناسب ہے۔ [illegible]

مسئلہ: [illegible] دو بہنوں سے ایک وقت میں نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔

[illegible] (ایک وقت) نکاح کے [illegible] آیت فانکحوا ما طاب لکم سے استدلال کرتے ہوئے [illegible] [illegible]

نابالغ کے نکاح کا مسئلہ

اس آیت میں [illegible] یتیم لڑکیاں [illegible] [illegible] سے بھی ثابت ہو [illegible] بھی [illegible] ہے۔ [illegible] پہلے [illegible] کی [illegible] [illegible] بہت سے [illegible] کا نکاح [illegible] کے [illegible] کا [illegible] کر دیا۔

[illegible] کے ماں باپ مر چکے ہیں [illegible] بچیاں [illegible] لڑکیاں [illegible] بھی [illegible] نکاح کے [illegible] اس [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کریں۔

بہرحال اس آیت میں یتیم لڑکیوں سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] شادی کے [illegible] عورتیں [illegible] سے نکاح کر لو۔

[illegible] (رواہ [illegible])

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ

پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

لونڈی جو تمہاری ملک ہے

عدل کی شرط:

یعنی اگر تم کو اس کا ڈر ہو کہ کئی عورتوں میں انصاف اور مساوات کے مطابق معاملہ نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی نکاح پر قناعت کرو، اور اگر عورتوں پر بس نہ چلے تو ایک منکوحہ کے ساتھ ایک یا چند لونڈیوں کو رکھ لو ... (أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) یا باندیاں ہوں۔ ... حقوق جو منکوحہ (آزاد) عورتوں کے لئے لازم ہیں وہ باندیوں کے ... لازم نہیں ... کی تعداد کی قید میں عدم حصر ہے۔

نکاح کی حیثیت:

... کے بارے میں ایک یا کئی بیویاں ہوں ... کو ادا کرنے کی طاقت ہو اور ان میں عدل کر سکتا ہو تو اس کے لئے نکاح افضل ہے۔ اور مغلوب الشہوت ہو تو ... فرض ہے بشرطیکہ ... کو ادا کرنے کی طاقت ہو اور مغلوب الشہوت نہ ہونے کی صورت میں نکاح سنت ہے بشرطیکہ ... حقوق ادا کرنے کی طاقت ہو۔ حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ نوجوانان تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزہ کا التزام کرے ... اس کے لئے خصی ہو جانا ہے۔ یعنی مغلوب الشہوت ... کے لئے خصی ہو جانا ... شہوت ... روزے سے ... متفق علیہ۔ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ... روزہ بھی رکھتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے متعلق نہیں۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کا حکم دیتے تھے اور ... کی ... سختی سے ممانعت فرماتے تھے

شوہر سے زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے نکاح کرو، میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کا (دوسرے انبیاء کی امتوں) سے مقابلہ کروں گا۔ (ابو داؤد، نسائی)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاف بن خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہاری بیوی ہے؟ عکاف نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا باندی بھی نہیں؟ عکاف نے کہا نہیں، فرمایا اور تم خیریت سے مالدار بھی ہو؟ عکاف نے کہا جی ہاں، فرمایا تو تم برادران شیاطین میں سے ہو ... ہماری سنت ہے ... تم میں بدترین لوگ ... بے نکاح ہیں ... شیطانوں کے ساتھی ... (مسند احمد)

حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عمیرہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس وقت اسلام قبول کیا میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے جنہیں چاہو چار رکھ لو ...

(وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ)

یعنی تم ہرگز برابری نہ کر سکو گے عورتوں کے درمیان پوری طرح ... ایسا نہ ہو کہ تم بالکل ایک ہی طرف جھک کر دوسری کو معلقہ کی طرح ڈال دو ... بیویوں میں باری وغیرہ کی تقسیم واجب ہے ... کے ... حال پر چھوڑ دیں۔

تعدد نکاح پر اعتراض کے جواب:

یعنی یہود و نصاریٰ کی مسلّم کتاب بائبل سے چند حوالے جو انبیاء ... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ... بیویاں بیک وقت تھیں ... پیدائش [illegible] ... حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیک وقت چار بیویاں تھیں ... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ... ازدواجات تھیں ... [illegible]

حضرت داؤد علیہ السلام کی ... بیویاں تھیں ...

حضرت سلیمان کی ... تھیں ... سلاطین ...

یہ سب بائبل سے مقدس انبیاء علیہم السلام کی متعدد ازواج کے حوالے ہیں اگر ان پر معترضین کو اعتراض نہیں ہے تو تعدد نکاح ...

کسی وقت سے اعتراض کرتے ہیں چاہے قانون تعدد نکاح کی وضاحت ہو جائیں ان پہلو سے قانونی سبب تعدد نکاح کی خاص [illegible] ہیں۔

اگر کسی ملک میں عورتوں کی تعداد پیدائش کے لحاظ سے ایک نسبت سے بھی زیادہ ہوتی تو تھی سب انسانی آبادی میں ایک [illegible] لڑکوں کی پیدائش کے مقابلے میں ایسا اکثر [illegible] کے مقابلے میں [illegible] زیادہ [illegible] وہاں [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ہو [illegible] تو [illegible] ہوتی تھی [illegible] ایسے حالات [illegible] تو مرد کی خواہش [illegible] سکتے یا خلاف فطرت [illegible] کی وجہ [illegible] دو [illegible] ممکن ہے [illegible] زیادہ ہو جاتی ہے [illegible] عورتوں اور مردوں کی تعداد برابر [illegible] ہو جب بھی ہوتی تعداد عورتوں کی [illegible] کے لئے [illegible] قانون میں جا بصورت [illegible] ہر حال [illegible] کے کہ [illegible] قدرت کا [illegible] ہے [illegible] جو سب [illegible] قانون [illegible] قانون [illegible] سے معلوم ہوا کہ [illegible] قانون [illegible] ہے اور وہ سب [illegible] ہے۔

جنگ بھی فطرت انسانی میں داخل ہے۔ [illegible] اقوام [illegible] (یعنی [illegible]) [illegible] کے لئے [illegible] صورت [illegible] ملک [illegible] جنگ [illegible] جاتے [illegible] قوت [illegible] کا [illegible] ہیں [illegible] اول [illegible] جاتے ہیں [illegible] ایسے [illegible] صورت میں [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہے۔

[illegible] مرد [illegible] لئے [illegible] تعداد [illegible] قانون [illegible] اس صورت میں بھی [illegible] تعداد [illegible] ہے [illegible] ہے۔

[illegible] ہوتی ہے اور [illegible]

ہے۔ یا [illegible] صورت ہوتی ہے [illegible] ضرورت [illegible] اس صورت [illegible] ضرورت بھی [illegible] صورت میں [illegible] کا [illegible] ضرورتیں [illegible] کے [illegible] لانے کی [illegible] ضرورتوں [illegible] ہے۔ اسلام نے [illegible] ہے [illegible] اجازت [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کی شرط [illegible] آج کل [illegible] کے لئے [illegible] قائم [illegible] قانون پر عمل ہو، [illegible] قانون [illegible] کے طلاق میں [illegible] قانون [illegible] کا [illegible] صداقت [illegible] ہوئی

(۱) [illegible] وقت [illegible] ہے۔ (۲) [illegible] قوت [illegible] ہے۔ [illegible] میں [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ (۳) بعض [illegible] سے [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ [illegible] کے بارے بعض مستشرقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق [illegible] ہے [illegible] حقیقت [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ہے۔ [illegible] سے اس [illegible] ہے۔

قدیم دشمنوں کا اقرار

قدیم [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے لئے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] سے ایک [illegible] نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق [illegible] کا حرف [illegible] مستشرقین [illegible] ثبات [illegible] ضرورت [illegible] اس سلسلے [illegible] کے [illegible]

سو تھیں وہ بھی عام تھیں۔ وہاں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت
پاکی اور امانت داری کا صحیح ثبوت ملتا ہے، ثبوت کے لئے کافی ہے۔

واقعاتِ تاریخ:

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خواہشات نفس کی ضد ہے۔ جس
اعزاز نفس کا اظہار تقسیم ہوتا ہے، نفس انسانی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ
جو کچھ [illegible] ہوتی ہے کہ وہ مکان، عمدہ خوراک کی حرص بھی ہو
شہرت کی بھی، دشمنوں سے انتقام کی بھی اور بیویوں کی بھی خواہش ہوتی
ہے، گھر ہو، سواریاں ہوں، عشرت و آرام اور عقاید ہر شے کی خواہش ہوتی ہے۔

اب یہ اس پر اگر حضور کی زندگی پر ڈالی جائے تو دیکھیں اس وقت کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم عرب کے بادشاہ تھے، پورا عرب آپ کی اطاعت پر متفق اور عمل پیرا تھا اس
وقت بھی آپ کے پاس مال نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وفات کے وقت بھی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درہم بھی نہیں چھوڑا، بلکہ رفقاء سے جلدی سے اٹھ کر
جلدی سے گھر میں تشریف لے گئے۔ صحابہ نے اس کے بارے میں پوچھا تو
انہیں بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ گھر میں کچھ مال تھا اس کو تقسیم
کرنے کا حکم دے کر آیا ہوں کیونکہ خیال ہوا کہ ہو سکتا ہے موت آئے اور
گھر میں مال موجود ہو۔ آپ کا لباس غریب عوام کی طرح تھا۔ کوئی رفعت
نہیں تھی، کسی چیز پر تکیہ [illegible] بیٹھنا پایا جاتا تو وہ اٹھا دیا جاتا
وہ سادہ کھانا، باقی دنیا کی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر گزارہ کر لیتے تھے اس
گزران کے لئے ہر جگہ سو جاتے، گھر میں چراغ تک نہ تھا، بادشاہ
کی طرح کوئی امتیاز نہیں تھا۔ مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست
کی نشست بھی عام آدمی جیسی ہوتی تھی تاکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان
کے رفقاء میں فرق نہیں رکھا گیا تھا۔ ایک اجنبی آنے والا پوچھتا کہ آپ کون ہیں۔
حال یہ تھا کہ بعض دفعہ کئی کئی مہینے گزر جاتے، مگر ان کے گھر میں چولہا نہیں جلتا
اللہ علیہ وسلم کے گھر میں [illegible] کئی کئی دن فاقے سے گزرتے
تھے۔ بعض اوقات بھوک سے بے تاب ہو کر پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے
جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
گھر والوں نے مسلسل کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ دشمنوں سے انتقام کا یہ حال تھا کہ
مکہ جیسے بدترین دشمنوں کے تیرہ سال کے مظالم سہنے کے بعد جب آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مکہ جیسے شہر کو فتح کیا تو سب کو معاف کر دیا۔
مکہ کے لوگوں کی صورت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش

کئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب آزاد ہو۔ دوسروں کو
ملامت تک بھی نہیں کرتے۔ یا اس سے بڑھ کر نرمی کی اور عفو کا اعلان
کرنے کی کوئی مثال تاریخ میں مل سکتی ہے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ
جب آپ حج پر گئے تو آپ کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تھے اور ایک اونٹ پر
سوار ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان میں شامل ہوتے تھے۔

مسٹر باسورتھ سمتھ جو یورپ کا مشہور مصنف ہے لکھتا ہے:
"وہ نفس پرست نہ تھے، وہ بہت بڑی مزاحمت کا سامنا کرتے تھے
باوجود اس کے بھی کہ ان کے پاس طاقت اور حکومت ہر قسم کی تھی وہ ان کے
گھر کا سامان سادگی پر مبنی تھا، بادشاہی حاصل ہونے کے باوجود غریبانہ تھا ان کی
خوراک جو کی روٹی اور پانی تھا۔ کبھی ایسا ہوا کہ مہینوں ان کے گھر آگ نہ جلی اور
اپنے جوتے آپ گانٹھ لیتے تھے، اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگاتے تھے۔ ایک
غریب کی حیثیت میں رہتے ہوئے آپ نے وہ تمام کام کئے جو عام آدمی
کرتے ہیں۔ سادگی کو ہی زندگی کا اصول سمجھا۔ جب مسلمانوں کے حالات
بہتر ہوئے تب بھی آپ کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ۲۳ سال سے
زیادہ عرصہ تک حکمرانی کے بعد بھی آپ کی زندگی غریبوں جیسی رہی
۔ آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے آج بھی تھے
ان لوگوں سے اپنی حاجت کی بات کرتے جو ان کا کام کرتے اور رسول
تھے اس لئے ان کی ساری زندگی ان کے سامنے بے نقاب تھی۔ اس میں
کوئی راز نہ تھا۔ کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو ان کے سامنے ظاہر نہ ہو
کسی معاملے میں کبھی ان کی قربانی سے اطاعت کرا رہے تھے وہ
انہیں بہادری سے مقابلہ کے لئے تیار کرتے ہیں، دوسری قسم کے انسان ہیں جن
کے دشمن کو بھی [illegible] کوئی شکایت نہیں ہوئی، ملامت کا موقع نہیں ملا جو
لوگوں کے سامنے پیش کی جا سکتی ہو جس پر کبھی کسی نے انگلی اٹھائی۔"

ایک دوسری جگہ یہی مصنف لکھتے ہیں: "کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بادشاہ بھی تھے۔ ان کی روز مرہ زندگی، ان کا تخت ایک چٹائی پر
ہوتا تھا، ان کی معمولی غذا کھجور اور پانی سے ظاہر
کرتی ہے کہ وہ انسانی خواہشوں سے بلند تھے، ان کی زندگی میں ان
چیزوں سے کوئی رغبت نہ تھی۔ بلکہ جنگوں میں میدان جنگ میں ساری رات
جاگ کر دعائیں کرتے ہیں، مسلمانوں کی فتح کی دعا، اپنی حفاظت
کا کوئی سامان نہ تھا۔ باقی سب مصلحت کو ایک طرف رکھ کر مخالفین کے
برابر کھڑے رہتے تھے۔ جب بیٹی فاطمہ نے ایک خادمہ کی درخواست کی تو
کہا تم اٹھو، اپنے ہاتھ سے کام کرو، آپ نے چکی پیسنے کی تلقین کی۔

[illegible]

[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تزوجت شیئا من نسائی ولا زوجت شیئا من بناتی الا بوحی جاءنی بہ جبریل عن ربی عز وجل۔

[illegible]

طہیرات کے ذریعے حسنِ تربیت و رہنمائی سے محروم ہوتی۔

سبب دوم:

چونکہ ان ازواج مطہرات کی ذوات قدسیہ کی نسبت خلق کی ہے، جو اخلاقِ نبویہ کے فضائل خلقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متصف ہوئے وہ پوری امت اور امت کی مستورات کے لئے نمونۂ عمل ہیں۔

کتب سیر و رجال میں ان ازواج مطہرات کی عبادت، روزے، تلاوتِ قرآن، ذکر، صدقات، حسنِ معاشرت، محبت، قناعت، فکرِ آخرت، اتباعِ شریعت کے جو احوال درج ہیں ان کو پڑھ کر ایمان قوی ہو جاتا ہے اسی لئے قرآن پاک نے فرمایا وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امت کی مائیں ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے باپ تھے یعنی جیسے ایمان کی زندگی و دیانت میں احوال نبی کو دخل ہے، احوال ازواج نبی کا بھی دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ) تم اے ازواج نبی عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، بلکہ تمہارا مقام بہت بلند ہے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

اس سلسلے میں حضرت جویریہ بنت حارث آتی ہیں جن کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا، جو غزوۂ مریسیع میں مارا گیا تھا۔ یہ ایک جانب قبیلہ بنی المصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھیں، قید ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصے میں آ گئیں، انہوں نے ان سے مکاتبت طے کر لی یعنی یہ کہ آپ اتنی رقم ادا کر دیں تو آپ آزاد ہو جائیں گی، پھر رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری رقم ادا کر دوں اور پھر میں خود تم سے نکاح کر لوں تو کیا تم اس پر راضی ہو، انہوں نے عرض کیا میں راضی ہوں۔ (ابوداؤد کتاب العتاق) تعلق ... ان کے باپ حارث آئے انہوں نے کہا میری بیٹی کنیز نہیں رہ سکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے ... بہر حال انہوں نے ... (رواہ ابن ... جلد ... ص ۳۱۵)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

تیسری ... ام المؤمنین ام حبیبہ ہیں، جو اسلام کے خلاف دعوت دینے والوں کے خاندان ... قریش کے سردار ابوسفیان کی بیٹی تھیں، ان کی ماں حضرت عثمان کی پھوپھی صفیہ بنت ابی العاص تھیں، ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا، حضرت ام حبیبہ دونوں ہی مسلمان ہوئیں اور ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی مسلمان ہوئے اس وقت ان کے باپ ابوسفیان اور بھائی معاویہ جو اسلام کے دشمن تھے، دونوں میاں بیوی کو اسلام لانے کی پاداش میں ستاتے رہے، بالآخر تنگ آ کر دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں جا کر ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش عیسائی ہو گیا لیکن ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس استقامت کا خیال آیا کہ انہوں نے اپنے سردار باپ کی دشمنی مول لے کر غریب الوطنی میں ... شوہر عیسائی ملک میں مرتد ہو کر مر گیا لیکن ام حبیبہ کی دینی استقامت میں فرق نہ آیا، یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ اس صورت میں بے سہارا مستورہ کو سہارا ملنا چاہئے دوم یہ کہ اس طرح ان کے باپ اور خاندان کی مسلمانوں سے دشمنی میں کمی بھی آ جائے گی، یہ دو اہم سبب ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ کو شرف زوجیت نبوی سے نوازا۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی مسلمان ہو چکے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کو میری طرف سے پیغام نکاح پہنچا دو، چنانچہ یہ پیغام پہنچا دیا گیا، یہ بشارت سن کر بادشاہ کی اس باندی ابرہہ کو جس نے یہ پیغام پہنچایا تھا ام حبیبہ نے اپنے ہاتھوں کے دو کنگن اور پاؤں کے پازیب، انگلیوں کے چھلے انعام میں دے دیئے، انعقاد ہو گیا مہر چار سو دینار بادشاہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مہر کے ادا کئے اور سامان بھی دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

چوتھی بیوی صفیہ بنت حیی بن اخطب ہیں جو ان خصوصی ... بھی شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں، جو بنی نضیر کے یہودی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں، جن کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا تھا، اس نے طلاق دی اس کے بعد دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا، وہ غزوۂ خیبر میں مقتول ہوا، صفیہ قید ہو کر آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا، صفیہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں، اس نکاح سے بے سہارا خاتون کی دلجوئی بھی ہوئی اور اس کا اظہار بھی مقصود تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود سے ذاتی عداوت نہیں تا کہ امت یہود دشمنی کی آ جائے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

پانچویں بیوی زینب بنت جحش تھیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں، عرب کا دستور تھا کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کو اصلی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور اس کی بیوی سے بصورت موت و طلاق بعد عدت بھی نکاح حرام سمجھتے تھے۔

[illegible]

قرآن میں تعدد ازدواج

اور اسلام سے پہلے اس کا رواج

[illegible]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تعدد ازدواج

[illegible]

[illegible]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

[illegible]

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

[illegible]

قبیلہ بنی المصطلق بھی تقسیم میں آ گئیں، اور ثابت بن قیس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں ان کو لگا دیا گیا، لیکن انہوں نے اپنے آقا سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ اتنا مال تم کو دے دوں گی مجھے آزاد کر دو۔ یہ معاملہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور مالی امداد چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ وہ یہ کہ تمہاری طرف سے مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے نکاح فرما لیا، ان کی قوم کے سینکڑوں افراد حضرات صحابہ کی ملکیت میں آ چکے تھے، کیونکہ وہ سب لوگ قیدی ہو کر آئے تھے، جب صحابہ کو پتہ چلا کہ جویریہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ گئی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیش نظر سب نے اپنے اپنے غلام اور لونڈی آزاد کر دیئے۔ سبحان اللہ، حضرات صحابہ کرام کے ادب کا کیا ٹھکانا تھا، اس جذبے کے پیش نظر کہ یہ لوگ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی ہو گئے، ان کو غلام بنا کر رکھنا گوارا نہ کیا، بلکہ سب کو آزاد کر دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں:

فلقد اعتق بتزویجه ایاها مائة اهل بیت من بنی المصطلق فما اعلم امرأة اعظم برکة علی قومها منها

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جویریہ سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے، میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔"

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ ابتدائے اسلام ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا تھا، اور پھر دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے قافلے کے دوسرے افراد کے ساتھ حبشہ چلے گئے تھے، وہاں ان کا شوہر نصرانی ہو گیا، اور چند دنوں کے بعد مر گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے واسطے سے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، جسے انہوں نے قبول کر لیا، اور پھر حبشہ میں حضرت نجاشی ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، اور حضرت ابو سفیان اس وقت دشمنوں کے سرخیل تھے، جس نے اسلام دشمنی کا بیڑا سب سے بڑھ کر اٹھا رکھا تھا، اور وہ مسلمانوں کو اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا پہنچانے اور بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، جب ان کو اس نکاح کی اطلاع ملی تو بے اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: ھو الفحل لا یجدع انفہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جوانمرد ہیں جن کی ناک نیچی نہیں ہو سکتی) مطلب یہ کہ وہ بلندی کے ایسے مرتبے پر ہیں، ان کو نیچا کرنا آسان نہیں، ہم تو ہم ان کو نیچا کرنے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر ہماری بیٹی ان کے نکاح میں چلی گئی۔

غرض اس نکاح نے ایک طرف تو جنگ کا اثر زائل کیا اور اسلام کے مقابل میں کفر کے قائدین کے حوصلے پست ہو گئے۔ اس نکاح کی وجہ سے جو سیاسی فائدہ اسلام اور مسلمانوں کو پہنچا اس کی اہمیت سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا اور یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ خدا کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فائدہ کو ضرور پیش نظر رکھا ہوگا۔

یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں ان کے علاوہ سیرت پر لکھنے والے حضرات نے بہت سی حکمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازدواج کی لکھی ہیں، اس سلسلے میں سیدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے رسالے "کثرۃ الازواج لصاحب المعراج" کا دیکھنا بھی مفید ہوگا۔

یہ تفصیل ہم نے اس لئے دی ہے کہ مستشرقین کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے کو کاٹنے کے لئے لکھی گئی ہے، کیونکہ ان کے اس پروپیگنڈے میں بہت سے وہ تعلیم یافتہ اور ناواقف مسلمان بھی پھنس جاتے ہیں جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام سے بے خبر ہیں، اور اسلامیات کا علم مستشرقین کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

البتہ یہ مساوات ان امور میں ضروری ہے جو انسان کے اختیار میں ہیں مثلاً نفقہ میں برابری، شب باشی میں برابری وغیرہ، جو امور انسان کے اختیار میں نہیں، مثلاً قلب کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس غیر اختیاری معاملہ میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں، بشرطیکہ اس میلان کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اختیاری معاملات میں پوری مساوات قائم فرمانے کے بعد حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

اللّٰھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک

"یا اللہ یہ میری برابری والی تقسیم ان چیزوں میں ہے جو میرے اختیار میں ہیں، اب وہ چیز جو آپ کے قبضہ میں ہے، میرے اختیار میں نہیں ہے اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے۔"

ظاہر ہے کہ جس کام میں ایک رسول معصوم بھی آزاد نہیں، دنیا کا کوئی

دینا کیسے ممکن ہو سکتا ہے اس لئے قرآن کریم کی دوسری آیت میں اس غیر اختیاری معاملہ کا ذکر یوں فرمایا:

(وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ)

عورتوں کے درمیان تم پوری برابری ہرگز نہ کر سکو گے

جس میں بتا دیا کہ میلان قلب اور محبت ایک غیر اختیاری معاملہ ہے اس میں برابری کرنا انسان کے بس میں نہیں، جیسی کہ اس غیر اختیاری معاملہ کی اصلاح کیسے ہو فرمایا: فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ یعنی اگر کسی ایک بیوی سے زیادہ محبت ہو تو اس میں تو تم معذور ہو لیکن پورا جھکاؤ نہ کرو ... اور ... بھی اس حالت میں چھوڑ دی جائے کہ ... معلقہ ...

ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا
اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے

حقوق کی رعایت:

یعنی صرف ایک عورت سے نکاح کرنے میں یا صرف اپنی مملوکہ باندی یا لونڈیوں پر قناعت کرنے میں یا ایک نکاح کے ساتھ ایک لونڈی یا چند لونڈیوں کو جمع کرنے میں اس بات کی توقع ہے کہ تم بے انصافی اور خلاف عدل سے محفوظ رہو گے کیونکہ زوجات کے جو حقوق ہیں وہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کے نہیں کہ ان میں عدل نہ ہو سکے۔ ... ان کے لئے ... اور شب گزاری کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ ... جس کے کئی عورتیں ہوں تو اس پر واجب ہے کہ کھانے پینے اور لباس میں ان کو برابر رکھے اور رات کو ان کے پاس رہنے میں باری برابر رکھے اگر برابری نہ کر سکا تو قیامت کو وہ مفلوج ہو کر ایک کروٹ گھسٹتا ہوا آئے گا اور کسی کے نکاح میں ایک آزاد اور ایک لونڈی ہو تو لونڈی کو آزاد سے نصف باری ملے گی اور جو لونڈی اپنی ملک میں ہو اس کا باری میں کوئی حق مقرر نہیں مالک کی خوشی پر ہے۔

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً
اور دے ڈالو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے

حق مہر:

یعنی جن عورتوں سے نکاح کرو ان کے مہر خوشدلی اور طیب خاطر کے ساتھ خود ادا کرو وہ ان کا کوئی حق ... اور تم سے تقاضا کر کے وصول کرنے کی ضرورت نہ ہو ... ایسا نہ ہو ... لڑکیوں سے نکاح کر ... کوئی حرج ہی نہیں ... تو سبب ہے کہ مہر دینے ... ان کے کسی حق ادا کرنے میں گرانی ہو۔

(ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا) یعنی صرف ایک عورت سے نکاح اور باندیوں پر ... ایک طرف جھک جانے سے قریب تر ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ (أَلَّا تَعُولُوا) کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی ظلم نہ کرنے کے قریب تر ہے۔ (أَلَّا تَعُولُوا) سے مراد ہے ایک کی طرف بہت زیادہ جھک جانا۔

امام شافعی نے ترجمہ کیا کہ تمہارے بچے زیادہ نہ ہو جائیں۔ بغوی نے کہا (أَلَّا تَعُولُوا) کا یہ معنی کسی نے نہیں کہا عیال کی کثرت اور ... (یعنی ...) ... (مصدر) آتا ہے ابو حاتم نے کہا شافعی ... عربی زبان سے واقف تھے ممکن ہے یہ کسی لغت ہو۔ بعض علماء نے کہا یہ قول ... کی لغت ہے۔ ... اس شخص نے بیوی بچوں کا بار اٹھایا (یعنی اس کے بیوی بچے بہت ہیں) کثرت عیال کی وجہ سے تعبیر کثرت مصارف ہو گئی (گویا بطور کنایہ کثرت عیال مراد ہے جس سے شافعی کا ترجمہ صحیح ہو گیا) عیال سے مراد بیویاں ہوں اور نہ بچے مراد ہوں تو تب بھی درست ہے کیونکہ منکوحہ عورتوں کے مقابلہ میں باندیوں سے بچے ہونے کا احتمال کم ہے باندی سے عزل بھی جائز ہے جیسے ایک بیوی سے چار بیویوں کے مقابلہ میں کثرت اولاد کا امکان کم ہے۔

صدقہ اور صدقہ مہر کو کہتے ہیں۔ کلبی اور مقاتل ایک جماعت کی رائے ہے کہ اس آیت میں خطاب عورت کے سرپرستوں کو ہے ابن ابی حاتم نے ابو صالح کا قول نقل کیا ہے کہ بعض لوگ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کے بعد مہر خود لے لیتے تھے لڑکی کو نہ دیتے تھے اللہ نے اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل فرمائی۔

نکاح شغار:

حضرت ابن عمر کی حدیث دلالت کر رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار کی ممانعت فرمائی ہے اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی (یا بہن) کا نکاح کسی شخص سے کر دے کہ وہ شخص اپنی بیٹی (یا بہن) کا نکاح اس سے کر دے اور دونوں میں کسی کا مہر نہ ہو۔ یہ حدیث بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے اور اصحاب سنن نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ ...

فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا
پھر اگر وہ دیں تم کو اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے

فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا (۴)

تو اس کو کھاؤ رچتا پچتا

یعنی اگر عورت اپنی خوشی سے مہر میں سے کوئی مقدار شوہر کو معاف کر دے یا دے کر پھر واپس کو ہبہ کر دے تو اس میں کچھ حرج نہیں، شوہر اس کو خوشی سے کھالے۔

رچتا پچتا

جو کھانا لذیذ ہو اور طبیعت اس کو رغبت کے ساتھ قبول کر لے اس کو ہنی کہتے ہیں اور جو کھانا ہضم ہو کر جزو بدن بن جائے اور موجب صحت ہو وہ مری ہے۔ (تفسیر مظہری)

تین بھلائیاں:

ابن ابی حاتم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مروی ہے کہ ہم میں سے جب کوئی بیمار پڑے تو اسے چاہئے اپنی بیوی سے اس کے مال کے تین درہم یا کم و بیش لے ان کا شہد خرید لے اور بارش کا آسمانی پانی بھی اس میں ملا لے تو تین بھلائیاں مل جائیں گی هنیئًا مریئًا تو مال عورت اور شفا شہد اور مبارک بارش کا پانی۔

عظیم اصول:

آیت شریفہ میں جو یہ قید لگائی طیب نفس کی کہ خوشی سے تمہاری بیویاں اگر مہر کا کچھ حصہ تم کو دے دیں یا تم سے وصول نہ کریں تو تم اس کو کھا سکتے ہو اس میں ایک بہت بڑا راز ہے بات یہ ہے کہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ کسی کا ذرا سا مال بھی کسی دوسرے کے لئے حلال نہیں ہے جب تک کہ طیب نفس سے اجازت نہ دی جائے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منه (مشکوٰۃ شریف ص۲۵۵)

خبردار ظلم نہ کرو اور اچھی طرح سے سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال (دوسرے شخص کیلئے) حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔

یہ ایک عظیم اصول ہے اور اس کے ماتحت بہت سے جزئیات آجاتے ہیں، دور حاضر میں چونکہ عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مہر ملنے والا نہیں ہے اگر سوال کریں یا معاف نہ کریں تو بدمزگی یا بے حرمتی پیدا ہوگی اس لئے با دل ناخواستہ معاف کر دیتی ہیں، اس معافی کا کوئی اعتبار نہیں۔

خوشدلی کی علامت:

میرے حضرت حکیم الامت قدس سرہ فرماتے تھے کہ صحیح معنی میں طیب نفس سے معاف کرنے کا پتہ اس صورت میں چل سکتا ہے کہ مہری رقم بیوی کے حوالہ کر دی جائے اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے اپنے شوہر کو دے دے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ

اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے وہ مال جن کو بنایا ہے

اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ

اللہ نے تمہارے گذران کا سبب اور ان کو اس میں سے کھلاتے

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۵)

اور پہناتے رہو اور کہو ان سے بات معقول

تحفظ مال:

یعنی بے سمجھ لوگوں کے ہاتھ میں ان کا مال مت دو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے سامان معیشت بنایا ہے، بلکہ اس کی پوری حفاظت رکھو اور اندیشہ ہلاکت سے بچاؤ اور جب تک ان کو نفع نقصان کا ہوش نہ آئے اس وقت تک ان کو اس میں سے کھلاؤ پہناؤ اور تسلی کرتے رہو کہ یہ سب مال تمہارا ہی ہے، ہم تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں، جب سمجھدار ہو جاؤ گے تم کو ہی دے دیں گے۔

اور ان سے نرم گفتگو کرتے رہو کہ ان کے دل خوش رہیں۔

جن کی دعاء قبول نہیں ہوتی:

بیہقی نے شعب میں حاکم نے صحیح کہہ کر نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جو اللہ سے دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی ایک وہ شخص جس کی بیوی بد خلق ہو اور اس نے اس کو طلاق نہ دی ہو اور دوسرا وہ شخص جس کا کسی پر کچھ مال ہو یعنی مال کا دعویٰ کرے اور شہادت پیش نہ کرے اور تیسرا وہ شخص جو بے وقوف کو اس کا مال دے دے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے (وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ) (از تفسیر مظہری)

سرمایہ زندگی:

(الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا) جو کہ اللہ نے تمہارے لئے مایہ زندگانی بنایا ہے۔ یعنی مال سے تمہاری زندگی کا بقاء اور گذران ہے۔ ضحاک نے کہا مال کے مایۂ زندگانی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مال ہی

ہے کہ جو [illegible] سے کام ہوتے [illegible] اور ہو سکتا ہے

[illegible]

ہو جائیں [illegible] اور [illegible] ان سے خلاف

کرتے [illegible] کے اور [illegible] ان کے ہاتھوں کو [illegible] بعد اپنا مال

[illegible]

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ
اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی
فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ
پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالے کر دو ان کے
اَمْوَالَهُمْ

یتیموں کو مال کی واپسی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس سے معلوم ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مال ان کے حوالے کر دو [illegible]

[illegible]

حق تصرف۔

امام ابوحنیفہ نے فرمایا [illegible]

[illegible]

امام [illegible] حضرت علی کی روایت ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابو یوسف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا امتحان

[illegible]

[illegible] طرح اس میں [illegible] کرتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] آیت سے معلوم ہوتی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بلوغ کی عمر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔ امام صاحب کا مشہور قول یہ ہے کہ لڑکی کے لئے سترہ سال اور لڑکے کے لئے اٹھارہ سال ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق دونوں کے لئے انیس سال کا تمام ہونا ہے۔

بچوں کے بالغ ہونے کی بحث میں حضرت انس کی روایت بیہقی نے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مولود (بچہ یا بچی) کی عمر پندرہ سال کی ہو جاتی ہے تو اس کے نیک وبد اعمال لکھے جاتے ہیں اور اس پر حدود قائم کی جاتی ہیں، مگر بیہقی نے صراحت کر دی ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

البتہ صحیحین میں حضرت ابن عمر کا قول آیا ہے کہ احد کے دن جب کہ میری عمر چودہ سال تھی (شرکت جہاد کی اجازت کے لئے) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے شرکت کی اجازت نہیں دی۔

پھر خندق کے دن جب کہ میری عمر پندرہ سال کی تھی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

زید بن اسلم نے کہا میں نے اسکندریہ میں ایک بوڑھا شخص دیکھا جس کو سرق کہا جاتا تھا میں نے کہا یہ کیا نام ہے؟ کہنے لگا میرا یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا اور میں اس کو کبھی ترک نہیں کروں گا۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا یہ نام کیوں رکھا تھا؟ کہنے لگا میں مدینہ آیا اور لوگوں سے کہا میرا مال آنے والا ہے لوگوں نے مجھے قرض دے دیا میں نے ان کا مال ہضم کر لیا لیکن میرا مال نہیں آیا، لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سرق ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار اونٹوں کی قیمت میں بیچ دیا، جس شخص نے مجھے خرید لیا تھا قرض خواہوں نے اس سے پوچھا تم اس کو کیا کرو گے اس نے کہا میں اس کو آزاد کر دوں گا۔ قرض خواہوں نے کہا تو ثواب کی طلب میں ہم تجھ سے کم نہیں ہیں چنانچہ قرض خواہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور میرا نام یہی باقی رہ گیا۔

عورتوں، بچوں اور کم عقلوں کو اموال سپرد نہ کئے جائیں

مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت میں یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اپنا مال کم عقل بچوں اور عورتوں کے سپرد نہ کرو جو اس کے مستحق نہ ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قیام اور گذران کا ذریعہ بنایا ہے تم مال کو اپنی حفاظت میں رکھو اور بقدر ضرورت ان کے کھانے پینے پر خرچ کرتے رہو۔ اور اگر وہ مال تمہارے قبضہ میں ہو تو ان کو بھی ضرورت کے وقت دیتے رہو اور ان سے معروف بات کہہ کر سمجھا دو، جس میں ان کی بھلائی ہو اور مال کی حفاظت بھی ہو جائے۔ یعنی ان سے کہو کہ یہ سب تمہارا ہی ہے اور اگر تم سمجھدار ہو جاؤ گے تو تمہیں دے دیا جائے گا۔

مال کی حفاظت ضروری امر ہے اور اس کو ضائع کرنا گناہ ہے۔ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے کوئی شخص مقتول ہو جائے تو شہید ہے جیسا کہ اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مقتول ہونے پر شہادت کا اجر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ (بخاری ومسلم عن عبد اللہ بن عمرو)

"اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جو شخص مقتول ہو جائے وہ شہید ہے (یعنی ثواب کے اعتبار سے شہیدوں میں شمار ہے)۔"

نیز ارشاد فرمایا:

نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ (مشکوٰۃ ص ۳۲۶)

"نیک آدمی کے لئے اچھا اور پاکیزہ مال بہترین ساتھی ہوتا ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (مشکوٰۃ ص ۴۵۰)

"جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہو اس کے لئے مالداری کا کوئی حرج نہیں۔"

بقدر ضرورت تھوڑا بہت مال پاس ہونا لازم ہے، دونوں کے صاحب نے لکھا ہے کہ جب تک لوگوں کے پاس مال تھا بڑے بڑے لوگوں کا طرز عمل تھا، ورنہ ہر دور میں لوگوں میں دین وایمان کی اہمیت ہوتی ہے مگر فقر ومال نہ ہونے کی وجہ سے ایمان کی طرف سے وہ توجہ ہٹ جاتی ہے، وہ معمولی تکلیف بھی نہیں جھیل سکتے بلکہ فقر وتنگدستی کے خوف سے دین کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے مال حلال کسب کرنے اور اس کو محفوظ رکھنے کی تاکید ہے تاکہ دین کے لئے اس کی ضرورت ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا (مشکوٰۃ ص ۴۲۹)

"قریب ہے کہ تنگدستی انسان کو کفر تک پہنچا دے۔"

حضرت سفیان ثوری نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ "یعنی زمانہ سابق میں مال کو پاس رکھنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے۔"

مسئلہ بقدر ضرورت:

ورثہ یا ناظم اوصیاء کی تحویل میں جو مال ہو اس میں سے ضرورت کے مطابق خرچ کیا جائے

[illegible]

ایک شبہ [illegible]:

[illegible]

وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا

[illegible]

یتیم کے مال کا تحفظ:

[illegible]

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ

اور جس کو حاجت نہ ہو تو مال یتیم سے بچتا رہے اور جو

كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

محتاج ہو تو کھاوے موافق دستور کے

تربیت کا معاوضہ:

[illegible]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا [illegible]

[illegible]

بخاری نے اپنی سند سے قاسم بن محمد کی روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر حضرت ابن عباس سے دریافت کیا کہ میری پرورش میں ایک یتیم ہے، اس کے اونٹ ہیں، کیا میں اس کے اونٹوں کا دودھ پی سکتا ہوں؟ فرمایا اگر ایسا ہے کہ تم اس کے گمشدہ اونٹوں کو تلاش کرتے ہو، خارشتی اونٹوں کی مالش کرتے ہو اور ان کے پانی کا حوض درست کرتے ہو اور باری پر پانی پلاتے ہو تو ان کا دودھ بھی پی سکتے ہو لیکن اس طرح ... (کہ بچہ کو نقصان نہ پہنچے) اور تھنوں سے دودھ نچوڑا جائے۔ ... کیا ... کہ بغیر جس میں ... مجبور ہو تو ... یتیم کا مال نہ کھائے۔ ... سعید بن جبیر ... معروف کا ترجمہ قرض کیا ہے۔ ... ضرورت ہو تو یتیم کے مال میں سے قرض لے اور جب فراخی ہو تو ادا کر دے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اللہ کے مال (بیت المال) کے معاملہ میں اپنے آپ کو یتیم کے سرپرست کی طرح قرار دے رکھا ہے اگر غنی ہوں تو بچا رہوں گا اور محتاج ہوں گا تو معروف کے ساتھ (یعنی بطور قرض) کھا لوں گا اور جب خوشحال ہوں گا تو ادا کر دوں گا۔ ... سعید بن منصور

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا
پھر جب ان کو حوالے کرو ان کے مال تو گواہ کر لو
عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾
ان پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو

سپردگی مال:

جب کسی بچہ کا باپ مر جائے تو جو بڑے رشتہ دار ہیں وہ یتیم کا مال بطور امانت رکھتے ہیں۔ جب یتیم بالغ ہو گیا ... اس کے حوالے کر دیں ... تو کھاتے ہیں ... یتیم کے حوالے کیا جائے ... شاید کسی وقت اختلاف ہو ... اور اللہ تعالیٰ ... حساب لینے والا ... کسی حساب یا شہادت کی حاجت نہیں ... ضعیفی کی وجہ سے ... فرمایا ... یتیم کا مال لیے ... گواہ ... مستحب ہے۔ ... تفسیر مظہری

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ
مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ
اور قرابت والے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں
الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ
ماں باپ اور قرابت والے تھوڑا ہو یا بہت ہو
نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿٧﴾
حصہ مقرر کیا ہوا ہے

قانونِ وراثت:

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے یہ رسم تھی کہ عورتوں اور چھوٹی عمر والوں کو میراث نہیں دیتے تھے جب تک بالغ ہو نہ جاتے ان کو بھی میراث نہیں ملتی صرف مردوں کو دیتے جو دشمنوں سے مقابلہ کے کام کے ہوں، وہی وارث کہے جاتے تھے۔ اس وجہ سے یتیم بچوں کو میراث سے کچھ نہ ملتا تھا۔ ... یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ اور قرابت والوں کے مال ترکہ میں سے مردوں کی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے، خواہ وہ ... کا بھی ... والدین کا ... کا ترکہ کم ہو یا زیادہ ... مقرر کئے ہوئے ہیں ... خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت اس سے اہل جاہلیت کی رسم کا ابطال ہو گیا اور یتیموں وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرما دی۔ ... فائدہ ... سب کا حق ... اگر ... میراث ... ہوا ... قرآن نے مفصل بیان کر دیا ہے ...

سبب نزول:

... حضرت جابر ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... حضرت ابوبکر ... عیادت کو تشریف لائے ... بے ہوش ... پانی ... وضو ... پانی کا چھینٹا ... عرض کیا ... میرے مال ... آیت (يُوصِيكُمُ اللَّهُ) نازل ہوئی۔ ... حضرت جابر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ان کی دو لڑکیاں ہیں لڑکیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا اور ان کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا اور بغیر مال ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان کا فیصلہ فرمائے گا پس یہ آیت میراث نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو طلب کر کے حکم دیا کہ دو تہائی مال لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ بیوی کو دو باقی تمہارا ہے۔ [illegible]

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم

وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ

اور محتاج تو ان کو کچھ کھلا دو اس میں سے اور کہو ان کو

قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٨﴾

بات معقول

غیر وارث رشتہ دار

یعنی تقسیم میراث کے وقت جو غیر وارث رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو بہتر ہے کہ ان کو بھی کچھ کھلا دو یا کچھ دے دو جن کو میراث میں حصہ نہیں پہنچتا اور ان سے نرمی سے بات کرو اور اگر مال میراث میں سے کچھ دینا نہ چاہو مثلاً وہ یتیموں کا مال ہے تو ان سے نرمی اور معقول طریقہ سے عذر کر دو۔ یہ مال یتیموں کا ہے اور میت نے وصیت بھی نہیں کی اس لئے ہم مجبور ہیں۔ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ تمام قرابت والے مستحق ہیں اور میراث کے مستحق بھی اور جو رشتہ دار یتیم یا مسکین ہو تو اس کی رعایت اور بھی زیادہ ہونی چاہئے اس لئے تقسیم میراث کے وقت ان کو کچھ دینا لازم تھا اور اگر کسی وجہ سے نہ دے سکتے تو حسن سلوک سے عذر کر دیتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ

اور چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑ جائیں اپنے پیچھے

ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا

اولاد ضعیف تو ان پر اندیشہ کریں یعنی ان کی حالت کا

اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾

ان کا کچھ تو چاہیے کہ ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سیدھی

یتیموں سے بھلائی اور اچھا معاملہ کرو

یعنی جو لوگ ایسے ہیں کہ یتیم کے مال اور حق کی نگہبانی کرتے ہیں ان کو بھی اس کا خیال رہے کہ جیسے ان کے بچے مرنے کے بعد جیسا برتاؤ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ میری اولاد کے ساتھ برائی سے معاملہ ہو ایسے ہی تم کو بھی چاہیے کہ یتیم کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنی اولاد کے ساتھ پسند کرتے ہو اور ان سے اچھی بات کہو جس سے ان کا دل نہ دکھے اور ان کو نقصان نہ ہو بلکہ ان کی اصلاح ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا

جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق

إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ

وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے

سَعِيرًا ﴿١٠﴾

آگ میں

یتیم کا مال کھانے پر وعید

آیات متعدد میں یتیموں کے مال سے متعلق مختلف طرح سے احتیاط کا حکم تھا اور ان کے مال میں خیانت کرنا حرام کیا ہے اب اخیر میں یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعید شدید بیان فرما کر اس حکم کو خوب مؤکد کر دیا یعنی جو کوئی یتیم کا مال ناحق کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے جس کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا اور بلا اخیر شک [illegible] (تفسیر عثمانی)

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یتیم کا مال کھا جانے والا قیامت کے روز اپنی قبر سے اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے ہر شخص دیکھتے ہی

[illegible]

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ
[illegible]
حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ
[illegible]

اولاد کا حصہ

[illegible]

فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ
[illegible]
ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً
[illegible]
فَلَهَا النِّصْفُ
[illegible]

[illegible]

کر تیں ہوتو دو تہائی کی حد ہے ... بیٹیوں کا حکم
چونکہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ... اس آیت میں دو بیٹیوں سے
زیادہ کا حکم بتلایا ... دو بیٹیوں کا حق جب ایک بھی سے
زیادہ ہے تو تہائی یا چار بیٹیوں کا حق دو تہائی سے زیادہ ہو ...
... بیٹیاں جب ایک سے زیادہ ہوں ... ان کو دو تہائی
... قاعدہ ... میں ... آیت میں ...
... اولاد کی ... دوسری ... صرف ...
اولاد ... دو صورتیں ہیں ... ایک سے زیادہ تو اب
ایک صورت باقی ... صرف بیٹی ... کا حکم ... ہے کہ
میت کا مال ... خواہ ایک بیٹی ہو یا ... حق ملے گا۔

حضرت ثابت بن قیس کی بیٹیاں:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ باہر گئے ... انصار
میں ایک ... عورت ... اپنی دو بیٹیوں کو ... آئی اور
... عرض کیا ... رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں لڑکیاں ثابت بن
قیس کی ہیں ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ... میں
شہید ہو گئے ہیں ... ان کے چچا نے ... مال ... لے لیا ...
میراث ... ان کے ... نہیں ...
... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... فرماتے ہیں ... کی قسم ... لڑکیوں
کے پاس ... کوئی ... ان کا نکاح ... کیسے ہو ...
... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... اللہ تعالیٰ ...
میں فیصلہ فرمائے گا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ... یہ
آیت (یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی أَوْلَادِکُمْ) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت اور اس کے دیور (لڑکیوں کا وہ چچا جس
نے سارے مال پر قبضہ کر لیا تھا) کو ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں
کے چچا سے فرمایا کہ ... دو تہائی حصہ ... اور ان کی ماں کو آٹھواں
حصہ دو ... باقی تم لے لو۔ ... اس مسئلہ ... آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ... دو تہائی حصہ ...

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو ان دونوں میں سے چھٹا

مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ

حصہ ... اس مال سے ... جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہے

ماں باپ کا حصہ:

اب ماں باپ کی میراث کی تین صورتیں بیان ہوتی ہیں۔ صورت
اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو بیٹا یا بیٹی تو میت کے ماں باپ کو
... میت ... سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا ...

فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ

اور اگر اس کے اولاد نہیں اور وارث ہیں اس کے ماں باپ

فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ

تو اس کی ماں کا ہے تہائی

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ
ہی وارث ہوں تو ... ماں کو ایک تہائی ملے گا ... باقی دو تہائی اس کے
باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملے گا۔

فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ

پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کا ہے چھٹا حصہ

تیسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں خواہ
... ماں باپ ... ماں ... باپ ...
اب ماں کو ... چھٹا حصہ ... باقی ... باپ کو ملے گا۔ بھائی
بہنوں کو ... نہیں ... صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ماں کو ایک
ثلث ... ملے گا ... جیسا کہ دوسری صورت میں ذکر ہوا ہے ...

مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ

بعد وصیت کے جو کر مرا یا بعد ادائے قرض کے

وصیت:

... جس قدر ... میت کی وصیت اور
اس کے قرض کو ادا کر لینے کے بعد ... دیے جائیں گے اور اگر قرض
... وصیت اور قرض کے نکال لینے کے بعد باقی ... ہے کا
... ثلث ... کا ... میت کا مال
... قرض ...

دیا جائے گا [illegible] وصیت کی وجہ سے میں ایک تہائی سے زائد [illegible] اور اس کے بعد جو بچے وارثوں میں تقسیم کیا جائے [illegible] ہر وارث [illegible] وصیت اور قرض کے بعد ہوگی۔

قرض

حضرت ابو قتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ثواب کی امید میں صبر کے ساتھ [illegible] اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اور مقابلے کے وقت پیٹھ نہ موڑوں تو کیا اللہ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا [illegible] فرمایا ہاں [illegible] قرض کے [illegible] جبرئیل نے مجھے بتایا ہے۔ (مسلم)۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

حضرت [illegible] روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

وہ حقوق جو وراثت کی تقسیم سے پہلے ہیں:

شریعت کا اصول یہ ہے کہ مرنے والے کے مال سے پہلے شریعت کے مطابق اس کے کفن دفن کے اخراجات پورے کیے جائیں جس میں فضول خرچی ہو نہ کنجوسی۔ اس کے بعد اس کے قرضے ادا کیے جائیں اور قرضے [illegible] کا مال [illegible] میراث [illegible] کوئی وصیت نافذ ہوگی [illegible] قرضوں کے بعد مال بچ جائے تو [illegible] وصیت [illegible] ایک تہائی میں سے اس کی وصیت نافذ کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص پورے مال کی وصیت کرے تب بھی تہائی مال ہی میں وصیت معتبر ہوگی۔ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت [illegible] نامناسب بھی نہیں ہے اور وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے وصیت کرنا تو گناہ ہے۔

[illegible] اس کے بعد ایک تہائی میں وصیت نافذ کرنے کے بعد ترکہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ: یہ بتانا ہے کہ بیوی کا مہر ادا کیا یا نہیں اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو مہر بھی قرض کی طرح ادا کیا جائے [illegible] کے بعد ترکہ تقسیم ہوگا۔ مہر لینے کے بعد عورت اپنی میراث کا حصہ بھی میراث میں حصہ دار ہونے کی حیثیت سے وصول کرے گی [illegible] مہر ادا کرنے کے بعد [illegible] بھی [illegible] دوسرے [illegible] کی طرح پورا

مال دینے میں [illegible] عورت [illegible] باپ [illegible] وارث کو [illegible] حصہ ملے گا۔

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ
تمہارے باپ اور بیٹے تم نہیں جانتے کون
أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ
نفع پہنچانے میں تم سے زیادہ قریب ہے (یہ) اللہ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے بیشک
اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (۱۱)
اللہ جاننے والا ہے حکمت والا

قانون میراث کی حکمت:

[illegible] اس آیت میں [illegible] میراث [illegible] باپ [illegible] تم نہیں جانتے [illegible] نفع [illegible] اللہ تعالیٰ نے خود مقرر [illegible] حکمت والا [illegible]

سببِ نزول:

صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں بیمار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کو پیدل تشریف لائے [illegible] میں بے ہوش تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا [illegible] مجھ پر پانی چھڑکا [illegible] مجھے ہوش آیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال کی تقسیم کس طرح کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی شریف وغیرہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ
اور تمہارے لیے آدھا ہے جو کچھ چھوڑ مریں تمہاری عورتیں
يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ
اگر نہ ہو ان کے اولاد اور اگر ان کے اولاد
فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اس میں سے جو چھوڑ گئیں بعد

تُوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ

وصیت کے جو کر گئیں یا بعد قرض کے

مرد کا حصہ

[illegible]

[illegible]

<table>
<tr><td>وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ</td></tr>
<tr><td>اور عورتوں کے لیے چوتھائی مال ہے اس میں سے جو چھوڑ مرو</td></tr>
<tr><td>لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ</td></tr>
<tr><td>تم اگر نہیں ہے تمہارے اولاد پس اگر ہے تمہارے اولاد تو ان کے لیے</td></tr>
<tr><td>الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ</td></tr>
<tr><td>آٹھواں حصہ ہے اس میں سے کہ جو تم نے چھوڑا بعد وصیت</td></tr>
<tr><td>تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ
کے جو تم کر جاؤ یا قرض کے</td></tr>
</table>

بیوی کا حصہ

[illegible]

[illegible]

تفصیل مسئلہ

[illegible]

غیلان بن سلمہ کا واقعہ

[illegible]

حضرت عبدالرحمٰن کی بیوی:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو (جس کا نام تماضر بنت اصبغ بن زبان تھا اور یہ خاندان کلب میں سے تھی یا بنت عمرو بن الشرید کو جو قبیلہ سلیم کی تھی) جب قطعی طلاق دے دی اور عدت پوری ہونے سے پہلے ہی آپ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمانؓ نے مطلقہ بیوی کو حضرت عبدالرحمٰن کا وارث قرار دیا، یہ فیصلہ تمام صحابہؓ کی موجودگی میں صادر کیا اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا تو گویا اجماع ہو گیا اور یہ بھی فرمایا کہ میں عبدالرحمٰنؓ پر بدگمانی نہیں کرتا، میرا مقصد صرف سنت پر عمل کرنا ہے۔

ہمارے مسلک کی تائید حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مغیرہؓ کے اقوال سے ہوتی ہے۔ ابوبکرؓ رازی نے حضرت علیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی اسی کی موافقت میں نقل کئے ہیں بلکہ کسی صحابیؓ کا قول اس کے خلاف منقول نہیں۔ نخعی، شعبی، سعید بن مسیب، ابن سیرین، عروہ، شریح، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، طاؤس، ابن شبرمہ، ثوری، حارث اور حماد بن ابی سلیمان کا بھی یہی مسلک ہے۔ (تفسیر مظہری)

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ
اور اگر وہ مرد کہ جس کی میراث ہے باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا عورت ہو
وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
اس کا ایک ماں جایا بھائی ہے یا بہن تو دونوں میں سے ہر ایک کا
السُّدُسُ
چھٹا حصہ

ماں شریک بہن بھائی کا حصہ:

یہاں سے اخیافی بھائی بہن کی میراث کا ذکر ہے جو کہ صرف ماں میں شریک ہوں، سو جاننا چاہئے کہ باپ اور بیٹے کے ہوتے تو بھائی اور بہن کو کچھ نہیں پہنچتا ہاں اگر باپ اور بیٹا نہ ہو گا تو بھائی اور بہن کو میراث ملے گی۔ بھائی اور بہن تین طرح کے ہیں۔ سگے جو ماں باپ دونوں میں شریک ہوں جن کو عینی کہتے ہیں، اور دوسرے سوتیلے جو صرف باپ میں شریک ہوں جن کو علاتی کہتے ہیں، اور تیسرے جو صرف ماں میں شریک ہوں جن کو اخیافی کہتے ہیں۔ اس آیت میں قسم اخیر کا ذکر ہے چنانچہ بعض صحابہؓ کی قراءۃ میں ولہ اخ او اخت کے بعد من الام کا لفظ صریح موجود ہے اور اس پر سب کا اجماع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس میت کے نہ اولاد ہو نہ ماں باپ بیٹا بیٹی کچھ نہ ہو اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، مرد اور عورت یعنی اخیافی بھائی اور بہن کا برابر حصہ ہے کمی زیادتی نہیں باقی رہے دو قسم کے بھائی بہن یعنی عینی اور علاتی سو ان دونوں قسموں کا حکم مثل اولاد کے ہے بشرطیکہ میت کے باپ بیٹا کچھ نہ ہو، مقدم عینی ہے وہ نہ ہو تو پھر علاتی، اسی سورت کے اخیر میں ان دونوں کی میراث کا ذکر آئے گا۔

فائدہ: جاننا چاہئے کہ کلالہ کی تفسیر جو کی گئی ہے کہ اس کے باپ بیٹا نہ ہو یہ سب کو مسلم ہے مگر امام ابو حنیفہؒ دادا اور پوتے کی بھی نفی کرتے ہیں اور جو صرف باپ بیٹے کا نہ ہونا ہی کافی فرماتے ہیں، اور حضرات صحابہؓ کے وقت سے یہ اختلاف علماء میں چلا آتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت صدیقؓ کا قول ہونا چاہئے اور ولد:

حضرت ابوبکرؓ سے کلالہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا میں اپنی رائے سے کہتا ہوں اگر صحیح ہو گا تو اللہ کی طرف سے اور غلط ہو گا تو میری طرف سے ہو گا اور شیطان کی طرف سے، میرے خیال میں کلالہ وہ ہے جو نہ کسی کا والد ہو اور نہ اولاد، جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا مجھے ان کی تردید کرنے سے جھجک آتی ہے۔ یعنی ٹھیک ہے۔ رواہ البیہقی فی السنن۔ ابن ابی حاتم نے بھی اپنی تفسیر میں اس کو نقل کیا ہے اور حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے لکھا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ کلالہ کی تشریح میں آپؐ نے فرمایا وہ ایسا شخص ہے جو نہ میت کا والد ہو نہ مولود۔ رواہ ابو الشیخ

ابو الشیخ نے حضرت براءؓ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلالہ کے متعلق دریافت کیا فرمایا میت کے والد اور اولاد کے سوا (جو وارث ہوں) کلالہ ہے۔ امام ابو داؤد نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو والد کو چھوڑے نہ اولاد کو اس کے وارث کلالہ ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کلالہ کی تشریح میں والد اور ولد سے مراد ہیں مذکر، سوال اور فرع ہیں اگر میت کی اصل یا فرع موجود ہو یعنی باپ اور بیٹا نہ ہو تو وہ کلالہ ہے اس قول کا ثبوت

حضرت جابرؓ کی حدیث سے معلوم ہے کہ ان کا نزول اس وقت ہوا جب حضرت جابرؓ بیمار تھے اور ان کی بہنیں تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو [illegible] اختلاف ہے کہ دین کا [illegible] بہن بھائی اور بیٹی [illegible] [illegible] طرح والد اور دادا کا [illegible] اس کے علاوہ [illegible] یہاں تک کہ پوتے کے ساتھ بھائی [illegible] ہوں تب بھی [illegible] [illegible] [illegible] کو ان کا حق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آیت نازل ہوئی [illegible]۔

فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ
اور اگر زیادہ ہوں اس سے تو سب شریک ہیں
فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ
ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی یا قرض کے
بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ
جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو

متعدد اخیافی بہن بھائی:

یعنی اگر اخیافی بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ان سب کو ایک تہائی مال میراث میں ملے گا اور پہلی صورت میں مرد اور دوسری صورت میں ایک تہائی ہو جانے کا [illegible] [illegible] [illegible] باقی رہے گا [illegible] میں اور ورثہ [illegible] جائے گا اور وصیت میراث پر مقدم ہے [illegible] اور ان کو نقصان نہ پہنچایا جائے نقصان کی [illegible] ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت ہو [illegible] وارث [illegible] [illegible] کے لئے اس کے لئے بھی وصیت کی گئی [illegible] [illegible] اگر سب وارث اس کی اجازت دیں تو [illegible] [illegible]۔

وصیت کی تاکید کی وجہ:

خاندان والوں سے چونکہ [illegible] [illegible] [illegible] وصیت کا [illegible] اور وصیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس لئے میراث کے ساتھ بار بار وصیت کا حکم دیا گیا ہے اور وصیت چونکہ [illegible] اور اس میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وصیت میں کسی شخص کی موت کا احتمال [illegible] تھا [illegible] اور وصیت کو دین سے پہلے ذکر فرمایا [illegible] وصیت کا [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] وصیت کی صورت ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وصیت دین سے مقدم نہیں [illegible] [illegible] وصیت پر مقدم ہے اور یہاں جو [illegible] [illegible] مقامات [illegible] [illegible]

وصیت کے ذریعہ وارثوں کو نقصان پہنچانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وصیت میں (وارثوں کو) ضرر پہنچاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واجب ہو جاتی ہے [illegible] بیان کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت

(مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ... الْعَظِيمُ)

تک تلاوت کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وارث کی میراث کاٹے گا اللہ قیامت کے دن اس کی جنت کی میراث کاٹ دے گا [illegible] [illegible] شعب الایمان میں [illegible] [illegible] [illegible] روایت سے بیان کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پانچویں حصہ کی وصیت کروں تو یہ تہائی کی وصیت کرنے سے [illegible] [illegible] چوتھائی کی وصیت [illegible] [illegible] تہائی کی وصیت [illegible] [illegible] نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ [illegible]

حضرت [illegible] [illegible] [illegible] مال کی وصیت [illegible] [illegible] [illegible] وصیت [illegible] [illegible] [illegible] وصیت [illegible]

وصیت کی قسمیں:

وصیت کی مختلف قسمیں ہیں واجب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ۔ اگر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زکوٰۃ، [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] واجب ادا ہو تو اس وقت [illegible] [illegible] [illegible] اور نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے [illegible] [illegible] [illegible] قرض [illegible] اور قرض [illegible] [illegible] [illegible] مقدم ہے جس کا سبب [illegible] [illegible] امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر قسم کا قرض

برابر ہے معلوم سبب ہو یا مجہول سبب، قرض کے علاوہ جو تہائی وصیت تہائی تک درست ہے وہ پوری کی جائے گی اور وارث کی اجازت نہ ہو تو تہائی سے زیادہ میں قبول نہیں ہے اس قسم کی ادائے وصیت کی طرف سے تعمیل کرنا جائز نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان آدمی پر کوئی حق ہو جس کی وہ وصیت کرتا ہے اس کے لئے درست نہیں کہ دو راتیں بھی بغیر تحریر وصیت کے گذارے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) بعض روایات میں دو راتوں کی بجائے تین راتوں کا لفظ بھی آیا ہے۔

جس پر کوئی حق واجب نہ ہو اس کے لئے اپنے مال سے [illegible] خیرات کرنے کی وصیت کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اس کے وارث غنی ہوں اس کا ثبوت حدیث سعد بن ابی وقاص سے ہوتا ہے اور اگر وارث نادار ہوں تو ایسی حالت میں وصیت اور خیرات نہ کرنا اور وارثوں کے لئے چھوڑ دینا افضل ہے قرابت والوں اور اقارب کے لئے اس کو مال میراث چھوڑنا خیرات بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی (غیر) مسکین کو خیرات دینا خیرات ہے اور کسی قرابت دار کو خیرات دینا خیرات بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی جس وصیت سے وارثوں کو ضرر پہنچانا مقصود ہو یا ضرر پہنچے، ایسی وصیت حرام ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کا کوئی ذوی الفروض کے مقررہ حصے دینے کے بعد جتنا مال باقی رہے تو وہ اس مرد کو دیا جائے گا جس کی قرابت میت سے سب سے زیادہ ہو جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں آیا ہے عصبہ کو پہنچتے ہیں اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو عصبہ کل مال کا وارث ہوتا ہے، میت کا قریب ترین قرابت دار بیٹا ہے بیٹے کے بعد پوتا اسی طرح نیچے تک پھر [illegible] کا درجہ ہے، پھر نسل سے بعد قریب ترین باپ ہے پھر دادا پھر پردادا اسی طرح اوپر تک مطلقاً اصل کا درجہ بترتیب قرب ہے۔ پھر حقیقی بھائی کا پھر علاتی بھائی پھر حقیقی بھائی کے بیٹے کا پھر علاتی بھائی کے بیٹے کا اسی طرح بھتیجوں کی نسل کی ترتیب نیچے تک پہنچ جائے گی پھر دادا کے حقیقی بھائی کا پھر دادا کے علاتی بھائی کا پھر دادا کے حقیقی بھائی کے بیٹے کا پھر دادا کے علاتی بھائی کے بیٹے کا یعنی چچا زاد کی نسل نیچے تک جائے گی اسی طرح۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حقیقی بھائی باہم وارث ہوتے ہیں (یعنی عصبہ ہوتے ہیں) اس کی موجودگی میں علاتی بھائی وارث نہیں ہوتے۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ والحاکم، اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں صرف مقاسمۃ جد کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ذوی الفروض کیلئے ایک حالت میں نصف اور دو بہنوں کی وراثت میں بھی وہی قیاس ہے اپنے بھائی کے ساتھ ہو تو عصبہ ہو جاتی ہیں اس کی بیٹیاں بھی بیٹے کے ساتھ عصبہ ہوتی ہیں اور بہنیں بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں (اس لئے) حدیث میں آیا ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنا دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ) اور جو عورتیں اپنی ذات سے ذوی الفروض نہیں ہیں اور ان کا بھائی عصبہ ہے تو ان کی وارثت بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتیں۔ جیسے پھوپھی اور بھتیجی۔

مسئلہ: ذوی الفروض اور عصبہ کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ دیا جائے گا، اگر کسی نے مرتے وقت کوئی ایسا قرابت دار چھوڑا جو نہ ذوی الفروض میں سے ہو نہ عصبہ تو اس کا ترکہ ذوی الارحام کو ملے گا، اگر ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو بیت المال کا حق ہوگا۔ ذوی الارحام عصبہ نہیں ہیں بلکہ ان کے قرابت کی ولایت سے حق ہو گا۔

مسئلہ: ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد جو مال بچ جائے اور عصبہ نہ ہوں تو وہ ذوی الفروض پر ان کے حصوں کے تناسب سے لوٹا دیا جائے گا اگر شوہر یا بیوی ہو تو اس کے حصہ میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔ یہ قول امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا ہے۔

ذوی الارحام کی وراثت کا ثبوت حدیث سے ہوتا ہے حضرت ابو امامہ بن سہل کی روایت ہے کہ ایک شخص نے تیر لگا اور مر گیا اس کے ماموں کے سوا کوئی وارث نہ تھا حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر کو لکھا آپ نے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا ماموں وارث ہے۔ رواہ احمد وابن ماجہ، ترمذی کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو اس کا اللہ اور اس کا رسول ہے، اور جس کا کوئی وارث نہ ہو (ابن ماجہ میں صرف یہ ہے کہ) ماموں اس کا وارث ہے جو اس کا کوئی وارث نہ ہو۔

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ

یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے

احکام میراث کی تاکید

ترجمہ: ان آیتوں میں سے یہاں تک جو میراث کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ بیٹے بیٹی ماں باپ ماں جائی بہن بھائی اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کا ذوی الفروض اور عصبہ، کچھ تو ان پانچوں کی میراث وصیت فرما کر بعد کا تعین فرمایا کہ یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے مقرر کی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے کہ کس نے اطاعت کی اور کس نے نافرمانی کی کس نے میراث و وصیت دینے میں حق اور انصاف کے موافق کیا کس نے بے

انسان کی نادر خبر۔ جیسے باپ اگر غلام ہو یا ضمانی کی سزا میں قاتل ہو تو اسے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ یہ تمام تفصیل تحقیق طلب ہے۔

عصبات

فائدہ: جاننا چاہیے کہ ذوی الفروض کے سوا کہ جن کا بیان اب ہو چکا ایک دوسری قسم کے وارث ہیں جن کو عصبہ کہتے ہیں ان کے لئے کوئی حصہ مثل نصف ثلث وغیرہ کے مقرر نہیں بلکہ ذوی الفروض سے جو فاضل ہوگا وہ ان کو ملے گا مثلاً اگر کسی کے عصبہ ہوں اور ذوی الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو اس کا مال تمام عصبہ کو ملے گا اور جو ذوی الفروض ہوں تو ذوی الفروض کو دے کر جو مال بچے گا وہ عصبہ کو دیا جائے گا اور اگر کچھ نہ بچا تو عصبہ کو کچھ نہ ملے گا۔ عصبہ اصلی ہیں تو وہ ہے جو مرد ہو اور اس میں اور میت میں عورت کا واسطہ بھی نہ ہو اور ان کے چار درجے ہیں اول درجہ میں بیٹا اور پوتا نیچے تک دوسرے درجہ میں باپ اور دادا اوپر تک تیسرے درجہ میں بھائی اور بھتیجے چوتھے درجہ میں چچا اور چچا کا بیٹا اس کا پوتا اگر کوئی شخص میت سے قریب ہے وہ مقدم ہوگا جیسے بیٹا پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی مقدم ہے بھتیجے سے چچا مقدم ہے۔ ان چاروں کے سوا اور اسی طرح بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہو جاتی ہے جیسے بیٹی بیٹے کے ساتھ اور بہن بھائی کے ساتھ یہ بہن بھی عصبہ ہوگی یہ عصبہ اصلی نہیں بلکہ غیر اصلی ہیں اور اولاد اور بھائی بہن کے سوا عورت عصبہ نہیں ہوتی جیسے چچا کا بیٹا عصبہ ہے مگر اس کے ساتھ ہو کر چچا زاد بہن عصبہ نہیں ہوتی۔ فائدہ: ان دونوں قسم مذکورہ یعنی ذوی الفروض اور عصبہ کے سوا امام ابوحنیفہ کے نزدیک وارث کی تیسری قسم ذوی الارحام ہیں یعنی ایسے قرابت والے کہ ان میں اور میت میں عورت کا واسطہ ہو اور ذوی الفروض بھی نہ ہوں اور عصبہ بھی نہ ہوں جیسے نواسہ اور نواسی اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور ان کی اولاد جب کسی میت کے ذوی الفروض اور عصبہ کوئی بھی نہ ہو تو ان کو میراث ذوی الارحام کو ملتی ہے۔ تفصیل کتب فرائض میں مذکور ہے واللہ اعلم۔

مسئلہ: ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) میت کی نسل (۲) میت کی اصل (۳) میت کی اصل قریب کی نسل (۴) میت کی اصل بعید کی نسل۔ قسم اول قسم دوم کو حاجب ہوتی ہے اور قسم دوم قسم سوم کو اور قسم سوم قسم چہارم کو اس لئے قسم دوم کو اس وقت میراث ملے گی جب قسم اول میں کوئی نہ ہو اور قسم سوم اس وقت وارث ہوگی جب قسم دوم بھی نہ ہو اور قسم چہارم کو اس وقت جب قسم اول، دوم، سوم میں [illegible] نہ ہو۔

میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ دوسرے کو میراث ملنے سے روک دے گا۔ اگر قرب میں سب برابر ہوں تو میت سے جس کا رشتہ کسی وارث کے ذریعہ سے ہوگا وہ اس شخص کو روک دے گا جس کا میت سے رشتہ کسی ذوی الارحام کے ذریعہ سے ہوگا۔ بھائی بہن چچا پھوپھی ماموں اور خالہ کی قسم میں قوت قرابت کا لحاظ ہوتا ہے بشرطیکہ جہت قرابت سب کا ایک ہو مثلاً حقیقی چچا کی لڑکی باپ شریک بھائی کی لڑکی سے اولیٰ ہوتی ہے اگر جہت قرابت مختلف ہو تو قوت قرابت کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا جیسے باپ شریک پھوپھی اور ماں کی حقیقی بہن کوئی ہو تو دونوں کے لئے حاجب نہیں بلکہ ترکہ کے تین حصے کر کے دو تہائی باپ کی قرابت والی کو اور ایک تہائی ماں کی قرابت والی کو دیا جائے گا۔ صحابہ نے حضرت عمرؓ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

جس کی قرابت دو جہت سے ہو اس کو حصہ ایک جہت کی قرابت والے سے زائد ہوگا۔

ذوی الارحام میں امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک (تعدد جہات کا اعتبار نہیں بلکہ) اشخاص کا اعتبار ہے اور امام محمد کے نزدیک اشخاص کے ساتھ ساتھ کیفیت رشتہ بھی قابل لحاظ ہے۔ مثلاً اگر ایک دختری لڑکی اور ایک لڑکا [illegible] ہو تو امام صاحب کے نزدیک ترکہ آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک کل ترکہ کے تین حصے کر کے دو حصے [illegible] قرابت والے کو اور ایک حصہ [illegible] قرابت والی کو دیا جائے گا اس جگہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

مسئلہ: اجماعی فیصلہ ہے کہ قتل عمد کا قاتل مقتول کی میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے اسی طرح قتل خطا بھی امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مانع میراث ہے۔

مسئلہ: یہودی نصرانی کا وارث ہوگا اور نصرانی یہودی کا اسی طرح آگ کے پجاری [illegible] باہم وارث ہوں گے کیونکہ کفر ایک ہی ملت ہے (خواہ کوئی فرقہ ہو) [illegible] یہ مسلک امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔

مسئلہ: اجماعی فیصلہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں اور نہ کافر مسلمان کا۔ [illegible] صحابہ [illegible] حضرت معاذ [illegible] اور نخعی [illegible] مسلمان کافر کا وارث ہوگا کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا جیسے اگر کوئی مسلمان کتابی عورت سے نکاح کر لے تو [illegible] وہ اس کی وارث نہ ہوگی۔

وراثت انبیاء کا مسئلہ

[illegible]

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

[illegible]

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

[illegible]

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

[illegible]

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

[illegible]

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ

[illegible]

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

[illegible]

جو طاعت کرے گا جنت میں جائے گا

[illegible]

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ

[illegible]

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ

[illegible]

شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى

[illegible]

يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

[illegible] اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ

عورتوں کی تادیب:

[illegible]

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

[illegible]

بدکاری کی سزا:

[illegible]

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ

[illegible]

اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

[illegible]

توبہ کے بعد ملامت نہ کرو

[illegible]

چار گواہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا:

[illegible] غیر شادی شدہ [illegible]

[illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible]

ان اللہ بعث محمدا بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان مما انزل اللہ تعالی آیۃ الرجم فرجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ والرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء [illegible] مشکوٰۃ [illegible]

[illegible]

لواطت کی سزا:

[illegible]

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ سبعۃ من خلقہ من فوق سبع سماوات ورد اللعنۃ علی واحد منہم ثلاثا ولعن کل واحد منہم لعنۃ تکفیہ قال ملعون من عمل عمل قوم لوط ملعون من عمل عمل قوم لوط ملعون من عمل عمل قوم لوط [illegible]

[illegible]

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ یصبحون فی غضب اللہ ویمسون فی سخط اللہ قلت من ہم یا رسول اللہ قال المتشبہون من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال والذی یاتی البہیمۃ والذی یاتی الرجال [illegible]

[illegible]

بنے ہیں اور بدفعلی جو مردوں کی طرح ہوتی ہیں اور وہ شخص جو چوپائے کے ساتھ غیر فطری حرکت کرتا ہے اور وہ مرد جو مرد سے غلط صحبت کرتا ہے۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ۔ (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو تم پاؤ کہ قوم لوط کی طرح غیر فطری حرکت کر رہا ہو تو کرنے والے اور جس کے ساتھ کیا جا رہا ہو دونوں کو مار ڈالو۔"

صاحب ترغیب و ترہیب نے لکھا ہے کہ چار خلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن زبیر اور ہشام بن عبدالملک نے اپنے زمانوں میں غیر فطری حرکت والوں کو آگ میں جلوا ڈالا تھا۔

قوم لوط وہ قوم ہے جس کی طرف حضرت لوط علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر مبعوث کئے گئے تھے وہ قوم بدترین اور غیر فطری حرکت کی عادی تھی اور جب حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کا ان پر اثر نہ ہوا تو اللہ کے حکم سے فرشتوں نے اس قوم کی بستیوں کو زمین سے اٹھا لیا تھا اور اوندھا کر کے زمین پر پھینک دیا جس کا ذکر سورۂ اعراف میں آئے گا ان شاء اللہ۔

بیویوں سے غیر فطری عمل

متعدد روایات اس بارے میں منقول ہیں کہ بیویوں سے متعلق بھی روایت میں عورتوں کے ساتھ غیر فطری عمل کرنے پر بھی شدید وعید آئی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ عزوجل الی رجل اتی رجلا او امراۃ فی دبرها۔ (رواہ الترمذی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس مرد کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ غیر فطری فعل کرے۔"

عن خزیمۃ بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یستحیی من الحق ثلاث مرات لا تاتوا النساء فی ادبارهن۔ (رواہ احمد)

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے میں شرم نہیں کرتے، یہ بھی ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمایا (پھر فرمایا) عورتوں کے پاس پچھلی طرف سے مت آیا کرو۔"

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ملعون من اتی امراتہ فی دبرها۔ (رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کے پاس غیر فطری طریقے سے جاتا ہے۔

وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی حائضا او امراۃ فی دبرها او کاهنا فصدقہ فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"حضرت ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حالت حیض میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کرتا ہے یا غیر فطری طریقے سے اس کے ساتھ ہمبستری کرتا ہے یا کسی کاہن کے پاس جاتا ہے اور غیب سے متعلق اس کی خبر کی تصدیق کرتا ہے تو یہ سب لوگ اس دین سے منکر ہو گئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔"

لواطت کے لئے کسی خاص سزا کے مقرر کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے البتہ اس کے لئے شدید سے شدید سزا تجویز کی گئی ہے مثلاً آگ میں جلا دینا یا دیوار گرا کر کچل دینا، اونچی جگہ سے پھینک کر سنگسار کرنا، تلوار سے قتل کرنا وغیرہ۔ (معارف القرآن جلد ۲)

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ

توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور ہے ان کی جو کرتے ہیں برا کام

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ

نادانی سے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے تو ان کو

يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا

توبہ:

یہاں توبہ کی حقیقت کا بیان ہے کہ توبہ کرنا اور توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمہ

سے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جیسا کہ آیت سابقہ سے مفہوم ہوا لیکن اس کا کہیں وعدہ نہیں کہ حق تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے وہ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی ہو جو عمر بھر تاخیر کر کے گناہ پر گناہ صغیرہ و کبیرہ کرتے رہتے ہیں مگر جب اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں تو [illegible] توبہ کرتے ہیں سو ایسوں کی توبہ میں اللہ ضرور معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اس کا علم ہے کہ کس نے نادانی سے گناہ کیا اور کس نے اقدام کیا سے توبہ کی [illegible] حکمت والا ہے جس توبہ کو [illegible] جانتا ہے اس کو قبول فرما لیتا ہے۔

فائدہ: تو یہ [illegible] سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہ کرے نادانی سے وہ توبہ کے بعد توبہ کرنے کے حکم سے [illegible] حکمت اس کی [illegible] توبہ کی ضرورت ہے [illegible] کے حال پر [illegible] رحمت اللہ تعالیٰ [illegible] پر [illegible] کے [illegible] کے [illegible] توبہ [illegible] اسے [illegible] حالت [illegible] [illegible] موت کے قائل [illegible] کا قول [illegible] اللہ [illegible] [illegible] ان [illegible] توبہ کا [illegible] ہے [illegible] [illegible] اس صورت میں [illegible]

حضرت ابو موسیٰ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گناہ گار توبہ کرے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گناہ گار توبہ کرے [illegible] یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے۔ (مسلم) حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغرب کی جانب سے [illegible] سے پہلے تک توبہ کر لے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ([illegible] مسلم [illegible])

توبہ کی حقیقت

امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] انبیاء علیہم السلام کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ندامت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر اصرار کرنا اور توبہ نہ کرنا شیاطین کا کام ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ توبہ کرتے رہیں۔

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

التائب حبیب اللہ والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ [illegible]

یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہے اور جس نے گناہ سے توبہ کر لی وہ ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔

[illegible] روایات میں ہے کہ جب بندہ گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ [illegible] توبہ قبول ہونے [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

توبہ کے ارکان:

[illegible] ضروری ہے کہ توبہ کی اور توبہ [illegible] [illegible] تین [illegible] اول [illegible] کے [illegible] [illegible] حدیث میں ارشاد ہے: التوبۃ الندم یعنی توبہ ندامت کا نام ہے [illegible] [illegible] [illegible] گناہ کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تیسرا رکن یہ ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک نماز قضا کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی قضا کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] گناہ

[illegible] [illegible] [illegible] استغفار [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ

اور ایسوں کی توبہ نہیں جو کئے جاتے ہیں برے کام

حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي

یہاں تک کہ جب سامنے آ جائے ان میں سے کسی کی موت تو کہنے لگا

تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ

میں توبہ کرتا ہوں اب اور نہ ایسوں کی توبہ ہے جو مرتے ہیں حالت کفر میں

أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

ان کے لئے تو ہم نے تیار کیا ہے عذاب دردناک

کن کی توبہ قبول نہیں ہوتی

یعنی اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر گناہ کئے جاتے ہیں اور باز نہیں آتے یہاں تک کہ جب موت آن کھڑی ہوئی تو اس وقت کہنے لگا کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور ایسوں کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر مر گئے اور مرنے کے بعد عذاب آخرت کو دیکھ کر توبہ کریں ایسے لوگوں کے واسطے عذاب شدید تیار ہے۔ فائدہ: جاننا چاہئے کہ ان آیتوں میں جو وعدہ قبول توبہ اور عدم قبول توبہ مذکور ہیں ہم نے جو ان کا مطلب بیان کیا یہ بعض اکابر محققین کی تحقیق کے موافق ہے اور اس میں یہ خوبی ہے کہ قید جہالت اور لفظ قریب دونوں اپنے ظاہری معنی پر قائم رہے اور علی اللہ کے معنی بھی سہولت سے بن گئے اور اس موقع پر قبول اور عدم قبول توبہ کے ذکر فرمانے سے جو مقصد ہے یعنی توبہ کی ترغیب اور توبہ کی چند صورتیں ہیں اور ان کی مقبولیت میں باہم فرق ہے تاکہ کوئی توبہ سے غافل نہ ہو پورا بھی ہو جائے یہ مقصد بھی اس صورت میں خوب حاصل ہو جاتا ہے مگر مفسرین حضرات سے جو مشہور ہوا ان آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ جہالت اور قریب کی قید واقعی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گناہ جہالت سے ہوتا ہے اور قریب سے یہ مراد ہے کہ حضور موت سے پہلے جس قدر وقت ہے وہ قریب ہی ہے کیونکہ زندگی تھوڑی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وعدہ قبول فرمانے کا

وعدہ ان سے ہے کہ جو بسبب جہالت اور عدم احتیاط کے گناہ کر لیتے ہیں اور پھر موت کے آنے سے پہلے تائب ہو جاتے ہیں اور جو لوگ کہ موت کو دیکھ کر توبہ کریں اور نزع کی حالت کو آ پہنچے یا جو لوگ کہ کفر پر مر چکے ان کی توبہ قبول نہیں۔ اس تقریر کے موافق توبہ کرنے والوں کی دو صورتیں ہیں جو تقریر اول میں مذکور ہوئیں تھیں اول یعنی قبول توبہ کا وعدہ تو ہوگی۔ فائدہ جب موت کا یقین ہو چکے اور عالم آخرت نظر آنے لگے تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں وہ عالم آخرت کے دیکھنے سے پہلے کی توبہ البتہ قبول ہوتی ہے تو فرق یہ ہے کہ بسبب تقریر اول صورت اول میں تو قبول توبہ کا وعدہ عدل و انصاف کے موافق ہے اور دوسری صورتوں میں قبول توبہ اس کا محض فضل ہے تمام ہوا۔ موضح القرآن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ شروع نہ ہو جائے۔

یعنی جب تک اس کے غرغرے میں روح نہ آ جائے توبہ کا دروازہ ان کے لئے کھلا رہتا ہے۔

حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس پر لعنت نازل فرمائی تو اس نے مہلت طلب کی اور کہا تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم کہ ابن آدم کے جسم میں جب تک روح رہے گی میں اس کے دل سے نہ نکلوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم جب تک اس میں روح رہے گی میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے جب تک پردہ نہ پڑ جائے۔ کہا گیا پردہ پڑنے سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا شرک کی حالت میں جان نکل جانا۔ (ابن کثیر)

جان کنی کی حالت جبکہ عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اور روح کی روانگی ہونے لگی تو اس وقت کا ایمان بھی (مومن) آشنا کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔

ولا الذین یموتون وھم کفار: اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول ہے جو حالت کفر میں مر جائیں یعنی خدا ان کی مغفرت نہیں کرے گا اور ان کے عذاب سے درگزر نہ کرے گا یا یہ مطلب کہ آخرت میں جب توبہ کریں گے تو قبول نہیں کی جائے گی ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون (اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو دنیا میں لوٹا دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہم کو یقین آ گیا) ایمان لانا اس وقت ان کی توبہ قبول نہ ہوگی یہ مطلب ہے

بعض گناہوں سے عذاب پر کرلی ہو کر خاتمہ کفر پر ہوا ہو تو ان کی توبہ کا کوئی اثر نہ ہوگا بلکہ کفر اور معاصی دونوں کا عذاب ان کو ہوگا۔ (مظہری)

قریب موت کی دو حالتیں:

اس کی توضیح حضرت حکیم الامت تھانوی نے تفسیر بیان القرآن میں بیان فرمائی ہے کہ موت کے قریب دو حالتیں پیش آتی ہیں۔ ایک تو یاس و ناامیدی کی جب کہ انسان ہر دوا و تدبیر سے عاجز ہو کر یہ سمجھ لے کہ اب موت آنے والی ہے۔ اس کو حالت یاس یا بأس سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور دوسری حالت اس کے بعد کی ہے۔ جبکہ نزع روح شروع ہو جائے اور غرغرہ کا وقت آ جائے۔ اس حالت کو یاس بالیاء کہا جاتا ہے۔ پہلی حالت یعنی حالت بأس تک تو ابھی قریب کے مفہوم میں داخل ہے، اور توبہ اس وقت کی قبول ہوتی ہے، مگر دوسری حالت یعنی حالت یاس کی توبہ مقبول نہیں۔ جب کہ فرشتے اور عالم آخرت کی چیزیں انسان کے سامنے آ جائیں، کیونکہ وہ من قریب کے مفہوم میں داخل نہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

(أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا) یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

آئندہ آیت کا شان نزول:

بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ (دور جاہلیت میں دستور تھا کہ) جب کوئی شخص مر جاتا تھا تو اس کے قریب ترین عزیز اس کی بیوی کے زیادہ حقدار ہوتے تھے اگر چاہتے تو خود نکاح کر لیتے اور چاہتے تو کسی دوسرے سے نکاح کر دیتے عورت کے قریب ترین عزیزوں کو بھی اس کا اختیار نہ ہوتا اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا
اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو
النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ
عورتوں کو زبردستی اور نہ روکے رکھو ان کو اس واسطے کہ لے لو
مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ
ان سے کچھ اپنا دیا ہوا مگر یہ کہ وہ کریں بے حیائی صریح

عورتوں کے حقوق کا تحفظ:

حسب بیان سابق عورتوں کی بدافعالی کی بابت تادیب و سیاست کا حکم دے کر اب اہل جاہلیت کی اس ظلم و تعدی کو روکا جاتا ہے جو تعدی وہ عورتوں پر طرح طرح سے کیا کرتے تھے منجملہ ان صورتوں کے ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ جب کوئی مر جاتا تو اس کی عورت کو میت کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا اور کوئی وارث لے لیتا پھر چاہتا تو اس سے نکاح کر لیتا یا بغیر نکاح ہی اپنے گھر میں رکھتا یا کسی دوسرے سے نکاح کر کے اس کا مہر کل یا بعض لے لیتا یا ساری عمر اس کو اپنی قید میں رکھتا اور اس کے مال کا وارث بنتا اس کی بابت یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی مر جائے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائی اور اس کے کسی وارث کو یہ اختیار نہیں کہ زبردستی اپنے نکاح میں لے لے نہ عورت کو نکاح سے روک سکتے ہیں کہ وہ مجبور ہو کر خاوند کے ورثہ سے جو اس کو ملا تھا بطور فدیہ دے اب اگر صریح بدچلنی کریں تو ان کو روکنا چاہئے۔ (تفسیر حقانی)

حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت اس شخص کے بارہ میں ہے جو خود بیوی کی طرف راغب نہ ہو اس کی صحبت سے نفرت کرتا ہو لیکن عورت کا مہر اس پر واجب ہو اور اس طرح تنگ کر کے چاہتا ہو کہ جو کچھ مہر دیا ہو (یا دینے والا ہو) اس کو واپس دے کر یا مہر کے عوض رہائی لے لے۔ اللہ نے لا تعضلوهن فرما کر اس حرکت سے ممانعت کر دی۔ (تفسیر مظہری)

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ
اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں
فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا
تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اس میں
كَثِيرًا ﴿١٩﴾
بہت خوبی

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک:

یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں اخلاق اور سلوک سے معاملہ رکھو جاہلیت میں جیسا الٹ بدسلوکی کا برتاؤ عورتوں کے ساتھ کیا جاتا تھا اس کو چھوڑ دو پھر اگر تم کو کسی عورت کی کوئی خو اور عادت ناخوش آئے تو صبر کرو شاید اس میں کوئی خوبی بھی ہو اور ممکن ہے کہ تم کو ناپسند ہو کوئی چیز اور اللہ

تو اس میں یہ تنبیہ ہے کہ کوئی مرد اس مقصد کے لیے زوجہ کو تنگ کرے یا ظلم کرنا چاہے تو وہ خود ہی اپنے آپ کو ظلم کرنے والا سمجھے۔ وغیرہ

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ

اور اگر چاہو بدلنا ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو

وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ

اور دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو اس میں سے

شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا

کچھ کیا اس کو لیتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے

دورِ جہالت کے ظلم کی ممانعت:

اسلام سے پہلے یہ بھی ہوتا تھا کہ جب کوئی چاہتا کہ پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرے تو پہلی عورت پر تہمت لگاتا اور مختلف طرح سے ستاتا اور تنگ کرتا کہ مجبور ہو کر مہر واپس کرے اور نکاح چھوڑ دے۔ یہ آیت اس کی ممانعت میں نازل ہوئی کہ جب پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری کرنا چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس مت لو کیا تم بہتان باندھ کر اور صریح ظلم کر کے بیویوں سے وہ مال لینا چاہتے ہو جو ان کو دے چکے ہو۔ (تفسیر حقانی)

قنطار کا معنی بہت مال ڈھیر، مفسرین کی رائے اس میں مختلف ہے۔ ابن جریر نے حضرت انس کی روایت سے قنطار کی تشریح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ ایک ہزار دینار (قنطار) ہے۔

مہر کی مقدار:

شریعت کے نزدیک کثرت مہر کی کوئی حد مقرر نہیں، اسی پر اجماع ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے زیادہ مہر مقرر کرنے کی ممانعت کی تو ایک عورت نے اسی آیت سے کثرت مہر کے جواز پر استدلال کیا۔ حضرت عمرؓ نے سن کر فرمایا عورت نے صحیح کہا اور عمر نے غلطی کی، یہاں تک کہ چند شخص بھی سمجھ گئے۔

مہر کی زیادتی:

البتہ مستحب یہ ہے کہ مہر میں زیادتی نہ کی جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کرو اگر مہر کی کثرت دنیا میں عزت کا باعث یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے۔ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا یا کسی

بیٹی کا بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا ہو۔ (رواہ اصحاب السنن واحمد والدارمی)

بہترین عورت

ثعلبی نے اور ابن حبان نے صحیح میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے جس کا مہر سب سے زیادہ ہلکا ہو۔ (ابو داؤد) امام احمد اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوی کے امور (نفقات وغیرہ) کا آسان ہونا اور مہر کا کم ہونا اس کی برکت ہے۔ احمد اور بیہقی کی روایت میں ہے سب سے بڑی برکت والی وہ عورت ہے جس کا مہر سب سے آسان (یعنی کم) ہو۔ اس روایت کی سند عمدہ ہے۔

ازواجِ مطہرات کا مہر:

جو کچھ بیان ہے یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مہر کتنا تھا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ حضرت عائشہ نے کہا جانتے ہو نش کیا ہے آدھا اوقیہ ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم) چالیس درہم کا ایک اوقیہ ہوتا ہے پس پانچ سو درہم ہوتے ہیں۔ حضرت ام حبیبہؓ کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں کا مہر یہی تھا۔ حضرت ام حبیبہؓ کا مہر چار ہزار درہم تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی نے یہ مہر ادا کیا تھا۔ (رواہ ابو داؤد والنسائی) ابن اسحاق نے ابو جعفر کی روایت سے چار سو دینار نقل کیا ہے۔ خلاصہ تفسیر میں حضرت خدیجہؓ کے نکاح کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا مہر بارہ اوقیہ طلائی مقرر کیا تھا ایک طلائی اوقیہ کے سات مثقال ہوتے ہیں۔ اور ابو داؤد نے حضرت ام سلمہ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس اور ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں حضرت جویریہ آئیں پس ثابت نے ان کو مکاتب کر دیا تھا ثابت سے اپنے چچا زاد بھائی کو دو درہم دے کر جویریہ کو خرید لیا تھا اور مکاتب بنا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت اپنے پاس سے ادا کر دیا اور پھر ان سے نکاح کر لیا اور بدل کتابت کو ان کا مہر قرار دیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ثابت اور ان کے چچا زاد بھائی نے مشترکہ طور پر جویریہ کو مکاتب کیا ہو اور نو اوقیہ طلائی بدل کتابت مقرر کیا تھا۔

وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ

اور کیونکر اس کو لے سکتے ہو اور پہنچ چکا ہے تم میں کا ایک

بَعْضٍ وَّأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا

[illegible]

وجوب مہر:

[illegible]

فائدہ: [illegible]

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

اسلام نے عورتوں پر ہونے والے مظالم کا انسداد کیا:

ان تمام آیات میں ان مظالم کی روک تھام ہے جو اسلام سے پہلے [illegible]

[illegible]

سبق کرنے کا اس کو کوئی حق نہیں ہے۔ (موضوعات القرآن جلد دوم)

سب سے بہتر شخص:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی گھر والی کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہو، میں اپنی بیویوں سے بہت اچھی طرح رہنے والا ہوں۔ (ابن کثیر)

وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا
اور نکاح میں مت لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لا چکے تمہارے باپ مگر
قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ
جو پہلے ہو چکا یہ بے حیائی ہے اور کام ہے غضب کا اور برا
سَبِيلًا
چلن ہے

سوتیلی ماں اور دیگر محرمات سے نکاح کی ممانعت:

جاہلیت والے اپنی سوتیلی ماں اور بعض دیگر محرمات سے بھی نکاح کر لیتے تھے جس کی تردید اور اس کی ممانعت کی جاتی ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح مت کرو یہ بے حیائی اور اللہ کے غضب اور نفرت کرنے کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے جاہلیت میں بھی سمجھ دار لوگ اس کو برا سمجھتے تھے اس نکاح کو نکاح مقت کہتے تھے اور اس نکاح سے جو اولاد ہوتی اس کو مقتی کہتے تھے یعنی مبغوض۔

فائدہ: باپ کی منکوحہ کا جو حکم ہے اسی حکم میں دادا اور نانا کی منکوحہ بھی داخل ہے کتنا ہی اوپر کا دادا اور نانا کیوں نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی)

شان نزول:

ابن ابی حاتم فریابی اور طبرانی نے حضرت عدی بن ثابت کی وساطت سے ایک انصاری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ابو قیس بن اسلت کا انتقال ہو گیا ابو قیس بڑا نیک انصاری تھا اس کے بیٹے قیس نے ابو قیس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرنا چاہا عورت نے قیس سے کہا میں تو تجھے اپنا بیٹا جانتی ہوں اور تو قوم کے نیک لوگوں میں سے بھی ہے (پھر نکاح کیسے) اس کے بعد عورت نے حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی اطلاع دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو اپنے گھر چلی جا (اور حکم کا انتظار کر) اس پر آیت ذیل والا نازل ہوئی۔

سوتیلی ماں سے نکاح کی سزا:

حضرت براء بن عازب کا بیان ہے کہ میرا ماموں جھنڈا لئے میری طرف سے گزرا، میں نے پوچھ کہاں جا رہے ہو اس نے جواب دیا ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اس کا سر لانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی۔ تفسیر مظہری)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ
اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور بہن کی

محرمات نسبی:

سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرما کر اب جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں ان سب کو بیان فرماتے ہیں وہ عورتیں چند قسم ہیں اول ان کو بیان کیا جاتا ہے جو علاقہ نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ سات ہیں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہیں۔

فائدہ: ماں کے حکم میں دادی، نانی اوپر تک کی سب داخل ہیں ایسے ہی بیٹی میں پوتی اور نواسی نیچے تک کی سب داخل ہیں اور بہن میں بھی اور ماں اور باپ کی سب داخل ہیں اور پھوپھی میں باپ دادا اور پر تک کی پھوپھیوں کی بہن تینوں قسم کی سب آ گئیں اور خالہ میں ماں اور نانی سب کی بہنیں تینوں قسم کی داخل ہیں اور بھتیجی میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد اور اولاد کی اولاد سب داخل ہیں اور بھانجی میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد اور اولاد کی اولاد داخل ہیں۔

وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ
اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں

محرمات رضاعی:

محرمات نسبی کے بعد اب محرمات رضاعی کو بیان کیا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا اس میں اشارہ ہے کہ سات رشتے جو نسب میں بیان ہوئے رضاعت میں بھی حرام ہیں یعنی رضاعی بیٹی اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں چنانچہ صحیح حدیث میں یہ حکم موجود ہے۔ (تفسیر عثمانی)

پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا:

حدیث میں اس بات کی بھی تصریح ہے کہ ان دونوں کو بھی جمع کرنا درست نہیں۔ پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی کو کوئی عورت اور اس کے باپ یا ماں کی پھوپھی یا خالہ میں سے کسی کو خواہ پردادا یا پرنانی کی بہن بھی خواہ سگی ہو یا ماں کی طرف سے یا باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت اور اس کی پھوپھی سے ایک ساتھ نکاح نہ کیا جائے نہ عورت اور اس کی خالہ سے جمع کیا جائے۔ متفق علیہ۔ ابوداؤد، ترمذی، دارمی اور نسائی کی روایت میں الفاظ کے ساتھ ہے پھوپھی پر بھتیجی سے نکاح نہ کیا جائے نہ بھتیجی پر اس کی پھوپھی سے، نہ خالہ پر اس کی بھانجی سے اور نہ بھانجی پر اس کی خالہ سے نہ چھوٹی پر بڑی سے نہ بڑی پر چھوٹی سے۔ نسائی کی روایت میں آخری جملہ نہیں ہے۔ آخری حصہ اس حدیث کا صحیح ہے جس کی حضرت جابر کی روایت سے بھی تائید ہوتی ہے اور بخاری نے مختلف سندوں سے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کی ہے۔

ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ جو حرمت آزاد عورتوں کی ہے وہی قسم باندیوں کی حرمت کا ہے سوائے تعداد کے کہ باندیاں رکھنے کی کوئی حد مقرر نہیں اور نکاح میں چار عورتوں سے زیادہ نہیں ہو سکتیں۔

حدیث منقول ہے کہ حضرت ابو فضیل عنزی نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت سامنے سے آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے چادر مبارک بچھا دی وہ بیٹھ گئی جب وہ چلی گئی تو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں تھیں جنہوں نے دودھ پلایا تھا۔

خلاصہ بیان یہ ہے کہ نسب اور رضاعت دونوں طرحوں میں عورت کے لئے جو رشتے حرام ہیں وہی مرد کے لئے حرام ہیں ان کا نکاح حرام ہے اور ویسے ہی بیٹے کے اصول سے جو ملتے ہیں ان سے حلت کا حکم ہے اور عورت کی نوع سے اس وقت تک جب تک عورت سے قربت کرلی جائے وہ قسم ظاہری طور پر۔۔۔

سسرالی کی وجہ سے حرام ہونے والے رشتے:

اب حرمت مصاہرت کا ذکر ہے یعنی وہ نکاح کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے وہ ہر دو بیوی کی ماں اور نانی دادی بیٹی ہے جس زوجہ سے تم نے صحبت کی ہو یا نہیں اگر صحبت سے پہلے ہی عورت کو طلاق دے دو تو اس کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں ہیں اور یہ حکم بیٹے تک کے پوتوں اور نواسوں کی عورتیں شامل ہیں کہ ان سے بھی تمہارا نکاح درست نہیں ہو سکتا۔

دوسری قسم وہ ہے کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح کی ممانعت نہ ہو بلکہ جب تک کوئی عورت تمہارے نکاح میں ہے اس وقت تمہارا اس عورت کی ان قرابت والی عورتوں سے نکاح کی ممانعت رہی جب اس عورت کو طلاق دے دی یا وہ مرگئی تو ان سے نکاح درست ہو جاتا ہے اور وہ بیوی کی بہن ہے کہ وہ بیوی موجود ہے جب تک اس سے نکاح نہیں ہو سکتا اور یہی صورت ہے اور جن کا حکم یہ ہے بیوی کی پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی کا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو کہ تمہاری پشت سے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے بیٹے وہ نہیں جن کو منہ بولے بیٹے کہتے ہیں جس کو متبنیٰ کہتے ہیں دعا کی سے احتراز نہیں اور إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کا یہ مطلب ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس حکم سے پہلے جو دو بہنوں کو جمع کرتے تھے وہ معاف ہے اور یہ حضور کو فرمانے سے یہ مطلب ہے کہ جن کو تم اپنی گود میں پالتے ہو اور ان کی پرورش کرتے ہو اتفاقی بات ہے اس سے معاملہ کر کے جس کو اولاد کی طرح سمجھتے ہو اس سے نکاح کی حرمت اور پرورش کی قید کا مطلب نہیں ہے ان کی حرمت کے لئے گود میں پالنا ضروری ہے۔ وہ قسم دوئم

کہ عورت کو شہوت سے چھوا اور شہوت کی نظر دیکھا تو شہوت کے

أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ
اور جو تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے ہیں
تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ
اور یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا
إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا
بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ
اور تمہاری عورتوں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں
مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا
یعنی جن کی ماں سے تم نے ان عورتوں سے جن سے تم نے صحبت کی
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ
اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کوئی گناہ نہیں ان کے نکاح میں

[illegible] ہے۔

[illegible] نے اپنی تفسیر میں [illegible] قرآنی سند
سے حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی اجنبی عورت [illegible]
[illegible] کی اس طرح
[illegible] کو نکاح [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] ہے۔

مسئلہ: [illegible] زانی باپ کی منکوحہ [illegible] کی
طرح [illegible] اپنے زانی باپ کیلئے حرام ہے کیونکہ [illegible]
[illegible] صورت میں [illegible]
بھی ہے (بحوالہ [illegible]) اور [illegible] کے خلاف [illegible]
[illegible] کے ہاں اگر [illegible]
ہو تو [illegible]۔

[illegible] سے نکاح [illegible] حرام نہیں [illegible]
[illegible] طلاق [illegible] بعد [illegible]
بعد [illegible] سے نکاح حرام نہیں۔

اس [illegible] حضرت [illegible] کا قول نقل کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے [illegible]
عورت [illegible] نکاح [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] ([illegible])

[illegible] حضرت عائشہ [illegible]
روایت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]
[illegible] ۔

خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] حرام ہیں [illegible]
[illegible] نکاح [illegible] قریب [illegible]
[illegible] قریب [illegible]
[illegible] نکاح حرام ہے [illegible]
[illegible] ہے۔

([illegible])

[illegible] سے کم [illegible]
[illegible]
[illegible] نکاح حرام [illegible]

اس سے [illegible] نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
رضاعت سے بھی وہی حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں [illegible]
نسب [illegible] ([illegible])

[illegible] حضرت عائشہ کی روایت سے [illegible] ہے۔ حضرت علی [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ [illegible]
[illegible] قریش [illegible]
[illegible] میری رضاعی [illegible]
[illegible] حرام [illegible] بھی حرام [illegible]
ہے۔ ([illegible])

حضرت عائشہ [illegible] ہیں کہ [illegible] آئے اور [illegible]
آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دینے سے انکار کر
دیا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تشریف لائے تو میں
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے [illegible] نے [illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم [illegible] تمہارا [illegible]
وہ تمہارا چچا ہے [illegible]
[illegible] ہے۔ ([illegible])

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس
تشریف فرما تھے کہ میں نے ایک مرد کی آواز سنی جو حضرت حفصہ کے گھر
میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ
رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کے رضاعی چچا کے
متعلق فرمایا میرے خیال میں فلاں شخص ہے [illegible] رضاعی
چچا کا نام لے کر [illegible] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر فلاں شخص زندہ ہوتا
[illegible]
[illegible] رضاعت [illegible] ہے۔ ([illegible])

[illegible] حرام

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

[illegible]

محرمات بوجہ نکاح غیر

[illegible]

باندی

[illegible]

فائدہ [illegible]

شادی شدہ جنگی قیدی خواتین

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دار الحرب سے آئی ہوئی خواتین

[illegible]

جنگی قیدی عورتوں کے نکاح کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا

[illegible]

بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ

[illegible]

جنت کی چار نہریں

[illegible]

مہر کی کم از کم مقدار

[illegible]

محرمات کی تفصیل

[illegible]

[illegible]

مسئلہ: [illegible]

[illegible] باپ کا حصہ [illegible]

[illegible] بیٹے کو صرف [illegible] ... والفرع بمجرد العقد دخل بها او لا

مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت سے [illegible]

[illegible]

[illegible] عبارت [illegible]

[illegible]

مسئلہ: اگر [illegible]

[illegible]

دونوں کا تجربہ بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح رضاعی بھائی اور رضاعی بہن کی لڑکی سے بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ: رضاعی بھائی یا رضاعی بہن کی نسبی بہن سے نکاح جائز ہے، اور نسبی بہن کی رضاعی بہن سے بھی حلال ہے اور رضاعی بہن کی نسبی بہن سے بھی اور نسبی بہن کی رضاعی بہن سے بھی نکاح جائز ہے۔

مسئلہ: مدت رضاعت ... میں دودھ ... سے حرمت ثابت ہوتی ہے ... دودھ کا ... جائے تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

مسئلہ: حرمت رضاعت کے ثبوت کے لیے دو عادل مردوں کی گواہی ضروری ہے۔ ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہ ہوگی، لیکن چونکہ معاملہ حرام و حلال سے متعلق ہے اس لیے احتیاط کرنا افضل ہے، ... بعض فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کرنا ہو اور ایک عادل مرد اطلاع دے کہ یہ عورت ... تو نکاح نہ کرے ... نہیں، اور اگر نکاح کے بعد ہو تو احتیاط جدا ہونے میں ہے۔ لہٰذا اگر ایک عورت بھی کہہ دے تب بھی احتیاط اسی میں ہے کہ مفارقت اختیار کرلیں۔

مسئلہ: جس طرح دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اسی طرح ... ناک کے ذریعہ ... سے بھی ... ثابت ہو جاتا ہے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ ... کے ذریعہ سے ... بچے کے پیٹ تک پہنچ جائے۔

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ بیویوں کی مائیں بھی حرام ہیں۔ یہاں بھی حرمت کی تفصیل ہے۔

... بیویوں کی نانیاں دادیاں ... سب داخل ہیں۔

مسئلہ: جس طرح منکوحہ بیوی کی ماں ... اسی طرح اس عورت کی ماں بھی حرام ہے جس کے ساتھ شبہ میں ہمبستری ہو یا جس کے ساتھ زنا کیا ہو یا اس کو شہوت کے ساتھ چھوا ہو۔

مسئلہ: محض نکاح کرنے سے بیوی کی ماں حرام ہو جاتی ہے، حرمت کے لیے دخول وغیرہ شرط نہیں۔

(وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ)

جس عورت کے ساتھ نکاح کیا اور نکاح کے بعد ہمبستری بھی کی تو اس عورت کی دوسرے شوہر سے ... لڑکی ... اسی طرح اس کی پوتی نواسی ... حرام ہے، ان سے نکاح کرنا جائز نہیں، لیکن اگر ہمبستری نہیں کی، صرف نکاح ہوا تو صرف نکاح سے مذکورہ قسمیں حرام نہیں ہو جاتیں، لیکن

نکاح کے بعد اگر اس کو شہوت کے ساتھ چھوا ... کی طرف شہوت کی نگاہ ... بلکہ ... کے حکم میں ہے ... اس عورت کی لڑکی وغیرہ حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: یہاں ... پوتی اور نواسی بھی حرام ہو گئیں ...

(وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ) بیٹے کی بیوی ... اور بیٹے کے حکم میں پوتا اور نواسا بھی داخل ہیں، لہٰذا ان کی بیویوں سے نکاح حرام ہوگا۔

(مِنْ أَصْلَابِكُمْ) کی قید سے متبنّیٰ (لے پالک) کو نکالنا مقصود ہے، اس کی بیوی سے نکاح حلال ہے ... بیٹے کے حکم میں ...

(وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ) دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے، حقیقی بہنیں ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی ... رضاعی بہنیں ہوں، سب کا یہی حکم ہے۔ البتہ طلاق ... دوسری بہن سے نکاح جائز ہے، لیکن ... عدت گزرنے کے بعد ...

مسئلہ: جس طرح دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اسی طرح پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة وخالتها (بخاری و مسلم)

حضرت ... روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بردہ ... کو ایک شخص کی طرف بھیجا تھا ... جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا ...

... روایت ہے ...

اس حدیث سے معلوم ہوا ...

(إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ) اسلام سے پہلے جو کچھ انہوں نے جہالت میں کیا اب اسلام لانے کے بعد اللہ جل شانہ اس سے درگذر کرے گا، اور ان کی طرف اپنی رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا۔

شریعت اسلامیہ میں اس مسئلہ کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ صرف کسی شخص کے نکاح میں ہوتے ہوئے عورت کے دوسرے کا نکاح کرنا حرام ہی نہیں بلکہ کسی عورت کا شوہر طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی عدت ختم ہونے تک بھی کسی دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا

(إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) یہ جملہ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ) سے استثناء ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر والی عورت سے کسی دوسرے شخص کو نکاح کرنا جائز نہیں ہے البتہ کوئی عورت مملوکہ بن جائے تو جائز ہے جس کی صورت یہ ہے کہ مسلمانوں نے دار الحرب کے کافروں سے جہاد کیا اور وہاں سے کچھ عورتیں قید کر کے لے آئے ان عورتوں میں جو عورت دار الاسلام میں لائی گئی اور اس کا شوہر دار الحرب میں رہ گیا تو اس عورت کا تعلق دار الاسلام میں آنے سے اپنے کافر شوہر سے ختم ہو گیا اب یہ عورت اگر کتابیہ یا مسلمہ ہو تو اس سے دار الاسلام کا کوئی بھی مسلمان نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر امیر المؤمنین نے اس لونڈی کو کسی غازی یا سپاہی کو مال غنیمت کی تقسیم میں دے دیا تب بھی اس سے استمتاع جائز ہے۔ لیکن یہ نکاح اور استمتاع ایک حیض آنے کے بعد کیا جائے اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل کے بعد ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی کافر عورت دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر کافر رہے تو تین حیض گذرنے کے بعد اس کے نکاح سے علیحدہ ہو جائے گی۔

مسئلہ: اسی طرح دار الاسلام میں کوئی کافر عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر کافر ہو تو حاکم اس کے شوہر پر اسلام پیش کرے، اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کرے تو حاکم ان دونوں میں تفریق کر دے، اور یہ تفریق طلاق شمار کی جائے گی، بعد عدت گزرنے کے عورت کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔

(كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ) یعنی ان محرمات کا جو ذکر ہوا ان کی حرمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہے۔ قال القرطبی ای حرمت هذه النساء كتابا من الله عليكم

(وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ) یعنی جو محرمات اب تک مذکور ہوئیں ان کے علاوہ دوسری عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ [illegible] کی [illegible] خالہ کی لڑکی [illegible] [illegible] [illegible]

بیوی مر جائے تو اس کی بہن سے نکاح [illegible] ان سب کا ماوراء ذلکم کے عموم میں داخل فرما دیا۔

(أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ) یعنی محرمات کا بیان ختم ہو گیا تو یہ فرما دیا گیا کہ اپنے مالوں کے ذریعہ حلال عورتیں تلاش کرو اور ان کو اپنے نکاح میں لاؤ۔

مہر ضروری ہے۔

ابوبکر جصاص [illegible] احکام القرآن میں لکھتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

(مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ) [illegible] [illegible]

[illegible]

حرمت ہے۔

[illegible]

کہ اس سے اصطلاحی متعہ مراد ہے۔ اہل تشیع کے نزدیک یہ آیت متعہ کے مباح ہونے کی دلیل ہے، حالانکہ متعہ جس کو کہتے ہیں اس کی مخالفت خود یہ قرآن کریم کی آیت بالا میں لفظ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ سے ہو رہی ہے جس کی تشریح آگے آ رہی ہے۔ متعہ اصطلاحی جس کے جواز کا ایک فرقہ مدعی ہے یہ ہے کہ ایک مرد کسی عورت سے یوں کہے کہ اتنے دن کیلئے اتنے پیسے یا مال کے عوض تم سے متعہ کرتا ہوں۔

متعہ چونکہ مخصوص وقت کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے اس میں نہ حصول اولاد مقصود ہوتا ہے نہ گھر بسانا اور نہ عفت و عصمت اور اسی لئے جس عورت سے متعہ کیا جائے اس کو فریق مخالف نہ وارث قرار دیتا ہے نہ اس کو ازواج معروفہ کی گنتی میں شمار کرتا ہے اور چونکہ مقصد صرف قضاء شہوت ہے اس لئے مرد و عورت عارضی طور پر نئے نئے جوڑے تلاش کرتے رہتے ہیں جب یہ صورت ہے تو متعہ عفت و عصمت کا ضامن نہیں بلکہ دشمن ہے۔

امام ترمذیؒ نے باب ما جاء فی نکاح المتعۃ کا باب قائم کر کے دو حدیثیں نقل کی ہیں پہلی حدیث یہ ہے

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن متعۃ النساء وعن لحوم الحمر الاھلیۃ زمن خیبر

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے

دوسری حدیث جو امام ترمذیؒ نے نقل کی ہے وہ یہ ہے:

عن ابن عباسؓ قال انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام حتی اذا نزلت الآیۃ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم قال ابن عباس فکل فرج سواھما فھو حرام"

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ متعہ اسلام کے عہد اول میں مشروع تھا یہاں تک کہ آیت کریمہ (الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم) نازل ہوئی تو منسوخ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بیوی اور مملوکہ شرعیہ کے سوا ہر طرح کی شرمگاہ سے استمتاع حرام ہے۔"

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کچھ عرصہ تک متعہ کو جائز سمجھتے تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے (جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے) اور آیت شریفہ (الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم) سے متنبہ ہو کر رجوع فرما لیا جیسا کہ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوا۔

عجیب بات ہے کہ جو فرقہ حلت متعہ کا قائل ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتباع کا دعویدار ہونے کا مدعی ہے لیکن اس مسئلہ میں ان کا بھی مخالف ہے (وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون)۔

صاحب روح المعانی قاضی عیاضؒ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ خیبر سے پہلے متعہ حلال تھا پھر غزوۂ خیبر میں حرام کر دیا گیا اس کے بعد فتح مکہ کے دن حلال کر دیا گیا لیکن پھر تین دن کے بعد ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔

مسئلہ: نکاح متعہ کی طرح نکاح موقت بھی حرام اور باطل ہے۔ نکاح موقت یہ ہے کہ ایک مقررہ مدت کے لئے نکاح کیا جائے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ متعہ میں لفظ متعہ بولا جاتا ہے اور نکاح موقت لفظ نکاح سے ہوتا ہے۔

(فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن) یعنی جس طریقے سے تم عورتوں سے لذت اندوز ہو گئے ہو تو ان کے مہر ان کو دو۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس آیت میں متعہ مراد ہے یعنی ایسا عقد جس میں مہر معین ہو اور مدت معین ہوتی ہے۔ مدت مقررہ گزرنے کے بعد بغیر طلاق کے علیحدگی ہو جاتی ہے طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی مگر استبراء رحم لازم ہے جس کی مدت پوری ہونے کے لئے ایک حیض کا انتظار کرنا ضروری ہے اگر مدت کے اندر دونوں میں سے کوئی مر جائے تو ایک کو دوسرے کی میراث بھی نہیں ملتی اور عقد کرنے والوں پر زوجین کا اطلاق ہوتا ہے نہ جیسا کہ میاں بیوی نہیں ہوتے۔

مسئلہ: متعہ کے ناجائز اور حرام ہونے پر اجماع ہو چکا ہے سوائے شیعہ کے کوئی اس کی حلت کے قائل نہیں ہیں حرمت متعہ کا ثبوت اس آیت سے ہے اللہ نے فرمایا

والذین ھم لفروجھم حافظون ۝ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ۝ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون

متعہ والی عورت بیوی نہیں ہوتی اور نہ مملوکہ ہے لہٰذا متعہ کرنے والا بیوی اور مملوکہ کے سوا تیسری عورت سے شرمگاہ کو محفوظ نہ رکھنے والا اور حق سے تجاوز کرنے والا ہے معلوم ہوا کہ متعہ والا حد شرعی سے تجاوز کرتا ہے۔

مسلم نے ... کا بیان بھی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو متعہ کی اجازت دی گئی تھی میں اور ایک آدمی ایک عورت کے پاس گئے عورت جوان اور لمبی گردن کی تھی (یعنی کسی قدر دراز قامت تھی) ہم دونوں نے اس سے درخواست کی اس

نے مجھ سے کہا تم مجھے کیا دو گے میں نے کہا اپنی چادر پیش کروں گا میرے ساتھی نے بھی اپنی چادر اسکو پیش کی اس کی چادر میری چادر سے اچھی تھی مگر میں اس سے اچھا جوان تھا عورت نے میرے ساتھی کی چادر دیکھ کر پسند کی اور جب مجھے دیکھا تو مجھے پسند کیا پھر کہنے لگی تیری چادر میرے لئے کافی ہے تو مجھے پسند ہے چنانچہ میں اس کے ساتھ تین شب رہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو وہ اس کو چھوڑ دے۔

لیکن محمد نے صحیح سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک متعہ کی اجازت ہم کو دی تھی پھر حرام فرما دیا اب اگر میں کسی کو متعہ کرتے ہوئے پاؤں گا تو خدا کی قسم پتھر مار مار کر اس کو ہلاک کر ڈالوں گا بشرطیکہ وہ شادی شدہ ہو۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا لوگ متعہ کیوں کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرما دی تھی اگر کسی نے متعہ کیا ہو گا اور میرے پاس اس کو لایا جائے گا تو میں ضرور اس کو سنگسار کر دوں گا۔

حازمی نے اپنی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک کے جہاد کے لئے گئے ثنیۃ (الوداع) شام میں پہنچے تو وہاں کچھ عورتیں آ گئیں ہم نے ان سے متعہ کر لیا اس خیال سے کہ یہ ہماری سواریوں پر سوار ہو جائیں گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور عورتوں کو دیکھ کر فرمایا یہ کون ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عورتیں ہیں ہم نے ان سے متعہ کر لیا ہے۔ یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اور حمد وثناء کے بعد متعہ کی ممانعت فرما دی۔ حکم پاتے ہی ہم نے عورتوں کو رخصت کر دیا پھر ایسی حرکت کبھی نہیں کی اور نہ آئندہ بھی کریں گے۔

طحاوی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک کے جہاد کو نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیۃ الوداع میں پڑاؤ کیا وہاں کچھ چراغ (روشنی) دیکھے اور عورتوں کو روتے ہوئے پایا فرمایا یہ کیا ہے عرض کیا گیا یہ عورتیں ہیں ان کے مردوں نے ان سے متعہ کیا تھا اور اب ان سے جدا ہو رہے ہیں فرمایا طلاق اور نکاح اور عدت اور میراث (کے قانون) سے اللہ نے متعہ کو حرام اور باطل کر دیا ہے۔ اور تعلیق کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ نے طلاق اور عدت اور میراث (کے حکم) سے متعہ (کے جواز) کو ختم کر دیا۔

حضرت ابن ابی عمرہ انصاری نے فرمایا آغاز اسلام میں مجبور شخص کے لئے متعہ کی اجازت تھی جیسے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی پھر اللہ نے دین کو محکم کر دیا اور متعہ کی ممانعت فرما دی۔ بیہقی نے زہری کا قول نقل کیا ہے کہ انتقال سے پہلے حضرت ابن عباسؓ نے متعہ کے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا، ابو عوانہ نے صحیح میں بھی اسی طرح کا ذکر کیا ہے۔

مسلم میں باب نکاح المتعہ کے عنوان میں درج ہے کہ نکاح متعہ کی اجازت دی گئی پھر اجازت منسوخ کر دی گئی پھر اجازت دی گئی پھر اجازت منسوخ کر دی گئی اور قیامت تک کے لئے حرمت کا فیصلہ ہو گیا۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ
پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان
اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً
کے حق جو مقرر ہوئے

یعنی جس عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد زوجین نے اس سے کسی قسم کا نفع حاصل کیا یعنی صحبت یا خلوت صحیحہ تک نفع بھی حاصل کر لیا تم۔ مگر یہ کہ ایک ہی دفعہ ہی صحبت یا خلوت صحیحہ کی نوبت آئی تو اب اس عورت کا پورا مہر دینا لازم ہے جو بدون عورت کے بخشے کسی طرح چھوٹ نہیں سکتا البتہ جب تک عورت بالکل کام میں نہ آوے اور زوج طلاق دے دے تو مہر مقرر کا آدھا دینا ہو گا اور اگر عورت نے انتفاع سے پہلے کوئی ایسی بات کی کہ جس سے نکاح ٹوٹ گیا تو زوج کے ذمہ سے سب مہر اتر جائے گا کچھ دینا نہ پڑے گا۔ (تفسیر عثمانی)

اس آیت میں استمتاع سے بیویوں سے ہمبستر ہونا اور وطی کرنا مراد ہے۔ اگر محض نکاح ہو جائے اور رخصتی نہ ہو اور شوہر کو استمتاع کا موقع نہ ملے بلکہ اس سے پہلے ہی طلاق ہو جائے تو آدھا مہر واجب ہوتا ہے اور اگر استمتاع کا موقع مل جائے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں خصوصی توجہ دلائی ہے کہ جب کسی عورت سے استمتاع کر لیا تو اس کا مہر پورا ہر طرح سے واجب ہو گیا۔ اس میں کوتاہی کرنا شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے اور انسانی غیرت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جب نکاح کا مقصد حاصل ہو گیا تو عورت کے حق میں کوتاہی اور ٹال مٹول نہ ہو، بلکہ شریعت عورت کو یہ حق بھی دیتی ہے کہ مہر اگر معجل ہے تو مہر کی وصولی تک شوہر کے پاس جانے سے انکار کر سکتی ہے (مظہری)۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ
اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپس کی

اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

[illegible]

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ

[illegible]

الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

[illegible]

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

[illegible]

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ

[illegible]

[illegible]

(تفسیر عثمانی)

فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ

[illegible]

أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ

[illegible]

مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ

[illegible]

باندیوں سے باضابطہ نکاح

[illegible]

فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ

[illegible]

فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ

[illegible]

مِنَ الْعَذَابِ

باندی کی سزا نصف ہے

[illegible]

ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا

[illegible]

خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

[illegible]

باندی سے نکاح کا مقصد

[illegible]

غلام و باندی

[illegible]

باندی سے نکاح کی کراہت کی وجہ

[illegible]

حدیث شریف میں مختلف روایت سے آئی ہے۔

زنا کی سزا

مسئلہ: زنا اور مرد یا عورت اگر غیر شادی شدہ ہو تو ان کی سزا سو کوڑے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ) زانی اور زانیہ میں سے ہر ایک کے سو کوڑے مارو۔ امام شافعی کے نزدیک تازیانوں کے ساتھ ایک سال کے لئے جلا وطن کرنا بھی ضروری ہے۔ امام مالک نے فرمایا جلا وطن کرنے کی سزا مرد کے لئے ہے عورت کے لئے نہیں۔ جلا وطنی کی سزا امام ابو حنیفہ کے نزدیک حد نہیں بلکہ حاکم کی صوابدید پر ہے کہ سو کوڑے والی سزا کے ساتھ ایک سال کی جلا وطنی بھی کر دے۔ جیسا مسلم کی روایت ہے (وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا) یعنی جو شخص باندیوں سے نکاح کرنے پر مجبور ہو تو اللہ اس کو معاف کرنے والا ہے اور رحمت والا ہے اس کو باندیوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

مسئلہ: اس آیت سے امام صاحب کے نزدیک یہ ثابت ہوتا ہے کہ باندیوں سے نکاح جائز ہے۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا باندی سے نکاح کا جواز مطلق ہے خواہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت ہو یا نہ ہو اور مسلمان ہو یا کتابیہ البتہ بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باندیوں سے نکاح نہ کرے جب تک آزاد عورت سے نکاح کی قدرت ہو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنگی میں نہیں ڈالا۔

تفسیر روح المعانی، مظہری۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ
اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلائے تم کو
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ
پہلوں کی راہوں پر اور معاف کرے تم کو اور اللہ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ
جاننے والا حکمت والا

احکام الٰہی کا مقصود:

یعنی اللہ تعالیٰ کو ان احکام کے ارشاد سے مطلب یہ ہے کہ تم کو حلال اور حرام کا مسئلہ معلوم ہو جائے اور تم کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے طریقے حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کا مسلک معلوم ہو اور تمہارے حالات اور تمام مصالح کا پورا علم ہے اور اس نے ہر حکم حکمت کے تحت دیا ہے اس سے تم کی اطاعت کرو اور ہدایت سے کبھی محروم نہ رہو اور رحمت اور مغفرت سے محروم ہو گے۔

فائدہ: پہلے سے نکاح اور لونڈیوں کی حرمت اور ان سے متعلق احکام کا ذکر تھا اور عورتوں کے متعلق جتنے احکام ہیں وہ ضرورت کا ذکر تھا ان کا ذکر اور ان کے متعلق میراث وغیرہ کا ذکر ہوا جو کہ ان سے متعلقہ ہیں اور ان کی اطاعت و شہوات کی اس لئے اس آیت میں بیان کیا کہ ان احکام کی پابندی کو خوب مضبوطی کے ساتھ ادا کرو۔ تفسیر عثمانی۔

پچھلی شریعتوں کے احکام:

(وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ) اور تم سے اگلے ایماندار لوگوں کے طریقے تم کو بتلا دے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ پچھلی شریعتوں کے احکام جو ہماری شریعت میں منسوخ نہ ہو گئے ہوں وہ ہمارے لئے بھی باقی ہیں اور کتاب اللہ یا حدیث سے قرآن کا ثبوت ہو یا حدیث کی تصدیق ہو جس کا ثبوت ہو ان کی روایات کا اعتبار نہیں جو محض یہود اور نصاریٰ کی روایات ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ ان روایات میں اہل کتاب کی تصدیق ہو نہ تکذیب۔

(وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ) اور تم پر رحمت کے ساتھ توجہ کرے یعنی بیان کرتا ہے تم سے پہلے جو احکام تم کو چھپے ہوئے تھے ان سے واقف کرے یعنی مطلب یہ ہے کہ تم کو توبہ کی توفیق دے یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے یعنی تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔

(وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اور اللہ تعالیٰ احکام کی مصلحتوں سے واقف ہے اور اس کے احکام حکمت پر ہیں۔

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ
اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور چاہتے ہیں

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا
وہ لوگ جو لگے ہوئے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے کہ تم پھر جاؤ
مَيْلًا عَظِيْمًا (۲۷)
راہ سے بہت دور

شہوت پرستوں کی چاہت:

یعنی یہ مختلف قیود جو پہلے گزریں ان سے مطلب تم پر رحمت فرمانا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان قیود کی نسبت حکم فرمایا اور جو لوگ اپنی شہوتوں پر فریفتہ ہیں وہ ایسے چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے دور جا پڑو یعنی انہی کی طرح تم بھی اپنی شہوات کا اتباع کرو اور گمراہ ہو جاؤ تو اب ان کی تم کو کوئی پروا نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی)

(وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ) اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو خواہشات پر چلتے ہیں یعنی شریعت کے نافرمان ہوتے ہیں لیکن اگر شریعت کے موافق خواہشات پوری کی جائیں تو یہ اتباع شریعت ہے اتباع شہوات نہیں ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ان خواہش پرستوں سے زناکار لوگ مراد ہیں۔ بعض علماء نے کہا یہودی مراد ہیں کیونکہ یہ تمام محرم عورتوں کو حلال جانتے ہیں۔ بعض نے مجوسی مراد لئے ہیں کیونکہ مجوسیوں کے نزدیک بہنیں اور بھتیجیاں بھانجیاں حلال ہیں۔ (تفسیر مظہری، ج ۲، ص ۲۰۸)

جو لوگ خواہشات کے پیچھے ہیں یعنی زناکار اور فاسق لوگ اور اصحاب مذاہب باطلہ جن کے نزدیک یہ تمام اعمال کوئی چیز نہیں وہ تم کو بھی راہ حق سے ہٹا کر اپنے باطل اور ردی کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں مگر ان سے ہوشیار رہنا۔ بعض مذہبوں میں اپنی محرم عورتوں سے بھی نکاح کر لینا درست ہے۔ بہت سے طبقوں میں اس وقت نکاح کو ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور بعض ممالک میں عورت کو حقوق مشترک قرار دیئے جانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جو ہر یا نفس کے بندے اور قید شرعی سے خالی ہیں۔ اسلام کا گھر بیٹھے ... بعض ضعیف الایمان لوگ جو ان ملحدوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں ان کی باتوں میں آ کر اپنے دین کو فرسودہ خیال کرنے لگتے ہیں اور دشمنوں کی باتوں کو انسانیت کی ترقی سمجھتے ہیں اور ... خیال ... ہو جاتے ہیں کہ جیسے یہ لوگ ... اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ تم لوگ اپنے بے دین انسانوں کے مکر و فریب سے بچو ...۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ
اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے
الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (۲۸)
اور انسان بنا ہے کمزور

انسانی طبیعت کی رعایت

یعنی انسان کو اللہ نے ضعیف بنایا ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ یہ اپنی شہوات و مرغوبات سے کہاں تک صبر کر سکتا ہے اس لئے ہر حکم میں تخفیف کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے ... انسان۔ ... عورتوں اور شہوت سے صبر کرنا آدمی کو بہت دشوار تھا اس لئے اس کی خواہش پوری کرنے کے لئے ... جاری فرما دیئے کہ ان سے اپنا مطلب حاصل کر سکے ... تقاضائے شہوت سے بہک نہ جائے۔ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے شریعت میں تنگی نہیں رکھی ... کوئی حلال چھوڑے اور حرام کی طرف دوڑے ... نفس و شہوات ... تمام قیود ... (تفسیر عثمانی)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ
اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً
آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو
عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ
آپس کی خوشی سے

ناحق مال نہ کھاؤ:

مطلب یہ ہے کہ کسی کا مال ناحق لینا خواہ غصب سے ہو یا چوری سے ہرگز درست نہیں ہاں اگر سوداگری یعنی بیع و شراء کرو باہمی رضامندی سے تو اس میں کچھ حرج نہیں اس مال کو کھاؤ جس کا خلاصہ یہی نکلا کہ جائز طریقہ سے لینے میں مضائقہ نہیں جو مال کہ ... (تفسیر عثمانی)

"مت کھاؤ" (لَا تَاْكُلُوْۤا) کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ہے "مت لو"

گو عام محاورے کے اعتبار سے اس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کے مال کو ناحق طور پر کسی قسم کا تصرف نہ کرو خواہ کھانے پینے کا ہو یا استعمال کرنے کا، عرف میں کسی کے مال میں تصرف کرنے کو اس کا کھا جانا بولا جاتا ہے اگرچہ وہ چیز کھانے کی نہ ہو۔ لفظ باطل جس کا ترجمہ ناحق سے کیا گیا ہے عبداللہ بن مسعود اور جمہور صحابہ کے نزدیک تمام ان صورتوں پر حاوی ہے جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں جس میں چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت، رشوت اور سود، قمار اور تمام معاملات فاسدہ داخل ہیں۔ (بحر محیط)

تجارت اور محنت سب سے افضل ہے:

دوسرے کا مال حاصل کرنے کی جائز صورتوں میں سے اس آیت میں صرف تجارت کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہو کہ کسب معاش کے ذرائع میں سے تجارت اور محنت سب سے افضل اور اطیب ذریعہ معاش ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی کمائی حلال و طیب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور (رواہ احمد و الطبرانی)

(طبرانی، ترغیب و ترہیب)

"یعنی انسان کے ہاتھ کی مزدوری اور ہر وہ بیع و شراء (جس میں جھوٹ و فریب نہ ہو)۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء

"سچا امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔" (ترمذی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيامة

(رواہ الاصبہانی، ترغیب)

"سچا تاجر قیامت کے روز عرش کے سایہ میں ہوگا۔"

پاکیزہ کمائی کے خاص شرائط

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ پاک کمائی تاجروں کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں اور جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں اور جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں اور جب کوئی سامان (کسی سے) خریدیں تو اس کی مذمت کے طریق (اس سامان کو برا اور خراب بتانے) کی عادت نہ کریں اور جب اپنا کوئی مال فروخت کریں تو (واقعے کے خلاف) اس کی تعریف نہ کریں، اور جب ان کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو اس کو تنگ نہ کریں۔ (رواہ البیہقی والاصبہانی، ترغیب)

ذخیرہ اندوزی:

خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت کی چیزوں کو سب طرف سے سمیٹ کر روک لینا اور ایک شخص ذخیرہ کرے اور پھر قیمت میں خاطر خواہ اضافہ کرکے فروخت کرے، چونکہ بازار میں دوسری جگہ کہیں مال نہیں ملتا، مجبور ہے کہ مہنگی سستی جیسی بھی ہو خرید لے، اس صورت میں اگرچہ گاہک خوشدلی سے خریدتا ہے اور بظاہر رضامندی ہے لیکن یہ رضامندی درحقیقت مجبوری کے تحت ہے اس لئے کالعدم ہے۔

اسی طرح کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ معاشرت کی ایسی صورت پیدا کر دے کہ وہ اپنا مہر معاف کرنے پر مجبور ہو جائے تو گو معافی کے وقت وہ بظاہر رضامندی کا اظہار کرتی ہے لیکن درحقیقت رضامندی نہیں ہوتی۔

یا کوئی رشوت دینے والا بظاہر رضامندی کے ساتھ رشوت دینے کے لئے آمادہ ہو تو چونکہ یہ رضامندی بھی درحقیقت رضامندی نہیں اس لئے شرعاً کالعدم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیت إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ سے بیع و شراء اور تجارت کی صرف ایسی صورتوں کا جواز ثابت ہوا جن کا جواز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ثابت ہے اور فقہاء نے اس کو واضح کر دیا ہے، اور جتنی صورتیں بیع و شراء اور تجارت کی شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں وہ سب اس سے خارج ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو ایک لفظ نے پوری کتاب البیوع اور کتاب الاجارہ کا خلاصہ بیان کر دیا۔

عن تراض منكم: امام محمد نے نقل کیا ہے کہ حضرت میمون بن مہران نے بیان کیا ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تجارت باہمی رضامندی سے ہونی چاہئے، بیع کے بعد خیار ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو دھوکا دے۔ حضرت قیس سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی سے بیع کی گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا، اور بیع (کے بعد) جب تک دونوں جدا نہ ہوں اختیار رہتا ہے (بیع کے وقت) اپنا اختیار رکھتے ہیں۔

[illegible]

خودکشی

[illegible]

مسلمان کو قتل کرنا

[illegible]

وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا

[illegible]

وضاحت

[illegible]

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا

[illegible]

ظلم و قتل کی سزا

[illegible]

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا

كَرِيْمًا

[illegible]

گناہوں سے بچنے کی ترغیب

[illegible]

[illegible]

معتزلہ کا مذہب

[illegible]

مذہب اہل سنت

[illegible]

معتزلہ کو جواب:

[illegible]

آیت کا صحیح مطلب

[illegible]

[illegible] عن النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] ان الله كتب على ابن آدم حظه من الزنى ادرك ذلك لا محالة فزنى العين النظر وزنى اللسان المنطق والنفس تمنى وتشتهي والفرج يصدق ذلك ويكذبه [illegible]

[illegible]

[illegible] بول کی دو قسمیں

[illegible]

[illegible]

اعمالِ صالحہ سے چھوٹے گناہ دھل جاتے ہیں

[illegible]

کبیرہ گناہوں کی تعداد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پس مرے فقات از غم پاہے

[illegible]

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

[illegible]

اقسام الکبائر

[illegible]

کبائر کے تین درجات

[illegible]

فرمایا اللہ کے پاس تین طرح کے رجسٹر ہیں ایک وہ رجسٹر (کہ اس میں درج شدہ گناہوں) کی اللہ کو پرواہ نہیں، دوسرا وہ رجسٹر ہے کہ اس میں درج شدہ گناہوں میں سے اللہ کچھ بھی نہیں چھوڑے گا، اور تیسرا وہ رجسٹر ہے جس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ ناقابل معافی رجسٹر شرک کا رجسٹر ہے، اور جس رجسٹر کی اللہ کو پرواہ نہیں وہ اللہ کی حق تلفیوں کا رجسٹر ہے جیسے روزہ یا نماز کا ترک کرنا، تو جس کو چاہے گا معاف کر دے گا اور جس رجسٹر میں سے اللہ کچھ بھی نہیں چھوڑے گا وہ بندوں کی حق تلفیوں کا رجسٹر ہے، جب تک کہ ان کا بدلہ نہ ہو جائے اور بندہ خود اپنا حق معاف نہ کر دے، (مسند احمد، مستدرک حاکم) حاکم نے اس حدیث کو حضرت سلمان اور حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور حضرت انس کی روایت سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔

قیامت میں اعلان:

حضرت انس بن مالک راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی عرش کے اندر سے ندا دے گا: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے سب معاصی معاف کر دیئے، اب حقوق کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں، تم آپس میں اپنے حقوق بخش دو اور جنت میں میری رحمت سے داخل ہو جاؤ۔ (رواہ الطبرانی)

خطبہ حجۃ الوداع:

حضرت ابو بکرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں قربانی کے دن دوران خطبہ میں فرمایا تمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں باہم حرمت والی ہیں جیسے کہ آج کا دن تمہارے اس شہر میں اس مہینہ میں حرمت والا ہے۔ (یعنی کسی کی جان، مال اور آبرو پر کسی قسم کی دست درازی درست نہیں) (رواہ البخاری ومسلم) ترمذی نے بھی یہ حدیث عمرو بن احوص کی روایت سے نقل کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

ناحق مال کھانا:

ساعدہ بن شریک کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کرنے کو نکلا، لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کرتے تھے، کوئی کہتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی، کوئی کہتا کہ میں نے ایک چیز کو مقدم کر دیا کوئی کہتا میں نے فلاں چیز کو پیچھے کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے کوئی حرج نہیں کوئی گناہ نہیں سوائے اس شخص کے جس نے ناحق کسی مسلمان کا مال کھایا، یہی شخص گناہگار اور ہلاک ہونے والا ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

شرک:

ابو داؤد طیالسی نے اوسط میں حضرت ابن عباس کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کبیرہ گناہ کیا ہیں، فرمایا اللہ کی (ذات وصفات میں) ساجھی قرار دینا اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا اور اللہ کی پوشیدہ گرفت سے بے خوف ہو جانا۔

ترمذی کی احادیث میں کبیرہ گناہوں کی جو تفصیل آئی ہے ان میں سب سے مقدم شرک کا ذکر ہے۔

حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کا ساجھی بنانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا، اور جھوٹی قسم کھانا، جھوٹی قسم کا لفظ حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت میں ہے، حضرت انس کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی شہادت کا لفظ ہے، یہ دونوں روایتیں شیخین نے بیان کی ہیں۔

سات بڑے گناہ:

حضرت ابوہریرہ کی روایت سے منقول ہے کہ کبائر سات ہیں (جن کا ذکر آیا) ان سات میں کبائر کو بیان کیا ہے کہ اللہ کی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، سود کھانا اور میدان جہاد سے بھاگنا۔

ابن مردویہ نے حضرت انس کی روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو صحابہ نے عرض کیا وہ کون سی ہیں، فرمایا اللہ کا ساجھی بنانا، جادو، ناحق ایسے شخص کو قتل کرنا جس کے قتل کرنے سے اللہ نے منع کر دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے دن دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیرنا، اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا (رواہ البخاری ومسلم) ابن ابی حاتم کی روایت میں بجائے جادو کے اعراب کا عربی ہو کر ہجرت کے بعد پھر اعرابی بن جانا ذکر ہے۔

حضرت ابن مسعود کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے، فرمایا یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو حالانکہ اللہ نے ہی تم کو پیدا کیا ہے اس شخص نے عرض کیا اس کے بعد، فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کر ڈالو کہ وہ تمہاری روزی میں شریک ہو جائے گی اس شخص نے عرض کیا پھر کونسا فرمایا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق میں اللہ نے نازل فرمایا

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

سب سے بڑا گناہ

حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible]

فائدہ: [illegible]

[illegible]

منافق کی نشانی

[illegible]

شراب خوری

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

فواحش کا سرچشمہ ہے جو شراب پی لیتا ہے وہ نماز بھی چھوڑ دیتا ہے اور کبھی اپنی ماں، پھوپھی اور خالہ پر بھی جا پڑتا ہے۔ بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زانی زنا کرتا ہے تو مومن ہونے کی حالت میں نہیں کرتا اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری کرتا ہے اور نہ مومن ہونے کی حالت میں شرابی شراب پیتا ہے اور لٹیرا ایمان والا ایسی لوٹ نہیں کرتا کہ لوگ اس کی لوٹ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں اور خیانت کرنے والا خیانت کی حالت میں ایمان والا نہیں، اور تم میں سے کوئی بحالت ایمان مال غنیمت میں خیانت نہیں کرتا پس ان باتوں سے بچو۔ بچو۔ بچو۔ متفق علیہ۔

حضرت معاویہؓ کا شیطان سے مکالمہ

عارف رومی نے جو حضرت معاویہؓ اور شیطان کا باہمی قصہ فجر کی نماز کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے اس کی صحت کی سند تو مجھے معلوم نہیں لیکن تمثیل کے لئے اس کا بیان کافی ہے۔ ایک بار شیطان نے معاویہؓ کو فجر کی نماز کے لئے بیدار کر دیا۔ آپ نے شیطان سے پوچھا تیرا کام تو لوگوں کو فرائض سے غافل بنانا ہے تو نے یہ کام کیسے کیا، میری مصلحت کی کیا رعایت کی؟ شیطان نے جواب دیا مجھے اندیشہ تھا کہ اگر آپ کی نماز قضا ہو جائے گی تو آپ کو اتنا رنج و غم ہوگا اور اتنی ندامت ہوگی کہ اس رنج سے آپ کے درجے بڑھ جائیں گے۔

گناہوں کی جڑ:

فائدہ: تمام گناہوں کی بنیاد دل کی کجی ہے اور دل کی کجی اللہ کی جانب سے غفلت اور شہوانی ... سے اس کی پیدائش ہوتی ہے، اور اسی سے روگردانی اور جوش پرستی کی تخلیق ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے بدن کے اندر ایک بوٹی ایسی ہے کہ جب وہ ٹھیک ہوتی ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتی ہے تو سارے جسم کا انتظام بگڑ جاتا ہے اور وہ بوٹی دل ہے۔ اللہ نے فرمایا

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم

(جب آخری فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا مگر تم پر میرا کوئی زور تو چلتا نہیں تھا میں نے تو تم کو صرف دعوت دی تھی تم نے میری دعوت قبول کر لی اب تم مجھے ملامت نہ کرو خود اپنے آپ کو ملامت کرو) گناہوں سے بچاؤ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دل اور نفس میں پاکیزگی اور ہر وقت حضور رب پیدا نہ ہو جائے مگر ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک مشائخ طریقت کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشش نہ ہو۔ چنانچہ تم کو مشائخ کا دامن پکڑ لینا چاہئے ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہو سکتا اور ان کا خادم نامراد نہیں رہ سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ) ہم تم سے تمہارے گناہ دور کر دیں گے یعنی چھوٹے گناہ جیسے نامحرم کی طرف شہوت سے نظر کرنا، اس کو چھونا، اس کا بوسہ لینا وغیرہ وغیرہ معاف کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں اور دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں (شرح السنہ) شرمگاہ ان کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب کر دیتی ہے۔ ان شاء اللہ ان سب کا کفارہ نماز روزہ سے ہو جائے گا۔ یہ نیکیاں برائیوں کے عذاب کو دور کر دیتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اپنے درمیانی اوقات کے لئے اور جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ کی نماز تک کے تمام گناہوں کا کفارہ کر دیتی ہیں بشرطیکہ آدمی کبائر سے بچا رہے۔ ...

(وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا) یعنی ہم تم کو عزت والی جنت میں داخل کریں گے یا یہ مطلب ہے کہ ہم تم کو جنت میں عزت کے ساتھ داخل کریں گے اول صورت میں (مُدْخَلًا) ظرف مکان ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول مطلق اور ترجمہ حاصل ہے۔

ان گناہوں سے بچنے والا جنت میں جائے گا۔

ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا شرک کرنا، بے وجہ کسی جان کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود خوری، لڑائی میں پیٹھ دکھانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ الحرام کی حرمت کو توڑنا جو زندگی اور موت میں تمہارا قبلہ ہے۔ جو شخص مرتے دم تک ان بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا رہے اور نماز قائم کرے زکوٰۃ دیتا رہے وہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں سونے کے محلوں میں ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے سب سے بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ لوگوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا دوسرے کے ماں باپ کو برا کہہ کر اپنے ماں باپ کو برا کہلانا۔ صحیح حدیث میں ہے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ ابن ابی حاتم میں

ہے اکبر الکبائر یعنی تمام بڑے گناہوں میں بڑا گناہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرنا ہے اور ایک گالی کے بدلے دو گالیاں دینا ہے۔ ترمذی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو نمازوں کو بغیر عذر جمع کرے وہ کبیرہ گناہوں کے [illegible] دروازوں میں سے ایک دروازے میں گھس گیا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی [illegible] [illegible] [illegible] اور لڑائی [illegible] [illegible] [illegible] پہلے وقت یا پچھلے وقت [illegible] [illegible] [illegible] چنانچہ صحیح مسلم شریف میں [illegible] نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ سنن کی ایک حدیث میں ہے کہ ہم میں اور کافروں میں فرق کرنے والی چیز نماز کا چھوڑ دینا ہے جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا۔

ابن ابی حاتم میں ہے حضرت علی فرماتے ہیں کبیرہ گناہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایک روایت میں ہے کہ وارث کو نقصان پہنچانے اور اس کا حصہ میراث کم کرنے کے لئے وصیت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

تباہ کن گناہ:

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سات گناہوں سے بچو جو تباہ کر دینے والے ہیں [illegible] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون کون سے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بخاری [illegible] ہے کہ پانچ [illegible] [illegible] پڑھنے والا آدمی [illegible] [illegible] [illegible]

جنت میں نہ جانے والے

اور [illegible] کی ایک حدیث میں ہے [illegible] جنت میں نہ جائے گا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] چنانچہ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ
اور جو چیز [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
عَلٰى بَعْضٍ
ایک کو ایک پر

حرص و ہوس مت کرو:

اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نعمت الٰہی [illegible] [illegible]

(وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ)

فضل الٰہی کی درخواست کرو:

ترمذی میں حضرت [illegible] کی روایت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کی درخواست کرو [illegible]

جنت ہے کہ اس سے مانگا جائے۔ [illegible] ایک [illegible] بہت سے [illegible] کا ذکر نہیں بتایا۔ [illegible] ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کی درخواست کرو کیونکہ اللہ اس امر کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور [illegible] کشادگی کا انتظار بہترین عبادت ہے۔ امام احمد نے حضرت [illegible] کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان اللہ سے تین مرتبہ جنت کی درخواست کرتا ہے جنت کہتی ہے کہ اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے اور جب کوئی مسلمان اللہ سے تین مرتبہ دوزخ سے بچنے کی درخواست کرتا ہے دوزخ کہتی ہے [illegible] اس کو دوزخ سے بچا لے۔ [illegible] ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ (وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ) کی تشریح میں آپ نے فرمایا [illegible] امور میں سے نہیں ہے [illegible] عبادت ہے۔ [illegible]

آیت مذکورہ کا شانِ نزول:

بعض عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا [illegible] سبب ہے کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ مردوں کو خطاب فرماتا ہے جہاد ان کو فرض کرتا ہے عورتوں کا ذکر نہیں کیا جاتا اور میراث میں مردوں کو دوہرا حصہ دیا جاتا ہے عورتوں کے [illegible] آیت [illegible] اس [illegible] نازل ہو گئی۔

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْاؕ وَ لِلنِّسَآءِ

مردوں کے لئے حصہ ہے ان کی کمائی سے اور عورتوں کے

نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَؕ وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ

حصہ ہے ان کی کمائی سے اور اللہ سے

فَضْلِهٖؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا(۳۲)

اس کا فضل مانگو بیشک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے

ہر ایک عمل کا بدلہ ملے گا

یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے حصہ مقرر ہے جیسے [illegible] ہیں [illegible] ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا بدلہ ملے گا [illegible] کی بھی [illegible] کی [illegible] اپنی صورت اور رنگت کے مطابق کسی کو خالی [illegible] اس کی [illegible] اور شکایت [illegible] عمل سے [illegible]

مرادیں تمنّا تو اب جو فضل کا جانب ہو اس کو ادا کرے کیونکہ [illegible] طلب کرے [illegible] کا [illegible] جو ایک [illegible] کو پورا [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] یا [illegible] جو آپ کے مناسب [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] علم اور [illegible] ہو [illegible] اس میں [illegible] ہے۔ [illegible]

بعض خواتین کے سوال:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ [illegible] ہم [illegible] عورتوں [illegible] ہیں۔

مقصود [illegible] ان کی تمنّا [illegible] اگر ہم [illegible] بھی مرد ہوتے تو مردوں [illegible] ہمیں بھی حاصل ہوتے۔ بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں [illegible] جہاد کی فضیلت ہمیں [illegible] حاصل ہو جاتی۔

ایک عورت نے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا [illegible] دو [illegible] حصہ ملتا ہے۔ [illegible] عورت کی [illegible] نصف ہے تو کیا [illegible] اعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے گا؟ [illegible] آیت [illegible] میں [illegible] قول کا جواب دیا گیا ہے۔ حضرت ام [illegible] کے قول کا جواب (وَلَا تَتَمَنَّوْا) سے دیا گیا [illegible] عورت کے قول کا جواب (لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ) سے دیا گیا ہے [illegible]

حکیمانہ ضابطہ:

اس آیت نے ایک حکیمانہ [illegible] ضابطہ [illegible] [illegible] کی [illegible] جیسے کسی [illegible] یا [illegible] خوب صورت [illegible] [illegible] کوئی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مخصوص [illegible] ہے۔

اور [illegible] اس کی تمنا [illegible] کی [illegible] جا [illegible]

وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اور ہم نے سب کے لئے [illegible] چھوڑے ہوئے [illegible] میں وارث [illegible]

وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ
چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا
فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
[illegible] ان کا حصہ بیشک اللہ کے
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا
روبرو ہے ہر چیز

ہر ایک کا حصہ مقرر ہے:

یعنی مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لئے ہم نے اے مسلمانو! ہم نے وارث مقرر کر دیئے اس مال کے جس کو چھوڑ مریں والدین اور قرابت والے کسی [illegible] کو محروم نہیں رکھا اور جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ ہوا ہے ان کو ان کا حصہ ضرور دیدو اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور [illegible] حصہ جو تم نے جن سے معاہدہ ہوا ہے ان کو دیا جائے [illegible] اس کے احکام کو کوئی ٹال سکتا ہے [illegible]۔

فائدہ: اکثر لوگ حضرت کے ساتھ اکیلے اکیلے مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا سب کنبہ اور تمام اقربا کافر رہے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی کر دیا تھا کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے جب ان کے اقربا بھی مسلمان ہو گئے تب یہ آیت اتری کہ میراث تو قربا اور رشتہ داروں ہی کا حق ہے اب رہ گئے وہ منہ بولے بھائی تو ان کے لئے میراث نہیں ہاں زندگی میں ان کے ساتھ سلوک ہے اور مرتے وقت کچھ وصیت کر دے تو روا ہے مگر میراث میں کوئی حصہ نہیں۔ [illegible]

ابوداؤد نے ناسخ میں داؤد بن حصین کا قول لکھا ہے کہ میں ام سعد بنت ربیع کو قرآن سناتا تھا آپ (ابو بکر کی یتیم پرورش میں) تھیں [illegible] حضرت ابو بکر کے زیر تربیت رہی تھیں۔ میں نے آپ کے سامنے یہ آیت (وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ) اس طرح تلاوت کی۔ ام سعد نے فرمایا نہیں تم (وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ) سے [illegible] حضرت ابو بکر صدیق اور آپ کے بیٹے عبد الرحمن کے حق میں ہوا تھا جب عبد الرحمن نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تو حضرت ابو بکر نے قسم کھا کر اپنی میراث سے ان کو عاق کر دیا لیکن جب عبد الرحمن مسلمان ہو گئے تو اللہ نے ابو بکر کو حکم دیا ان کا اپنا حصہ قرار دیں۔ [illegible] اس روایت کی صحت

کی صورت میں اس آیت سے مولی موالات کا وارث ہونا ثابت نہ ہو سکے گا۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو مالک کا قول نقل کیا ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں بعض آدمی کسی دوسرے قبیلے سے جوڑ لیتے تھے اس قبیلہ والے اس سے معاہدہ کر لیتے تھے کہ تم ہم میں سے ہو [illegible] وہ آپس میں وراثت وغیرہ پاتے [illegible] ایک دوسرے کا وارث ہوتا [illegible] کا قول [illegible] اسی طرح کا قول کر لیتے تھے۔ لیکن جب اسلام آیا [illegible] امداد کا حکم ہوا تو لوگ ان کی طرح ان کی مدد بھی کرتے تھے [illegible]

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ
مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ
اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ
بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے
اَمْوَالِهِمْ
انہوں نے اپنے مال

مرد و عورت کا درجہ

پہلی آیتوں میں ذکر تھا کہ مرد اور عورتوں کے حقوق کی پوری رعایت فرمائی گئی اگر ساری حقوق میں فرق ہوتا تو عورتوں کو شکایت کا موقع ہوتا۔ اب اس آیت میں مرد اور عورت کے درجہ بتلاتے ہیں کہ مرد کا درجہ بڑا ہے عورت کے درجہ سے اس لئے فرق مراتب کے باعث جو احکام میں فرق ہوگا وہ سراسر حکمت اور قابل رعایت ہوگا۔ [illegible] عورت اور مرد بلحاظ حکمت برابر نہیں ہو سکتے عورتوں کو اس کی خواہش نہ کرنی چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں [illegible] اور نگہبان حال ہیں [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل سے بعضوں کو بعضوں پر یعنی مردوں کو عورتوں پر علم و عقل میں کہ جس میں کوئی حد ہی [illegible] کمالات کا مدار ہے فضیلت اور بڑائی عطا فرمائی [illegible] احادیث میں [illegible] دوسری وجہ کسبی ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور مہر اور نان نفقہ [illegible] ادا کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی اطاعت کرنا چاہئے۔

فرمانبردار بیوی بدلہ میں [illegible]

فائدہ: ایک صحابی نے اپنی خانہ کی نافرمانی پر ایک طمانچہ مارا [illegible]

[illegible]

عورت کی سربراہی

[illegible]

[illegible]

مرد کی فضیلت کی وضاحت

[illegible]

[illegible]

عورت اور مرد کی ذمہ داریاں

[illegible]

[illegible]

مرد کی فضیلت کی وجہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پر ایک خاص طرح کی فضیلت اور فوقیت حاصل ہے جس کا حصول جنس عورت کے لئے ممکن نہیں۔ [illegible] کا سبب اکتسابی ہے۔

دوسرے یہ کہ مرد عورتوں کی تمام ضروریات کا کفیل ہوتا ہے روزی کمانا اس کے ذمہ ہے [illegible] پہلا سبب وہبی غیر اختیاری اور دوسرا کسبی اور اختیاری [illegible] ہے [illegible] ضروری [illegible] ان میں علم و عمل کے اعتبار سے [illegible] کی صلاحیت [illegible] پہلا سبب [illegible] کی صلاحیت [illegible] دوسرا سبب [illegible] کو [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] کو [illegible] اس حاکمیت کو تسلیم [illegible] ہے۔

مردوں [illegible] علم اور عمل [illegible] قوت عملی اور قوت جسمانی [illegible] زیادہ [illegible] اور [illegible] اور جوہر [illegible] اور [illegible] حکومت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] یہی [illegible] آپ [illegible] کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کے لئے حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

[illegible] قوت میں عورتیں مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور ظاہر ہے کہ [illegible] حکومت کا حق ہے [illegible] کی [illegible] رشتہ میں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] شجاعت اور بہادری [illegible] جنگ [illegible] حکومت و حفاظت کے لئے بہادری اور [illegible] کی حفاظت اور نگرانی [illegible] حکومت کی [illegible] سب مردوں [illegible] ہیں [illegible] کی فضیلت اور فوقیت کا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کی

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

تو جو نیک بیبیاں ہیں اطاعت کرتی ہیں [illegible] حفاظت سے

نیک عورتوں کی صفات:

پس جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے پیٹھ پیچھے ان کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اپنے گھر اور اموال میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔ [illegible]

نیک عورتیں وہ ہیں جو مردوں کی حاکمیت کو تسلیم کر کے ان کی اطاعت کرتی ہیں اور مردوں کے پیٹھ پیچھے بھی اپنے نفس اور ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ یعنی اپنی عصمت اور گھر کے مال کی حفاظت [illegible] کا سبب یہ ہے کہ [illegible] ان کے لئے [illegible] کے سامنے اور پیچھے کے حالات بالکل برابر ہیں [illegible] سامنے تو اس کا اہتمام کریں اور [illegible] سے غائب ہوں تو [illegible] برتیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے طور پر ارشاد فرمایا کہ

خیر النساء امرأة اذا نظرت الیها سرتک واذا امرتها اطاعتک واذا غبت عنها حفظتک فی مالها ونفسها

"یعنی بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو خوش ہو جاؤ اور جب اس کو کوئی حکم دو تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔"

اور چونکہ عورتوں کی یہ دونوں ذمہ داریاں یعنی اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت [illegible] آسان کام نہیں [illegible] فرمایا [illegible] کی حفاظت میں خدا تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے [illegible] شیطان کے [illegible] عورتیں [illegible] بھی ہیں [illegible] سب خدا تعالیٰ کی توفیق [illegible] ہیں۔

[illegible] عورتوں کی فضیلت [illegible]

ایک حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] اپنے شوہر [illegible] کرتے ہیں [illegible]

(حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ) اور [illegible] مردوں کی غیر موجودگی میں بحفاظت خداوندی (اپنی آبرو وغیرہ کی) نگہداشت کرتی ہیں [illegible] سے مراد ہے کہ اللہ نے [illegible] [illegible] حفاظت [illegible] [illegible] [illegible] مردوں کی غیر موجودگی میں [illegible]

اسرار و معارف:

(بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ) کا ایک مطلب [illegible] محض خداوندی کا [illegible] مطلب [illegible] حفاظت غیب کا [illegible] [illegible] حفاظت کرنے [illegible] [illegible] مردوں کے [illegible] حفاظت [illegible] مردوں کو حفاظت [illegible] قدرت خداوندی [illegible]

[illegible] ہے کہ اللہ نے [illegible] حقوق کی بڑی اہمیت [illegible] مردوں کی [illegible] حفاظت اور ان کی [illegible] مردوں کی غیر موجودگی میں اپنی عصمت اور مردوں کے مال [illegible] حفاظت کرتی ہیں۔

حضرت [illegible] کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible] اپنی عصمت کی حفاظت [illegible] جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اور ابو نعیم [illegible] حضرت [illegible] کی مرفوع حدیث ہے کہ [illegible] جنت [illegible]

[illegible] اس کو دیکھ کر [illegible] اس سے [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] ایک حدیث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جدا کرنے کا مطلب

قرآن کریم کے الفاظ میں (فِي الْمَضَاجِعِ) کا لفظ ہے اس سے [illegible] نے یہ مطلب نکالا کہ جدائی صرف بستر میں ہو، مکان کی جدائی نہ کرے کہ عورت کو مکان میں تنہا چھوڑ دے [illegible] [illegible] اس کو فرمایا ہے۔

ایک حدیث سے ثابت ہے:

قلت يا رسول الله ما حق زوجة احدنا عليه قال ان تطعمها اذا طعمت وتكسوها اذا اكتسيت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا في البيت (ابو داؤد)

[illegible] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ

اور جن عورتوں کی بد دماغی کا تم کو اندیشہ ہو تو ان کو [illegible]

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ

[illegible]

نافرمان بیوی اور اس کی اصلاح کا طریقہ

[illegible]

کیونکہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں تو یہ اجازت ختم کر دی گئی

شانِ نزول:

آیت مذکورہ کا شانِ نزول بھی اسی قسم کے ایک واقعہ سے متعلق ہے۔ شانِ نزول یہ ہے کہ سعد بن ربیعؓ نے اپنی بیوی حبیبہ کو کسی بات پر [illegible] تھپڑ مار دیا تھا، وہ اپنے والد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حبیبہ کو حق ہے کہ جس طرح سعد نے ان کو مارا ہے وہ بھی اسی طرح ان سے بدلہ لے لیں۔

یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بدلہ لینے کے لئے جا رہے تھے کہ اسی وقت آیت مذکورہ نازل ہو گئی جس میں آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ مرد حاکم ہیں اور بیوی کو بھی جائز حد تک سزا دے سکتے ہیں، اس لئے بیوی کو قصاص یا انتقام لینے کی اجازت نہیں، اس آیت کے نازل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر اللہ تعالیٰ کا حکم سنا دیا اور انتقام لینے کا پہلا حکم منسوخ فرما دیا۔

نشوز کا معنی اور تادیب کے درجے:

نشوز کے معنی نافرمانی کے ہیں یعنی جب عورتوں کے متعلق یہ محسوس کرو کہ وہ سرکش ہو گئی ہیں تو ان کی تادیب اور تنبیہ کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ان کو نرمی سے سمجھاؤ [illegible] اور میری اطاعت تم پر فرض ہے، لہذا اپنے نشوز سے باز آؤ اور اگر تمہارے سمجھانے اور نصیحت کرنے سے کام نہ چلے تو تادیب کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کے بستر الگ کر دو یعنی ان کے پاس سونا چھوڑ دو، شاید وہ اس بے تعلقی سے متاثر ہو کر اپنے نشوز سے باز آ جائیں اور اگر وہ تمہارے اس طرح الگ ہونے سے بھی متاثر نہ ہوں تو [illegible] مار سکتے ہو۔

مارنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ عورت کے جسم پر نشان نہ پڑے [illegible] بعض تفسیروں میں ہے کہ مسواک وغیرہ سے مارے [illegible] ایسا بھی نہ مارے کہ جسم پر نشان پڑ جائے۔ (معارف القرآن [illegible])

ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت:

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ایمان کے بعد آدمی کے لئے سب سے بڑی نعمت [illegible] خوش اخلاق بیوی ہے، محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورت [illegible] اور آدمی کے لئے سب سے بڑی بلا [illegible] بدزبان اور بداخلاق بیوی ہے۔

تین قسم کی عورتیں:

یہ بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں، ایک وہ جو پاک دامن، نرم مزاج، خوش اخلاق، محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہو، مصیبت کے وقت شوہر کی مددگار ہو، مصیبت میں [illegible] ایسی عورتیں کم ہیں۔ دوسری وہ عورت ہے جو صرف بچے جننے کا ظرف ہے اس سے آگے کچھ نہیں، تیسری وہ عورت ہے جو گلے کا طوق ہوتی ہے جس کے گلے میں اللہ چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور جب خدا اس کو [illegible] چاہتا ہے تو اس کو گلے سے اتار دیتا ہے۔ ([illegible])

تادیب کی حد:

عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے [illegible] پھر [illegible]

حضرت ایاس بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو مت مارو، پھر حضرت عمرؓ نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) عورتیں شوہروں پر دلیر ہو گئی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مارنے کی اجازت دے دی۔ پھر بکثرت عورتوں نے امہات المؤمنین کے پاس آ کر اپنے شوہروں کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس بہت عورتوں نے چکر لگائے ہیں، اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں، ایسے لوگ تم میں اچھے نہیں ہیں ([illegible])

([illegible])

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔ (رواہ الترمذی والدارمی) ابن ماجہ نے یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کی ہے۔

فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ

پھر اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک

اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا (۳۴)

اللہ ہے سب سے اوپر بڑا

خوامخواہ بدگمانی نہ کرو۔

یعنی اگر وہ تمہاری تنبیہ سے یا علیحدگی یا ضرب [illegible] کے بعد [illegible] سے باز آ جائیں اور [illegible] مطیع ہو جائیں تو تم بھی [illegible] اور ان کے قصوروں کی کھوج میں مت پڑو اور [illegible] ان پر ظلم [illegible] اللہ [illegible] بے شک اللہ تم سب سے غالب اور سب پر حاکم ہے [illegible] کے حالات میں خواہ مخواہ کی بدگمانی سے کام [illegible] قصور [illegible] رہے [illegible] تصرف [illegible]

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا

اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف

مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا (۳۵)

مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے

باہم صلح نہ ہو سکے تو دو منصف مقرر کرو:

یعنی اے مسلمانو اگر تم کو [illegible] مرد اور عورت میں کشاکش کا [illegible] شدید ہو [illegible] خود [illegible] نہ سلجھا سکیں تو تم کو چاہیے کہ ایک منصف مرد کے اقارب میں سے اور ایک منصف عورت کے اقارب میں سے مقرر کر کے [illegible] کے [illegible] حالات بھی [illegible] معلوم ہوں گے اور ان سے خیر خواہی کی بھی زیادہ امید ہے یہ دونوں منصف [illegible] تحقیق کریں گے [illegible] دیکھیں گے [illegible] موافقت [illegible]

واقعہ

یہ [illegible] حضرت علی [illegible] واقعہ [illegible]

ایک مرد اور ایک عورت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں [illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کریں، جب یہ ثالث تجویز کر دیئے گئے تو [illegible] دونوں سے

[illegible] فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہاری ذمہ داری کیا ہے؟ [illegible] مناسب [illegible] رشتہ [illegible] قائم [illegible] اور [illegible] مصلحت [illegible] کے خلاف بھی [illegible] ہے۔

[illegible] کتاب اللہ [illegible] فیصلہ [illegible]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا [illegible]

[illegible]

فیصلہ مقدمات کا آسان طریقہ:

قرآن کریم کی اس تعلیم سے [illegible] آپس کے جھگڑوں اور مقدمات کا فیصلہ کرنے کے متعلق ایک [illegible] باب کا نہایت مفید [illegible] جس کے ذریعہ عدالت و حکومت تک پہنچنے سے پہلے [illegible] مقدمات [illegible] جھگڑوں کا فیصلہ برادری کی پنچایت میں ہو سکتا ہے۔

دوسرے جھگڑوں میں بھی پنچایت کے ذریعہ صلح کرائی جائے:

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ [illegible] صلح [illegible] دو شخصوں کے بھیجنے کی یہ تجویز صرف میاں بیوی کے جھگڑوں میں محدود نہیں بلکہ دوسرے تنازعات میں بھی [illegible] جب کہ جھگڑنے والے آپس میں عزیز و رشتہ دار ہوں [illegible] فیصلوں سے [illegible] ختم ہو جاتا ہے [illegible] دلوں میں [illegible] عداوت کے [illegible] جو بعد میں [illegible] ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے [illegible] فرمان جاری فرمایا تھا کہ

ردوا الخصماء بين ذوي الارحام حتى يصطلحوا فان

فصل القضاء يورث الضغائن [illegible]

"رشتہ داروں کے مقدمات کو انہیں میں واپس کر دو کہ وہ خود برادری کی امداد سے آپس میں صلح کی صورت نکالیں، کیونکہ قاضی کا فیصلہ دلوں میں کینہ و عداوت پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے۔"

فقہائے حنفیہ میں [illegible] اپنی کتاب

[illegible] اسلام [illegible] فاروقی [illegible]
[illegible] فیصلوں کی [illegible]
[illegible] کوئی صورت [illegible]
فاروقی فرمان میں [illegible] سے متعلق ہے مگر
اس کی علت و حکمت اسی فرمان میں مذکور ہے کہ [illegible] فیصلے [illegible]
[illegible] رشتہ دار [illegible]
[illegible] سب کی [illegible]
[illegible]
[illegible] کی کوشش کریں [illegible] صورت سے ان کے [illegible]
[illegible] صالحت [illegible]

إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا

اگر دونوں [illegible] اللہ ان دونوں میں [illegible]

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے

حسن نیت کا ثمرہ

یعنی اگر دونوں منصف [illegible] قصد کریں [illegible] حسن نیت اور حسن سعی [illegible] موافقت [illegible] ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں کا علم [illegible] اتفاق کے اسباب اور کیفیت [illegible] معلوم ہیں [illegible] زوجین [illegible]

منصفین کے اختیارات

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ [illegible] حضرت عثمان [illegible] خلافت میں یہ حکم دیا تھا۔ جمہور کا مسلک ہے کہ جب تک مرد طلاق کا اور عورت خلع کا اختیار [illegible] تفریق [illegible] اور برائی [illegible] اگر دونوں میں سے کوئی [illegible] مطابق [illegible]

[illegible] فرمانی [illegible] خلع [illegible] کا فیصلہ تو اس میں صاف موجود ہے [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق [illegible] بغیر [illegible] طلاق تفریق کا [illegible] فیصلہ تفریق [illegible]

توالد و تناسل کی صلاحیت میں فرق

ضرورت [illegible] عورت [illegible] نوع انسانی [illegible] توالد و تناسل [illegible] صلاحیت [illegible] مرد کے [illegible] عورت [illegible] قوت [illegible] عورت [illegible] بچہ جننے کی [illegible]

[illegible] عورت [illegible] بچہ جننے کی [illegible]

[illegible]

ایک سے زیادہ شادیاں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اجنبی مردوں سے پردہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسئلہ طلاق

[illegible]

تھی اس لئے اگر خاوند چاہتا تو اسے اپنے پاس رہنے دیتا [illegible] جو کو عمل کا مانع فوراً ہی خاوند کی جانب سے ہے تو اسے اس عورت کے اپنے پاس رکھنے کا اختیار ہے اور ہم قانونِ سابق کے تقاضا کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ ایسے حالات میں طلاق دینا واجب ہے تاکہ وہ عورت دوسرے سے مناکحت کر سکے۔ کیونکہ اس عورت میں استعداد تولید کا پایا جانا ہی ممکن نہیں ہے بلکہ اس میں شک ہے کیونکہ ممکن ہے کہ عورت میں بھی استعداد تو موجود ہو اور [illegible] ہوا کرتے۔

پھر جب کبھی طلاق کے جائز کرنے کا ایک بڑا اہم اور ضروری سبب پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خاوند و بیوی میں نفرت پیدا ہو جائے اور اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی مرض کا لاحق ہونا، بد صورتی ہونا، آلۂ تناسل کا معطل ہونا، عورت کا اپنے خاوند کی اولاد کے نسب کو محفوظ رکھنے میں [illegible] مال میں اس سے خیانت کرنا [illegible] خاوند ظاہر کر سکتا [illegible] ممکن نہ ہو۔ پس اگر طلاق ممنوع ہوگی تو اس حالت میں دونوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی اور دونوں کے دلوں [illegible] دونوں کی آنکھوں میں فساد اور بے حیائی [illegible] لیکن جب طلاق جائز ہوگی تو دونوں [illegible] کا قصد کریں گے اور بے حیائی کے ارتکاب سے [illegible] محفوظ اور پاک صاف رہ سکیں گے۔

طلاق کا اختیار خاوند کو کیوں ہے:

باقی رہا یہ امر کہ طلاق صرف خاوند ہی کے ہاتھ میں کیوں رکھی گئی عورت کے اختیار میں کیوں نہ رکھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مرد کی عقل عورت سے زیادہ درست اور ثابت ہوا کرتی ہے اور عورت کے خیالات ذرا ذرا سی بات میں فوراً بدل جایا کرتے ہیں اور [illegible] علم الاجتماع مسلم ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عورت [illegible] تکلیف [illegible] ہے۔ جس وقت عورت سے کسی قسم کی نفرت پیدا ہو جائے گی تو مرد کے نزدیک [illegible] جہاں تک ہو سکے اس کو برداشت کرے۔ اس نفرت [illegible] اس کی عقل [illegible] خوف بھی [illegible] کہ جو کچھ اس نے عورت پر خرچ کیا ہے [illegible] لیکن اس [illegible] طلاق دینے اور اس کی [illegible] رہیگا۔

رہی عورت چونکہ ایمان [illegible] ہے (یعنی قوت عقل اور خوف [illegible]) اخلاق سے نہایت قریب ہے۔ جب ذرا بھی کوئی نفرت کا باعث پایا جائے گا تو وہ بلا تامل طلاق دے [illegible] اور اس کی مفارقت اختیار کر لینے پر آمادہ

[illegible] اور اس کا چھوڑنا دوسرے کو جائز ہو سکے۔

پس اسی واسطے خداوندی حکمت کا یہ تقاضا ہوا کہ طلاق مرد ہی کے ہاتھ میں رہے نہ کہ عورت کے قبضہ میں اور یہی حق ہے۔ [illegible] اس حالت کے کہ وہ بالکل [illegible] طلاق [illegible] نہ کر سکے۔ [illegible] اس بات میں طلاق دینے پر پیشدستی کرے یہ بات حکمِ شرعی اسلام کی بھی خلاف ہے اور خود حق تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جیسا کہ [illegible] اس کی تصریح کی ہے۔

منصف کے لئے اس قدر بیان کافی ہے۔ اب ہم اس زمانہ کے متمدن (مہذب) فرقوں [illegible] حالات [illegible] ہماری تقریر کی تائید ہوتی [illegible] اپنے کلام کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ فرقے [illegible] ہماری شریعت نے مباح کی ہیں ان کو [illegible] شمار کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ ان فرقوں میں سے بعضوں نے دو شادیاں جائز کر دی ہیں۔ لیکن دوسری زوجہ اور اس کی اولاد [illegible] کرتے ہیں [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ [illegible]

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو

[illegible] اور نیک عمل [illegible] آخرت [illegible]

اور ماں باپ [illegible]

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ

اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ

اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ

اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے

السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا

ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ بے شک اللہ کو

يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا

پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا

دیگر اہل قرابت کے حقوق:

یتیموں اور مساکین اور رشتہ داروں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن معاملہ کا بیان فرمایا گیا ہے۔ شار ہے کہ ہر ایک کا حق بہ وجہ تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو۔ سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر ماں باپ کا پھر درجہ بدرجہ سب اہل قرابت اور حاجتمندوں کا اور ہمسایہ قریب ہو غیر قریب سے مراد قرب وجوار نہیں ہے یا قرب وجہ مکانی صورت میں اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہمسایہ قرابتی کا حق ہمسایہ اجنبی سے زیادہ ہے اور دوسری صورت میں مطلب ہوگا کہ پاس کے ہمسایہ کا حق ہمسایہ بعید یعنی جو کچھ فاصلے پر رہتا ہے اس سے زیادہ ہے اور پاس بیٹھنے والے میں رفیق سفر اور پیشہ کے کام میں شریک اور ایک آقا کے نوکر اور ایک استاد کے شاگرد اور دوست و شاگرد اور مرید وغیرہ سب داخل ہیں اور مسافر میں مہمان غیر مہمان دونوں آ گئے اور مال مملوک غلام اور لونڈی کے علاوہ دیگر حیوانات کو بھی شامل ہے آخر حقوق میں فرمایا کہ جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے کہ کسی کو اپنی برابر نہ سمجھے اپنے مال پر مغرور اور عیش میں مشغول ہو وہ ان کو ادا نہیں کرتا سوال سے احتراز وحفظ بہ انصاف ہے ۔۔۔ تفسیر عثمانی

پڑوسی کے حقوق:

مسند احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے (حضرت) جبرئیل پڑوسیوں کے بارے میں یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے۔

صحیحین کی حدیث میں ہے حضرت ابن مسعود سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی اکیلے نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنی پڑوسن سے بدکاری کرے۔ (مسند احمد) مسند عبد بن حمید میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں ایک شخص عوالی مدینہ سے آیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل اس جگہ نماز پڑھ رہے تھے جہاں جنازوں کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ یہ دوسرا کون شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے انہیں دیکھا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا تم نے بہت بڑی بھلائی دیکھی۔ یہ جبرئیل تھے۔ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے

حدیث مسند احمد میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو جھگڑا خدا کے سامنے پیش ہوگا وہ دو پڑوسیوں کا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ہاتھ تلے اس کا بھائی ہو اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے اور اپنے پہننے میں سے پہنائے اور ایسا کام نہ لے کہ وہ عاجز ہو جائے۔ اگر کوئی ایسا ہی مشکل کام آ پڑے تو خود بھی اس کا ساتھ دے۔ ۔۔۔ (تفسیر ابن کثیر)

عبادت کی قسمیں:

عبادت کی دو قسمیں ہیں (۱) اضطراری۔ یعنی ہر چیز چار و ناچار اللہ کے حکم سے وابستہ ہے کسی کو اس سے (تکوینی طور پر) سرتابی کی مجال نہیں (۲) اختیاری، آیت میں عبادت اختیاری کا ہی حکم دیا گیا ہے۔ عبادت الٰہی سے مراد ہے اللہ کے اوامر و نواہی کی پابندی۔

عبادت کا معنی:

صوفیہ کا قول ہے کہ عبادت کا معنی یہ ہے کہ جس طرح غسال کے ہاتھوں میں مردہ ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے احکام کی تعمیل میں بندہ اپنے کو بے اختیار، بے ارادہ بنا دے۔ رب کے ہر حکم پر راضی ہو، یہاں تک کہ اس کی نظر میں اللہ کے احکام تکوینیہ (تقدیریہ) اور احکام تشریعیہ (اوامر و نواہی) کا مرتبہ ایک جیسا ہو (یعنی جس طرح اللہ کے احکام تکوینیہ میں بندہ کے اختیار کا کوئی دخل نہیں اسی طرح اللہ کے احکام شرعیہ کی پابندی کے لئے بھی وہ اپنے کو مجبور سمجھے)۔

اللہ نے فرمایا ہے جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی بات کا فیصلہ کر دیتے ہیں تو پھر کسی مومن مرد و عورت کی اپنی اختیاری مرضی نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ اور بندے کا حق:

حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے۔ میں اونٹنی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ! کیا تجھے معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانے۔ فرمایا بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں کسی کو اس کا ساجھی نہ قرار دیں۔ معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے جب کہ انہوں نے ایسا کیا ہو (یعنی اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنایا ہو)۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانے۔ فرمایا بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ (ایسے لوگوں کو) عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں لوگوں کو اس کی

بشارت دینے والی۔ فرمایا ان کو قتل کر دو [illegible] اگر یہ بشارت دے دی تو مجبور ہو کر بیٹھیں گے اور اعمال کو ترک کر دیں گے (رواہ ابو یعلی)۔
مسکین کی بھی یہی حیثیت ہے [illegible] ہے کہ ان کو مجبور و فقیر کا حق دے۔

دس باتیں:

حضرت معاذؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی نصیحت فرمائی تھی۔ اللہ کا ساتھی کسی کو نہ قرار دینا خواہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا خواہ بیوی اور مال کو چھوڑ دینے کا حکم دیں۔ الحدیث رواہ احمد۔

قرابتدار:

حضرت سلمان بن عامرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کو خیرات دینا (صرف) خیرات ہے اور (مسکین) قرابتدار کو دینے پر دوہرا اجر ہے خیرات بھی ہے اور صلہ رحمی بھی (یعنی دوہرا ثواب ہے)۔ رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم والترمذی وابن خزیمہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین خیرات وہ ہے جو غنی (یعنی اپنی ضرورت پوری ہونے) کے بعد ہو اور اپنے اہل سے شروع کرے جس کی کفالت تمہارے ذمہ ہے۔ رواہ البخاری و مسلم عن حکیم بن حزام و مسلم عن جابرؓ۔

والدین کے علاوہ دوسرے قرابتداروں کے مصارف کا خرچ اس وقت واجب ہے کہ وہ کمائی سے عاجز ہوں۔ مثلاً کوئی بچہ ہو یا لنگڑا اپاہج ہو یا عورت ہو۔ والدین کو دینے کی یہ شرط نہیں ہے کوئی شخص مالدار ہو اور اس کے اقرباء محتاج ہوں تو اس کو دینا ہے یہ حرکت نفقہ کے حقوق کے خلاف ہے ایسے وقت میں دینا واجب ہے۔

زکوٰۃ کو چھوڑ کر جب ہے جو مذکورہ کے علاوہ کر خیرات نفلی مستحب ہے۔

یتیم کی سرپرستی:

حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے اندر میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا اس طرح ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چھوڑ دیا تھا۔ رواہ البخاری۔

حضرت ابو امامہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے محض اللہ کے لئے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ اس کے لئے ہر بال کے عوض جس پر اس کا ہاتھ گزرا ہوگا نیکیاں لکھے گا۔ اور جس نے کسی یتیم لڑکے یا لڑکی سے اچھا سلوک کیا جو اس کے پاس ہو تو وہ اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگلیوں کو (قدرے) الگ الگ کر کے بتایا۔ رواہ احمد والطبرانی۔

پڑوسی:

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔ ایک پڑوسی وہ ہے جس کے تین حق ہیں۔ ہمسائیگی کا حق، قرابتداری کا حق اور مسلمان ہونے کا حق۔ دوسرا پڑوسی وہ ہے جس کے دو حق ہیں۔ ہمسائیگی (کا حق) اور اسلام کا حق۔ تیسرا پڑوسی وہ جس کا صرف ایک حق ہے یعنی ہمسائیگی کا اور یہ وہ شخص ہے جو کافر ہو۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو پڑوسی ہیں۔ میں کس کے گھر تحفہ بھیجوں (یعنی دونوں میں سے زیادہ حق کس کا ہے)۔ فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو۔ (بخاری) حضرت ابو ذرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی بڑھا دے اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل مجھے پڑوسی کے متعلق برابر نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ پڑوسی کو میراث کا حق دار بنا دیں گے۔

شاگرد اور استاد بھائی:

(وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ) اور پہلو کے ساتھی۔ بعض علماء نے کہا اس سے مراد ہے سفر کا ساتھی۔ ابن جریج اور ابن زید نے کہا جو تیرے ساتھ ہو وہ صاحب بالجنب ہے۔ اس وقت یہ لفظ شاگرد اور استاد بھائی دونوں کو شامل ہوگا۔ حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ اس سے مراد بیوی ہے جو مرد کے پہلو سے ساتھ رہتی ہے۔

مسافر و مہمان:

(وَابْنِ السَّبِيلِ) بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد مسافر ہے اور بعض علماء کے نزدیک مہمان۔ حضرت ابو شریح خزاعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا چاہئے اور جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہئے اور جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو

[illegible]

غلام اور باندی

[illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

[illegible]

موت کی آسانی کا نسخہ

[illegible]

خادموں کو معاف کرنا

[illegible]

جانوروں پر رحم

[illegible]

محبت سے محروم شخص ملعون ہے۔

متکبر و مغرور:

متکبر سے مراد وہ شخص ہے جو تکبر کرتا اپنے قرابتداروں، دوستوں اور ساتھیوں سے ناک چڑھاتا اور ان کی طرف التفات نہ کرتا ہو۔ ایسا شخص موجودہ دور میں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی جا رہا تھا (یعنی پہلی امت) اپنے متکبرانہ طور سے چلا جا رہا تھا۔ اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جائے گا۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غرور سے اپنا کپڑا (زمین پر) گھسیٹتا چلتا ہے قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (بخاری، مسلم)

قطع رحمی کرنے والا:

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ مسلمین! اللہ سے ڈرتے رہو۔ کوئی شبہ نہیں کہ جنت کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی مگر خدا کی قسم ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اس کو نہ پائے گا نہ رشتہ داری قطع کرنے والا نہ بوڑھا زانی اور نہ وہ شخص جو غرور سے اپنا تہبند گھسیٹتا چلتا ہے۔ بڑائی صرف رب العالمین کو زیبا ہے۔ الحدیث۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ بحوالہ ترغیب

والدین سے احسان:

والدین کے معاملہ میں اتنا احسان لازم کیا ہے جس کے تمام تقاضے ... بھی داخل ہے کہ حسب ضرورت ان کے نفقہ میں اپنا مال خرچ کریں اور یہ بھی داخل ہے کہ جس کی ضرورت ہو اس کے مطابق جسمانی خدمات انجام دیں۔ یہ بھی داخل ہے کہ ان کے ساتھ گفتگو میں سخت آواز سے پرہیز کریں اور ہر ایسی بات سے بچیں جس سے ان کی بے ادبی ہو۔ کوئی ایسا کلمہ نہ کہیں جس سے ان کی دل شکنی ہو۔ ان کے دوستوں اور تعلق والوں سے بھی کوئی ایسا سلوک نہ کریں جس سے والدین کی دل آزاری ہو، بلکہ ان کو آرام پہنچانے اور خوش رکھنے کے لئے جو صورتیں اختیار کرنی پڑیں وہ سب کریں۔ یہاں تک کہ اگر ماں باپ نے اولاد کے حقوق میں کوتاہی بھی کی ہو جب بھی اولاد کے لئے بدسلوکی کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وصیتیں فرمائی تھیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اپنے والدین کی نافرمانی یا ان کو ایذا رسانی نہ کرو اگرچہ وہ یہ حکم دیں کہ تم اپنے اہل اور مال کو چھوڑ دو۔ (مسند احمد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں جس طرح والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکیدات وارد ہیں، اسی طرح ان کے بے انتہا فضائل اور درجات ثواب بھی مذکور ہیں۔

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے یعنی اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے۔

ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔

شعب الایمان میں بیہقی نے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لڑکا اپنے والدین کا مطیع فرمانبردار ہو جب وہ اپنے والدین کو عزت و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو ہر نظر میں اس کو حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں لیکن جو شخص ماں باپ کی نافرمانی اور دل آزاری کرے اس کو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں طرح طرح کی آفتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

حضرت سلمان بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ عام مسکینوں فقیروں کو دینے میں تو صرف صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اور اگر اپنے ذی رحم رشتہ دار کو دیا جائے تو اس میں دو ثواب ہیں، ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا یعنی رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔ (مسند احمد، نسائی، ترمذی)

سب سے افضل شخص:

ترمذی اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی محلہ کے لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہتر ہو۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک پڑوسی کو پیٹ بھر کر کھانا جائز نہیں جب کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

ہمنشین کا حق:

پچھلے نمبر میں ارشاد فرمایا: والصاحب بالجنب اس سے تعلق ہے

ہمراہ چلنے والا ساتھی کہتے ہیں۔ جس میں رفیق سفر بھی داخل ہے جو ریل میں، جہاز میں، بس میں، گاڑی میں آپ کے برابر بیٹھا ہو اور وہ شخص بھی داخل ہے جو کسی عام مجلس میں آپ کے برابر بیٹھا ہو۔ جب قرار دیا اسی طرح اس شخص کا حق صحبت لازم کر دیا جو تھوڑی دیر کے لئے کسی مجلس یا سفر میں آپ کے برابر بیٹھا ہو، جس میں مسلم، غیر مسلم اور رشتہ دار، غیر رشتہ دار سب برابر ہیں۔ اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آپ کے کسی قول و فعل سے اس کو ایذاء نہ پہنچے۔ کوئی گفتگو ایسی نہ کریں جس سے اس کو دل آزاری ہو اور کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے اس کو تکلیف ہو، مثلاً سگریٹ پی کر اس کا دھواں اس کے منہ کی طرف نہ چھوڑیں، پان کھا کر پیک اس کی طرف نہ تھوکیں، اس طرح نہ بیٹھیں جس سے اس کی جگہ تنگ ہو جائے۔

آج کل ہم لوگ اس ہدایت پر عمل کریں تو ریلوں میں سفر کرنے والوں کے بہت سے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ ہر شخص اس پر غور کرے کہ مجھے صرف ایک آدمی کی جگہ کا حق ہے، اس سے زائد جگہ گھیرنے کا حق نہیں۔ دوسرا کوئی اگر قریب بیٹھا ہے تو اس جگہ میں اس کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا میرا ہے۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ صاحب بالجنب میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی کام اور کسی پیشہ میں آپ کا شریک ہے، صنعت، مزدوری میں، دفتر کی ملازمت میں، سفر میں، حضر میں۔ (روح المعانی)

راہ گیر کا حق:

ساتویں نمبر میں ارشاد فرمایا (وَابْنِ السَّبِيلِ) یعنی مسافر، اس سے مراد وہ شخص ہے جو دوران سفر آپ کے پاس آ جائے، یا آپ کا مہمان ہو جائے۔ چونکہ اس اجنبی شخص کا کوئی تعلق والا یہاں نہیں ہے، تو قرآن نے اس کے اسلامی و انسانی تعلق کی رعایت کر کے اس کا حق بھی لازم کر دیا کہ بقدر وسعت و استطاعت اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

غلام باندی اور ملازموں کا حق۔ آٹھویں نمبر میں ارشاد فرمایا (وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) جس سے مراد مملوک غلام اور باندی ہیں، ان کا بھی یہ حق لازم کر دیا گیا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں، استطاعت کے مطابق کھانے پینے اور پہنانے میں کوتاہی نہ کریں اور ان کی طاقت سے زیادہ کام ان پر نہ ڈالیں۔

اگرچہ الفاظ آیت کا صریح مدلول مملوک لونڈی اور غلام ہیں لیکن اشتراک علت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی بنا پر یہ احکام نوکروں اور ملازموں پر بھی حاوی ہیں کہ ان کا بھی یہی حق ہے کہ مقررہ تنخواہ اور کھانا وغیرہ دینے میں بخل اور دیر نہ کریں اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر کام نہ ڈالیں۔

مذمت تکبر:

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر فقال رجل إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال إن الله تعالى جميل يحب الجمال الكبر بطر الحق وغمط الناس (رواہ مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو، حاضرین میں سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے کپڑے اچھے ہوں، ان کے جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبر تو حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے۔"

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ
وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو
بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ
بخل اور چھپاتے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے
فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
اپنے فضل سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے عذاب
مُهِينًا
ذلت کا

علم اور مال میں بخل کی مذمت:

یعنی اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خود پسند اور تکبر کرنے والوں کو جو کہ بخل کرتے ہیں اور چھپاتے ہیں علم اور مال کو لوگوں سے چھپاتے ہیں، کسی کو نفع نہیں پہنچاتے اور قول اور عمل سے دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دلاتے ہیں اور ان کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہودیوں کا علم و مال میں بخل:

فائدہ: یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں تو بخل کرتے ہی تھے اور مسلمانوں کو بھی روکنا چاہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جو توریت میں مذکور تھے اور تعلیمات حقہ کی باتیں جو موجود تھیں ان کو چھپاتے تھے۔ مومنوں کو اس سے بچنا ضروری ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمانوں کو بخل کے مشورے:

ویأمرون الناس بالبخل اور لوگوں کو بھی کنجوسی کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس اور ابن زید نے کہا ہے اس آیت کا نزول مدینہ کے یہودیوں کے متعلق ہوا۔ کردم بن زید حیی بن اخطب، رفاعہ بن زید بن تابوت، اسامہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو۔ یہ لوگ انصار کے پاس ان سے گھل مل کر کہتے تھے کہ (راہ خدا میں) اپنے مال خرچ نہ کرو۔ ہم کو تمہارے مفلس ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ آئندہ کیا ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

دو بری خصلتیں:

حضرت ابوسعید خدری کی مرفوع حدیث ہے کہ مومن کے اندر دو (بری) خصلتیں یعنی بخل اور بداخلاقی جمع نہیں ہوتیں۔ (رواہ ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا جنت میں داخل نہ ہوگا مکار اور بخیل اور احسان جتانے والا۔ (رواہ الترمذی)

فرشتوں کی دعاء:

انفاق کی فضیلت اور بخل کی مذمت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن کہ صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک یہ کہتا ہے اے اللہ! جو لوگ نیکی میں خرچ کرتے ہیں ان کو اچھا عوض عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل کو (اس کے مال کی) تباہی و بربادی عطا کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت:

عن اسماء قالت قال رسول اللہ ﷺ انفقی ولا تحصی فیحصی اللہ علیک ولا توعی فیوعی اللہ علیک وارضخی ما استطعت۔ (بخاری و مسلم)

"حضرت اسماء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسماء! فقیر کے واسطے خرچ کیا کرو اور مت گن گن کر رکھ ورنہ اللہ بھی تمہارے حق میں گن گن کر دیا کرے گا اور مال کو مت بچا کر رکھ ورنہ زیادہ حفاظت کرو گی تو اللہ تعالیٰ بھی حفاظت کرے گا اپنی رحمت کو اور تم پر کم دیا کرے گا۔ جو تھوڑا دے سکو دیتی رہو۔"

سخی کی فضیلت:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السخی قریب من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنۃ بعید من الناس قریب من النار ولجاھل سخی احب الی اللہ من عابد بخیل۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ سے بھی قریب ہے جنت سے بھی قریب ہے اور لوگوں کے قریب ہے اور جہنم کی آگ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے بھی دور ہے جنت سے بھی دور ہے اور لوگوں سے بھی دور ہے اور آگ سے قریب ہے اور جاہل آدمی جو سخاوت کرتا ہو (اور زائد کو خرچ کرنے والا اور قرابت سے بچنے والا) کا اہتمام کرتا ہو اللہ کو اس عابد سے بہت پیارا ہے جو بخیل ہو۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ

اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھانے کو

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت کے

الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

دن پر اور شیطان کا ساتھی ہو اس کا شیطان تو وہ بہت برا

فَسَآءَ قَرِيْنًا

ساتھی ہے

ریا کاری۔ اور وہ خود پسند متکبر ہوتے ہیں کہ اپنے ان لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے میں تو بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں لیکن لوگوں کے دکھانے کو اپنا مال خرچ کر دیتے ہیں اور ان کو نہ اللہ پر ایمان ہے نہ قیامت کے دن پر کہ حصول رضائے حق تعالیٰ اور حصول ثواب آخرت ان کا مقصود ہو۔ رضائے الٰہی کے بجائے مقصود ان کا یہ ہے کہ ان کا ذکر ہو اور جس کام سے اللہ کی خوشنودی اور آخرت کا ثواب ملتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا کے بجائے محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرنا ہے اور ایسا کام وہی کرتے ہیں جن کا شیطان ساتھی ہے ان کا یہ کام برا ہے۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
اور کیا نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے
الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ
دن پر اور خرچ کرتے اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اور
اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا (۳۹)
اللہ ان کو خوب جانتا ہے

ایمان و اخلاص کی دعوت:

یعنی ان کافروں کو کیا نقصان پہنچ رہا تھا کہ اگر اللہ اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور بجائے بخل و ریا کے اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتے بلکہ ان کا سراسر نفع تھا ضرر تو اس میں ہے جو وہ اختیار کر رہے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا اور کس نیت سے دے رہے ہیں اسی کا عوض ان کو دے گا۔ پہلی آیت میں (يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ) فرمایا تھا مال کی نسبت ان کی طرف منسوب کیا تھا۔

لطیف اشارہ:

اب (أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ) فرمایا اس میں لطیف اشارہ ہے کہ وہ لوگ اپنا مال سمجھ کر جس طرح بخل کیا جاتا ہے خرچ کرتے ہیں ان لوگوں کو سمجھانا ہے کہ اپنا نہیں اللہ کا عطا سمجھ کے حق خرچ کرتے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ
بیشک اللہ حق نہیں رکھتا کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر
حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ
نیکی ہو تو اس کو دونا کر دیتا ہے اور دیتا ہے اپنے پاس سے
أَجْرًا عَظِيمًا (۴۰)
بڑا ثواب

نیکی کتنا اجر:

یعنی اللہ تعالیٰ کسی کا حق ایک ذرہ برابر بھی ضائع نہیں فرماتا جو عذاب ہوگا وہ اس کے جرم کے برابر ہوگا اور نیکی کا بدلہ زیادہ کر دیتا ہے اگر ذرہ برابر بھی کسی کی نیکی ہوگی تو اس کو دوچند کر دے گا اور اپنی طرف سے اجر عظیم عنایت کرے گا۔

اللہ کا کوئی فعل ظلم نہیں ہو سکتا:

اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اگر تمام جہان کو عذاب دے تب بھی ظلم نہ ہوگا لیکن کسی کا حق ضائع کرنا ظلم کی صورت ہے اس لئے فرمایا کہ وہ ظلم نہیں کرتا مقصد یہ ہے کہ کوئی ادنیٰ سی نیکی بھی ضائع نہ ہوگی کہ اللہ کی طاعت اور ثواب میں کمی نہیں کرے گا اور نیکی کا کئی گنا بدلہ دے گا۔

مومن و کافر کی نیکی:

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کا اجر کم نہیں کرے گا۔ مومن کو دنیا میں بھی اس کا بدلہ ملتا ہے اور آخرت میں بھی اجر ملے گا اور کافر کی نیکی کا بدلہ اس کو دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے آخرت میں اس کی کوئی نیکی نہ ہوگی۔

مومنین کی دوزخ سے رہائی:

حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن دوزخ سے نجات پا کر امن میں ہو جائیں گے تو اپنے ان بھائیوں کے متعلق جو دوزخ میں ہوں گے اللہ سے جھگڑا کریں گے کہ یہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے حج کرتے تھے۔ اللہ فرمائے گا جاؤ

اور جنکو بچا تے ہوئے دوزخ میں سے نکلیں وہ مومن جو اپنے چہروں سے پہچان لئیے کیونکہ چہروں کو آگ نے نہ کھایا ہوگا۔ کسی کے نصف پنڈلیوں تک آگ نے کھایا ہوگا اور کسی کے ٹخنوں تک۔ یہ ان کو نکال لیجئے اور عرض کریں گے پروردگار تو نے جن کو نکالنے کا حکم دیا تھا ہم سب ان کو نکال لیا۔ اللہ تعالی فرمائے گا (پھر جاؤ) اور جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان ہو اس کو بھی نکال لو (مومن تعمیل حکم کریں گے) پھر حکم ہوگا جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو اس کو بھی نکال لو۔ مومن تعمیل کریں گے (پھر یہ (حکم ہوگا کہ) جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو اس کو بھی نکال لو)۔

راوی نے کہا اگر کوئی اس بات کو سچ نہ مانتا ہو تو یہ آیت پڑھ لے۔

(إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ

مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا)

مومن عرض کریں گے پروردگار تو نے جن کو نکال لینے کا حکم دیا تھا ان کو ہم نے نکال لیا ہے اب دوزخ میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جس کے (دل) کے اندر کوئی بھی نیکی ہو۔ اللہ تعالی فرمائے گا ملائکہ نے شفاعت کر لی انبیاء نے شفاعت کر لی مومن سفارش کر چکے، ارحم الراحمین باقی رہ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر دوزخ سے ایک مٹھی بھر لے گا جس میں ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے اللہ کے لیے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اور جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ ان کو نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کی جگہ میں دانہ اگتا ہے ہار دانے کی طرح ان کے جسم چمکتے نکلیں گے۔ ان کی گردنوں پر مہر لگی ہوگی کہ یہ اللہ تعالی کے آزاد کردہ ہیں (جن کو) بغیر کسی عمل یا نیکی کے (جنت میں داخل کیا) [illegible] جنت میں داخل ہو جاؤ تمہارے لئے وہ ہے جو تمہاری نظر پڑے۔ وہ عرض کریں گے پروردگار تو نے ہم کو ایسی چیز عطا فرمائی ہے جو کسی کو جہان میں نہیں دی۔ اللہ تعالی فرمائے گا میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی بڑھ کر (نعمت) ہے۔ وہ عرض کریں گے پروردگار وہ کیا ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا میری خوشنودی۔ آج کے بعد کبھی میں تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ رواہ البغوی۔ بخاری و مسلم نے بھی اسی طرح یہ حدیث نقل کی ہے۔ لیکن اس میں حضرت ابو سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ اگر کوئی اس بات کو سچ نہ مانتا ہو تو یہ آیت پڑھ لے۔

اللہ تعالی کے نام کا وزن

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے ایک شخص کو اللہ تعالی ساری مخلوق کے سامنے الگ بلائے گا اور اس کے سامنے ننانوے دفتر کھول دیئے جائیں گے۔ ہر دفتر اتنا لمبا ہوگا جتنی دور نظر پہنچتی ہے۔ پھر اللہ فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے محافظ کاتبوں نے تیری کوئی حق تلفی کی ہے۔ بندہ عرض کرے گا نہیں میرے مالک (کوئی حق تلفی نہیں کی)۔ نہ مجھے اس کا انکار ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا کیا (تیرے پاس) میرے پاس کوئی عذر۔ یا تیری کوئی نیکی اس حساب کے سوا ہے۔ وہ آدمی ہکا بکا رہ جائے گا بندہ جواب دے گا پس بہت ہو عرض کرے گا نہیں پروردگار۔ اللہ فرمائے گا کیوں نہیں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ایک چھوٹا سا پرچہ نکالا جائے گا جس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا وزن کے وقت تو موجود رہنا۔ بندہ عرض کرے گا میرے مالک یہ چھوٹا سا پرچہ ان لمبے دفتروں کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا تیری حق تلفی نہیں ہوگی۔ اس کے بعد تمام دفتروں کو ایک پلڑے میں اور پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ تو دفتروں والا پلڑا اوپر کو اٹھ جائے گا اور پرچہ والا پلڑا بھاری نکلے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز وزنی نہیں ہوتی۔ رواہ ابن ماجہ ابن حبان و الحاکم۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

ایک سے ہزاروں

حضرت ابو ہریرہ سے جو روایت بیان کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی شک نہیں کہ اللہ ایک نیکی کو بڑھا کر بیس لاکھ نیکیاں کر دے گا۔ رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم۔

حضرت ابن مسعود نے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو اگلے پچھلوں کے سامنے لایا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ جس کا اس کے ذمے کوئی حق ہو وہ اپنا حق لینے آجائے۔ اس وقت آدمی خوش ہوگا کہ باپ یا بیٹا یا بیوی پر اس کا حق نکلتا ہو اس کو ملے گا۔ اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتا ہے [illegible] آیت میں موجود ہے۔ (فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ) الآیۃ۔

خوش بخت و بد بخت

اور (پھر) ہر شخص کو طلب کیا جائے گا اور پہلے اس کو اگلے پچھلوں کے سامنے لایا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا جس کا اس پر حق ہو وہ اپنا حق لینے آجائے۔ پھر اس شخص سے کہا جائے گا ان کے حقوق ادا کر۔ وہ شخص کہے گا میرے رب دنیا تو ختم ہو گئی اب کہاں سے دوں۔ اللہ فرشتوں سے فرمائے گا اس کے اعمال دیکھو اور ان میں سے ان لوگوں کے حقوق دے دو [illegible]

اگر ذرہ برابر نیکی رہ جائے گی تو فرشتے عرض کریں گے اے اللہ ... [illegible] ایک ذرہ برابر نیکی باقی رہ گئی ہے ... اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کی اس نیکی کو بڑھا کر ... [illegible] ... جنت میں داخل کر دو ... اس کا ثبوت اس آیت میں موجود ہے۔

(وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا) ... [illegible] بندہ جنت میں ... فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب ... [illegible] ... ختم ہو گئیں ... اللہ فرمائے گا ... [illegible] ... دوزخ ... [illegible]

[illegible]

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ

پھر کیا حال ہوگا جب بلائیں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا

وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

اور بلائیں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا

ہر امت اور تمام انبیاء کے گواہ

[illegible]

کافروں کا کیا حال ہوگا

[illegible]

... اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا ... [illegible]

... [illegible] ... بندوں کے۔

(وَإِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ) ... [illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

ابن مبارک ... [illegible] ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی امت ... [illegible] ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... امت کے متعلق شہادت دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

بخاری نے حضرت ابن مسعودؓ کا بیان نقل کیا ہے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ... مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ ... [illegible] ... جب آیت (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا) پر پہنچا تو فرمایا بس ... [illegible] ... آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (تفسیر مظہری)

آیت کے ... [illegible]

[illegible]

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ

اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے اور رسول کی نافرمانی کی

لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا

کاش ان کو زمین میں دبا کر برابر کر دی جائے اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات

حل لغات
الفرقان کی آیات

کافروں کی ناکام تمنا:

یعنی جس دن بڑا سخت ہے ان کے حالات بیان کرنے والا بنایا جائے گا۔ اس دن کافر اور نافرمان لوگ اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم زمین میں دبا دیئے جاتے اور مٹی میں مل کر نیست و نابود ہو جاتے۔ آج پیدا ہوتے اور ہم سے حساب و کتاب نہ ہوتا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے اور نہ روز حساب ہوگا۔

ربط: شروع شروع سورت سے مسلمانوں کو اقارب اور یتامیٰ وغیرہ کے ادائے حقوق کی تاکید اور کسی کی حق تلفی کرنے اور جانی مالی نقصان پہنچانے کی ممانعت اور معاصی کی قباحت پر مطلع کر کے اس کے بعد واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا فرما کر قرابت اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں وغیرہ کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کا ارشاد فرما کر اس کے ذیل میں تکبر اور خود پسندی اور بخل وغیرہ سے منع فرمایا تھا کہ جب یہ لوگ دوسروں کے حق ادا کرنے اور کسی کے ساتھ سلوک کرنے سے روکتے بھی ہیں اور روپیہ پیسہ دینے والوں اور دوسروں کے ساتھ سلوک کرنے والوں کی نصیحت میں خود پڑ جاتے ہیں۔

نماز کیلئے خصوصی خطاب:

اب ان تمام مضمون سے آخر میں پھر مسلمانوں کو صریح خطاب فرما کر خاص نماز کی بات جو سب عبادتوں میں اعلیٰ اور افضل ہے اور شریعت مقدسہ نے جس قدر اس کا اہتمام کیا ہے اور اس کے ارکان و شرائط و آداب وغیرہ مفصل بتلایا ہے کسی عبادت کا اس قدر اہتمام نہیں کیا۔

دو اہم باتیں:

دو باتوں کی تاکید فرمائی جو امور متعلقہ صلوٰۃ میں سب سے اہم اور شریف ہیں اور ارکان صلوٰۃ کی صحت اور خوبی کے لئے جسم اور جان ہیں۔ اول یہ کہ نشہ کی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ تاکہ نشہ دور ہو جائے اور اس کو سمجھ کر نماز ادا کرو اور جنابت میں بھی نماز مت پڑھو یہاں تک کہ غسل کر کے تمام بدن کو خوب پاک کر لو۔ نماز میں دو امر مہتم بالشان ہیں ایک حضور اور خشوع، دوسرے طہارت اور نظافت اور جملہ امور متعلقہ صلوٰۃ میں یہی دو امر نفس پر شاق بھی ہیں اور نشہ خشوع اور حضور کے مخالف ہے تو جنابت طہارت اور نظافت کے منافی ہے مگر نشہ چونکہ عقل تو اور غفلتی پیدا کرتا ہے تو اس سے طہارت کے بھی مخالف ہے تو مطلب یہ ہوا کہ نماز کو پورے اہتمام سے پڑھو اور جملہ امور ظاہری اور باطنی کا لحاظ رکھو گو نفس پر شاق ہو۔

اس خصوصی خطاب کا نفع:

باقی اس خاص موقع پر اس تاکید اور تنبیہ کے ارشاد فرمانے سے دو نفع معلوم ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ احکام گذشتہ مذکورہ بالا جن میں حقوق اور معاملات باہمی اور عبادات جانی و مالی کا ذکر تھا ان سب کو بجا لانے کے ساتھ بخل اور ریا اور خود پسندی اور جہالت سے بھی مجتنب رہنا جو نفس پر شاق ہے اور نشے والوں کو غلبان کا موقع ہے تو اس میں دشواری اور غلبان کا علاج جاننا منظور ہے یعنی نماز اس کی شرائط و آداب ظاہری و باطنی کے ساتھ ادا کرو گے تو جملہ امور مذکورہ بالا کی تعمیل تم پر سہل ہو جائے گی۔ کیونکہ نماز کی ادا سے جملہ امور دینی و دنیا میں سہولت اور رغبت اور تمام منہیات اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ بعض آیات و احادیث میں مذکور ہے اور علمائے محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ دوسرے یہ کہ احکام گذشتہ سابقہ کو سن کر جیسے ہی ذکر اس فہرست سے آپ کو بعید خیال کرتے وقت بلند ہیں اور اس کامل کا اثر نماز میں بھی ظاہر ہونے لگے جس کے شرائط و آداب بہت کچھ ہیں اور جو ہر وقت موجود ہے اس لئے نماز کا اہتمام مناسب ہوا۔

اور اس پر اولیٰ اقامت صلوٰۃ کا اہتمام اور التزام رکھے گا اس کو دیگر احکام جانی و مالی میں بھی آسانی اور سہولت ہوگی اور بد اولی احکام میں کاہلی اور بے پروائی کرتا ہے اس سے اقامت صلوٰۃ میں بھی کوتاہی کرنا بعید نہیں۔ واللہ اعلم۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
اے ایمان والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے
وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ
جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو
وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا
اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو

ربط: اہل کتاب و کفار کی دو بڑی خرابیاں:

پہلی آیات میں مسلمانوں کو خطاب فرما کر واعبدوا اللہ ولا تشرکوا

ربط آیات: اس آیت سے پہلی آیات میں کفار کی مذمت بیان فرمائی تھی جو کہ اسراف کرتے اور ماسبق کی مخالفت کرتے تھے۔ اب اس کے بعد پھر مسلمانوں کو نماز اور صلوٰۃ سے متعلق خاص ہدایتیں کی جاتی ہیں اور ان ہدایات کو ماقبل کے ساتھ یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے کفار اور اہل کتاب کی دو خرابیوں کا خاص طور پر ذکر تھا۔ ایک اللہ پر ایمان نہ لانا، دوسرے اپنا مال اللہ کے لئے خرچ نہ کرنا بلکہ لوگوں کے دکھانے کو اور اپنی عزت بڑھانے کو مال خرچ کرنا اور ظاہر ہے کہ پہلی خرابی کا منشاء علم کا نقصان اور جہل کا غلبہ ہے اور دوسری خرابی کی وجہ ہوائے نفس اور اپنی خواہش ہے کہ جس سے معلوم ہو گیا کہ گمراہی کے بڑے سبب دو ہیں۔ اول جہل جس میں حق و باطل کی تمیز ہی نہیں ہوتی، دوسرے خواہش و شہوت جس سے باوجود تمیز حق و باطل حق کے موافق عمل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شہوات سے قوت ملکی ضعیف اور قوت بہیمی قوی ہو جاتی ہے، جس کا نتیجہ ملائکہ سے بعد اور شیاطین سے قرب ہے، جو بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے تو اب اس مناسبت سے حق تعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے اول منع فرمایا کہ یہ جہل کی حالت ہے۔ اس کے بعد جنابت میں نماز پڑھنے سے روکا کہ یہ حالت ملائکہ سے بعد اور شیاطین سے قرب کی حالت ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جہاں جنبی ہوتا ہے وہاں ملائکہ نہیں آتے۔ واللہ اعلم۔

آیت کا مطلب:

اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے ایمان والو! جب تم کو نماز اور اس کی خوبی معلوم ہو گئی اور اس کے ضروری خوبی واضح ہو گئی تو اس سے نشہ اور جنابت کی حالت میں نماز پڑھنے کی خرابی کو بھی خوب سمجھ لو کہ ان کا منشاء بھی وہی ہے جو کفر میں کا منشاء تھا اس لئے نشہ میں نماز کے نزدیک مت جایا کرو جب تک تم کو اس قدر ہوش نہ آ جائے کہ جو منہ سے کہو اس کو سمجھو بھی سکو اور نہ حالت جنابت میں نماز کے نزدیک جایا کرو تاوقتیکہ غسل نہ کر لو مگر حالت سفر میں اس کا حکم آگے مذکور ہے۔ فائدہ: یہ حکم اس وقت تھا کہ نشہ اس وقت تک حرام نہ ہوا تھا لیکن نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی۔

شان نزول:

روایات میں منقول ہے کہ ایک جماعت صحابہؓ کی دعوت میں جمع تھی۔ چونکہ شراب اس وقت تک حرام نہ ہوئی تھی اس لئے انہوں نے شراب پی تھی۔ مغرب کا وقت آ گیا تو سب اسی حالت میں نماز کو کھڑے ہو گئے۔ امام نے سورہ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) میں (لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ) کی جگہ اعبد ما تعبدون پڑھ دیا جس سے معنی بالکل خلاف اور غلط ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اب اگر نیند کے غلبہ یا بیماری کی وجہ سے کسی کا ایسا حال ہو جائے کہ اس کی خبر نہ رہے کہ میں نے کیا کہا تو ایسی حالت کی نماز بھی درست نہ ہو گی۔ جب ہوش آئے تو اس کی قضا ضرور کرے۔ (تفسیر حقانی)

ابن ابی حاتم اور ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول نقل کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے ہمارے لئے کھانا تیار کرایا اور ہم کو بلایا اور شراب پلائی۔ یہ واقعہ شراب حرام ہونے سے پہلے کا ہے اور شراب کا نشہ ہم کو چڑھا اور نماز کا وقت آ گیا اور لوگوں نے مجھ کو آگے بڑھا دیا۔ میں نے پڑھا (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) ، (لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ) آخر تک اسی طرح (بغیر لا کے) پڑھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ) یہاں تک کہ جو کچھ منہ سے نکال رہے ہو اس کو سمجھو۔ نشہ جس حد تک مانع نماز ہے اس کی تعیین اس لفظ سے کر دی (یعنی تھوڑا سا نشہ مانع صلوٰۃ نہیں جب تک نشہ اتنا نہ ہو کہ آدمی یہ سمجھ نہ سکے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں نماز پڑھ سکتا ہے)

بحالت نیند نماز کی ممانعت:

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے اندر اگر کوئی اونگھنے لگے تو سو جائے تاکہ نیند جاتی رہے کیونکہ اونگھنے میں نماز پڑھتا رہے گا تو ممکن ہے کہ استغفار کرنا چاہتا ہو اور اپنے کو گالیاں دینے لگے۔ رواہ ابو داؤد و ترمذی والنسائی۔

غسل کے مسائل:

مسئلہ: چاروں اماموں کا اور عام جمہور اہل اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ محض جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ گیا اور اس کو مشقت میں ڈال دیا تو غسل واجب ہو گیا۔ بخاری و مسلم۔

حضرت عائشہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد چاروں شاخوں (اطراف اربعہ) کے درمیان بیٹھ گیا اور شرم گاہیں مل گئیں تو غسل واجب ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کیا پھر ہم نے غسل کیا۔

امام احمد اور مؤلفین سنن نے حضرت سہل بن سعد کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا انصاری کہتے ہیں کہ انما الماء من الماء

کی اکثر اذانیں کے بغیر نماز کے بعد صرف وضو کر لیا ان کا حاجت تھی۔ شرح معانی الآثار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ جو ہم کو غسل کرنے کا حکم ہے، اس روایت کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے پڑھا جنبی۔

پھر سے تو دیکھ لیجئے کہ تیمم والی حدیث میں صرف پانی نہ ملنے کی صورت کا ذکر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا وجود جب پا لیا گیا ہو؟ جب نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے طہارت عارضی ہوتی ہے اور کیونکہ جب پانی مل جائے حدث کا حکم ہو جاتا ہے تو ناپاکی نہیں پیدا ہو جاتی۔

صحیحین میں حضرت عمران بن حصین کی روایت سے ایک حدیث آئی ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت والے کو تیمم کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر جب پانی مل گیا تو اس کو غسل کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب تک پانی نہ ملے تیمم کر کے تم پڑھ لو (یعنی غسل کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا)۔

غسل کے واجبات کے مسائل:

ہمارے نزدیک جنابت والے کے لئے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: مسجد میں جنابت والے کا ٹھہرنا ہمارے نزدیک اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بھی ناجائز ہے مگر امام احمد کے نزدیک جائز ہے۔ تمام ائمہ کے مسلک کی دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان گھروں کے رخ مسجد کی طرف سے پھیر دو۔ میں مسجد (میں ٹھہرنے) کو حیض والی کے لئے اور جنابت والے کے لئے حلال نہیں کرتا۔ ابوداؤد، بیہقی، بخاری فی التاریخ الکبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے ایک حدیث حضرت ام سلمہ سے بھی ایسی ہی نقل کی ہے۔ ابن خزیمہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

مسئلہ: جنابت والے کے لئے کسی حالت میں بھی مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں۔ جنابت والے کے لئے قرآن پڑھنا بھی جمہور علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک تھوڑے سے چند آیات کی تلاوت جائز ہے۔ داؤد کے نزدیک تمام قرآن کی تلاوت جائز ہے۔ دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حائضہ اور جنابت والا قرآن کا کچھ حصہ بھی نہ پڑھے۔ سورۂ بقرہ کی آیت (وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ) کی تفسیر میں اس کی تحقیق گزر چکی ہے۔ جنابت والے کے لئے قرآن پڑھنا جائز ہو تو ہے۔ آیت (لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ) کی تفسیر میں اس کی تفصیل آئے گی۔ اور قرآن کو چھونا جائز ہے تو قرآن کے خاص زبان پڑھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

شیعہ کے نزدیک آیت (لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ) سے حکم کے مطابق قرآن کو چھونا جائز نہیں مگر آیات قرآنی کو زبان سے پڑھنا جائز ہے!

انزال سے غسل کے واجب ہونے کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ منی کے اندر کا نکلنا اور حاجت کا ترک کرنے کے اندر ہوتا ہے اس کے طہارت ہونے میں یہ فرق ہے کہ جب وضو ہوتا ہے تو پوری طرح پاکی ہوتی ہے اور جنابت کی حالت کل بدن کی ہوتی ہے۔ اس لئے وضو کے آیات کو پڑھنا قرار دیا جاتا ہے کیا ظاہری ہو جاتی ہے۔ جنابت کی حالت میں آیات قرآنی کی تلاوت سے کوئی مشابہت پیدا نہیں ہوتی۔

تمام حدیث میں آتا ہے کہ جنابت سے اور ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت قرآن سے کسی چیز سے نہیں روکتے تھے، سوائے جنابت کے۔ اس حدیث کو ابو داؤد، ابن حبان، ابن ماجہ، الترمذی، نسائی، حاکم نے روایت کیا ہے اور ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

اور اگر ہو تم بیمار یا اوپر سفر کے یا آوے

أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ

کوئی شخص تم میں سے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو تم عورتوں کے

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا

پھر نہ پاؤ تم پانی تو ارادہ کرو زمین

طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ

پاک کا پس مسح کرو اپنے منہ اور ہاتھوں کا

معذوری اور اس کی صورتیں:

جس وقت جنابت کی نماز و شرع حالت میں تیمم کا حکم جب ہے کہ کوئی عذر ہو اور کوئی ایسی شدت آئے جس کی وجہ سے معذوری ہو اور طہارت کا حاصل کرنا ناممکن ہو تو پھر تیمم

بھی ممکن ہے تجھ کو زمین کافی ہے۔ اب پانی کے استعمال سے معذوری کی تین صورتیں بتاتے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی [illegible] اس میں پانی ضرر کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ سفر درپیش ہے اور پانی کا موجود ہے کہ وضو کرنے سے پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے اور تک پانی نہ ملے گا۔ تیسری یہ کہ پانی بالکل موجود ہی نہیں۔ اس پانی موجود نہ ہونے کی صورت کے ساتھ [illegible] تین طہارت کے ضروری ہونے کی بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ کوئی پاخانے ضرورت سے فارغ ہو کر آیا اس کو وضو کی ضرورت ہے دوسری یہ عورت سے ہم بستری ہو اس کو غسل کی ضرورت ہے۔

تیمم کا طریقہ:

فائدہ: تیمم کی صورت یہ ہے کہ پاک زمین پر دونوں ہاتھ مارے پھر منہ پر اچھی طرح مل لے۔ پھر دوسری بار ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک مل لے۔

[illegible] ہے اور بعض چیزوں سے [illegible] غسل پانی کے معنی میں ہے۔ مثلاً [illegible] زمین پر رگڑ کر صاف ہو جاتی ہے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے [illegible] اور چہرہ پر مل لینے میں تذلل اور عجز کا پورا ہے جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اچھی صورت ہے۔ مٹی جسم کی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے [illegible] پانی کی قائم مقامی کرے گی۔

آسانی کی رعایت:

[illegible] پانی کی قائم مقام ایسی چیز کی جائے جو [illegible] الوصول ہو [illegible] زمین کا [illegible] جو ہر جگہ موجود ہے [illegible] اصل ہے اور [illegible] اصل کی طرف رجوع کرنے میں گناہوں اور خرابی سے بچانے کا قرینہ [illegible] آیت میں مذکور ہوا [illegible]

نجاست متدرکی تیمم کب جائز ہے:

اگر کوئی تندرست [illegible] جہاں [illegible] پانی [illegible] (حنفی) [illegible] اور پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر پانی [illegible] جائے تو [illegible] حضرت ابوذر [illegible] تیمم [illegible] آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تیرے لیے مٹی کافی ہے اگرچہ دس برس تجھے پانی نہ ملے [illegible] تیرے پاس [illegible] مسلمان کا [illegible] احمد، ابو داؤد نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

نکتہ: [illegible] پانی [illegible] استعمال کرنے سے مجبور ہو اور پانی نہ ملنے کا [illegible] ہے۔

(أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ) یا تم میں سے کوئی پاخانے سے آیا ہو۔ غائط [illegible] زمین، گڑھا۔ غائط سے آنے سے [illegible] بول و براز سے فارغ ہونا [illegible] (حدیث میں) [illegible] لوگ [illegible] کی طرف [illegible] مطلب یہ کہ اگر کوئی بول و براز کر کے آیا ہو [illegible]

وضو توڑنے والی چیزیں:

امام اعظم کا قول ہے کہ جو نجس چیز کسی مقام سے خارج ہو [illegible] وضو [illegible] خون [illegible] وضو [illegible] نجاست [illegible] خارج ہو۔

امام اعظم کے [illegible] مطلب [illegible] تیمم [illegible]

وضو کے ساتھ بیوی کو چھونے کا مسئلہ:

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) نماز پڑھتے تھے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنازہ کی طرح پڑی ہوتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے [illegible] میرا پاؤں [illegible] کہ گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے [illegible]

حضرت عائشہ [illegible] میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تو میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے قدم پر لگا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تیرے غضب سے تیری رضامندی کی اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری حمد پوری پوری نہیں کر سکتا تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے۔ رواہ النسائی۔ طبرانی کی روایت میں (حضرت عائشہؓ کا قول) ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں اپنا ہاتھ ڈالا تاکہ یہ معلوم کروں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا ہے کہ نہیں۔ حافظ نے کہا بظاہر یہ دونوں واقعے جدا جدا ہیں۔ اگرچہ ان میں تطبیق بھی ممکن ہے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے اور میں آپ کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی۔ رواہ النسائی۔ ظاہر ہے کہ مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف کی حالت میں ہونا بغیر وضو کے نہ ہوگا۔

حضرت عائشہؓ، حضرت میمونہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ ان میں سے ہر ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھ (ایک برتن) میں ڈال کر ایک برتن سے پانی لے کر غسل کرتی تھی۔

میں کہتا ہوں غسل سے پہلے وضو کرنا سنت ہے اور ظاہر ہے کہ یہی صورت ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بیبیوں کے ہاتھ سے لگتے تھے۔

حضرت ابو داؤد کی روایت ہے کہ حضرت زینب کی صاحبزادی امامہ کو (پشت) پر اٹھائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوتے تھے۔ صحیحین۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھتے اور اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے۔ صحیحین۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میری گود میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت حسن کا قول ہے کہ وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے وضو نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور بہت سے ساتھیوں نے آیت میں مذکورہ شرط بیان کی ہے کہ عورت کو چھونا اس وقت ناقض وضو ہے جب شہوت کے ساتھ ہو۔

امام احمد نے حضرت عائشہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے کے بعد بوسہ لیتے تھے پھر بغیر (جدید) وضو کے نماز پڑھ لیتے تھے۔ اس روایت کو [illegible] ہے۔ امام ابوحنیفہ [illegible] لمس کے معنی [illegible] ہے۔

میں کہتا ہوں اگر یہ سب حدیثیں صحیح بھی ہیں تب بھی اس کی روایت محتمل ہے کیونکہ وہ [illegible] ہے۔

حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہم سے معبد بن نباتہ نے بحوالہ محمد بن عمرو بن عطاء بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے اور (پھر) وضو نہیں کرتے تھے۔ امام شافعی نے فرمایا مجھے معبد کا حال معلوم نہیں اگر وہ ثقہ ہے تو یہ حدیث قابل حجت ہے۔ دارقطنی نے [illegible] یہ حدیث [illegible] سے ضعیف قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث کی دو سندیں [illegible] حسن کے درجہ تک [illegible] ان میں سے کوئی بھی متہم بالکذب نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ حضرت ابو امامہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی آدمی نماز کا وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کا بوسہ لیتا ہے یا اس سے مس کرتا ہے کیا اس کو وضو کرنا چاہئے؟ فرمایا نہیں۔ رواہ الدارقطنی۔ اس روایت کے سلسلہ میں ایک راوی [illegible] ہے جو متروک الحدیث ہے۔

جب اس حدیث کے متعدد طرق سب کے سب حسن تک پہنچ کر ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں اور کل صحیح ہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے (جدید) وضو نہیں کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر ٹوٹتا ہوتا تو [illegible] ایک صحابی کی بھی روایت ہوتی۔ خصوصاً ازواج مطہرات [illegible] بیان کرتیں [illegible] کی تعداد کثیر تھی [illegible] شریعت کی غیر معمولی رغبت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے اختلاط اور ملاقات بکثرت ہوتی تھی۔ [illegible] روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کوئی بات [illegible] تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آکر بوسہ لیتے ہوں اور مس نہ کرتے ہوں [illegible] اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت میں لمس سے مراد جماع ہے۔

نماز کے کسی رکن میں سو جانا:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز کے اندر کسی حالت اور کسی رکن میں سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (بشرطیکہ سہارے کے [illegible] نہ ہو) کیونکہ حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میں جو شخص سو جائے اس پر (جدید) وضو نہیں جب تک لیٹ نہ جائے جب لیٹ جائے گا تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ رواہ [illegible]۔

شرمگاہ کو چھونا:

امام ابو حنیفہؒ نے استدلال میں حضرت طلق بن علیؓ کی حدیث پیش کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لے تو کیا وضو کرے۔ فرمایا وہ تو تیرے بدن ہی کا ایک ٹکڑا ہے (اسکو چھونے سے وضو کیسے ٹوٹ جائے گا) یہ حدیث اصحاب سنن اور امام احمدؒ نے نقل کی ہے اور عمرو بن علی فلاس اور ابن المدینی اور ابن حبان اور طبرانی اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن امام شافعی ابو زرعہ، ابو حاتم دارقطنی اور بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

شان نزول:

ابن ابی حاتم نے مجاہد کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک انصاری بیمار تھے نہ خود اٹھ کر وضو کرنے کی طاقت تھی نہ کوئی خادم تھا کہ پانی لے کر وضو کرا دیتا۔ اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا گیا اس پر اللہ نے آیت (وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ) آخر تک نازل فرمائی۔ ابن جریر نے ابراہیم نخعی کا بیان نقل کیا ہے کہ صحابہ کچھ زخمی ہو گئے تھے جس سے وہ بے ہوش ہو گئے اور اسی دوران میں جنابت میں بھی مبتلا ہو گئے۔ لوگوں نے یہ شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اس پر آیات (وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ) الی آخرہ نازل ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتیں:

بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو امامہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ مجھے چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت عطا کی گئی ہے۔ تمام زمین کو میرے اور میری امت کے لئے مسجد اور طہور بنا دیا گیا۔ اب میری امت کا جو شخص نماز پڑھنا چاہے اور کوئی پانی نہ ملے تو وہ زمین کو اپنے سامنے مسجد اور طہور پائے گا۔ اس حدیث میں تمام انسانوں کے لئے بعثت کا ہونا اور مہینے کی راہ سے دشمن پر رعب پڑنا اور مال غنیمت کے حلال کئے جانے کا ذکر ہے۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ کی روایت میں ہے جہاں بھی مجھے نماز پہنچے گی وہیں تیمم کر لوں گا۔

صحیحین میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ چیزوں میں سے ایک بات یہ بھی ارشاد فرمائی کہ زمین کو میرے لئے مسجد اور طہور بنا دیا گیا ہے۔

زمین کو پاک کرنا:

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر زمین نجس ہو جائے پھر خشک ہو جائے تو اس سے پاک ہو جائے تو اس پر نماز جائز ہے مگر اس سے تیمم ناجائز ہے کیونکہ خشک ہو جانے سے زمین کا پاک ہو جانا حدیث آثار سے ثابت ہے۔

تیمم کی اجازت کا نزول:

حضرت عمار بن یاسرؓ راوی ہیں کہ رات کو جیش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری شب پڑاؤ کیا۔ بی بی عائشہؓ بھی ساتھ تھیں۔ بی بی کا یمنی کا ایک ہار (پٹی) ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ ہار کی تلاش کے لئے لوگ روانگی سے رک گئے صبح ہوئی تو لوگوں کے پاس (وضو کے لئے) پانی نہیں تھا۔ اس پر اللہ نے پاک مٹی سے تطہیر کی اجازت نازل فرما دی۔ مسلمان فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور زمین پر (تیمم کے لئے) ہاتھ مارے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور ان پر کچھ مٹی نہیں لگی تھی۔ پھر چہرہ پر اور ہاتھوں کے اندرونی حصے سے کندھوں اور بغلوں تک مسح کیا۔ یہ روایت بروایت امام احمد ابن جوزی نے نقل کی ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر دست مبارک سے ایک تھپکی دی اور اس سے چہرہ مبارک کا مسح کیا پھر دونوں ہاتھوں سے ایک تھپکی ماری اور کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیر لیا۔ رواہ الحاکم۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے اور دارقطنی کا بیان ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر شیخین نے یہ روایت نہیں بیان کی۔

حضرت ابن الصمہ کا بیان ہے میرا گذر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیشاب کر رہے تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔ پیشاب سے فراغت کے بعد جب کھڑے ہو گئے تو اس لاٹھی سے جو آپ کے پاس موجود تھی ایک دیوار کو کھرچا پھر دست مبارک دیوار پر مارا (یعنی تھپکی دی) پھر چہرہ کا اور دونوں بازوؤں کا مسح کیا۔ رواہ الشافعی والبغوی۔ بغوی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

مسئلہ: اگر ایسی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو جس کا کوئی بدل ممکن نہ ہو تو ایسے وقت میں تیمم کر لینا جائز ہے جیسے عیدین کی نماز کے فوت کا اندیشہ خواہ ابتداء ہو یا بناء کے طور پر۔ اور جیسے ولی کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے جنازہ کی نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ (دونوں صورتوں میں تیمم کر کے نماز میں شریک ہو جانا جائز ہے) لیکن (نماز کا) وقت یا نماز جمعہ فوت ہو جانے کا اندیشہ ہونے کی صورت میں تیمم جائز نہیں (کیونکہ وقت نکلنے کے بعد قضاء صلوٰۃ ممکن ہے اور جمعہ ہونے کے بعد ظہر کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دینے کے لئے بھی تیمم کیا تھا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ (حالانکہ

[illegible]

مسئلہ [illegible]

[illegible] ہونے کی صورت میں تیمم

[illegible]

امام ابوحنیفہ [illegible]

جمہور کی دلیل:

[illegible]

دوسری دلیل

[illegible]

[illegible]

خاندان صدیق ؓ کی برکتیں

حضرت عائشہ [illegible]

> **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا**
>
> [illegible]

معاف کرنے والا اور بخشنے والا

[illegible]

حضرت سعد کی فضیلت

[illegible]

لوگوں کی دعوت کی۔ ہم سب نے خوب کھایا پیا، پھر شراب پی لی اور نشہ ہو گئے، پھر آپس میں فخر جتانے لگے۔ ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھا کر حضرت سعد کو ماری، جس سے ناک پر زخم آیا اور اس کا نشان باقی رہ گیا۔ اس وقت شراب کو اسلام نے حرام نہیں کیا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں بھی پوری مروی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

بخاری کی حدیث سے بھی یہ بات صاف طور پر ثابت ہوتی ہے کہ لوگوں کے گھروں کے دروازے مسجد میں تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری مرض الموت میں فرمایا تھا کہ مسجد میں جن جن لوگوں کے دروازے پڑتے ہیں سب کو بند کر دو صرف ابوبکر کا دروازہ رہنے دو۔

بخاری میں ہے کہ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں جب ہم اپنے کسی سفر میں تھے، بیداء یا ذات الجیش میں میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر پڑا، جس کے ڈھونڈنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع قافلہ ٹھہر گئے۔ اب نہ تو ہمارے پاس پانی تھا نہ وہاں اس میدان میں کہیں پانی تھا۔ لوگ میرے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس میری شکایتیں کرنے لگے کہ دیکھو ہم ان کی وجہ سے کیسی مصیبت میں پڑ گئے۔ چنانچہ میرے والد صاحب میرے پاس آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے تھے۔ آتے ہی مجھے کہنے لگے تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روک دیا۔ اب نہ تو ان کے پاس پانی ہے نہ یہیں اور کہیں پانی نظر آتا ہے۔ الغرض مجھے خوب ڈانٹا ڈپٹا اور خدا جانے کیا کیا کہا اور میرے پہلو میں اپنے ہاتھ سے کچوکے بھی مارے۔ پھر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر کی روایت میں ہے کہ اس سے پہلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ پر سخت غصہ ہو کر گئے تھے لیکن تیمم کی رخصت کے حکم کو سن کر خوشی خوشی اپنی صاحبزادی صاحبہ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم بڑی مبارک ہو، مسلمانوں کو اتنی بڑی رخصت ملی۔ پھر مسلمانوں نے ایک ضرب سے چہرے اور دوسری ضرب سے کہنیوں اور بغلوں تک ہاتھ۔

حضرت اسلعؓ کا واقعہ:

ابن مردویہ میں روایت ہے حضرت اسلع بن شریک فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی چلایا کرتا تھا، اتفاقاً میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کئے ہوئے جا رہا تھا جو سخت جاڑوں کی رات تھی، سردی بہت پڑ رہی تھی اور مجھے جنبی ہو گیا۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا ارادہ کیا تو میں نے اپنی اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی چلانا پسند نہ کیا۔ ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر سرد پانی سے نہاؤں گا تو مر جاؤں گا یا بیمار پڑ جاؤں گا۔ میں نے چپکے سے ایک انصاری کو کہا کہ آپ اونٹنی کی نکیل تھام لیجئے، وہ چلاتے رہے اور میں نے آگ سلگا کر پانی گرم کر کے غسل کیا، پھر دوڑ بھاگ کر قافلہ میں پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اسلع کیا بات ہے اونٹنی کی چال کیسے بگڑی ہوئی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں چلا رہا بلکہ فلاں انصاری صاحب چلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر اللہ عزوجل نے آیت (لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى) سے (غَفُوْرًا) تک نازل فرمائی۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ تفسیر ابن کثیر۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ

الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ

کتاب سے خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ

اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۞ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

تم بھی بہک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے

بِاَعْدَآئِكُمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى

تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے حمایتی اور اللہ

بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۞

کافی ہے مددگار

یہودیوں کی بعض بداعمالیاں:

ان آیات میں یہود کی بعض قبائح ارشاد فرما کر وعید کا بیان ہے اور ان کی غلط روش پر تنبیہ کی گئی ہے تاکہ ان سے علیحدہ رہیں۔ چنانچہ (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا) سے لے کر (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ) تک یہود کے قبائح مذکور ہو چکے ہیں۔ بیچ میں ایک خاص مناسبت سے شراب و جنابت کی حالت میں نماز سے ممانعت فرما کر پھر یہود کے قبائح کا بیان ہے۔ یہود کو کتاب کا کچھ حصہ ملا یعنی

[illegible]

مسلمانوں سے خطاب

[illegible]

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ

وہ لوگ جو یہودی ہیں پھیرتے ہیں بات کو اس کے

عَن مَّوَاضِعِهِ

ٹھکانے سے

یہودی اہل علم کی خیانت

[illegible]

یہود و نصاریٰ کو چیلنج

[illegible]

وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ

اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں کہ

غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ

سن نہ سنایا جائیو اور کہتے ہیں راعنا موڑ کر اپنی زبان کو

وَطَعْنًا فِي الدِّينِ

اور عیب لگانے کو دین میں

یہودیوں کی منافقت

[illegible]

[illegible]

عین حضرت کی خدمت میں آئے تو یہودی ... [illegible]

[illegible]

... ہی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (مجموعہ ...)

[illegible]

وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ
[illegible]
وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِنْ
... ان کے حق میں اور درست لیکن
لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ
[illegible]
إِلَّا قَلِيلًا
[illegible]

یہود کی بیہودگی پر تبصرہ

[illegible]

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا
[illegible]
مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ
[illegible]
وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ
[illegible]
كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ
[illegible]
مَفْعُولًا
[illegible]

یہود سے خطاب

[illegible]

اصحاب سبت کا قصہ سورہ اعراف میں مذکور ہے۔ (تفسیر مظہری)

حضرت عبداللہ بن سلام:

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے جب یہ آیت سنی تو گھر جانے سے پہلے ہی خدمت گرامی میں حاضر ہو گئے اور ان کا یہ حال تھا کہ کہیں چہرہ بگڑ نہ جائے چہرہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے امید نہ تھی کہ (صحیح سالم) گدی کی طرف منہ پلٹ جانے سے پہلے میں یہاں تک پہنچ سکوں گا۔ پھر مسلمان ہو گئے۔ (تفسیر مظہری)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
بیشک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخشتا ہے
مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ
اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا
بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا
اللہ کا اس نے بڑا طوفان باندھا

مشرک یعنی مشرک کبھی نہیں بخشا جاتا بلکہ اس کی سزا دائمی ہے علاوہ شرک سے نیچے جو گناہ ہیں صغیرہ ہوں یا کبیرہ وہ قابل مغفرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کی مغفرت چاہے اس کے صغیرہ کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے یا کچھ عذاب دے کر یا بلا عذاب دیئے۔ اشارہ اس کی طرف ہے کہ یہود چونکہ کفر اور شرک میں مبتلا ہیں وہ مغفرت کی توقع نہ رکھیں۔ (تفسیر عثمانی)

دین کی خریداری:

طبرانی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا ایک بھتیجا ہے جو ارتکاب محرمات سے باز نہیں آتا۔ فرمایا اس کا دین کیا ہے اس نے عرض کیا نماز پڑھتا ہے توحید کا قائل ہے۔ فرمایا (اس کے دین کا اس سے سودا کرو۔ اول اس سے ہبہ کی درخواست کرو کہ وہ اپنا دین تم کو بطور ہبہ دے دے اگر انکار کرے تو اس سے اس کا دین خریدو یعنی اس سے کہو کہ وہ اپنی دینداری تم کو بیچ دے یا تمہارے ہاتھ فروخت کر دے۔ اگر وہ بیچنے سے بھی انکار کرے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کو اپنا دین دنیا سے زیادہ پیارا ہے) اس شخص نے جا کر کہا مگر اس نے اپنی دینداری کا سودا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معاملہ میں تو میں نے اس کو بڑا حریص پایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

شرک کی صورتیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ خواہ شرک کسی طرح کا ہو کہ کسی دوسرے کو واجب الوجود (ازلی ابدی لاثانی) مانا جائے یا معبود قرار دیا جائے۔ لیکن شرک کی عدم مغفرت اس شرط پر ہے کہ مرتے دم تک مشرک شرک پر قائم رہا ہو۔ لیکن اگر شرک سے توبہ کر لی ہو اور ایمان لے آیا ہو تو گزشتہ شرک و معصیت کو محو کر دیا جائے گا اور اس پر علماء کا اجماع بھی ہے۔

گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے گویا اس نے کبھی گناہ ہی نہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ﴾

کافروں سے کہہ دو کہ اگر وہ کفر سے باز آ جائیں گے تو گزشتہ کفر ان کا معاف کر دیا جائے گا۔

﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ اور شرک کے علاوہ (صغیرہ و کبیرہ گناہ) جس کے چاہے گا بخش دے گا۔ خواہ گناہ کبیرہ توبہ کے بعد بخشے یا بغیر توبہ کے۔ گناہ کا مرتکب اگر بغیر توبہ کے مر جائے تو اس کی مغفرت اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ معتزلہ کے قول کی غلطی ثابت ہوتی ہے کہ مومن کا ہر گناہ جب بلا مغفرت رہ جاتا ہے تو ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو جیسے قتل ناحق وغیرہ اس سے نیک عمل باطل نہیں ہو جاتے۔

وحشی بن حرب کا قصہ:

بغوی نے کلبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ آیت وحشی بن حرب اور اس کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ وحشی نے حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے پر اس سے آزادی کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔ جب وہ لوٹ کر مکہ پہنچا تو اس کو اور اس کے ساتھیوں کو حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے پر بڑی پشیمانی ہوئی اور ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ہم کو اپنی کی ہوئی حرکت پر پشیمانی ہے اور مسلمان ہونے سے ہم کو صرف یہ امر مانع ہے کہ جب آپ مکہ میں تھے تو یہ (آیت) پڑھتے تھے۔ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾ الخ۔ ہم نے دوسروں کو بھی معبود بنایا اور ناحق قتل بھی کیا ہے اور زنا بھی کیا ہے۔ اگر یہ

بات ہو گئی تو ہم آپ کے پیچھے ہو جانے والے ہیں۔

(الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا) ۔ یہ آیت نازل ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں آیات وحشی اور اس کے ساتھیوں کو لکھ بھیجیں۔ ان لوگوں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ یہ شرط بہت سخت ہے، ہم ڈرتے ہیں کہ ہم سے عمل صالح نہ ہو سکے گا۔ اس پر یہ آیت (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ) الخ نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ان کو لکھ بھیجی۔ اس پر انہوں نے کہا اس آیت میں تو مغفرت مشیت کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے، ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کی مغفرت کی مشیت ہوئی۔ اس پر آیت (قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم) الخ نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ان لوگوں کو لکھ بھیجی تو وہ لوگ مطمئن ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کر لیا۔ پھر وحشی سے دریافت فرمایا کہ حمزہ کو کس طرح قتل کیا۔ وحشی نے کیفیت بیان کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی صورت نہ دکھانا۔ چنانچہ وحشی شام کو چلا گیا اور مرتے دم تک وہیں رہا۔

آیت (ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء) وحشی کے حق میں نازل ہوئی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وحشی ہی ان لوگوں میں سے ہے جن کی مغفرت کی مشیت ہو چکی ہے۔

شرک کے علاوہ سب گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔

بغوی نے بحوالہ کلبی حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے جب آیت قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم الخ نازل ہوئی تو ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اور شرک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ حضور نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے پھر دو یا تین بار کہا۔ اس وقت یہ آیت (ان اللہ لا یغفر) الخ نازل ہوئی۔ بغوی نے مسند احمد بن حنبل کی روایت سے حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کبیرہ گناہ کرنے والے کی حالت میں (بغیر توبہ کے) مر جاتا تو ہم یہ کہتے تھے یہ دوزخی ہے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد ہم (مرتکب کبیرہ کے متعلق قطعی فیصلہ کی) شہادت دینے سے رک گئے۔

سب سے زیادہ امید آیت

بغوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول روایت میں آیا ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ امید والی آیت یہ ہے [illegible]

حدیث قدسی

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے تو جب تک میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں بھی تیرے گناہ بخشتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں ہوگی۔ اے میرے بندے اگر تو ساری زمین بھرکر خطائیں لے کر میرے پاس آئے گا تو میں زمین بھر کر مغفرت سے تجھ سے ملوں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔ [illegible]

شرک کی تعریف اور چند صورتیں۔

شرک کی تعریف اور اس کی چند صورتیں۔

قولہ تعالیٰ (ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ) اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں جو عقائد ہیں اس طرح کا کوئی عقیدہ کسی مخلوق کے لئے رکھنا شرک ہے۔ اس کی چند تفصیلات یہ ہیں۔

علم میں شریک ٹھہرانا۔

کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر ہے۔ نجومی، پنڈت سے غیب کی خبریں دریافت کرنا یا کسی بزرگ کے کلام میں فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا یا کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی یا کسی کے نام کا روزہ رکھنا۔

اشراک فی التصرف۔

کسی کو نفع یا نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی اور اولاد مانگنا۔

عبادت میں شریک ٹھہرانا۔

کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا، چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا، خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے قول یا رسم کو ترجیح دینا، کسی کے روبرو رکوع کی طرح جھکنا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا، دنیا کے کاروبار وغیرہ کی تاثیر کسی کی طرف منسوب کرنا [illegible]

خوشخبری:

امام ترمذی، ابو حنیفہ وغیرہ نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں رات کو نکلا، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے جا رہے ہیں تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ساتھ لے جانا نہیں

[illegible]

لاعلم مرنے والے

[illegible]

[illegible]

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم بَلِ

[illegible]

اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا

[illegible]

یہودیوں کی ڈھٹائی

[illegible]

سببِ نزول

[illegible]

انظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

[illegible]

وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا

[illegible]

اللہ پر تہمت کا وبال

[illegible]

ہونے کے لئے بالکل کافی ہے۔ (تفسیر مظہری)

یہودیوں کا دعویٰ:

بغوی نے تفسیر کلبی کا قول نقل کیا ہے کہ چند یہودی جن میں بحری بن عمرو، نعمان بن اوفیٰ اور مرحب بن زید بھی تھے، اپنے بچوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ان پر کوئی گناہ ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ کہنے لگے تو ہم بھی انہی کی طرح ہیں، دن میں ہم جو گناہ کرتے ہیں ان کو رات میں معاف کر دیا جاتا ہے اور رات کو جو کرتے ہیں دن میں ان کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

یعنی اس آیت کا سبب نزول اگرچہ خاص ہے مگر حکم عام ہے۔

خوشامد:

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کبھی آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کا دین اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور وہ دوسرے کے گناہوں سے پاک ہوتا ہے، چنانچہ طبرانی کی روایت میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول آیا ہے کہ کوئی شخص صبح کو اپنے گھر سے نکلتا ہے اور کسی ایسے شخص سے ملتا ہے جس کے ہاتھ میں نہ نفع ہے نہ نقصان، اور وہ اس کی تعریف کرتے ہوئے قسم کھا کر کہتا ہے کہ خدا کی قسم آپ تو ایسے ہیں ایسے ہیں، حالانکہ وہ اس کی کسی حاجت کو پورا نہیں کر سکتا، پھر جب گھر لوٹتا ہے تو اس کے دین کا کوئی حصہ اس کے پاس باقی نہیں رہتا۔ یہ فرمانے کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے آیت (أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم) تلاوت فرمائی۔

مسئلہ: کسی کے پاکیزگی بیان کرنا سوائے پیغمبروں کے یا جن کی پاکیزگی کا ثبوت نصوص سے ہو، جائز نہیں، کیونکہ بغیر علم کے کوئی فیصلہ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ، یعنی جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ ہاں اپنی طرف سے کسی کے متعلق حسن ظن رکھنا اور کہہ دینا دوسری بات ہے، کسی کے پاک ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے نہ کسی کو اپنے منہ سے پاک کہنے سے تو اس کے اندر غرور اور پندار پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے اس بات کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ کسی نے اللہ کا قرب اور اس کی طرف سے ثواب حاصل کیا ہو، ممانعت اس کی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہی اس کا ذکر کیا جائے۔

(بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي) بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے، یعنی گناہوں سے پاک کر دیتا ہے اور صلاحیت عطا کرتا ہے۔

(فَتِيلًا) جس دھاگے کو کہا جاتا ہے جو کھجور کی گٹھلی کے شگاف میں ہوتا ہے اور انسان کے اندرونی حالات سے بھی اللہ پوری طرح واقف ہے۔

اپنی خصوصیت کے ذکر کی جائز صورت:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کے لئے اپنی ذات کی تعریف کرنا جائز نہیں، کیونکہ اپنے کو مقدس بتانا غرور اور تکبر کی علامت ہے، اس لئے اپنی تعریف کرنا ممنوع ہے، البتہ اگر تکبر اور غرور کے طور پر نہ ہو بلکہ اللہ کی نعمت کے اظہار کے طور پر ہو تو جائز ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض خصوصیات بیان فرمائی ہیں، مثلاً فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور (یہ بات کہنا) فخر کے طور پر نہیں ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں مذکور ہے۔

جب منافقوں نے تمسخر کیا اور کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور تقدیم و تکبیر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے آپ کو اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں دیتا۔ یہ حدیث طبرانی وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کی ہے۔ حضرت ابو سعید کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں۔ (ابن ماجہ)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ

کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ

الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ

کتاب سے وہ مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ

اور کہتے ہیں کافروں کو کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں

مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

مسلمانوں سے

یہود کی شرارت:

اس آیت میں یہود کی شرارت اور خباثت کا تذکرہ ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک بار یہودی حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کی بنا پر مشرکین مکہ سے ملے

لوگوں سے ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کعب بن اشرف نے بتوں کو سجدہ کیا:

[illegible]

[illegible]

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ)

جبت اور طاغوت کا معنی:

[illegible]

عزیٰ کی موت:

[illegible]

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ
یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ نے اور جس پر لعنت کرے
اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝
اللہ پس ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار

ملعون ... [illegible]

غیر فطری فعل کے مرتکب:

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملعون من عمل عمل قوم لوط (رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ)

"یعنی جو آدمی لوط کی قوم کے جیسا عمل کرے وہ ملعون ہے۔" (یعنی مرد سے بدفعلی کرنے والا) پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سارق (چور) پر لعنت بھیجتا ہے جو انڈے اور رسی جیسی حقیر چیز کی چوری کرتا ہے جو کہ رائج نہیں کرتی جس کی پاداش میں اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ) اور سود کی مذمت کرنے والے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: لعن اللّٰہ اکل الربوٰا وموکلہ والواشمۃ والمستوشمۃ والمصور (رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ)

"اللہ کی لعنت ہے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر اور ان عورتوں پر جو اپنے جسم کو گودنے والی (یعنی سوئی سے نکھ کے جسم میں سوراخ کرکے سرمہ وغیرہ بھرنا کہ نقش بنے) یا گودوانے والی ہیں اور اپنے تئیں تصویر کھینچنے والوں پر لعنت کی ہے۔"

"حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ہوا نے ایک آدمی کی چادر اڑا دی تو اس نے ہوا پر لعنت کی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو اس لئے کہ وہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔ اور (یاد رکھئے) کہ جو کوئی ایسی چیز پر لعنت کرے جس کی وہ مستحق نہیں ہے تو یہ لعنت اسی کے لیے لوٹ جاتی ہے۔" (ابوداؤد، ترمذی)

مردوں کی شباہت:

"حضرت عائشہؓ سے کسی نے ذکر کیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے" (رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا
کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ
يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۙ
نہیں دیں گے لوگوں کو ایک تل برابر

شانِ نزول:

یہود اپنے خیال میں یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبری اور دین کی سرداری ہماری میراث ہے اور ہمیں کو ملتی رہی ہے اس لئے عرب کے پیغمبر کی متابعت سے عار کرتے تھے

اور کہتے تھے کہ آخر کو سلطنت اور بادشاہت ہمیں کو ملتی رہے گی۔ حالانکہ بندے اس لائق نہیں۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

یہودیوں کی سرمایہ پرستی:

مطلب آیت کا یہ ہے کہ کیا یہود کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں یعنی ہرگز نہیں۔ اگر یہ حاکم ہو جائیں تو لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیں یعنی ایسے بخیل ہیں کہ وہ سلطنت میں نقیر یعنی تل برابر بھی کسی کو نہ دیں (تفسیر حقانی)

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ
یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا ہے ان کو
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ
اللہ نے اپنے فضل سے سو ہم نے تو دی ہیں ابراہیم کے خاندان میں
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝
میں کتاب اور علم اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت

یہودیوں کا حسد:

یعنی کیا یہود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر اللہ کے فضل و انعام کو دیکھ کر حسد میں مرے جاتے ہیں سو یہ بالکل بے جا ہے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کو پہلے بھی کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے۔ پھر اب آپ کی نبوت اور عزت پر کیسے حسد کرتے ہیں۔ وہ اب بھی ابراہیمؑ ہی کے گھر میں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

حسد کی مذمت:

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ)

"تم حسد سے بچو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

"حضرت انسؓ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث

"تم آپس میں بغض اور حسد نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ اور جائز نہیں کسی مسلمان کے

کی رو اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرے۔"

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"تم حسد سے بچو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

عن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء ہی الحالقۃ لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین

(رواہ احمد والترمذی بحوالہ مشکوٰۃ)

"حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری طرف (بھی) اگلی امتوں کا مرض چپکے چپکے چلا آ رہا ہے اور وہ حسد ہے اور بغض ایسی صفت ہے جو مونڈ دینے والی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔" (ترمذی، احمد)

فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ
پھر ان میں سے کسی نے اس کو مانا اور کوئی اس سے
عَنْهُ وَكَفَىٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۝
ہٹ رہا اور کافی ہے دوزخ کی بھڑکتی آگ

ابراہیم علیہ السلام کا گھرانہ

یعنی حضرت ابراہیم کے گھرانے میں خدائے تعالیٰ نے جیسے بہت سی نعمتیں دیں ایسے ہی ان کے گھرانے میں سے بعض ایمان لائے اور بعض حسد میں رہے۔ انہیں جلانے کے لئے دوزخ کی بھڑکتی آگ کافی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ
بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے
نَارًا
آگ میں

کافروں کو عذاب

پہلی آیت میں دوزخ کی آگ کا ذکر ہے اس کے متعلق مزید اور فرمایا کہ

جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور کفر کرتے ہیں ان کو ہماری طرف سے بڑی آگ میں ڈالا جائے گا اور قریب ہی ان کو جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا
جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے
غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ
ان کو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں عذاب

یعنی کافروں کے عذاب میں نقصان اور کمی نہ ہونے کی غرض سے ان کی کھال کے جل جانے کے بعد دوسری کھال بدل دی جائے گی۔ مطلب یہ ہوا کہ کافر ہمیشہ عذاب میں یکساں مبتلا رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ پہلی کتاب میں لکھا ہے کہ ان کی کھالیں چالیس ہاتھ یا ستر (۷۰) ہاتھ لمبی ہوں گی اور ان کے پیٹ اتنے بڑے ہوں گے کہ اگر ان میں پہاڑ رکھا جائے تو سما جائے۔ جب ان کی کھالوں کو آگ کھا لے گی تو اور کھالیں آ جائیں گی۔ (معارف القرآن)

اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں

تاکل النار کل یوم سبعین الف مرۃ کلما اکلتہم قیل لہم عودوا فیعودون کما کانوا (ابن کثیر، ص جلد ۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اہون اہل النار عذابا رجل فی اخمص قدمیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ کما یغلی المرجل بالقمقم

(بخاری و مسلم بحوالہ ترغیب و ترہیب، ص ۴۰۳)

"آگ ان کو ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ کھائے گی، جب ان کو کھا چکے گی تو ان کو کہا جائے گا کہ پھر پہلی حالت پر لوٹ جاؤ، وہ لوٹ جائیں گے"

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا شخص وہ ہوگا جس کے تلووں میں دو آگ کی چنگاریاں ہوں گی جن سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولتا ہوگا۔"

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلتا رہے تو بھی طے نہ کر سکے گا۔ اگر آپ چاہیں تو پڑھئے (وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ) پھیلے ہوئے سائے میں (متفق علیہ بحوالہ تفسیر مظہری و معارف القرآن)

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا ۱۵

غالب و حکیم ذات

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر زبردست اور غالب ہے کافروں کو ان کی سزا دینے میں کوئی چیز اس کو عاجز نہیں کر سکتی اور وہ حکمت والا ہے کہ کافروں کو ان کے کفر کے مطابق سزا دیتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک ان کو ہم داخل کریں گے

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ

فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ

ان | ہمیشہ | وہاں | عورتیں | ہیں | ستھری

وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝

اور ان کو ہم داخل کریں گے گھنی چھاؤں میں

مومنین کا انعام

اور مومن ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور ان کے لئے وہاں ستھری بیبیاں ہوں گی جو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہوں گی اور ہم ان کو گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے جو آفتاب کی دھوپ سے بالکل محفوظ ہوگی۔ (مظہری)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ

بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو

أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا

اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو

بِالْعَدْلِ

انصاف سے

امانتداری کا حکم

یہودی امانت میں خیانت کرتے اور رشوت لے کر فیصلے کرتے تھے ...

رشوت لیتے اور دنیا کی خاطر اور رعایت سے خلاف حق حکم دیتے۔ اس لئے مسلمانوں کو ان دونوں باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

سبب نزول

فتح مکہ کے دن جب آپ نے بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ نے جو کعبہ کے کلید بردار تھے کنجی دینے سے انکار کیا تو حضرت علی نے ان سے چھین کر دروازہ کھول دیا۔ آپ کعبہ میں داخل ہوئے اور جب باہر تشریف لائے تو حضرت عباس نے آپ سے درخواست کی کہ کنجی ان کو دی جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کنجی عثمان بن طلحہ ہی کو واپس کی گئی۔ (مظہری)

کعبہ کی چابی بردار

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امانتیں ان کے اہل کو پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ ... جب فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر تشریف لائے تو آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی ان کو دے دی اور فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی اور جو شخص تم سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔ چنانچہ اب تک بیت اللہ کی کنجی شیبی خاندان کی اولاد میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی خاندان میں رہے گی۔ (مظہری)

بیت اللہ کی خدمت

آیات کا شان نزول۔ مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت کے نزول کا ایک خاص واقعہ ہے کہ بیت اللہ کی خدمت اسلام سے پہلے بھی بڑی عزت کی چیز سمجھی جاتی تھی اور جو لوگ بیت اللہ کی کسی خاص خدمت کے لئے منتخب ہوتے تھے وہ پوری قوم میں معزز و ممتاز مانے جاتے تھے اسی لئے بیت اللہ کی مختلف خدمتیں مختلف لوگوں میں تقسیم کی جاتی تھیں۔ زمانہ جاہلیت سے ایام حج میں حجاج کو زمزم کا پانی پلانے کی خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے سپرد تھی جس کو سقایہ کہا جاتا تھا۔ اسی طرح اور بعض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آیت پڑھنا

بغیر اہلیت کے عہدہ دینے کی سزا

نظام حکومت میں ابتری کا سبب

قرار دیا ہے جو ان سے اللہ کی نیابت کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سب مسلمانوں کی۔ آج جہاں حکام حکومت کی ابتری نظر آتی ہے وہ سب اس لئے [illegible] کا نتیجہ ہے کہ تعلقات اور سفارشوں اور رشوتوں سے عہدے تقسیم کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اہل لوگ [illegible] اور نااہل [illegible] اور نظام حکومت برباد ہو جاتا ہے۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا "اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ" یعنی جب دیکھو کہ کام [illegible] کے سپرد [illegible] قیامت کا انتظار [illegible] ہے۔

لیکن قرآن کریم نے [illegible] امانات [illegible] بھی [illegible] حکومت کے عہدے بھی شامل ہیں۔

مجلس کا ادب:

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "المجالس بالامانۃ" یعنی مجلسیں امانت کے ساتھ ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اہل مجلس کی امانت ہے ان کی اجازت کے بغیر اس کو دوسروں سے نقل کرنا [illegible] نہیں۔

اہم بات:

اس آیت میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ [illegible] حق تعالیٰ نے حکومت کے عہدوں کو امانت قرار دے کر اول تو یہ واضح [illegible] حکومت کے عہدے [illegible] کے لائق [illegible] ہیں۔

حکام وامراء کا فرض:

حکام وامراء کا فرض ہے کہ جب کوئی مقدمہ ان کے پاس آئے تو عدل [illegible] کا فیصلہ کریں۔

حضرت ابوذرؓ کا واقعہ:

جب حضرت ابوذرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی جگہ کا حاکم مقرر فرما دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر آپ ایک ضعیف آدمی ہیں اور یہ منصب ایک امانت ہے جس کی وجہ سے قیامت کے دن انتہائی رسوائی اور ندامت ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے امانت کا حق پورا ادا کیا ہو (یعنی [illegible])

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بےشک اللہ ہے
سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾
سننے والا دیکھنے والا

اللہ تعالیٰ کا حکم ہی مفید ہے:

یعنی اللہ تعالیٰ جو تم کو [illegible] حکم [illegible] دیتے ہیں [illegible]

حق کی اہمیت:

[illegible] قیامت [illegible] حق [illegible] گا۔

[illegible]

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے۔ جب ظلم کرتا ہے تو [illegible] ایک اثر میں ہے [illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ
رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں

حکام کی اطاعت:

پہلی آیت میں حکام کو [illegible] حکم [illegible] اطاعت کا حکم [illegible] اطاعت [illegible]

[illegible]

اطاعتِ رسولؐ

[illegible]

خطبۂ حجۃ الوداع کا اقتباس

[illegible]

شوہر آقا ہوتا ہے

[illegible]

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

[illegible]

اور دنیاوی حاکم کی فرمانبرداری ضروری ہے کیا کہ حال میں سے جو اہل علم و فقہاء ہیں ان کی اطاعت تو شرعی تکمیل ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر قاضی کسی سے کہے: میں نے فلاں شخص پر سنگسار کرنے یا ... یا اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے تو یہ کرنے والا مجاز ہوگا جس نے اس کو حکم دیا ہے ... (بغیر تحقیق) عمل کر سکتا ہے لیکن ایک روایت میں آیا ہے کہ امام محمد نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا اور کہا تھا جب تک قاضی کے فیصلہ کی عدالتی حجت ثابت نہ ہو جائے صرف حکم کی تکمیل جائز نہیں۔ مشائخ نے اسی قول کو پسند کیا ہے کیونکہ اس زمانہ میں قاضیوں کے حالات بگڑ چکے ہیں۔

امام ابو منصور کا ارشاد

امام ابو منصور (ماتریدی) نے فرمایا اگر قاضی عالم اور عادل ہو تو اس کا حکم واجب القبول ہے کیونکہ غلطی اور بددیانتی کا احتمال نہیں ہے اور اگر عادل ہو جاہل ہو تو فیصلہ کی اصلی (شرعی) وجہ پوچھی جائے گی۔ اگر وہ صحیح شرعی وجہ بتائے گا تو حکم قبول کیا جائے گا ورنہ اس کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ اگر قاضی فاسق (خواہ عالم ہو یا جاہل) ہو تو چونکہ بددیانتی اور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بغیر تحقیق ... سمجھے اس کا حکم قبول نہیں کیا جائے گا۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کا واقعہ

بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ عبد اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ کا سردار بنا کر بھیجا تھا۔

داؤدی نے (اس کی تشریح میں اس طرح) بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حذافہ ایک لشکر کے سردار بنا کر بھیجے گئے۔ کسی بات پر لشکر پر عبد اللہ کو غصہ آ گیا اور آپ نے لشکر والوں کو حکم دیا ... (سب) آگ میں چلے جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل سے بعض لوگوں نے انکار کر دیا اور بعض نے تعمیل کا ارادہ کر لیا۔ (تفسیر مظہری)

اولی الامر کا ترجمہ:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اولی الامر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ اور جو لوگ تم میں اہل حکومت ہیں اور حکومت اور اختیار عام ہے خواہ دنیا کے اعتبار سے خواہ دین کے اعتبار سے، تو جو مسلمان اولی الامر ہیں اور شرعی امور میں احکام کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ ان کے احکام شریعت کے مطابق ہوں اور اگر امیر اور حاکم معصیت کا حکم دے تو پھر امیر اور حاکم کی اطاعت جائز نہیں۔

فقہاء و مجتہدین:

اور علماء سے مراد فقہاء اور علماء ہیں اور اختیار ہیں عوام پر۔ وہ فقہاء کا اتباع جب ہے کیونکہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور شریعت سے تمام مسائل اخذ کرتے ہیں اور فقہاء ... سے بڑے عالم ہیں۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ﴾

بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اولی الامر سے علماء مجتہدین مراد ہیں جو اجتہاد اور استنباط کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کی طرف رجوع کرنا ... احکام اور مسائل بصراحت کتاب و سنت میں نہ پائے جائیں ان میں عوام پر علماء مجتہدین کی تقلید اور رجوع واجب ہے۔

خلاصہ کلام:

غرض یہ کہ جو کوئی مسلمانوں کی دینی یا دنیوی امور کا والی اور متولی ہو وہ اولی الامر کے تحت میں داخل ہے۔ خلفاء راشدین چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام تھے اس لئے وہ دونوں قسم کے اولی الامر کے والی اور متولی تھے دینی اور دنیاوی اعتبار سے حاکم اور فرمانروا اور دینی اختیار رکھتے تھے اس سبب سے زیادہ اولی الامر کے لقب کا مستحق یہی لوگ تھے جو خلفاء راشدین کی حیثیت کے تابع ... تھے وہ بھی ... اجماع صحابہ سے ثابت ہیں۔

اصول دین اور ادلہ شرعیہ:

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت شریفہ میں اصول دین اور ادلہ شرعیہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ علماء اصول نے لکھا ہے کہ ادلہ شرعیہ چار ہیں۔ (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (۳) اجماع امت اور (۴) قیاس ائمہ مجتہدین۔ اطیعوا اللہ میں کتاب اللہ کے اتباع کی طرف اشارہ ہے جو اصول دین میں اصل اول ہے اور اطیعوا الرسول میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی طرف اشارہ ہے جو دین کی اصل ثانی ہے اور اولی الامر کی اطاعت سے اجماع امت کے اتباع کی طرف اشارہ ہے جو دین کی اصل ثالث ہے کیونکہ حقیقت میں اولی الامر سے وہ علماء محققین اور راسخین فی العلم مراد ہیں جو کتاب و سنت سے احکام شرعیہ کا استنباط کر سکتے ہوں اور علماء اصول کی اصطلاح میں انہی لوگوں کو اہل حل و عقد کہا جاتا ہے اور انہی کے اتفاق ... سے اجماع منعقد ہوتا ہے۔

[illegible] اجتہاد [illegible]

اجتہاد اور تقلید

[illegible] الله و الرسول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تیار کرتے ہیں۔ [illegible] غلطی ہے۔

[illegible]

الغرض [illegible] کتاب و سنت [illegible] اگر [illegible] إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ [illegible] کتاب و سنت کا اتباع لازم ایمان میں سے ہے [illegible] (ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا) [illegible] إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ [illegible] (ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا) بھی سب سے متعلق ہے۔

تمام علماء امت کے نزدیک ادلہ شرعیہ چار ہیں (۱) کتاب اور (۲) سنت اور (۳) اجماع اور (۴) قیاس۔

اور امام بخاری نے صحیح بخاری کی ترتیب [illegible] اور قیاس کا بیان [illegible] کتاب و سنت سے [illegible]۔

[illegible] کتاب و سنت۔ [illegible] اجماع اور قیاس کی حیثیت [illegible]

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ

پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو لوٹاؤ طرف اللہ کے

وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور قیامت کے دن پر

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع

یعنی اور اگر [illegible] میں باہم اختلاف ہو جائے کہ [illegible] حکم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے [illegible] کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کے [illegible] اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے [illegible] جو بات محقق ہو جائے [illegible] اور اس کو [illegible] چاہئے۔ [illegible] قیامت کے دن پر ایمان ہے [illegible] اللہ اور قیامت پر ایمان ہوگا [illegible] اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف رجوع کرے گا [illegible] حکم کی مخالفت [illegible] معلوم ہوگیا کہ جو اللہ اور رسول کے حکم سے [illegible] وہ مسلمان نہیں [illegible] شریعت کی طرف رجوع [illegible]

(فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ) تو اس مسئلہ کو اللہ کی طرف یعنی اللہ کی کتاب کی طرف [illegible] (وَالرَّسُولِ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وفات کے بعد [illegible]

[illegible] قرآن میں ہے [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور قیاس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ [illegible] اجماع اور قیاس (خود مستقل حیثیت نہیں رکھتے بلکہ) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف [illegible]

طاعت امیر

حضرت ابن عمر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (امیر کا حکم) سننا اور اس کو ماننا مسلمان شخص پر واجب ہے [illegible] جب تک اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ [illegible] معصیت کا حکم [illegible] سننا اور ماننا [illegible] (بخاری، مسلم) حضرت علی [illegible] روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible] اطاعت صرف نیکی میں ہوتی ہے۔ (صحیحین)

حاکم کے حکم کی شرائط:

[illegible] حاکم [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

مجتہد کے فتوی کی شرائط

[illegible]

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

[illegible]

ایک انصاری کی میراث کا واقعہ

[illegible]

طاعت نہ کرنے کی سزا

[illegible]

آئندہ آیت کا شان نزول

[illegible]

دونوں خدمت اقدس سے لوٹ کر باہر آئے تو منافق یہودی کو چمٹ گیا اور بولا (فیصلہ کے لئے) عمرؓ کے پاس چلو۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے عرض کیا میں اور یہ شخص اپنا باہمی مقدمہ لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے۔ انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا تھا۔ لیکن یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور کہنے لگا آپ کے پاس مقدمہ لایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے منافق سے دریافت کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرنا میں (اندر جا کر) واپس آ کر جواب دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ گھر میں گئے۔ وہاں سے تلوار لی، پھر باہر نکل کر منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جو کتاب آپ سے پہلے نازل ہوئی سب پر ایمان رکھتے ہیں اس سے مراد منافق ہیں۔

(یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت) پھر بھی طاغوت کے پاس اپنا فیصلہ کرانے کے لئے جانا چاہتے ہیں۔

بغوی نے سدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کچھ یہودی (دل سے سچے) مسلمان ہو گئے تھے اور کچھ منافق تھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں بنی قریظہ اور بنی نضیر کا یہ باہمی دستور تھا کہ اگر کوئی قریظی کسی نضیری کو قتل کر دیتا تو اس سے قصاص لیا جاتا یا دیت میں سو وسق چھوارے لئے جاتے اور نضیری اگر کسی قریظی کو قتل کر دیتا تو قصاص نہیں لیا جاتا بلکہ صرف ساٹھ وسق چھوارے خون بہا کے لئے جاتے۔ نضیر قبیلہ اوس کے ہم عہد تھے اور بنی قریظہ خزرج کے حلیف۔ نضیر قریظہ سے مرتبہ میں بھی اونچے تھے اور تعداد میں بھی زیادہ تھے۔

جب اسلام آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ایک بار کسی نضیری نے کسی قریظی کو قتل کر دیا تھا۔ مقدمہ چلا تو بنی نضیر نے کہا ہمارا تمہارا یہ مسلمہ دستور تھا کہ ہم قتل کر دیں تو تم قصاص نہیں لے سکتے بلکہ خون بہا میں ساٹھ وسق چھوارے لو گے اور تم قتل کرو گے تو بدلہ میں سو وسق چھوارے دینے ہوں گے۔ لہٰذا تم ہم سے ساٹھ وسق چھوارے لے لو۔ قبیلہ خزرج نے کہا (اپنے ہم عہد قریظہ کی طرف سے) یہ تو جاہلیت کا عمل تھا۔ ہم کم تھے اور تمہاری تعداد زیادہ تھی تم ہم پر غالب تھے اب تو ہم تم بھائی بھائی ہیں۔ ہمارا تمہارا مذہب ایک ہے تم کو ہم پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ دونوں طرف کے کچھ منافق بولے ابو بردہ اسلمی کاہن کے پاس فیصلہ کرانے چلو۔ لیکن دونوں فریقوں کے مسلمانوں نے کہا وہاں نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو۔ منافق انکار پر جم گئے اور ابو بردہ کے پاس مقدمہ لے گئے اس پر آیت نازل فرمائی۔

(وقد امروا ان یکفروا بہ) باوجودیکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت کو نہ مانیں یعنی اس کی مخالفت اور اظہار بیزاری کریں۔ آیت (انا برآء منکم ومما تعبدون) میں بھی کفر کا معنی مخالفت اور اظہار بیزاری ہے۔

اہل ایمان کو یہودیوں اور کاہنوں سے بیزاری کا حکم:

اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ یہودیوں کی، کاہنوں کی اور شیطانوں کی مخالفت کریں اور ان سے علیحدگی اختیار کریں۔ اللہ نے فرمایا ہے (لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء) یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کاہن کے پاس جا کر اس کے بیان کی تصدیق کی یا حیض کی حالت میں عورت سے یا پیچھے کی طرف سے کسی عورت سے مباشرت کی وہ اس (تعلیم) سے الگ ہو گیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے۔ رواہ اصحاب السنن بسند صحیح عن ابی ہریرۃؓ

کاہن کے پاس جانے کی سزا:

طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انسؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ جو شخص کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھتا ہے چالیس روز تک اس کی توبہ روک دی جاتی ہے لیکن اگر کاہن کے قول کو سچا مان لیتا ہے تو اس نے کفر کیا اور کاہن کے قول کی تصدیق کی تو کافر ہو گیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
اس پر جو اترا تیری طرف اور جو اترا تجھ سے پہلے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ
چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ
اور حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے

الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا

شیطان کہ ان کو بہکا کر دور جا ڈالے

یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عادل سمجھتے تھے:

یہود فیصلوں میں رعایت یا رشوت کے عادی تھے اس لیے جو لوگ بھی منافق ہوتے وہ اپنا مقدمہ یہودیوں کے پاس لے جانا پسند کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے لوگ اپنا معاملہ لانا پسند نہ کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کی رعایت کریں گے اور کسی کی ناجائز رعایت نہ کریں گے۔ کہتے ہیں کہ ایک یہودی اور ایک منافق جو ظاہر میں مسلمان تھا کسی امر میں دونوں جھگڑ پڑے۔ یہودی چاہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور منافق کا جی چاہتا تھا کہ کعب بن اشرف کے پاس جو یہودیوں کا سردار تھا۔ آخر دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑا لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کا حق ثابت فرمایا۔ منافق جب باہر نکلا تو کہنے لگا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس جو وہ فیصلہ کریں وہی منظور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ اس نے یہ سمجھا ہوگا کہ میں مسلمان ہوں اس لیے یہودی کے مقابلہ میں میری رعایت کریں گے اور حضرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں جھگڑے فیصل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ جھگڑا سنا اور یہودی کے بیان سے ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ قضیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں یہودی کو سچا اور غالب کر چکے ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو کوئی ایسے نبی کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہی ہے۔

منافقوں کی تاویل پرستی:

اس کے بعد مقتول کے وارث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضرت عمرؓ پر قتل کا دعویٰ کیا اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس تو صرف اس واسطے لے گئے تھے کہ شاید وہ اس مقدمہ میں باہم صلح کرا دیں، یہ غرض نہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے انکار کریں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر فرما دی گئی اور حضرت عمرؓ کا لقب فاروق فرمایا۔ (تفسیر عثمانی)

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ

اور جب ان کو کہیے کہ آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا

اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ

اور رسول کی طرف تو تو دیکھے منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں

عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ

تجھ سے رک کر

حقیقت یہودی:

یعنی جب کسی جھگڑے میں منافقوں سے کہا جائے کہ اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے نازل فرمایا ہے اور رسول کی طرف آؤ تو ان کو اپنا مقدمہ ہارنے کا ڈر ہوتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ بھی بظاہر اہل اسلام ہیں اس لیے صاف طور پر تو انکار نہیں کر سکتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے ہٹتے اور کتراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس آنا ہی چاہتے تھے اور حال کو چھوڑ کر جہاں وہ اپنی غرض پوری ہوتی دیکھتے ہیں وہاں جاتے ہیں۔

فَكَیْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ

پھر کیا ہو کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے

اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ

کئے ہوئے سے پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی

اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِیْقًا ۝

کہ ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ

یہ منافق قیامت میں کیا کریں گے:

یعنی پھر کیسا ہوگا جب یہ منافق لوگ اس وقت کیا کریں گے جس وقت پہنچے گی ان کو عذاب ان کے کرتوت کا یعنی قتل اور رسوائی سے جس میں آپ کے پاس آنے سے ہٹتے اور بچتے ہیں جب ان کا ساتھی مارا گیا تو پھر یہ منافق اس کا قصاص مانگنے آئے اس نے ہم کو بھی کچھ رسول کی عدالت تک قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہم تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں صرف اس غرض سے گئے تھے کہ شاید وہ صلح کرا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کرنا یا مخالفت کرنا ہرگز مقصود نہ تھا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

یہ وہ لوگ ہیں کہ جانتا ہے اللہ جو ان کے دل میں ہے

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ

سو تو ان سے تغافل کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے کہہ

اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا

ان کے حق میں بات کام کی

منافقوں کا کچا چٹھا

ان آیت میں حق تعالیٰ نے ان کی قسم اور ان کی معذرت [illegible] کی [illegible] جو [illegible] اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کی باتیں خوب معلوم ہیں [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] منافقوں کی بات سے [illegible] [illegible] نصیحت کرتے رہیں [illegible] کی ہدایت سے [illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب

[illegible] حضرت عمر [illegible] کا لقب [illegible]

إن عمر فرق بين الحق والباطل فسمي الفاروق

تحقیق عمر نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا [illegible] فاروق [illegible]

ایک غریب روایت

[illegible] ایک غریب روایت [illegible] دو شخص [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فیصلہ [illegible] حضرت عمر [illegible]

[illegible]

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اس کا حکم

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

مانیں اللہ کے فرمانے سے، اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ

آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ان کو بخشواتا تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان

منافقوں کا ظلم

[illegible]

ایک عاشق رسول کا واقعہ

[illegible]

[illegible]

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه
فطاب من طيبهن القاع والأكم
نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

[illegible]

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ

[illegible]

فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ

[illegible]

اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا

[illegible]

تَسْلِيْمًا

[illegible]

ایمان کا معیار

[illegible]

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا

[illegible]

اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ

[illegible]

مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ

[illegible]

فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

[illegible]

وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ

[illegible]

لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا

[illegible]

مُّسْتَقِيْمًا

[illegible]

نصیحت [illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کی [illegible] کرنا چاہئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھے۔ [illegible]
[illegible] ان کی [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
[illegible]

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان

[illegible] حضرت صدیق [illegible]
[illegible] آپ [illegible]
[illegible]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و دیگر صحابہؓ کی شان

[illegible] روایت میں [illegible] آیت کے نازل ہونے [illegible] حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اللہ کی [illegible]
[illegible] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
اور جو لوگ [illegible]
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
جن پر اللہ نے [illegible] نبی [illegible]
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ
اور صدیق اور شہید اور نیک [illegible]
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا
اور [illegible] رفیق

انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اور ان کے درمیان فرق

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]

(وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ)
(عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ)

[illegible]
[illegible] صدیقین [illegible] شہداء [illegible] صالحین [illegible]
[illegible]

[illegible]

جنت میں ملاقات کی چند صورتیں:

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

قرب کی شرط:

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کسی رنگ و نسل پر موقوف نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انعام یافتہ لوگ اور ان کے درجات

[illegible]

(۱) انبیاء [illegible]

(۲) صدیقین [illegible]

(۳) شہداء [illegible]

(۴) صالحین [illegible]

تجلیات خداوندی کا عکس پڑتا ہے ان پر پڑتا ہے جیسا کہ چاند کی روشنی ہے تو انوار ذاتی کا پرتو صفات کے پیچھے سے ہوتا ہے اسی لئے وہ اولیاء کرام کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے [illegible] اطاعت خدا اور رسول کے کمالات سے [illegible] سب کو اپنے اپنے درجہ سے سرفراز فرمایا۔ یہاں تو انبیاء کی صدیق [illegible] ہیں لیکن [illegible] صدیقوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو مرتبہ صدیقیت پر فائز ہوں [illegible] اسی طرح [illegible] ہیں [illegible] صالحین میں جو انبیاء اور صدیقین شامل ہیں اگرچہ تمام انبیاء اور صدیق اہل صلاح ہوتے ہیں۔ تو صدیق کا لفظ نبی اور غیر نبی دونوں کو شامل ہے اور صالح کا لفظ سب کو عام ہے۔ اسی لئے صدیق اور صالح کا اطلاق انبیاء پر بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت [illegible] کے متعلق فرمایا ہے (اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا) اور حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا ہے (وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ) اور حضرت عیسیٰ کے متعلق فرمایا ہے (وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ

جب میرے مرشد [illegible] شہید ہوئے زخمی ہونے کی حالت میں [illegible] تو [illegible] یہ آیت [illegible] (ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ) [illegible] ۱۹۵ [illegible]

سجدوں کی کثرت

مسلم، ابوداؤد [illegible] نے لکھا ہے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ نے فرمایا میں خدمت کیا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور استنجے کے لئے پانی لایا کرتا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا مانگو۔ ([illegible]) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا خواستگار ہوں۔ فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ؟ میں نے عرض کیا بس یہی۔ فرمایا تو سجدوں کی کثرت سے اپنے معاملہ میں میری مدد کرو (یعنی بہت عبادت کیا کرو) تاکہ اس دولت کے لئے میں تمہاری سفارش کرسکوں۔

حضرت ثوبانؓ کی فضیلت

بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ کے متعلق ہوا تھا۔ ثوبانؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ان کو صبر نہ آتا تھا۔ ایک روز خدمت گرامی میں حاضر ہوئے تو [illegible] رنج و غم کے آثار [illegible] تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثوبان تمہارا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟ ثوبان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی دکھ یا تکلیف نہیں ہے بس اتنی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] نہیں دیکھتا تو [illegible] ہوتا ہے اور جب [illegible] آخرت کا تصور کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں [illegible] کہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکوں گا کیونکہ انبیاء کے ساتھ آپ تو اونچے درجہ پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو آپ سے نیچے درجہ کے مقام پر ہوں گا اور جنت میں داخل نہ ہوا تو پھر کبھی دیدار میسر ہی نہیں [illegible] اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [illegible]

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے
عَلِيْمًا
جاننے والا

اللہ کا فضل

یعنی اللہ اور رسول کے فرمانبرداروں کو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت میسر آنی [illegible] اللہ کا فضل ہے۔ ان کی اطاعت کا معاوضہ نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جاننے والا [illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار

بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ ہر نبی کو [illegible] دنیا اور آخرت میں سے [illegible] اختیار دیا جاتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بھاری ہو گئی تھی میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالحین۔ میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا جا رہا ہے۔

جنت میں ایک دوسرے کا دیدار

[illegible]

آیت کا تعلق

[illegible]

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا

[illegible]

ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا

[illegible]

ترجمہ

[illegible]

شانِ نزول

[illegible]

[illegible]

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ

اور تم میں بعضا ایسا ہے کہ البتہ دیر لگا دے

منافقوں کی اطلاع

[illegible]

مجاہد کی فضیلت

[illegible]

علامہ قرطبی کا قول:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ

[illegible]

اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيدًا

خدا نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا ان کے ساتھ

مومنوں کی تکلیف منافقوں کی خوشی:

[illegible]

وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ

اور اگر تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح

كَأَن لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ

کہنے لگے گا کہ گویا نہ تھی تم میں اور اس میں کچھ دوستی

يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا

اے کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو پاتا بڑی مراد

مومنوں کی فتح پر منافقوں کا حسد:

[illegible]

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ

سو چاہئے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَن يُقَاتِلْ

دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے اور جو کوئی لڑے

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہووے تو ہم دیں گے

نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا

اس کو بڑا ثواب

مومنین کو ترغیب:

[illegible]

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں

وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

اور واسطے ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں

وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا

اور بچے جو کہتے ہیں اے رب ہمارے نکال ہم کو

مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل

اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کر دے

لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن

ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کر دے ہمارے واسطے

لَّدُنكَ نَصِيرًا

اپنے پاس سے مددگار

جہاد کی علت:

یعنی دو وجہ سے تم کو کافروں سے لڑنا ضروری ہے ایک تو اللہ کا دین بلند اور غالب کرنے کی غرض سے دوسرے [illegible] مسلمان کافروں کے ہاتھ میں [illegible] ان کو چھڑانے اور [illegible]

[illegible]

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

[illegible]

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ

[illegible]

فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ

[illegible]

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

[illegible]

مسلمانوں کی ہمت افزائی

[illegible]

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ

[illegible]

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

[illegible]

ہجرت سے پہلے کی پالیسی

[illegible]

ان پر ظلم کرتے تھے مسلمان آپ سے [illegible]

جہاد مع النفس اور جہاد مع الکفار

[illegible]

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ

[illegible]

مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ

[illegible]

أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ

[illegible]

عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ

[illegible]

[illegible]

مدت اس کو قرآن نے کہا: کاش ہم زندہ رہتے تو قریب مدت ۔ (تفسیر مظہری)
[illegible] اللہ علیہ وسلم ... جب اللہ نے ہجرت کی اور ان پر
مشرکوں سے جہاد کو فرض کر دیا تو بعض کو یہ بات ناگوار ہوئی اور
وہ جہاد سے ہچکچانے لگے (يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ)
کہ وہ ان کفار سے ایسے ڈرنے لگے جیسے لوگوں سے ڈرنا
جیسا اللہ سے ڈرنا چاہیے تھا۔

آیت کا معنی:

آیت میں مجازی معنی مراد ہے ... [illegible] ... لوگ جہاد سے ڈرتے ہیں اور ... [illegible] ... ہے کہ اللہ نے فرما دیا ... [illegible] ... کیونکہ خدا ... [illegible] ... اور ثواب مصیبت کی ... [illegible] ... مغفرت کا حکم ہوتی ہے ... [illegible] ... کہ انسانوں کا عذاب اللہ کے عذاب سے زیادہ ... [illegible] (تفسیر مظہری)

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ
کہہ دیجئے کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا
بہتر ہے پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا ایک تاگے برابر

دنیوی متاع کی وجہ سے جہاد نہ چھوڑو:

جن چند روزہ حیات اور متاعِ دنیوی کی رغبت کے باعث ان لوگوں کو غم جہاد بھاری معلوم ہوتا ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ دنیا کے تمام منافع قلیل ہیں ... [illegible] ... اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اس کے لئے جو خدا کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں ... [illegible] ... منافع دنیا ... [illegible] ... اور حق تعالیٰ کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرو اور جہاد کرنے سے ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... کا ثواب ... [illegible] ... ہوگا ... [illegible] ... جہاد میں مصروف ہونا ہے۔ (تفسیر حقانی)

دنیا میں آنے والی مصیبت نفع سے خالی نہیں:

اگر انسان ... [illegible] ... پر پڑنے والی مصیبت عذاب آخرت کا ... [illegible] ... مومن پر واقع ہونے والی مصیبت

جن کے ... [illegible] ... گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات آخرت کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مصیبت مسلمان پر آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے یہاں تک کہ جو کانٹا بھی چبھتا ہے (وہ گناہوں کی معافی کا) ذریعہ ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دکھ، بیماری مسلمان پر آتی ہے ... [illegible] ... اللہ اس کے ذریعہ سے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو جو چھوٹی بڑی ... [illegible] ... مصیبت آتی ہے وہ گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور جتنے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے ... [illegible] ... (ترمذی، تفسیر مظہری)

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ
جہاں کہیں تم ہو گے موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم ہو
فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ
مضبوط قلعوں میں

موت ہر حال میں آ کر رہے گی:

تم کیسے ہی مضبوط اور محفوظ مکانوں میں ... [illegible] ... موت تم کو کسی طرح نہ چھوڑے گی ... [illegible] ... موت ہر ایک کے لئے مقرر ہو چکی ... [illegible] ... پر ضرور آئے گی ... [illegible] ... اگر جہاد میں نہ جاؤ گے تو بھی موت سے نہیں بچ سکتے ... [illegible] ... موت سے ڈر کر کافروں کے مقابلے سے ... [illegible] ... بالکل ... [illegible] ... کی بات ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ
اور اگر پہنچے لوگوں کو کچھ بھلائی تو کہیں
عِندِ اللَّهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا
یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو پہنچے کچھ برائی تو کہیں
هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ
یہ تیری طرف سے ہے

منافقوں کی عجیب حالت:

یعنی ان منافقین کا یہ عجیب حال سنو اگر بعد لڑائی کی درستی آئی اور فتح ہوئی اور غنیمت کا مال ہاتھ آ گیا تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے یعنی اتفاقی بات ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر کے قائل نہ ہوئے اور اگر تدبیر بگڑ چلی اور ہزیمت و نقصان پیش آ جاتا تو الزام رکھتے آپ کی تدبیر پر۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ
کہہ دے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان
الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾
لوگوں کا ہرگز نہیں لگتے کہ سمجھیں کوئی بات

منافقین کو اجمالی جواب:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کو جواب دے دو کہ بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہے سب باتوں کا موجد اور خالق اللہ تعالیٰ ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ ہی کا الہام ہے۔ تمہارا الزام لگانا نبی پر غلط اور سراسر کم فہمی ہے اور کوئی کی کیا مجال کہ ہر چیز میں اللہ کی حکمت ہے وہ تم کو سزا دیتا ہے اور آزماتا ہے تمہارے قصور پر۔ یہ جواب اجمالی ہوا منافقین کے اس سوال کا، بعد میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ
جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی سو اللہ کی طرف سے ہے اور جو
اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ
پہنچے تجھ کو کوئی برائی سو تیرے نفس کی طرف سے ہے

تفصیلی جواب:

یعنی اصل بات یہ ہے کہ جملہ بھلائی اور برائی کا موجد ہر چند اللہ ہے مگر بندہ کو چاہیے کہ نیکی اور بھلائی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور تکلیف اور برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے اور اس کا الزام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ رکھے پیغمبر ان امور کے لئے نہ موجد ہے نہ سبب بلکہ موجد یعنی ان باتوں کا پیدا کرنے والا تو اللہ ہے اور سبب تمہارے عمل۔ (تفسیر عثمانی)

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾
اور ہم نے تجھ کو بھیجا پیغام پہنچانے والا لوگوں کو اور اللہ کافی ہے سامنے دیکھنے والا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب:

حق تعالیٰ رسول سے منافقوں کے الزام کو دور فرما کر ارشاد کرتا ہے کہ ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے رسول کر کے بھیجا اور ہم کو سب کچھ معلوم ہے ہم سب کے اعمال کا بدلہ دے لیں گے تم کسی کے بے ہودہ الزام کی پرواہ نہ کرو اپنا کار رسالت کئے جاؤ۔ (تفسیر عثمانی)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ
جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو
تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾
الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان

آپ کی رسالت کو محقق فرما کر اب خدا تعالیٰ آپ کے متعلق یہ حکم سناتا ہے کہ جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا وہ بیشک اللہ کا تابعدار ہے اور جو اس سے روگردانی کرے گا تو ہم نے تجھ کو اے رسول ان پر نگہبان نہیں بھیجا کہ ان کو گناہ نہ کرنے دے ہم ان کو دیکھ لیں گے تیرا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہے آگے کو ذمہ دار ہم ہیں ہمارا کام ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ
اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے
بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ
تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں رات کو اس کے خلاف جو تو
وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
کہہ چکا تھا اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو تغافل
وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾
کر ان سے اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ کافی ہے کارساز

منافقین کی ایک اور مکاری:

ان منافقین کی یہ مکاری سنو! آپ کے روبرو آ کر تو کہہ جاتے ہیں

ہم نے قبول ہے غور کیا اور بار بار مشورہ کرتے ہیں [illegible] تبدیلی [illegible] کا مشورہ کرتے ہیں [illegible] خدا کے یہاں ان کے [illegible] ہیں ان کا دوبارہ [illegible] بات کی پرواہ نہ کرو اور آپ سب کام خدا کے [illegible] کافی ہے۔ [illegible]

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ
تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر یہ ہوتا کسی
عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا
اور کے سوا اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت

قرآن کی سچائی:

پچھلی آیات سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا اور ان کی [illegible] منافق [illegible] آپ کے خلاف [illegible] ہیں [illegible] تصدیق [illegible] اللہ تعالیٰ اس کا جواب [illegible] کہ اگر قرآن [illegible] صاف معلوم ہو جائے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور [illegible] قرآن اللہ کا کلام [illegible] ہوتا تو ضرور قرآن میں بہت سے [illegible] طرح طرح کے اختلافات ملتے [illegible] حالت [illegible] دوسری حالت [illegible] بیان میں [illegible] بے پروائی [illegible] کلام ہے [illegible] کلام سے [illegible] نظر آئے [illegible] ہر چیز کے بیان میں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ قرآن [illegible] مقام میں ایک [illegible] منافقوں کا ذکر [illegible] [illegible] کرتے ہیں [illegible]

ضرورت میں کلام [illegible] نظر آئے اور [illegible] مطلب [illegible] آدمی کوئی کلام [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] قرآن [illegible] ہے [illegible]

فائدہ [illegible] قرآن کے [illegible] علم [illegible] (أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ) [illegible] اختلاف ہو گیا [illegible]

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ
اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی [illegible]
أَذَاعُوا بِهِ
[illegible]

منافقوں کی شرارت:

یعنی ان منافقوں اور کم سمجھ مسلمانوں کی [illegible] جب کوئی [illegible] امن کی [illegible] آتی ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] مشہور کر دیتے ہیں [illegible] کرتے تھے [illegible]

شان نزول:

(وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ) [illegible] منافقین [illegible] حضرت [illegible] مسلمانوں کے بارے میں [illegible]

[illegible] ابن کثیر نے اس آیت [illegible] واقعات نقل کرنے کے بعد [illegible] اس آیت [illegible] حضرت عمر بن خطاب کی حدیث [illegible]

ذکر کر رہے تھے، اور یہ خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ تو وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف گئے جب اندر پہنچے تو دیکھا کہ مسجد کے اندر لوگ بھی یہی ذکر کر رہے ہیں، تو خیال کیا کہ آپ نے بات کی تحقیق کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ تحقیق کرنے کے بعد میں مسجد کے دروازے پر آیا اور کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی، جو آپ لوگ کہہ رہے ہیں غلط ہے۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ) الخ۔ (ابن کثیر)

بے تحقیق بات کو پھیلانا گناہ ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے بیان نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع۔ یعنی "انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دے"۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين۔ یعنی "جو آدمی کوئی ایسی بات بیان کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا وہ بھی ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ
اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ
تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی

تحقیق کرنے کے لئے۔ یعنی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ کے حاکموں تک یہ بات پہنچ جاتی اور وہ تحقیق اور تسلیم کر لیتے تو ان کے کہنے کے موافق اس کو نقل کرتے اور اس پر عمل کرتے۔ تو ذرا حضرت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قوم کے یہاں زکوٰۃ لینے بھیجا تو وہ ان کے استقبال کو باہر نکلے، انہوں نے خیال کیا کہ میرے مارنے کو آئے ہیں، واپس آ کر خبر دی کہ وہ مرتد ہو گئے، اس بات پر مشہور ہو گئی کہ فلاں قوم مرتد ہو گئی۔ تمام شہر میں شہرت ہو گئی۔ آخر کو غلط نکلی۔ (تفسیر عثمانی)

قیاس مظہر حکم ہے نہ کہ مثبت حکم۔ یعنی قیاس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا بلکہ جو حکم قرآن اور حدیث میں پہلے سے موجود تھا مگر مخفی تھا قیاس نے اس کو سب پر ظاہر کر دیا۔ حکم در حقیقت کتاب و سنت ہی کا ہے۔ قیاس صرف دور کے پوشیدہ حکم کا مظہر (یعنی ظاہر کر دینے والا) ہے۔ قیاس مثبت حکم نہیں یعنی قیاس اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں دیتا۔ عرف عام میں چونکہ قیاس کے معنی خیال اور گمان اور وہم کے ہیں اس لئے بہت سے نادانوں نے یہ گمان کر لیا کہ قیاس شرعی کی حقیقت بھی یہی ہے اور اصطلاح شریعت میں قیاس شرعی کی حقیقت یہ ہے کہ غیر منصوص الحکم کو منصوص الحکم کے مشابہ اور ہم شکل دیکھ کر جو مماثلت اور مشابہت کے منصوص الحکم کے حکم کو غیر منصوص کے لئے ثابت کر دینے کا نام قیاس ہے۔ یعنی جس چیز کا حکم کتاب و سنت اور اجماع امت میں منصوص اور معین ہے تو اس شے پر غور و فکر کرنا کہ جس چیز کا حکم شریعت میں موجود ہے یہ غیر منصوص کس کے ساتھ زیادہ مشابہ اور مماثل ہے اس مشابہت کی بنا پر غیر منصوص کے لئے اس حکم کے ثابت کر دینے کا نام قیاس شرعی ہے جیسے ہائی کورٹ کا کوئی وکیل یا جج جس مقدمہ کا حکم صراحۃً قانون میں موجود نہ ہو اس کو قانون کی نظیر پر کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے یہ بھی تو ایک قسم کا قیاس ہی ہے اور عدالتوں میں ہزارہا مقدمات کا فیصلہ نظائر ہی پر ہوتا ہے۔ نظیر کے موافق حکم دیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ ہر قانون میں قیاس موجود ہے اور قیاس کے بغیر عدالتوں کا فیصلہ ممکن نہیں۔ امام بخاری نے بھی قیاس کی یہی حقیقت قرار دی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: باب من شبه أصلا معلوما بأصل مبين قد بين الله حكمهما ليفهم السائل۔ جس سے اشارہ اس طرف ہے کہ قیاس کی حقیقت تشبیہ و تمثیل ہے اور اس باب میں امام بخاری نے متعدد احادیث ذکر فرمائی ہیں سب کا ماحصل یہ ہے کہ قیاس اور رائے کی دو قسمیں ہیں ایک محمود اور ایک مذموم۔ مذموم وہ ہے جس کی کتاب و سنت و اجماع میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔ اور محمود وہ ہے کہ جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ماخوذ ہو۔ حضرات اہل علم فتح الباری جلد سیزدہم (۱۳) باب الاحکام کی مراجعت فرمائیں۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

(وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ) اور اگر وہ اس خبر کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان لوگوں میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ پر رکھتے۔ یعنی اکابر صحابہ جیسے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ وغیرہم کی طرف رجوع کرتے۔ چونکہ یہ حضرات جو بصیرت رکھتے تھے اس لئے اس کو اولی الامر فرمایا۔ (مظہری)

میں سے ایسی باتیں نکالنے جانتے تھے یا یوں کہا جائے کہ لوگوں کو کوئی حکم اپنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مشورہ لیا کرتے تھے یا اولی الامر کے بیان سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کی تعداد کرنے کا حکم دے رکھا تھا ایک مرتبہ دیا تھا کہ (زمین والوں میں سے) تیر ... ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ روایت کیا حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ رواہ الترمذی۔ (تفسیر مظہری)

قیاس واجتہاد اور تقلید ائمہ کا ثبوت:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن مسائل میں کوئی نص نہ ہو ان کے احکام اجتہاد و قیاس کے اصول پر قرآنی حیثیت سے نکالے جائیں، کیونکہ اس آیت میں اس بات کا حکم دیا گیا کہ مسائل جدیدہ کے حل میں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں تو ان کی جانب رجوع کرو اور اگر وہ موجود نہ ہوں تو علماء اور فقہاء کی طرف رجوع کرو، کیونکہ وہ احکام کو مستنبط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس بیان سے چند امور مستفاد ہوتے ہیں

ایک یہ کہ فقہاء اور علماء کی جانب عدم نص کی صورت میں رجوع کیا جائیگا۔

دوسرے یہ کہ احکام الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ بعض وہ ہیں جو منصوص اور صریح ہیں اور بعض وہ ہیں جو غیر صریح اور مبہم ہیں۔ جن کو آیات کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کر رکھا ہے۔

تیسرے یہ کہ علماء کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ایسے معانی کو اجتہاد و قیاس کے ذریعہ مستنبط کریں۔

چوتھے یہ کہ عوام کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان مسائل میں علماء کی تقلید کریں۔ (معارف القرآن للکاندھلویؒ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی استنباط واستدلال کے مکلف تھے

(یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ) اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دلائل کے ذریعہ احکام کے استنباط کے مکلف تھے اس لئے کہ پہلے آیت میں دو آدمیوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا۔ ایک رسول کریمؐ کی طرف اور دوسرے اولی الامر کی طرف اس کے بعد فرمایا (لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ) اور یہ حکم عام ہے، جس میں مذکورہ فریقین میں سے کسی کی تخصیص نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بھی استنباط احکام کی مکلف تھی۔ (احکام القرآن للجصاص)

فائدہ: اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس آیت سے معروف استنباط مراد ہے نہ کہ دشمن سے امن اور خوف کے بارے میں ہم خود تحقیق نہیں کرتے بلکہ جو اہل علم اور رائے ہیں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ جو حکم دیں اس پر عمل کرو، ظاہر ہے کہ مسائل شرعیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (معارف)

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝
تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے

احکام الٰہی پر شکر کرو:

یعنی اگر اپنے فضل سے تمہاری اصلاح اور تربیت کے لئے رسول نہ بھیجتا اور تم کو قرآن نہ دیتا جو سب سے بہتر ہدایت اور تنبیہ کرنے والا ہے اگر اس موقع پر رسول اور صاحب الامر کی طرف رجوع کرنے کو نہ فرمایا تو تم گمراہ ہو جاتے مگر چند خواص جو کامل العقل اور کامل الایمان ہیں ان تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھ کر شکر کرو اور پوری تعمیل کرو۔ (تفسیر عثمانی)

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا
سو تو لڑ اللہ کی راہ میں تو ذمہ دار نہیں مگر
نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ
اپنی جان کا اور تاکید کر مسلمانوں کو قریب ہے کہ
اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
اللہ بند کر دے لڑائی کافروں کی

جہاد کی تاکید:

یعنی اگر کافروں کی لڑائی سے یہ منافق اور کچے مسلمان جن کا ذکر اوپر گزر رہا ہے ڈرتے ہیں تو اے رسول تو تنہا اپنی ذات سے جہاد کرنے میں توقف مت کر اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تاکید کر دے جو ساتھ دے اس کی پرواہ مت کر۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی کو روک دے گا۔

غزوۂ بدر دوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم:

شانِ نزول

جب غزوہ احد شوال میں ہو چکا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرآنی احکام کا حسنِ اسلوب:

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا

اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ

مِنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ
ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں اس پر بھی ہے
لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ
ایک بوجھ اس میں سے

سفارش

یعنی اگر کوئی شخص کسی کی جائز سفارش کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی [illegible] فرمایا کرتے تھے، [illegible] سے مسلمانوں کا جو [illegible] صورت میں ثواب اور دوسری صورت میں [illegible] اگر کوئی [illegible] کی سفارش کرے [illegible] سے بھی [illegible] کوئی [illegible] کی سفارش کر کے [illegible] حقوق [illegible] [illegible]

[illegible] سفارش کی [illegible] اسی طرح [illegible] سفارش کی [illegible] [illegible] کی [illegible] قرآن میں [illegible] ہے۔

[illegible] مسلمان کی حاجت روائی کے [illegible] شفاعت [illegible] والے کو بھی [illegible] ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کے [illegible] ہے تو [illegible] کہتا ہے [illegible] شخص کو بھی اللہ تعالیٰ [illegible] بھی [illegible] فرماتا ہے۔

[illegible] کے اعتبار سے مطلب [illegible] رازی کی تفسیر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہے جتنا [illegible] کے لئے کوشش [illegible] کی سفارش کرنے [illegible] ہو جائے گا [illegible] جائے [illegible] البتہ [illegible] کرنے والے [illegible] میں ثواب [illegible] ہے۔

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لَا یَزَالُ اللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا دَامَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ

"یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندہ کی امداد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہتا ہے"

[illegible]

مومن کو قتل کرنے کی سزا

(یکن لہ کفل منہا) اس کے لئے بری سفارش [illegible] حصہ ہوگا۔ حضرت [illegible] سے [illegible] کسی مسلمان کو [illegible] مدد کی [illegible] میں آدھی بات [illegible] جب [illegible] تو اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اللہ کی رحمت سے محروم [illegible]

سفارش پر ثواب ملتا ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی شخص سوال کرتا [illegible] تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سفارش کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے [illegible] بتانے والا بھی بھلائی کرنے والے کی طرح ہے۔ (رواہ [illegible]) [illegible] طبرانی نے حضرت ابن مسعود [illegible] [illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا
اور ہے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ہر چیز کا [illegible]

[illegible] ہر [illegible]

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ
اور جب تم کو دعا دے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر
اَوْ رُدُّوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا
یا وہی کہو الٹ کر بیشک اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا

اچھی سفارش کی ایک صورت

[illegible] مسلمان [illegible] شفاعت [illegible] ثواب [illegible] کو بھی اس کا ثواب [illegible]

[illegible]

لڑکوں اور عورتوں کو سلام:

[illegible]

گھر والے کا سلام:

[illegible]

خالی گھر کا سلام:

[illegible]

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت [illegible]

[illegible]

کلام سے پہلے سلام

[illegible] السلام قبل الکلام [illegible]

[illegible] پر سلام

[illegible]

رخصت کے وقت سلام:

[illegible]

کسی کا سلام پہنچانا:

[illegible] وعلیہ السلام [illegible]

کافروں کو سلام:

[illegible]

یہودی کے مجمع میں مسلمانوں کو سلام کیا جائے۔ شیخین نے حضرت اسامہ بن زید کی مرفوع حدیث اس مضمون کی نقل کی ہے لیکن سلام کرتے وقت نیت مسلمان کو سلام کرنے کی ہو۔ کافر کو ابتدائی سلام نہ ہو۔

ذمی کافر کا سلام:

ذمی کافروں کے سلام کا جواب دینے میں کوئی حرج نہیں مگر صرف علیک کہے۔ اس سے زیادہ نہ کہے کیونکہ حضرت انسؓ کی روایت سے شیخین نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کو اہل کتاب سلام کریں تو وعلیکم کہہ دو۔

نماز اور خطبہ میں سلام:

نماز اور خطبہ کے دوران سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ اگر دے دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ بلکہ اسی طرح قرآن پڑھتے وقت، حدیث نقل کرتے وقت، علمی مذاکرہ کے وقت، اذان اور اقامت کہتے وقت سلام کا جواب دینا واجب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

مومن کے چھ حق:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے مومن پر چھ حق ہیں، جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، مر جائے تو جنازہ میں شرکت کرے، دعوت کرے تو قبول کرے، ملاقات کے وقت سلام کرے، اس کو چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے، حاضر غائب اس کی خیر خواہی کرے۔ رواہ النسائی۔ ترمذی اور دارمی نے حضرت علیؓ کی روایت سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس روایت میں خیر خواہی کرنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ چھٹے نمبر پر یہ ہے کہ جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے۔ حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔

راستے کا حق:

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو بیٹھکوں میں بیٹھنا ہی پڑتا ہے ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر وہاں بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستہ کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ کا کیا حق ہے؟ فرمایا نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ متفق علیہ۔ اسی قصہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں آیا ہے اور راستہ بتانا۔ رواہ ابو داؤد۔

اسی قصہ میں حضرت عمرؓ کی روایت سے آیا ہے اور مظلوم کی مدد کرو اور بھٹکے ہوئے کو راستہ بتاؤ۔ رواہ ابو داؤد۔

سلام کی تکمیل:

سلام کی تکمیل مصافحہ اور معانقہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے باہم سلام کا مکمل ہونا مصافحہ ہے۔ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ۔

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ جب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا آپ نے مجھ سے مصافحہ ضرور کیا۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلانے کو میرے گھر کسی کو بھیجا۔ میں گھر پر موجود نہ تھا۔ گھر آ کر مجھے اطلاع ملی میں فوراً خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر تشریف فرما تھے۔ مجھے چمٹا لیا اور یہ معانقہ بہت ہی عمدہ تھا۔ رواہ ابو داؤد۔

شعبی کا بیان ہے کہ جعفر بن ابی طالب (جب حبشہ سے) واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استقبال کیا اور ان کو چمٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ رواہ ابو داؤد والبیہقی فی شعب الایمان مرسلاً لیکن شرح السنۃ میں بیاضی کی روایت سے یہ حدیث متصل آئی ہے۔

شرح السنۃ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کا بیان آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا استقبال کیا اور معانقہ فرمایا۔

سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن عبادہ کی روایت سے بیان کیا کہ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو بدکاری کرتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ پائے تو کیا کرے؟ ہے جو مجھے چار گواہ نہ ملیں تو کیا میں اس کو چھوڑ دوں؟ قبیلہ کے لوگوں نے کہا ہم اس کو قتل کر دیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں گے تو ہم حکم کی تعمیل کریں گے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ شخص تم میں سے نہیں ہے۔ کسی نے کہا یہ منافق ہے منافق سے مجھے محبت ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا تو خاموش ہو جا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم کو جو حکم ملے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

اس پر یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

آدم کا سلام

[illegible]

سلام اور اسلام

(وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا)

[illegible]

[illegible] سے ان کے لیے بھی [illegible]

[illegible] ایک مسلمان سے [illegible] ملاقات [illegible] سلام [illegible] ملاقات کے وقت سلام کرنا مسنون [illegible] رخصت کے وقت بھی سلام کرنا مسنون اور ثواب ہے [illegible]

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تم کو ضرور جمع کرے گا قیامت
الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ
کے دن اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے بڑھ کر
مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا
کس کی بات

قیامت کا اجتماع یقینی ہے

[illegible]

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ
پھر تم کو کیا ہو گیا کہ منافقوں کے معاملہ میں دو فریق ہو رہے ہو اور اللہ نے
اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا
ان کو الٹ دیا بسبب ان کے اعمال کے کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ
مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ
جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ پائے
تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا
تو اس کے لیے کوئی راہ

منافقوں کی تدبیر اور مسلمانوں کی مختلف آراء

ان منافقوں میں [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مسلمانوں نے [illegible]

ان کی [illegible] مسلمانوں کی [illegible] جب مسلمانوں [illegible] بعض مسلمانوں [illegible] بعضوں نے [illegible] آیت نازل ہوئی [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] ایمان لائے [illegible]

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ
وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب
سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى
ایک جیسے ہو جاؤ سو تم ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ جب تک
يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا
وہ ہجرت نہ کریں اللہ کی راہ میں پھر اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
ان کو پکڑو اور مار ڈالو جہاں پاؤ
وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا
اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار

منافقوں کے بارے میں حکم

[illegible]

قبول کریں گے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہو کر ان کے برابر ہو جاؤ۔ سو اب تم کو چاہیے کہ ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ جب تک ایمان قبول کر کے اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس نہ چلے آئیں۔ یہاں اس وقت تک ان کو دوست نہ بناؤ اللہ کے دین کے کام میں ان کو شامل رکھو اور ان کی حمایت اور اعانت کرو اور اگر وہ لوگ ایمان اور ہجرت کو قبول نہ کریں تو ان کو قید کرو اور قتل کرو جہاں پاؤ اور ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار نہ بناؤ۔

(حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) کا مطلب (خلاصہ) یہ ہے کہ محض ثواب کی امید پر اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔

ہجرت کی قسمیں:

فاضل نے لکھا ہے کہ ہجرت تین طرح کی ہوتی ہے

(۱) وہ ہجرت جو آغاز اسلام میں مسلمانوں نے کی تھی

(۲) مجاہدوں کی ہجرت تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ثواب کی امید سے مدینہ جہاد کے لئے نکلے

(۳) باقی مسلمانوں کا تمام ممنوعات الہیہ کو ترک کرنا۔

سراقہ بن مالک مدلجی کہتے ہیں جب جنگ بدر اور جنگ احد میں مسلمان غالب آگئے اور میرے پاس کے لوگوں تک اسلام کی خبر پہنچ گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہے کہ خالد بن ولید کو میری قوم بنی مدلج کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمائیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں لوگوں نے مجھے خاموش رہنے کو کہا لیکن حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم کی طرف لشکر بھیجنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے صلح کر لیں۔ اس بات پر کہ اگر قریش اسلام لے آئیں تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے اور اگر اسلام نہ لائیں تو ان پر بھی آپ کا حملہ نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ان کے ساتھ جاؤ اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی قوم سے صلح کر لو۔ پس یہ صلح ہو گئی کہ وہ حضور کے مخالفوں کی مدد نہ کریں گے اور اگر قریش اسلام لائیں تو یہ بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وہ بھی چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرو جیسے وہ کفر کرتے ہیں پھر تم اور وہ برابر ہو جاؤ۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ
مگر وہ لوگ جو جا ملتے ہیں ایک قوم سے کہ تم میں اور ان میں
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ
عہد ہے یا آئے ہیں تمہارے پاس کہ تنگ
صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ
ہو گئے ہیں ان کے دل تمہاری لڑائی سے اور اپنی قوم کی لڑائی سے
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ
اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر زور دے دیتا تو ضرور لڑتے تم سے
فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا
پھر اگر یکسو رہیں وہ تم سے پھر تم سے نہ لڑیں اور ڈالیں
اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ
تم پر صلح تو اللہ نے نہیں دی تم کو ان پر
سَبِيْلًا ۝
شیخ الہند

منافقوں کیلئے تحفظ جان کی دو صورتیں

یعنی اس حکم سے دو قسم کے لوگ مستثنیٰ ہیں قید اور قتل سے بچا لئے گئے ایک تو وہ کہ جن لوگوں سے تمہاری صلح ہو چکی ہے ان سے ان کا بھی معاہدہ اور صلح ہو، دوسرے وہ جو دل تنگ ہو کر تمہارے پاس آئیں اور دل سے یہ چاہیں کہ نہ تم سے لڑیں نہ اپنی قوم کے طرفدار بن کر تم سے لڑیں ان کو قتل مت کرو اور اللہ کی مصلحت سے ان کو تمہارے مقابلہ پر قائم نہیں کیا ورنہ وہ تم سے بھی لڑتے اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر اگر وہ تم سے یکسو رہیں تو اللہ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔

[illegible] کا واقعہ

لوگوں نے نقل کیا ہے کہ [illegible] (ان سے بھی یہی بات مروی ہے) ہجرت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا لیکن بعد میں وہ مدینہ ہی آ گیا میرا مسلمان ہو جانا

[illegible]

ستجدون اخرين يريدون ان يامنوكم

[illegible]

ويامنوا قومهم كلما ردوا الى الفتنة

[illegible]

اركسوا فيها فان لم يعتزلوكم ويلقوا

[illegible]

اليكم السلم ويكفوا ايديهم فخذوهم

[illegible]

واقتلوهم حيث ثقفتموهم واولئكم

[illegible]

جعلنا لكم عليهم سلطنا مبينا

[illegible]

بدعہد لوگ:

[illegible]

(تفسیر [illegible])

سبب نزول: [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا

[illegible]

قتلِ خطا کے احکام

[illegible]

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

[illegible]

مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ

[illegible]

اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ

[illegible]

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ

[illegible]

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

[illegible]

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

[illegible]

مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

[illegible]

مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ

[illegible]

عَلِيْمًا حَكِيْمًا

[illegible]

قتلِ خطا [illegible]

[illegible]

خون بہا کی رقم

[illegible]

قتلِ خطا کی دو صورتیں:

[illegible]

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

[illegible]

خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ

پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی

وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا

اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب

جان بوجھ کر مومن کا قتل:

یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطی سے نہیں بلکہ قصداً اور مسلمان معلوم کرنے کے بعد قتل کرے گا تو اس کے لئے آخرت میں جہنم اور لعنت اور عذاب عظیم ہے کفارہ سے اس کی رہائی نہیں ہوگی۔ باقی رہی دنیوی سزا وہ سورۂ بقرہ میں گزر چکی۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک خلود اس کے لئے ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھے کیونکہ اس کے کفر میں شک نہیں یا خلود سے مراد یہ ہے کہ مدت دراز تک جہنم میں رہے گا یا وہ شخص مستحق تو اسی سزا کا ہے آگے اللہ مالک ہے جو چاہے کرے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

مومن کا قتل کب جائز ہوتا ہے:

صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کسی مسلمان کا جو اللہ کے ایک ہونے کی اور میرے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو خون بہانا حلال نہیں مگر تین حالتوں میں۔ ایک تو یہ کہ اس نے کسی کو قتل کر دیا، دوسرے شادی شدہ ہو کر زنا کیا، تیسرے دین اسلام کو چھوڑ دینے والا جماعت سے فرقت کرنے والا۔

ایک باندی کا واقعہ:

ایک شخص اپنی سیاہ فام باندی کو لے کر حاضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں اور کہتے ہیں میرے ذمے ایک مسلمان گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ مسلمان ہو تو میں اسے آزاد کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باندی سے پوچھا کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس بات کی بھی گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا مرنے کے بعد جی اٹھنے کی بھی تو قائل ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔

حضرت خالد بن ولید کا واقعہ:

صحیح بخاری شریف میں ہے بنو جذیمہ کی جنگ کے لئے حضرت خالد بن ولید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر سردار بنا کر بھیجا انہوں نے جا کر انہیں دعوت اسلام دی۔ انہوں نے دعوت تو قبول کر لی لیکن بجائے "اسلمنا" یعنی ہم مسلمان ہوئے کے "صبانا" کہا یعنی ہم صابی ہوئے۔ خالد نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یا اللہ! خالد کے اس فعل سے میں اپنی بیزاری اور برأت تیرے سامنے ظاہر کرتا ہوں۔ پھر حضرت علی کو بلا کر انہیں بھیجا کہ جاؤ ان کے مقتولوں کی دیت چکاؤ اور جو ان کا مالی نقصان ہوا ہے اس کی بھی کوڑی کوڑی چکا آؤ۔

مومن کے قتل کی مذمت:

مسلم و بخاری میں ہے سب سے پہلے خون کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ابو داؤد میں ہے ایماندار نیکیوں اور بھلائیوں میں بڑھتا رہتا ہے جب تک کہ خون ناحق نہ کرے۔ اگر ایسا کر لیا تو تباہ ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ ساری دنیا کا زوال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کم درجے کا ہے اور حدیث میں ہے اگر تمام روئے زمین کے اور آسمان کے لوگ کسی ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے۔ اور حدیث میں ہے جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر آدھے کلمے سے بھی اعانت کی وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

قتل کی تین قسمیں اور ان کا شرعی حکم:

پہلی قسم: عمد جو بقصد ایسے آلے کے ذریعے سے ہو جس سے گوشت کٹ جائے یا تفریق اجزاء میں آگ کی طرح ہو جیسے دھاردار بانس یا دھاردار پتھر وغیرہ۔

دوسری قسم: شبہ عمد جو قصداً تو ہو مگر ایسے آلے سے نہ ہو جس سے اجزاء میں تفریق ہو سکتی ہو۔

تیسری قسم: خطاء: یا تو قصد میں غلطی کہ دور سے آدمی کو شکاری جانور یا کافر حربی سمجھ کر نشانہ لگا دیا یا فعل میں کہ نشانہ تو جانور ہی کو لگایا لیکن آدمی کو جا لگا۔ اس جگہ خطاء سے مراد غیر عمد ہے۔ پس دوسری تیسری دونوں قسمیں اس میں آگئیں۔ دونوں میں دیت لگتی ہے اور گناہ بھی ہے مگر ان دونوں امر میں دونوں قسمیں متفاوت ہیں۔ دیت دوسری قسم کی سو (۱۰۰) اونٹ ہیں، چار قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے پچیس پچیس، اور دیت تیسری قسم کی سو (۱۰۰) اونٹ ہیں، پانچ قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے

میں بیں داخل۔ اگر دیت میں نقد روپیہ ہے تو دونوں قسموں میں کوئی فرق نہیں۔ اور جو شرعی ترتیب پر اونٹ ہیں تو دوسری قسم میں زیادہ ہے جو عمد سے ہوتی ہے اور تیسری قسم میں صرف بچاس بچاس کی (کذا فی الہدایہ)

۔ جو تحریر ہوا وہ سب مثلاً ہے ... اس پر دلیل ہے اور یہ حقیقت ہے قیمت کی ... ہونے سے احکام شریعت کے اعتبار سے سب اور ... قدر سے عمد وغیرہ ... اس مقدار کی تصدیق ... کہ اس ... کا ہے وہ قتل کا معلوم ہے جس نے کہا اس اعتبار سے قسم ... جرم ... ہو۔

مسئلہ: یہ مقدار کو دیت ہی سب ہے۔ مقتول مرد ہو یا عورت ہو (اس کا نصف ... ہو)

مسئلہ: دیت مسلمان و ذمی کی برابر ہے۔

مسئلہ: کفارہ ... تحریر ... روزے رکھنا ... ہے اور دیت قاتل کے ... پر ہے ... کی اصطلاح میں ... کہتے ہیں۔ ... ہے۔

قاتل کے ورثاء پر دیت کی حکمت

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ قاتل کے جرم کا بوجھ اس کے اولیاء اور اعزاء پر کیوں ڈالا جاتا ہے کیونکہ وہ تو بے قصور ہیں؟ جواب ... ہے ... قاتل کے اولیاء بھی قصوروار ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس ... قسم کی بے احتیاطی کرنے سے ... نہیں روکا اور دیت کے خوف سے آئندہ وہ لوگ اپنے ... میں احتیاط کریں گے۔

مسئلہ: دیت مقتول کی شرعی وراثت میں تقسیم ہوگی اور جو اپنا حصہ معاف کردے گا اس قدر معاف ہو جائے گی اور اگر سب نے معاف کردیا سب معاف ہو جائے گی۔

مسئلہ: کفارہ میں روزوں کی تقسیم ... ہے ... البتہ ... عذر ... معاف ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ: جس مقتول کا کوئی وارث شرعی نہ ہو اس کی دیت بیت المال میں داخل ہوگی کیونکہ دیت ترکہ ہے اور ترکہ کا یہی حکم ہے۔ (...)

مسئلہ: اہل میثاق (ذمی و مستامن) سے ... جب ... مراد ... ہے ... اس وقت ہے جب اس ذمی یا مستامن کے ... ہوں اور اگر اس کے اہل ... ہوں ... اور مسلمان کا کوئی وارث ... تو ... اس کی دیت بیت المال میں داخل کی جائے گی ... وارث کا

تو جس میں ... داخل ہے ... کوئی ... ہو (... واجب ... ہو)

مسئلہ: ... اگر ... کی موت ... تو ... ہو

... کے ... عورت کے ... کی ... نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی ... عورت ... تو ... یا ... سے

مسئلہ: ... میں ... ہوتا ہے۔

... سے ... ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان:

سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس جب نابینا ہو گئے تھے ایک مرتبہ ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ایک شخص نے ... آپ کو آواز دے کر پوچھا ... کہ ... آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جو ... کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے۔ آپ نے فرمایا اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ کا اس پر غضب ہے اس پر خدا کی لعنت ہے اس کے لیے عذاب عظیم تیار ہے۔ اس نے ... پھر پوچھا اگر وہ توبہ کرے نیک عمل کرے اور ہدایت پر جم جائے تو؟ فرمانے لگے اس کی ماں اسے روئے اسے توبہ اور ہدایت کہاں؟ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کی ماں اسے روئے ... جو کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے۔ وہ قیامت کے دن ... اپنے دائیں یا بائیں ہاتھ سے قاتل کو ... رحمان کے عرش کے سامنے آئے گا ... اس کی رگوں سے خون ... اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ خدایا اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ... منسوخ کرنے والی کوئی آیت نہیں اتری۔ اور روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی نہ اترے گی۔

جان بوجھ کر قتل کر دینے کے متعلق احادیث:

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ... حضرت ابن مسعود راوی ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا حالانکہ اللہ ہی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ سائل نے عرض کیا اس کے بعد؟ فرمایا اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرنا کہ وہ تیرے کھانے میں شریک

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ

اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ میں

اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ

تو تحقیق کیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام

السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ

علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں تم چاہتے ہو اسباب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ

دنیا کی زندگی کا سو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں

سبب نزول:

[illegible]

مرداس بن نہیک کا واقعہ:

[illegible]

اس کے ہوتے ہوئے جو مصاحب سب سے اچھا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مسلمانوں کو تنبیہ

مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ جب تم جہاد کے لئے نکلو تو تحقیق سے کام لو اور جلد بازی سے کام نہ لو۔ جو تم پر سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے، تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔ اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے [illegible] (کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم) [illegible] کوئی مسلمان ہو جاتا تو اس کا یہی حال تھا۔

مسئلہ: ایک روایت میں امام اعظم کا قول آیا ہے کہ قتل شبہ عمد میں کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ صرف خطاء میں ہے [illegible] علماء کا یہی قول ہے [illegible] کفارہ واجب نہیں [illegible] صاحب بھی [illegible] (قاتل) [illegible] پیدا ہوتا ہے اس لئے شبہ کی صورت میں قصاص تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن معصیت باقی رہتی ہے کیونکہ معصیت کے گناہ ہونے کا دار و مدار نیت پر ہے [illegible] اگر کوئی ہو جس نے کسی کو مارا تو قصداً مارا اس لئے معصیت کا ہونا ہے [illegible] گناہ کبیرہ ہے جو عمداً قتل کرنے سے کم درجہ کا ہے۔ لہٰذا واجب ہے [illegible] قاتل سے قصاص معاف ہو جاتا ہے (اگر مرنے والے کے) [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل شبہ عمد کا مقتول کے [illegible] دیت مقرر کی ہے [illegible] قتل کرے [illegible] یا پتھر سے [illegible] کے ساتھ [illegible] کی جائے۔ روایت احمد [illegible] اور اصحاب السنن [illegible] حدیث [illegible] ہوا۔

[illegible] اگر [illegible] کتابت [illegible] ہو [illegible] امام ابو حنیفہ کے نزدیک [illegible] آزاد ہو جاتا ہے کیونکہ [illegible] کتابت [illegible] امام شافعی کے نزدیک [illegible] مکاتب کو آزاد کرنا [illegible] کوئی حصہ ادا کر دیا ہو [illegible] پورے [illegible] کے دونوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوں یا ایک ہی طرف کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہو اس کو بھی آزاد کرنا جائز نہیں۔ ایسے لوگ حقیقت میں مردہ کی طرح اور ناکارہ ہوتے ہیں۔ [illegible] ہاتھ اور دوسری جانب کا پاؤں کٹا ہو یا [illegible]

یا ہر ایک یا سب کے [illegible] جیسے لوگ [illegible] کار آمد نہیں [illegible] کام بھی نہیں ہیں۔ [illegible] ہر شخص اس کے [illegible] آزاد کرنا درست ہے کیونکہ اگر چہ وہ [illegible] محروم ہوتے ہیں [illegible] غلاموں سے جو خدمت مقصود ہوتی ہے اس میں [illegible] کوئی خلل نہیں۔ [illegible] اس بات کو [illegible] جائز ہے جو [illegible] خدمت کے کام [illegible] بہر حال ہوتی ہے اگر چہ [illegible] قوت کی [illegible] ہوتی۔

مسئلہ: قرآن [illegible] ہونا ضروری ہے کیونکہ کفارہ عبادت ہے اس لئے عبادت کی [illegible] نیت ضروری ہیں۔ [illegible] صاحب [illegible] باپ یا [illegible] کو خرید لے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ [illegible] کفارہ [illegible] کے نزدیک جب اختیاری [illegible] نیت کا [illegible] ہے (خریدنا سبب آزادی ہے اور خریدنے [illegible]) [illegible] وقت کفارہ کی نیت ہونی ضروری ہے۔

مسئلہ: [illegible] قاتل [illegible] کفارہ [illegible] پر لازم [illegible] بھی ہوگا۔ یہ قول امام [illegible] کا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ [illegible] کی دو عورتوں میں لڑائی ہوئی۔ ایک نے دوسری کے پتھر مارا جو پیٹ میں لگا۔ وہ حاملہ تھی [illegible] بچہ بھی مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ بچہ کی دیت ایک غلام یا باندی ہے اور مقتول عورت کی دیت قاتل کے خاندان پر [illegible] حدیث [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عصبات پر مقرر فرمائی اور ایک [illegible] بچہ کے [illegible]

بیہقی نے [illegible] کے طریقہ سے نقل کیا ہے کہ [illegible] یا اتفاقی مسئلہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کی دیت [illegible] اس کی [illegible] تین سال [illegible] مقرر فرمائی [illegible] ہم نے [illegible] کو پایا کہ ہر سال ایک تہائی ادا کی جاتی۔

بیہقی نے [illegible] کا قول نقل کیا ہے کہ [illegible] تین سال میں دیت وصول کرنا سنت ہے۔

ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور بیہقی نے [illegible] شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے پوری دیت کے لئے تین سال اور دو تہائی دیت کے لئے دو سال اور آدھی سے کم کے لئے ایک سال کی مدت مقرر کی تھی [illegible]

یزید بن ابی حبیب کی روایت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی فیصلہ نقل کیا ہے۔

مسئلہ: قتل عمد میں اگر مقتول کے ورثاء مال پر صلح ہو جائے یا بعض وارثوں نے معاف کر دیا ہے تو قصاص ساقط ہو جائے اور مال ادا کرنا لازم ہو جائے گا یا قتل اور عمد سے قتل عمد شبہ قصاص کی جگہ مالی دیت پڑے تو یہ ادائیگی قاتل کے مال سے ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد کی دیت مغلظ ہی ہوگی۔ جیسے قتل عمد کی مگر شبہ عمد کے قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کی صورت یہ ہے کہ لوگوں میں شیطان کود پڑے۔ اور اندھا دھند بغیر عداوت کے قتل ہو جائے مگر یہ قتل بغیر ہتھیار کے استعمال کے ہو۔ (رواہ ابو داؤد)

بیہقی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ قتل عمد میں دیت مصالحت یا اقرار کی صورت میں اور غلام کے جرم کی صورت میں عاقلہ برداشت نہیں کرے گا۔ موطا میں زہری کا قول منقول ہے کہ سنت (یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس بات پر جاری ہے کہ عاقلہ ان صورتوں میں کچھ برداشت نہیں کرے گا۔ بیہقی نے ابو الزناد کی وساطت سے فقہاء اہل مدینہ کی رائے بھی یہی نقل کی ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن شعیب کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قصداً قتل کیا اس کو مقتول کے وارثوں کے سپرد کر دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو اس کو (قصاص میں) قتل کر دیں اور چاہیں تو دیت لے لیں۔

امام ابو حنیفہ، بیہقی اور حدیث ہے امام احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی اور اصحاب السنن نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے بیان کیا ہے کہ قتل خطا کی دیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پانچ قسموں کی) بیس بنت مخاض، بیس ابن لبون، بیس بنت لبون، بیس حقہ اور بیس جذعہ [illegible] حدیث کے سلسلہ روایت میں خشف بن مالک کا نام آتا ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

مسئلہ: قتل عمد میں بالاتفاق سو اونٹ کی دیت ہے۔ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کی روایت کردہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو نامہ مبارک بھیجا جس میں لکھا تھا کہ جو شخص کسی مومن کو قتل کرے اس کو پکڑ کر (وارثوں کو) قصاص کے لئے دے دیا جائے مگر مقتول کے وارث اگر راضی ہوں (تو دیت دی جائے)۔ مرد کو قتل کر دیا جائے تو سو (۱۰۰) اونٹ دیت ہے۔ [illegible]

زخموں کی دیت:

ناک پوری کاٹ لی جائے تو (پوری) دیت واجب ہے۔ دونوں [illegible] تو دیت پوری دیت ہے۔ زبان کاٹ دینے کی پوری دیت۔ دونوں ہونٹوں (کو کاٹ دینے) کی پوری دیت ہے۔ فوطوں کی (کاٹ دینے کی) پوری دیت ہے۔ پشت (توڑ دینے) کی پوری دیت ہے۔ دونوں آنکھوں (پھوڑ دینے) کی پوری دیت ہے۔ ایک پاؤں (کاٹ دینے) کی آدھی [illegible] اور ایک ہاتھ میں پچاس۔ دونوں پاؤں (توڑ دینے یا کاٹنے) کی پوری دیت ہے اور ایک ٹانگ میں آدھی دیت ہے۔ جو ضرب امّ الدماغ (دماغ کی جھلی) تک پہنچ جائے اس میں تہائی دیت کا ایک تہائی حصہ ہے اور جو ضرب جوف کے اندر تک چلی جائے اس میں ایک تہائی دیت ہے اور ہڈی ٹوٹ جائے اور ہڈی سرکا دینے والی ضرب میں پندرہ اونٹ ہیں۔ ہاتھ یا پاؤں کی ہر انگلی ٹوٹ جانے کی صورت میں دس اونٹ ہیں۔ اور دانت ٹوٹ گیا ہو تو اس میں پانچ اونٹ ہیں (مرد اور عورت کی برابر) کا [illegible] دیت میں اختلاف ہے اور آنکھ پھوٹ جانے کی دیت [illegible] ہڈی کو کھول دینے والی ضرب کی پانچ ہیں۔ اس حدیث کی صحت کے متعلق علماء حدیث کا اختلاف ہے۔ ایک راوی نے مرسل نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی سند بیان کی گئی ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے۔ حاکم، ابن حبان اور بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام احمد نے فرمایا مجھے امید ہے کہ یہ حدیث صحیح ہوگی۔

اور ایک جماعت نے اگرچہ سند کے اعتبار سے اس کو صحیح نہیں مانا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر کی وجہ سے اس کو صحیح مانا اور چونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مشہور ہے۔ یعقوب (بن سفیان) نے فرمایا کہ ہم اس کو صحیح مانتے ہیں۔ امام شافعی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ علماء نے اس حدیث کو اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک ان کو ثابت نہیں ہو گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (تحریر کردہ) ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا یہ تحریر مشہور ہے اور اس کا مضمون اہل علم خوب جانتے ہیں۔ اس کی شہرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ سند کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ لوگوں نے اس کو قبول کیا اور مان لیا ہے۔ گویا یہ تواتر کے مشابہ ہو گئی (یعنی یہ شہرت کی وجہ سے مجموعہ سند کا قائم مقام ہے) [?]۔ یعقوب نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز اور امام زہری نے اس تحریر کی صحت کی شہادت دی ہے۔

عورت کی دیت:

امام شافعی نے بروایت امام محمد بن حسن، امام ابو حنیفہ از حماد از ابراہیم نخعی بیان کیا کہ حضرت علی نے فرمایا عورت کے قتل ہونے کی ہر ضرب کی [?] دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ سعید بن منصور نے ابراہیم کی وساطت

سے شعبی کا قول نقل کیا کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے مرتدوں کی جماعت کی دیت مرد کی چوتھائی دیت ہے عورت کی نصف ہے دیت خمس او ربیا ہے۔ حمید بن منصور نے ابو منصور ابو صالح ہشیم بروایت مغیرہ از ابراہیم نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا جنگلی اور مجوسی ہیں اور مرد اور عورت جنت کی شکل اور بڑی کو کھول ہے ان مرتب کی دیت میں برابر ہیں اس کے علاوہ عورت کی نسبت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ شعبی نے بروایت سفیان رجابر شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت نے کہا مجھے حضرت عمرؓ نے یہی لکھ کر بھیجا تھا۔

امام احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کی روایت سے اور ابن جریر نے ابن عمرؓ کے قول سے لکھا ہے، حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مسلمانوں کے ایک جماعتی دستے میں تو بھیجا۔ محمد بن محلم ابی قتادہ اور محلم بن جثامہ بن قیس لیثی بھی شامل تھے (اتفاقاً) ہماری طرف سے عامر بن اضبط اشجعی گزرا اور سلام کیا۔ محلم نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی اطلاع دی تو ہمارے متعلق قرآن (یعنی یہی آیت) کا نزول ہوا۔

ابن مندہ نے بیان کیا کہ جزء بن حدرجان نے کہا میرے بھائی مقداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مومن ہوں مگر لوگوں نے اس کے سر کو نہیں مانا اور اس کو قتل کر دیا۔ یہ اطلاع ملی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اس کے حاملے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میرے بھائی کی دیت عطا فرما دی۔

ابن جریرؓ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلم بن جثامہ کو کسی جماعت میں بھیجا، راستہ میں ان کی ملاقات عامر بن اضبط سے ہوئی۔ عامر نے محلم کو اسلامی سلام کیا چونکہ محلم اور عامر کے درمیان دور جاہلیت میں کچھ دشمنی تھی اس لئے محلم نے عامر کے تیر مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی۔ (محلم جب خدمت گرامی میں حاضر ہوئے تو) انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا مغفرت کرنے کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تجھے اللہ معاف نہ کرے۔ محلم روتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور ایک ساعت گزرنے بھی نہ پائی تھی کہ مر گئے۔ لوگوں نے ان کو دفن کر دیا مگر زمین نے ان کی لاش کو اگل دیا۔ صحابہؓ نے حاضر ہو کر اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین تو ایسے لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے جو تمہارے اس ساتھی سے برے ہوتے ہیں مگر مقصد

عبرت دلانا مقصود ہے۔ تو لوگوں نے اس کو ایک پہاڑ کے کھڈ میں ڈال دیا اور اس پر پتھر رکھ دیئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری)

حضرت فرمانی کہ تم اس پر بھی نظر ڈالو کہ پہلے تم بھی تو بہت سے حضرات ایسے ہی تھے کہ کفر میں اپنے اسلام و ایمان کا اعلان نہیں کر سکتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا کہ دشمنوں سے نجات دی اگر اسلام کا اظہار کیا تو کیا ممکن نہیں کہ وہ شخص بھی جس کو اسلام کا کلمہ پڑھ رہا ہے وہ حقیقتاً پہلے سے اسلام کا معتقد ہو مگر کفار کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکا تھا، اس وقت اسلامی لشکر دیکھ کر اظہار کیا۔

فرض کرلو کہ وہ نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا اور ہر قسم کے گناہوں میں ملوث ہے، پھر بھی اس کو اسلام سے خارج کہنے کا، اس کے ساتھ کافروں کا معاملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں، اسی لئے امام اعظمؒ نے فرمایا لا نکفر اهل القبلة بذنب، یعنی ہم اہل قبلہ کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے، بعض روایات حدیث میں بھی اس قسم کے الفاظ مذکور ہیں کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہو خواہ وہ کتنا ہی گنہگار بدعمل ہو۔

جو شخص اظہار اسلام اور اقرار ایمان کے ساتھ ساتھ کچھ کلمات کفر بکتا ہے یا کسی بت کو سجدہ کرتا ہے یا اسلام کے کسی ایسے حکم کا انکار کرتا ہے جس کا اسلامی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہے یا کافروں کے کسی مذہبی شعار کو اختیار کرتا ہے، جیسے گلے میں زنار وغیرہ ڈالنا وغیرہ وہ بلاشبہ اپنے اعمال کفریہ کے سبب کافر قرار دیا جائیگا۔

مسیلمہ کذاب جس کو با اجماع صحابہؓ کافر قرار دے کر قتل کیا گیا وہ تو صرف کلمہ اسلام کا اقرار ہی نہیں بلکہ اسلامی شعار نماز اذان وغیرہ کا بھی پابند تھا، اپنی اذان میں اشهد ان لا اله الا الله کے ساتھ اشهد ان محمدا رسول الله بھی کہلواتا تھا، مگر اس کے ساتھ وہ اپنے آپ کو بھی نبی اور رسول صاحب وحی کہتا تھا جو نصوص قرآن و سنت کا کھلا ہوا انکار تھا۔ اسی کی بناء پر اس کو مرتد قرار دیا گیا اور اس کے خلاف باجماع صحابہ جہاد کیا گیا۔

خلاصہ مسئلہ یہ ہو گیا کہ ہر کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھو اس کے باطن اور قلب میں کیا ہے، اس کی تفتیش انسان کا کام نہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرو۔ البتہ اظہار ایمان کے ساتھ خلاف ایمان کوئی بات سرزد ہو تو اس کو مرتد سمجھو بشرطیکہ اس کا خلاف ایمان ہونا قطعی اور یقینی ہو۔

علماء تفسیر نے فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے، بعض لوگ اس کو ترک کر لیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہو جاتے ہیں بشرطیکہ جو لوگ جہاد میں مشغول ہیں وہ اس جہاد کے لئے کافی

ہوں اور اگر وہ کافی نہیں تو ان کے قرب وجوار کے مسلمانوں پر فرض عین ہو جائے گا کہ مجاہدین کی مدد کریں۔

عام طور پر وہ احکام جو اجتماعی اور قومی ضروریات سے متعلق ہیں، ان کو شریعت اسلام نے فرض کفایہ ہی قرار دیا ہے تاکہ تقسیم عمل کے اصول پر تمام فرائض کی ادائیگی ہو سکے، کچھ لوگ جہاد کا کام انجام دیں، کچھ تعلیم و تبلیغ کا، کچھ دوسری اسلامی یا انسانی ضروریات مہیا کرنے کا۔ ہاں کسی ملک کی ضرورت ہو تو قرب وجوار کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، اگر وہ بھی کافی نہ ہوں تو ان کے آس پاس کے لوگوں پر فرض عین ہو جاتا ہے، اگر وہ بھی کافی نہ رہیں تو سارے مسلمانوں پر یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ہر مسلمان کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس میں شریک ہو۔ (معارف القرآن مفتی صاحب)

امام اعظم کے قول کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا

(وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً) یہ حکم آزاد کو بھی شامل ہے اور غلام کو بھی۔ اسی لئے غلام کو قتل کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے پس غلام کو غلطی سے قتل کرنے پر دیت اور بحیثیت آدمیت اس کی جان کا عوض لازم ہے۔ لہٰذا حر کی دیت سے زائد یا برابر غلام کی دیت نہ ہونی چاہئے چونکہ غلام کی آدمیت ناقص ہے، بعض حیثیتوں سے وہ مال ہے اور بعض حیثیت سے آدمی، دیکھو آزاد عورت کی دیت باوجود یکہ وہ کامل آدمی ہوتی ہے آزاد مرد کی دیت سے کم ہے۔ لیکن اگر کسی غلام کو جس کی قیمت بیس (۲۰) ہزار ہو کسی نے غصب کر لیا اور غلام غاصب کے قبضہ میں آ کر مر گیا تو پوری قیمت دینی ہوگی خواہ کتنی ہی ہو، غصب کا تاوان مالیت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری ج۲)

مسئلہ: اگر غلام نے کسی کو غلطی سے قتل کر دیا یا زخمی کر دیا تو آقا سے کہا جائے گا خواہ مجرم کو جرم کے عوض (مضروب یا اولیاء مقتول کو) دیدو یا تاوان ادا کرو۔ امام شافعی نے فرمایا غلام کا جرم اس کی گردن سے وابستہ رہے گا، ہاں اگر اس کا آقا تاوان ادا کر دے تو خیر، اس اختلاف کا حاصل اس وقت نکلے گا کہ آزادی کے بعد (تاوان ادا کرنے سے پہلے) حصول دیت کے لئے غلام کو پکڑا جائے گا یا آقا کو۔ امام شافعی کے نزدیک غلام کو پکڑا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا اگر آقا کو غلام کے جرم کا علم ہو گیا تھا اور علم کے بعد اس نے آزاد کیا تو آقا کو غلام کے جرم کا عوض ادا کرنے کا اختیار ہے اور اگر جرم کا علم حاصل ہونے سے پہلے آزاد کیا ہو تو آقا پر تاوان لازم ہے یا اس کی قیمت جو کم ہو ادا کیا جائے گا۔ (تفسیر مظہری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بھلائی صدقہ ہے۔ بخاری بروایت جابر و مسلم بروایت حذیفہ۔ جو لوگ صدقہ کے مال کو مال کا میل کچیل سمجھتے ہیں اسی لئے صدقہ قبول نہیں کرتے ان کو (بصورت معافی) دینے کی آیت میں ترغیب ہے۔

مسئلہ: امام اعظم کے نزدیک مسلمان اور کافر کی دیت برابر ہے۔ اگر دو ماہ میں ایک دن بھی بلا عذر روزہ رکھنے سے رہ گیا یا نیت کرنا بھول گیا یا کسی دوسرے روزے کی نیت کر لی تو اجماعی فیصلہ ہے کہ اس کو از سر نو روزے رکھنا چاہئے کیونکہ پے در پے مسلسل کے ساتھ روزے رکھنا ضروری ہے لیکن حیض کی وجہ سے اگر عورت کو روزے ناغہ کرنے پڑ جائیں تو باتفاق علماء اس کو از سر نو روزے رکھنے کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر مظہری)

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب
فَتَبَيَّنُوْا
تحقیق کرو

بلا تحقیق قتل نہ کرو:

تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے یعنی اسلام سے پہلے دنیا کی غرض سے نا حق خون کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان ہو کر ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے جس پر مسلمان ہونے کا احتمال بھی ہو تو اس کے قتل سے بچو یا مطلب یہ کہ اس سے پہلے شروع زمانہ اسلام میں تم بھی کافروں کے شہر میں، جیسے تھے تمہاری مستقل حکومت اور مستقل جماعت نہ تھی تو جیسا اس حالت میں تمہارا اسلام معتبر سمجھا گیا اور تمہارے جان و مال کی حفاظت و رعایت کی گئی ایسا ہی اب تم کو بھی اس طرح کے مسلمانوں کی رعایت اور حفاظت لازم ہے، بلا تحقیق ان کو قتل مت کرو، تحمل اور غور سے کام کرنا چاہئے۔ (تفسیر عثمانی)

مجبور کا ایمان:

اگر کوئی شخص مجبور ہو کر ایمان کا اظہار کرے تو دنیوی احکام اسلام جاری ہونے کے لئے اس کا ایمان صحیح مانا جائے گا۔

تحقیق و اجتہاد کی غلطی:

مجتہد سے بھی فکری غلطی ہو جاتی ہے لیکن اگر اس نے حق کی جستجو میں کمال کوشش سے دریغ نہیں کیا پھر بھی حق تک نہ پہنچا تو غلطی فیصلہ معاف ہے۔

مجتہد کو انتہائی غور و فکر سے کام لینا چاہئے۔ ابتدائی نظر میں جو بات سامنے آئے اسی پر فیصلہ نہ کر لینا چاہئے۔ غور کرنا واجب ہے۔ غور،

[illegible]

لا الٰہ الا اللہ کا قائل

[illegible]

مجاہدین کیلئے حکم

[illegible]

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

[illegible]

[illegible]

ایک قاصد اسامہ کا واقعہ

[illegible]

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
[illegible]
غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي
[illegible]
سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ
اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اللہ نے
اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ
[illegible] اپنے مال اور جان سے
عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ
بیٹھ رہنے والوں پر درجہ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے
الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى
بھلائی کا اور زیادہ کیا [illegible] لڑنے والوں کو
الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ
[illegible]

وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ

اور بخشش سے اور مہربانی ہے

ربط: اس سے پہلے مسلمان کو نادانستگی اور چوک سے قتل کر دینے پر عتاب اور تنبیہ فرمائی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ کوئی جہاد کرنے سے رک جائے کیونکہ مجاہدین کو ایسی صورت پیش آ ہی جاتی ہے۔ اس لئے مجاہدین کی فضیلت بیان فرما کر جہاد کی رغبت دلائی گئی۔

معذورین کا حکم اور جہاد کی حیثیت:

خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ لنگڑے لولے اندھے یعنی معذور لوگوں کو تو جہاد کرنے کا حکم نہیں۔ باقی سب مسلمانوں میں جہاد کرنے والوں کے برابر وہ نہیں جو جہاد نہ کرنے والے ہیں اگرچہ جنتی وہ بھی ہیں جو جہاد نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے عین نہیں۔ یعنی اگر مسلمانوں کی کافی تعداد اور ضرورت کے موافق جماعت جہاد کرتی رہے تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گناہگار ہوں گے مواخذہ ہوگا۔

مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقت واپسی تک مجاہد فی سبیل اللہ کی حالت اس شخص کے جیسی ہوتی ہے جو (ہمیشہ دن کو) روزہ رکھے اور (رات بھر) نماز پڑھے اور اللہ کی آیات سے اس پر خوف طاری ہو جائے۔ متفق علیہ۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ اور ہر ایک سے (خواہ مجاہد ہو یا بغیر عذر کے جہاد سے بیٹھ رہنے والا) اللہ نے اچھے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ یعنی ایمان کی وجہ سے جنت دے گا۔

خلیفہ کا فرض:

علماء کا اجماع ہے کہ کفار اگر اپنے ملک میں (ہی) برقرار رہیں (اور مسلمانوں پر حملہ نہ کر رہے ہوں تب بھی) خلیفہ پر واجب ہے کہ کوئی سال بغیر جہاد کے نہ چھوڑے خواہ خود بھی شریک ہو یا اپنی دستوں کو بھیج دے ورنہ جہاد معطل ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے ترک جہاد بالکل کبھی نہیں کیا۔

جہاد اور حقوق العباد:

اگر مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کے لئے کھڑا ہو جائے جس کی وجہ سے کافروں کا شر رفع اور اللہ کا بول بالا ہو جائے تو باقی (شریک نہ ہونے والے) لوگوں کے سر سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں آقا کی اجازت کے بغیر غلام۔ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی۔ قرض خواہ کی اجازت کے بغیر قرض دار اور ماں باپ کی اجازت کے بغیر اولاد جہاد کو نہیں جا سکتا۔ شریک ہونے والی جماعت جب کافی ہے تو پھر حقوق العباد کو تلف کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر جہاد کے لئے کوئی بھی کھڑا نہ ہوگا تو سب گناہگار ہوں گے البتہ معذور لوگ گناہگار نہ ہوں گے۔

اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ:

علماء کا اجماع ہے کہ کفار کی ہر بستی اور ہر شہر سے متصل رہنے والے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے متصل کافروں سے جہاد کریں۔ اگر ان کی جماعت کمزور ہو تو جو مسلمان ان سے قریب رہتے ہوں وہ ان کی مدد کریں اور وہ بھی کافی نہ ہوں تو ان سے متصل رہنے والے مدد کریں۔ اسی طرح الاقرب فالاقرب کا سلسلہ چلا جائے گا۔ یہی حالت اس وقت ہوگی جب کفار سے متصل رہنے والے مسلمان سست پڑ جائیں اور جہاد نہ کریں تو ان سے قریب رہنے والوں پر پھر ان سے قریب رہنے والوں پر پھر اسی ترتیب سے مسلسل یہاں تک کہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر جہاد کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: علماء کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ جب دونوں صفوں کا باہم مقابلہ ہو جائے تو جو مسلمان وہاں موجود ہوں ان کا مقابلہ سے منہ پھیر کر بھاگنا جائز نہیں ہاں لڑائی کرنے کے لئے یا اپنی جماعت میں آ کر شامل ہونے کے لئے مقابلہ سے ہٹ جانا جائز ہے اور اگر کفار کی تعداد مسلمانوں کے دوگنے سے بھی زائد ہو تو مقابلہ سے بھاگ جانا جائز ہے گو ثابت قدمی بھی بہرحال افضل ہے۔

مسئلہ: دوسرے اسباب و آلات کے ساتھ ساتھ جہاد کے لئے سامان اور سواری علاوہ امام مالک کے باقی تینوں اماموں کے نزدیک شرط ہے۔ صرف امام مالک اس شرط کے قائل نہیں۔ اول قول کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے غیر اولی الضرر فرمایا اور جس کے پاس کھانا پینا اور سواری نہ ہو وہ اہل ضرر میں سے ہے۔

مسئلہ: علماء کا اتفاق ہے کہ اگر مسلمانوں کی بستی پر کافر دشمن حملہ کر دے تو اس بستی کے ہر بالغ مرد پر جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہے (فرض کفایہ نہیں رہتا) آزاد ہو یا غلام، بالغ ہو یا نابالغ۔ اس وقت جہاد کا حکم نماز روزہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ آقا کا غلام پر، قرض خواہ کا قرض دار پر اور ماں باپ کا اولاد پر جو حق ہے اس وقت اس کی کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ (اگر آقا غلام کو قرض خواہ قرض دار کو اور ماں باپ اولاد کو جہاد میں نکلنے سے روکیں تو ان کے احکام کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔ جیسے فرض نماز روزہ سے

ہر فرد پر فرض نہیں ہوتی ہے البتہ امام ابو حنیفہ کے قول پر ایک نبی سے کہ تمام مسلمانوں کی اجازت کے بغیر بھی جہاد میں جانا جائز ہے جب اس کی ضرورت ہو، اس لئے جہاد کی اس قسم کے علاوہ ہر صورت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے اجر کا وعدہ کیا ہے، البتہ جو لوگ کسی عذر کی وجہ سے رہ گئے وہ اس قسم سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ تمام حالات میں جہاد کی کوئی فرضیت نہیں ہے۔

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ

اور اللہ نے مجاہدوں کو جہاد سے بیٹھ رہنے والوں پر اجر عظیم کی بنیاد پر بڑی فضیلت دی ہے یعنی اپنے قرب اور جنت کے اعلیٰ درجات۔ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۝ یعنی یہ مرتبے اللہ کی طرف سے اور (دَرَجٰتٍ) اور (مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً) فرمایا کہ ان کے لئے درجات ہیں اور گناہوں کی مغفرت اور رحمت ہے جو دونوں فرقوں کے لئے ہو سکتی ہے۔

مجاہدین کی فضیلت بیان کرنے کے لئے پہلے مجاہدین کے درجات کا بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد مجاہدین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ کئی پہلوؤں سے جہاد کی فضیلت کا اظہار کیا گیا ہے اور (دَرَجٰتٍ) فرمایا کہ بڑی فضیلت یہی ہے اور آخر میں (اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً) فرمایا۔

کافروں سے جہاد اور نفس سے جہاد

بعض علماء نے فرمایا کہ کافروں سے جہاد کرنے والوں کے لئے ایک درجہ ہے اور اپنے نفس سے جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات اور مغفرت و رحمت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن فضالہ۔

آیت کا دوسرا مطلب

یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلی آیت میں مسلمانوں کی جماعت سے جہاد میں شرکت نہ کرنے والے مراد ہیں اور دوسری آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو بغیر عذر کے جہاد میں شرکت نہیں کرتے تھے اور جہاد کی ضرورت کی صورت میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ نہیں جاتے تھے۔

یعنی جہاد جہاں واجب ہو وہاں جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر بہت بڑی فضیلت حاصل ہے (اگر کوئی نہیں بیٹھتا تو بھی مجاہد کو بیٹھنے والوں پر فضیلت حاصل ہے) اور دوسری جگہ قاعدین سے مراد وہ لوگ ہیں جو بلا عذر جہاد سے بیٹھ رہتے ہیں (گویا ان کی جہت سے جہاد میں شرکت نہ کرنے والے) ان کے لئے یہ درجات فضیلت اور مغفرت کے قائل نہیں۔

درجات کی بلندی

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ابو سعید کو یہ سن کر تعجب ہوا اور درخواست کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ فرمائیں، آپ نے دوبارہ فرمایا پھر فرمایا ایک اور بات بھی ہے جس کی وجہ سے اللہ جنت کے اندر بندے کے سو درجے بلند فرمائے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی اونچائی ہوگی جتنی آسمان کی زمین سے ہے۔ حضرت ابو سعید نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا بات ہے؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ۔ رواہ مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے، خواہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنی جائے پیدائش میں بیٹھا رہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دے دیں؟ فرمایا جنت میں سو (۱۰۰) درجات ہیں جو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا وسطی اور اعلیٰ حصہ ہے، اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ رواہ البخاری

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

رحمت و مغفرت کے وعدے

حق تعالیٰ نے اپنی مغفرت اور رحمت کے وعدے ...

حضرت ابن عباسؓ سے جو روایت ہے فرماتے ہیں وہ مشرکین میں سے فرماتے کہ یہ
کہ مجاہد کے ہاتھ سے ... مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہو گئے تو یہ قول
معاف فرمانے والا ہے ... تفسیر ابن کثیر ۞

حضرت ابن ام مکتوم کا واقعہ

صحیح بخاری میں ہے کہ جب اس آیت کے ابتدائی الفاظ اترے کہ بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بلوا کر لکھوانا شروع کیا کہ حضرت ابن ام مکتوم نابینا آئے اور کہنے لگے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کیا کروں میں تو نابینا ہوں۔ اس پر (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) نازل ہوئی یعنی وہ جو کسی عذر سے بیٹھ رہے ہوں۔ اور روایت میں ہے کہ حضرت زید اپنے ساتھ قلم دوات اور شانہ لے کر آئے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ابن ام مکتوم نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد میں شامل ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران حضرت زید کی ران پر تھی۔ ... بوجھ ان پر پڑا کہ قریب تھا کہ ران ٹوٹ جائے۔ ... حدیث میں ہے ... پس ان الفاظ کی وحی اتری اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی تھی۔ خدا کی قسم ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کا بوجھ ... کوئی چیز ... پھر وحی ختم ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) تک لکھوائی اور ... جوڑ دیا۔

بعض معذوروں کا ثواب

بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم جس جہاد کے لئے سفر کرو ... یا کسی وادی میں چلو وہ تمہارے ساتھ اجر میں یکساں ہیں۔ صحابہ نے پوچھا وہ مدینہ میں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں انہیں عذر نے روک رکھا ہے ... روایت میں ہے ... جو خرچ کرتے ہو ... اس کا ثواب بھی ... بھی ملتا ہے۔ اسی مطلب کو ایک شاعر نے ان الفاظ میں نظم کیا ہے

يا راحلين الى البيت العتيق لقد
سرتم جسوما وسرنا نحن ارواحا
انا اقمنا على عذر وعن قدر
ومن اقام على عذر فقد راحا

"یعنی جب خدا تعالیٰ نے ... کہ ... ہم اپنے ... شہر سے اس طرف ... ہمیں بھی ... ہمارا ... بیچارے ... بے طاقتی اور ... ہمیں ... [illegible] "

تو وہ ... حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ... ام ... صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے ہم دونوں ناچار ہیں ... قرآن کی ... رخصت دی ... تفسیر ابن کثیر

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي
وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ
أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا
وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں ان سے فرشتے تم کس حال میں تھے
مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ
وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس اس ملک میں کہتے ہیں فرشتے کیا نہ
تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا
تھی زمین اللہ کی کشادہ جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں سے
فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
سو ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ اور وہ بہت بری جگہ پہنچے
إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
مگر جو ہیں بے بس مردوں اور عورتوں
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ
اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا
سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ
راستہ سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے
عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۹۹
ان کو اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا

ہجرت کا حکم:

[illegible]

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي

اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے گا

الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً وَمَنْ

اس کے مقابلہ میں جگہ بہت اور کشائش اور جو کوئی

يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کر اللہ اور رسول کی طرف

ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى

پھر آ پکڑے اس کو موت تو مقرر ہو چکا اس کا ثواب

اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اللہ کے ہاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

مہاجرین کو تسلی:

[illegible]

[illegible]

بے بسوں کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

[illegible]

[illegible] کا واقعہ

[illegible]

سبب نزول:

[illegible]

حدیث قدسی

[illegible]

ہجرت کی تعریف

[illegible]

ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت

[illegible]

حقیقی ہجرت

[illegible]

"مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ [illegible]"

[illegible]

تاریخ کی شہادت

[illegible]

[illegible] حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

[illegible]

جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ

[illegible]

خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ

[illegible]

الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا

[illegible]

قصر نماز

[illegible]

[illegible]

لازم ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے۔ واللہ اعلم

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

[illegible]

فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا

[illegible]

أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ

[illegible]

وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا

[illegible]

مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ

[illegible]

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو
اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ
اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تاکہ تم پر
مَّيْلَةً وَّاحِدَةً
حملہ کریں یکبارگی

نمازِ خوف:

پہلے نماز سفر کا بیان تھا یہ نماز خوف کا بیان ہے یعنی کافروں کی فوج مقابل میں ہو تو مسلمانوں کی فوج دو حصے ہو جائے ایک حصہ امام کے ساتھ آدھی نماز پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو جائے دوسرا حصہ آ کر امام کے ساتھ نصف باقی پڑھے امام کے سلام کے بعد دونوں حصے اپنی اپنی باقی نماز پوری جلدی جلدی پڑھ لیں اگر مغرب کی نماز ہو تو اول جماعت دو رکعت اور دوسری جماعت ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے اور اس حالت میں پھر [illegible] ہتھیار اپنے ساتھ رکھو۔ کیونکہ کافر انتظار میں ہیں کہ موقع پا کر یکبارگی حملہ کریں۔

شیخین نے صحیحین میں حضرت جابرؓ کی روایت سے لکھا ہے، حضرت جابرؓ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب چلے۔ جب ذات الرقاع میں پہنچے، اس روایت میں آیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر یہ گروہ پیچھے ہٹ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار اور دوسرے لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔

۴۔ ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ مشرکوں نے کہا ان (مسلمانوں) کی ایک نماز ہے جو ان کو اپنے باپ اور اولاد سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ یہ عصر کی نماز ہے اس لئے اپنی پوری قوت جمع کر کے (نماز کے اندر) ان پر یکدم حملہ کر دو۔ ادھر حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مشرکوں کے ارادہ کی اطلاع دینے کو) آ گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کے دو حصے کر کے ایک حصہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا حصہ نماز پڑھنے والوں کے پیچھے کھڑا رہے اور بچاؤ کا سامان اور اسلحے لئے رہے۔

اس طرح ہر گروہ کی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) ایک رکعت ہوئی اور آپ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

۵۔ بخاری نے صحیح میں سالم بن عمر کی وساطت سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کو گیا اور دشمن کے مقابل پہنچ کر ہم نے صف بندی کی (نماز کا وقت آ گیا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز کو کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کے ساتھ رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر یہ گروہ لوٹ کر اس گروہ کی جگہ پہنچ گیا جس نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ گروہ آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی لے کر ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔ پھر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں میں سے ہر شخص کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔

یہ کافر تمنا کرتے ہیں کہ کاش تم اپنے اسلحہ اور سامان کی طرف سے غافل ہو تو وہ سب تم پر یکدم لوٹ پڑیں۔ یہ ترجمہ لفظی ہے لیکن یہ مصدری بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر تم غافل ہو تو وہ یکدم حملہ کر دیں۔ نماز میں ہتھیار ساتھ رکھنے کے حکم کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے۔

آئندہ آیت کا شان نزول:

کلبی نے ابو صالح کے طریق سے حضرت ابن عباس کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی محارب اور بنی انمار سے جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا، وہاں دشمن کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔ لوگوں نے ہتھیار کھول دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے درمیان وادی حائل ہو گئی تھی۔ ایک درخت کے نیچے قضائے حاجت کے لئے بیٹھ گئے۔ غورث بن حارث محاربی نے دیکھ لیا [illegible] آپ کو [illegible] اور کہنے لگا خدا مجھے قتل کرے اگر میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ پھر تلوار سونت کر پہاڑ سے نیچے آیا اور بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ۔ پھر دعا کی اے اللہ تعالیٰ تو جس طرح چاہے مجھے غورث بن حارث سے بچا۔ غورث نے مارنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تلوار بڑھائی مگر دونوں شانوں کے درمیان درد اٹھا اور وہ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر ایک جانب جا پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اٹھ کر تلوار لے لی اور فرمایا غورث! اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ بولا کوئی نہیں۔ حضور نے فرمایا

جا تو شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تیری گواہی [illegible] کہ تم سے کبھی جنگ نہیں کروں گا اور تمہارے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اسے دی۔ [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں [illegible] [illegible] جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا اسے کیا ہو گیا، کس چیز نے تجھے روک دیا؟ [illegible] کے لئے اس کی طرف [illegible] [illegible] دونوں شخصوں کے درمیان [illegible] [illegible] (تفسیر مظہری)

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى

اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو

مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا

مینہ کے سبب یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو

أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ

اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو اپنا بچاؤ

اپنا بچاؤ ضروری ہے:

یعنی اگر بارش یا بیماری کی وجہ سے ضعف کی وجہ سے ہتھیار کا اٹھانا مشکل ہو تو اس حالت میں ہتھیار اتار کر رکھ دینے کی اجازت ہے۔ لیکن اپنا بچاؤ ضرور چاہئے۔ [illegible]

فائدہ: اگر دشمنوں کے خوف سے اتنی مہلت بھی نہ ملے کہ نماز خوف بصورت مذکورہ ادا کر سکیں تو جماعت موقوف کر کے تنہا تنہا نماز پڑھ لیں [illegible] سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ لیں اگر اس کی بھی مہلت نہ ملے تو پھر نماز کو قضا کر دیں۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾

بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے عذاب ذلت کا

یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق تدبیر اور احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ کام کرو اور اللہ کے فضل سے امید رکھو، وہ کافروں کو تمہارے ہاتھ سے [illegible] کافروں سے خوف مت کرو۔ (تفسیر عثمانی)

نماز کا قضا ہونا:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ تستر کے قلعے کے محاصرے میں میں موجود تھا۔ صبح صادق کے وقت بہت سخت جنگ شروع ہوئی اور [illegible] ہم لوگ نماز نہ پڑھ سکے اور برابر جہاد میں مشغول رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی تو [illegible] اس وقت ہم نے دن چڑھے نماز پڑھی۔ اس جنگ میں ہمارے امام حضرت ابو موسیٰ تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس نماز کے بدلے ساری دنیا کی تمام چیزیں بھی مجھے خوش نہیں کر سکتیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے

وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ

اور بیٹھے اور لیٹے

ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو:

یعنی خوف کے وقت جو تنگی اور بے اطمینانی اگر نماز میں کسی طرح کوتاہی ہوئی تو نماز سے فراغت کے بعد ہر وقت اور ہر حالت میں کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کو یاد کرو [illegible] [illegible] کی پابندی تو صرف نماز میں تھی اور یہ اطمینان [illegible] کا موقع ہے۔ ان کے علاوہ ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ [illegible] [illegible] کے سوا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ صرف [illegible] [illegible] (تفسیر عثمانی)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ کو یاد کرتے تھے۔ [illegible] اس آیت اور حدیث میں [illegible] [illegible]

بعض علماء نے آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جب تم حالت خوف سے فارغ ہو جاؤ تو پھر اسے قضا کرو۔ [illegible] کھڑے ہو کر اور بیماری کی حالت میں یا زخمی ہونے کی وجہ سے [illegible] کے جب [illegible] کے باعث [illegible]

[illegible]

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ

[illegible]

الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

[illegible]

جب اطمینان ہو تو نماز کو پورے آداب کے ساتھ پڑھو

[illegible]

نماز ظہر اور عصر کا وقت

[illegible]

حدیث جبریل

[illegible]

نمازوں کے اوقات

[illegible]

عشاء کا وقت

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا

[illegible]

تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ

[illegible]

وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ

[illegible]

اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

[illegible]

ہمت نہ ہارو:

[illegible]

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ

[illegible]

بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ

[illegible]

لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا

[illegible]

ایک منافق کی خیانت کا واقعہ:

[illegible]

تمام لوگوں میں انصاف کیا جائے:

[illegible]

اس لئے اعتماد کر لینا، رہے مجاہد اور ان کے حوالی تو وہ لوگ ہی نیک ہوں یا بد، مسلمان ہوں یا کافر، ہر حال میں انصاف کیا جائے، اور چور کا ساتھ دینا بات کا اعتبار اور ان کی طرف داری ہرگز مت کرنا، اور ان کی قسم اور ان کی ہاتھ بدلائی ہے حضور کو جرم مت بتلانا، مطلب یہ ہے کہ یہود کی طرف ہو کر بے گناہ کو مت جھگڑو۔ (تفسیر روح)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد:

آیت سے یہ امر تو ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض ظن پر فیصلہ نہیں کرتے تھے، لیکن یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ اجتہاد نہیں کرتے تھے، کیونکہ جب اجتہاد کے ذریعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم معین ہو گیا اور اللہ نے اس کی تائید کر دی اور یہ سوال کے خلاف کوئی اطلاع نہیں ہوئی تو اس وقت آپ کا یقین ہو گیا کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔ البتہ دوسرے مجتہدین کی حالت اس سے الگ ہے (ان کے اجتہاد کا ثبوت قرآن سے نہیں ہوتا ان کے اجتہاد فقط ظن ہی رہتا ہے، کبھی یقین تک نہیں پہنچتا)۔

اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اس کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ چپ رہو، یہ شان تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

مجتہد کا اجتہاد:

چونکہ درست ہے کہ آیت کا حکم عام ہو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص نہ ہو) اور یوں کہا جائے کہ جب قرآن، حدیث یا اجماع کی نص پیش نظر سے مجتہد کو کوئی حکم معلوم ہو جائے تو چونکہ قرآن اور حدیث اور اجماع کی رو سے اس پر عمل واجب ہے (تو گویا وہ قطعی حکم ہے اور قطعی طور پر اجتہاد پر عمل کرنا بہر حال قرآن و حدیث اور اجماع کی رو سے واجب ہے) اس لئے اجتہادی ظن کے خلاف کوئی دوسری دلیل مجتہد کے سامنے نہ آئے اور اجتہادی کوشش اور غور کا حق ادا کرنے کے بعد ایک حکم معلوم ہو جائے تو اگرچہ مجتہد کو یقین نہیں ہوتا کہ واقع میں بھی اللہ کے نزدیک حکم میرے خیال کے مطابق ہے مگر اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس اجتہاد پر عمل کرنا میرے لئے واجب ہے۔

شیخ ابو منصور نے لکھا ہے: آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں شروع سوال کے ذریعہ تم کو جو حکم اللہ تمہارے دل میں ڈالے اس کے مطابق فیصلہ کرو، اس صورت میں مجتہد کا قیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجتہاد

کر لینے جواز کی دلیل اس آیت میں موجود ہے۔

حکم کی تین قسمیں:

واضح خیال رہے کہ حضرت ایک گئے ہیں کہ حکم کی تین قسمیں ہیں جن کا حکم یا اثر ہے، اول وہ حکم جو بالکل واضح ہے اور جو قرآن اور حدیث میں موجود ہے، دوسرا وہ حکم جس میں واضح نص نہیں ہے مگر قرآن اور حدیث سے بھی ہم قیاس (اور استنباط) کر کے اپنے اجتہاد سے اس کو معلوم کر سکتے ہیں، تیسرا حکم جو کسی ایسے واقعہ سے متعلق ہو جس کی کوئی ہدایت نہیں ملتی یہ تیسرا حکم ہے (جس نے مطابق فیصلہ کیا وہ غلط ہے کیونکہ معلوم حکم میں اجتہاد کا اختلاف ہے، اس لئے حکم غیر صحیح بتانا نامناسب ہے۔ (تفسیر مظہری)

اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

تسہیل: یعنی اس خیال کے لئے صرف ظاہر حال کو دیکھ کر چور کا بری ہونا اور یہودی کو چور سمجھنا تمہاری عصمت اور عظمت شان کے مناسب نہیں اس سے استغفار چاہئے، اس میں کافر یہودی ہی کا حکم ہے، ان مخلصین صحابہ کرام کو جو قرابت وغیرہ کی بناء پر حسن ظن کر کے چوری کے چور ساتھ ہی ہو گئے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا

اور مت جھگڑ ان کی طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں، بیشک اللہ کو پسند نہیں جو ہو دغاباز گنہگار

يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ

چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہے جبکہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں اور

وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ⦗۱۰۸⦘

جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے

ایک امکان کی پیش بندی:

یعنی یہ بات ممکن ہے کہ اب ان لوگوں کی مکاری بالکل صاف ظاہر ہو گئی تو شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف سے معافی چاہیں جو آپ کی شان رحمت کے مطابق ہے اس پر حق تعالیٰ نے ان خطاوار کی معافی چاہنے پر ارشاد فرمایا کہ ان دغابازوں کی طرف سے کیوں جھگڑتے ہو ایسے لوگ اللہ کو خوش کیسے کر سکتے ہیں جو چپ چپ کر باتوں کا مشورہ کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے جو ہر وقت ان کے ساتھ ہے ان کے ذمہ میں ہے اور اگر آپ نے ان کی معافی بھی مانگی تو آپ معافی مانگنے کا استحقاق نہیں رکھتے ہیں مبادا قدر دیکھے اور پھر کہ وہ اس کا بھلا اسلامی بات

(يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ ...)

ارشاد ہوا اب تمہارا یہ حال ہے کہ ان کی پیش بندی کیسے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی سفارش سے بے سود ہے کہ دنیا والے اللہ۔ (ترجمہ)

هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ

سنتے ہو تم لوگ جھگڑا کرتے ہو ان کی طرف سے

الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ

دنیا کی زندگی میں پھر کون جھگڑا کرے گا ان کے بدلے اللہ سے قیامت

الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ⦗۱۰۹⦘

کے دن یا کون ہوگا ان کا کام بنانے والا

بے جا حمایت کی مذمت:

اس میں خطاب ہے چوری کرنے والے اور ان لوگوں کو جو چور کے طرف دار ہوئے تھے کہ حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے اس بے جا حمایت سے چور کو قیامت میں کوئی نفع نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

دو انصاریوں کا واقعہ

مسند احمد میں ہے کہ دو انصاری ایک معاملے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا مقدمہ لائے جو واقعہ زمانہ گزر چکا تھا شاہد کوئی نہ تھا تو آپ نے فرمایا کہ میں ہمارے فیصلے کی بنا پر اپنے بھائی کا حق نہ لے لے۔ اگر ایسا کرے گا تو قیامت کے دن اپنی گردن میں جہنم کی آگ کا طوق ڈال کر آئے گا۔ اب تو وہ دونوں بزرگ رونے لگے اور ہر ایک کہنے لگا میں اپنا حق بھی اپنے بھائی کو دے رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم ایسا کرو کہ جاؤ اپنے طور پر جہاں تک تم سے ہو سکے ٹھیک ٹھیک حصے تقسیم کرو پھر قرعہ ڈال کر حصہ لے لو۔ اور ہر ایک دوسرے کو اپنا رہا سہا غلطی کا حق معاف کر دے۔ ابوداؤد میں بھی یہ حدیث ہے۔

چوری کے واقعہ کی تفصیل

ترمذی کتاب التفسیر میں یہ بیان حضرت قتادہ کی طرف مروی ہے کہ ہمارے گھرانے کے لوگوں میں سے ایک گھر تھا جس میں بشر، بشیر اور مبشر تھے۔ بشیر ایک منافق شخص تھا شعر کہہ کر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا پھر ان اشعار کو کسی اور کی طرف منسوب کر کے خوب مزے لے لے کر پڑھتا۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ یہ خبیث ہی ان شعروں کا بنانے والا ہے۔ یہ لوگ جاہلیت کے زمانے سے ہی فاقہ مست، مفلس چلے آتے تھے۔ مدینے کے لوگوں کا اکثر کھانا جو اور کھجوریں تھیں۔ ہاں جو تونگر لوگ شام کے آئے ہوئے قافلے والوں سے میدہ خرید لیتے جسے وہ خود اپنے لیے مخصوص کر لیتے باقی گھر والے عموماً جو اور کھجوریں ہی کھاتے۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے بھی شام کے آئے ہوئے قافلے سے ایک بوجھ میدہ کا خریدا اور اپنے بالا خانے میں اسے محفوظ کر دیا، یہاں ہتھیار زرہ، تلوار وغیرہ بھی رکھی ہوئی تھیں۔ راتوں رات چوروں نے نیچے سے نقب لگا کر اناج بھی نکال لیا اور ہتھیار بھی اٹھا لے گئے۔ صبح میرے چچا میرے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ اب ہم تجسس کرنے لگے تو پتہ چلا کہ آج رات بنو ابیرق کے گھر میں آگ جل رہی تھی اور کچھ کھا پی رہے تھے غالباً وہ تمہارے ہاں سے چوری کر گئے ہیں۔ اس سے پہلے جب ہم اپنے گھرانے والوں سے پوچھ گچھ کر رہے تھے تو اس قبیلے کے لوگوں نے ہم سے کہا تھا کہ تمہارا چور لبید بن سہل ہے۔ ہم جانتے تھے کہ لبید کا یہ کام نہیں وہ ایک دیانتدار سچا مسلمان شخص تھا۔ حضرت لبید کو جب یہ خبر ملی تو وہ تلوار لے کر باہر آ گئے اور بنو ابیرق کے پاس آئے اور کہنے لگے یا تو تم میری چوری ثابت کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ ان لوگوں نے ان کی برأت کی اور معافی چاہ لی۔ وہ چلے گئے۔ ہم سب کے سب پوری تحقیقات کے بعد اسی نتیجے پر پہنچے کہ چوری بنو ابیرق نے کی ہے۔ میرے چچا نے مجھ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر تو کرو۔ میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ

اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا

[illegible]

[illegible] ... اس کی رحمت سے محروم ہوگا۔

صحابہ کرام کی حالت:

[illegible]

[illegible] ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ... [illegible]

سے حتا آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی [illegible] پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کا خواستگار ہو تو اللہ ضرور اس کو معاف فرما دیتا ہے کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے

(وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا)

([illegible])

خوشخبری: [illegible] روایات میں [illegible] دو صحابی [illegible] سے کوئی کام [illegible] کے لئے گئے ہوئے اور [illegible] تشریف لے گئے، [illegible] نہ ملی [illegible] ہیں [illegible] جب آپ نے [illegible] چاشت [illegible] ہوتے تھے [illegible] میں بھی آپ کے پیچھے [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] گئے [illegible] میرے پاس [illegible] سے [illegible] آیا [illegible] پھر آپ نے یہ آیت (وَمَنْ يَعْمَلْ) [illegible] پڑھی اور فرمایا تمہیں یہ مبارک ہو خوشخبری [illegible] ہے ([illegible])

زبان کی تیزی:

[illegible] کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ [illegible] حضرت ابو بکر اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے [illegible] تو آپ نے [illegible] حضرت ابو بکر نے جواب دیا اسی نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت [illegible] ہے۔

وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ
اور جو کوئی کرے گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی
نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا
حق میں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

جس کا جرم اسی کو سزا:

[illegible] جو شخص [illegible] گناہ کرے [illegible] کا بار اسی پر پڑے گا اور [illegible] کی [illegible] دوسرے [illegible] ہو سکتی ہے [illegible] وہ [illegible] تمام باتوں کا [illegible] ہے [illegible] حکمت [illegible] عدل و انصاف [illegible] وہاں اس کی گنجائش کہاں

تو اب اگر وہ کسی اور کے سر پر تہمت لگائے تو جان لیجئے:

وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ
اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے کسی
بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا
بے گناہ پر تو اس نے اپنے سر دھرا طوفان اور صریح گناہ

دوسرے پر تہمت:

[illegible] گناہ [illegible] کسی دوسرے [illegible] گناہ کر کے آپ بھی [illegible] تہمت دوسرا [illegible] کسی بے گناہ کے سر [illegible] تہمت [illegible] کی [illegible] کوئی [illegible]

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ
اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی
طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ
ان میں ایک جماعت کہ تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے
إِلَّا أَنْفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ
مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ
اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور تجھ کو سکھائیں
مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ
وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر
عَظِيمًا
بہت بڑا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان:

اس میں خطاب ہے [illegible] کی طرف اور [illegible] ہے [illegible] بیان ہے آپ کی عظمت شان اور عصمت کا [illegible] کہ آپ [illegible] تمام امت سے افضل اور [illegible]

اول تو سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل تو آپ پر بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا اور اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ آپ کو جو چوری کی برأت کا خیال ہوا تھا وہ ظاہر حال کو دیکھ کر اور قرائن و شہادات کو سن کر اور اس کو سچ سمجھ کر ہو گیا تھا سبحانک ہذا بہتان عظیم یا واجب فی الحق ہرگز ہرگز اس کا باعث نہ تھا اور اس بات میں کوئی برائی نہ تھی بلکہ یہی ہونا ضروری تھا جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقت حال ظاہر ہو گئی کوئی طعن والی بات نہیں۔ اور ان سب باتوں سے مقصود یہ ہے کہ آئندہ کو وہ فریب باز تو آپ کے بہکانے اور دھوکہ دینے سے رک جائیں اور مایوس ہو جائیں اور آپ اپنی عصمت اور تقویٰ کے موافق غور اور احتیاط سے کام لیں۔ واللہ اعلم۔ موضح بیان۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ
کچھ اچھے نہیں ان کے اکثر مشورے مگر جو کوئی کہے
بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ
صدقہ کرنے کو یا نیک کام کو یا صلح کرانے کو
النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ
لوگوں میں اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کیلئے
اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
تو ہم اس کو دیں گے بڑا ثواب

منافقوں کی سرگوشیاں:

منافق اور حیلہ گر آپ سے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں ان کا اعتبار ہو جائے۔ اور مجلس میں بیٹھ کر آپس میں بیہودہ سرگوشی کیا کرتے، کسی کی عیب جوئی، کسی کی غیبت، کسی کی شکایت کرتے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ جو لوگ چھپ کر کانوں میں مشورت کرتے ہیں ان کے اکثر مشورے خیر سے خالی ہوتے ہیں۔ صدقہ بات کو چھپانے کی حاجت نہیں ہاں بعض میں کوئی خیر ہوتا ہے۔

خفیہ کرنے والے کام:

البتہ چھپا دے تو صدقہ اور خیرات کی بات کو چھپا دے تاکہ لینے والا شرمندہ نہ ہو۔ یا کسی ناواقف کو غلطی سے بچائے اور اس کو اچھی بات اور صحیح مسئلہ بتائے تو چھپا کر بتائے تاکہ اس کو ندامت نہ ہو یا دو شخصوں میں لڑائی ہو اور

فیصلہ کرا دیں جو آپس میں صلح نہیں کرتا تو اس کو کوئی تدبیر بتا کر پھر اس کو سمجھائے حتیٰ کہ جھوٹ بولنے کی بھی اجازت ہے۔ آخر میں فرما دیا کہ جو کوئی امور مذکورہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرے گا تو اس کو بڑا عظیم الشان ثواب عنایت ہوگا۔ یعنی دنیا کی ریاکاری یا کسی اور غرض و مطلب کے لئے نہ ہونا چاہئے۔ موضح بیان۔

صلح کرانا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب سے فرمایا آؤ میں تجھے ایک تجارت بتاؤں، لوگ جب بگڑ رہے ہوں تو ان میں مصالحت کرا دے۔ جب ایک دوسرے سے کٹ گئے ہوں تو انہیں ملا دے۔ موضح ابن کثیر۔

(اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ) یا لوگوں میں صلح کرانے کا۔ اصلاح کا عطف معروف پر ہے۔ معروف (عام نیکی) کے اندر اصلاح (لوگوں میں صلح کرانا) بھی داخل ہے مگر اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر الگ کر دیا گیا۔ یا یوں کہا جائے کہ اصلاح بین الناس کی بعض صورتیں معروف نہیں ہوتیں مگر شرعاً جائز ہوتی ہیں، جیسے جھوٹ بولنا (مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے جائز ہے اگرچہ اس کا معروف نہیں کہا جا سکتا)۔

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط (جو مہاجرین سابقین میں سے تھیں) کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح کرائے اور کوئی اچھی بات (اپنی طرف سے) کہہ دے، یا کوئی (اچھی بات اپنی طرف سے بنا کر دوسرے کو) پہنچا دے۔ متفق علیہ۔ حضرت ابو درداء کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس کا مرتبہ روزے سے خیرات اور نماز سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہم نے عرض کیا ضرور فرمائیے۔ فرمایا لوگوں کے باہمی تعلقات کو درست کر دینا اور تعلقات باہمی کو خراب کرنا (نیکی کو) مونڈنے والا (صفایا کر دینے والا) ہے۔ رواہ ابو داؤد والترمذی۔ ترمذی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

تین جائز جھوٹ:

حضرت اسماء بنت یزید راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولنا جائز نہیں سوائے تین مواقع کے، بیوی کو راضی کرنے کے (اس کو خوش کرنے کے) لئے مرد کا جھوٹ بولنا، لڑائی میں جھوٹ بولنا، لوگوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا۔ رواہ احمد والترمذی۔ تفسیر مظہری جلد ۲

(ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ) اللہ کی رضامندی کی طلب میں نیکی کرنے

کے لئے طلب دنیا کی شرط ہے، لئے نکالی کی دکھاوے اور شہرت کے لئے بھلائی کرنے والا ثواب کا مستحق نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث انما الاعمال بالنیات متفق علیہ ہے۔

(فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا) تو ہم اس کو ضرور بڑا ثواب عطا کریں گے جس کے مقابلہ میں دنیا کا سارا مال و متاع حقیر ہے۔

اچھی بات کرو:

محدثین نے صحیحین میں نیز امام احمد نے حضرت ابو شریح خزاعی کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور روز آخرت کا معتقد ہو اس کو چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحمت کرے اس شخص پر جو (اگر) اچھی بات کرے تو فائدہ حاصل کرے یا خاموش رہے تو بچا رہے۔

(حضرت سے ... ہے۔ تفسیر مظہری جلد ۳)

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی
لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ
اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ
مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾
میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا

جان کر حق سے پھرنا:

یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اس کے بعد بھی رسول کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جدی راہ اختیار کرے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے، جیسا کہ اس چور نے کیا جس کا ذکر ہو چکا۔ بجائے اس کے کہ قصور کا اعتراف کر کے توبہ کرتا، بیگانہ کہ ہاتھ کٹنے کے خوف سے کہ بھاگ گیا اور مشرکین سے مل گیا۔

اجماع امت کا منکر:

فائدہ: اکثر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے، یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر۔ جس نے جدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔ (تفسیر عثمانی)

اجماع امت حجت ہے:

(وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى) (آیت ۱۱۵)

اس آیت میں دو چیزوں کا جرم عظیم اور دخول جہنم کا سبب ہونا بیان فرمایا ہے۔ ایک مخالفت رسول اور یہ ظاہر ہے کہ مخالفت رسول کفر اور وبال عظیم ہے۔ دوسرا جس کام پر سب مسلمان متفق ہوں اس کو چھوڑ کر ان کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجماع امت حجت ہے، یعنی جس طرح قرآن و سنت کے بیان کردہ احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اسی طرح امت کا اتفاق جس چیز پر ہو جائے اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور اس کی مخالفت گناہ عظیم ہے۔ جیسا کہ آپ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔ یعنی جماعت کے سر پر اللہ کا ہاتھ ہے، اور جو شخص جماعت مسلمین سے علیحدہ ہوگا وہ علیحدہ کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

حضرت امام شافعی سے کسی نے سوال کیا کہ کیا اجماع امت کے حجت ہونے کی دلیل قرآن مجید میں ہے؟ آپ نے قرآن سے دلیل معلوم کرنے کے لئے تین روز تک مسلسل تلاوت قرآن کو معمول بنایا۔ بروایت ان کی تین مرتبہ دن میں تین مرتبہ رات میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ بالآخر یہی مذکورہ آیت ذہن میں آئی۔ اس کو علماء کے سامنے بیان کیا تو سب نے اقرار کیا کہ اجماع کی حجت پر یہ دلیل کافی ہے۔ (معارف القرآن جلد ۲)

رسول کی مخالفت کی وضاحت:

نیک لوگوں کی جزاء کے ذکر کے بعد مذکورہ آیت میں بدوں کی سزا کا ذکر ہو رہا ہے۔ ارشاد فرمایا:

(وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى) اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا۔ یعنی دلیل یقینی سے ثابت ہونے اور قطعی طور پر معلوم ہونے کے بعد کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، جو شخص فرمان رسول کی مخالفت کرے گا۔ یہ شرط لگانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی کسی کو اطلاع نہ پہنچے یا اطلاع تو پہنچے مگر ذریعہ اطلاع اور سلسلۂ روایت یقینی نہ ہو اور اس صورت میں یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ولم نے قرآن کے خلاف مرتب یا اجتہادی کوشش کے بعد بھی مراد حدیث سمجھنے میں چوک سے غلطی ہو جائے تو ایسا شخص آیت کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ بعض علماء نے مخالفت رسول سے مراد لیا ہے مرتد ہو جانا۔ [illegible] وقت کے بعد [illegible] کا جیسا [illegible] سے متعلق روایت ذکر کی ہے۔

(وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ) اور مومنوں کے رستہ کے علاوہ دوسرے راستہ پر چلے گا۔ یعنی اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے جو طریقہ اہل ایمان کا ہے [illegible] اگر بعض مسلمانوں کے طریقہ [illegible] کے خلاف ہو جائے تو [illegible] بشرطیکہ [illegible] دوسرے مومنوں کے طریقہ کی موافقت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

(نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى) تو ہم اس کو وہ کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے۔ یعنی جس گمراہی کو اس نے اختیار کر رکھا ہے ہم وہی اس کو دے دیں گے [illegible] بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ [illegible] آخرت میں [illegible] اس کے سپرد کر دیں گے۔

قیامت میں اعلان:

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ جو جس کی پوجا کرتا تھا اس کے پیچھے چلا جائے [illegible] اللہ کے سوا [illegible] آستانوں کی پوجا کرتا تھا [illegible] دوزخ میں گر پڑیں گے۔

(وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ) اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ وساءت مصیرا اور جہنم (حق سے روگردانی کا) برا انجام ہے۔

طعمہ بن ابیرق کا قصہ:

بغوی نے لکھا ہے اس آیت کا نزول طعمہ بن ابیرق کے متعلق ہوا تھا۔ صورت یہ ہوئی کہ [illegible] جب [illegible] ہاتھ کاٹے جانے کی رسوائی اور [illegible] کا اندیشہ ہوا [illegible] مکہ بھاگ گیا [illegible] تب آیت (وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ) نازل ہوئی۔

بغوی نے لکھا ہے کہ طعمہ بن ابیرق (مکہ) بھاگ کر [illegible] قبیلہ [illegible] کے ایک شخص کے پاس [illegible] تھا [illegible]

طعمہ اس کے گھر میں نقب لگایا۔ تب اس کے اوپر ایک پتھر [illegible] گر پڑا [illegible] پھنس گیا [illegible] صبح [illegible] اور [illegible] کو قتل [illegible] نکالا [illegible] لے گیا اور بھاگ [illegible] ایام [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے طریقے:

مالک کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے کچھ طریقے جاری کئے جن پر عمل کرنے سے اللہ کی کتاب کی تصدیق، اللہ کی طاعت کی تکمیل اور اللہ کے دین کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ کسی کو ان کے بدلنے [illegible] اجازت نہیں اور [illegible] جو ان طریقوں کے خلاف ہیں [illegible] ہدایت یاب ہوگا اور جو ان پر عمل کرے گا [illegible] نصرت [illegible] جو ان کے خلاف کرے گا [illegible] مومنوں کے راستے کے علاوہ [illegible] اللہ اس کو [illegible] جس کو اس نے اختیار کیا [illegible] جہنم میں داخل کرے گا [illegible]

وعید عذاب کی دو شرطیں:

اس آیت میں وعید عذاب دو شرطوں کے ساتھ مشروط کیا ہے مخالفت رسول اور [illegible] مومنوں کی [illegible] مخالفت بھی حرام ہے۔ لہذا اجماع امت واجب ہے۔

بیہقی اور ترمذی نے حضرت ابن عمر اور حضرت [illegible] کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا میری امت کو [illegible] گمراہی پر [illegible]

[illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
[illegible]
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَآءُ
اس کے واسطے جس کو چاہے

[illegible]

شرک کا مفہوم

[illegible]

شرک اور قتل ناحق [illegible]

[illegible]

ظلم کی تین قسمیں:

[illegible]

شرک کی حقیقت:

[illegible]

[illegible]

(معارف القرآن مفتی صاحب)

[illegible]

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا
اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور جا پڑا

مشرک کی گمراہی

[illegible]

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا

اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو اور نہیں

وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا لَّعَنَهُ اللَّهُ

پکارتے مگر شیطان سرکش کو جس پر لعنت کی اللہ نے

مشرکین کی جہالت

[illegible]

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا

اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے

مَّفْرُوضًا

حصہ مقررہ

شیطان کا پروگرام

[illegible]

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ

[illegible]

فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ

[illegible]

خَلْقَ اللَّهِ

بنائی ہوئی اللہ کی

[illegible]

اللہ کی پیدائش کو تبدیل کرنا

[illegible]

ہزار میں ایک جنتی:

[illegible]

شیطان کا طریقہ

[illegible]

شیطان کا خون کی طرح دوڑنا

[illegible]

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ

[illegible]

اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۔ يَعِدُهُمْ

[illegible]

فطرۃ اللہ:

[illegible]

(رواہ البخاری و مسلم فی صحیحہما)

گودنے اور گدوانے والی

[illegible]

جانوروں کو خصی کرنا

[illegible]

وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

[illegible]

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا

[illegible]

يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے اچھے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

[illegible]

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

[illegible]

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

[illegible]

شیطان سے محفوظ رہنے والوں سے ساتھ اللہ کا وعدہ

[illegible]

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ

[illegible]

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ

[illegible]

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ

اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
جو کوئی کام کرے اچھے مرد ہو یا عورت
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا
اور وہ ایمان رکھتا ہو سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں
يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾
اور ان کا حق نہ رہے گا تل بھر

مغفرت کیلئے نیک عمل کی ضرورت۔

کتاب والوں میں یہودیوں اور عیسائیوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں [illegible] گنتی کے چند روز [illegible] جائیں گے، ہمارے پیغمبر ہمارے گناہ بخشوا لیں گے۔ [illegible] اہل اسلام بھی اپنے حق میں یہی خیال کرلیا کرتے ہیں۔ [illegible] اطاعت اور ثواب کی امید [illegible] جو برا کرے گا بدلہ پائے گا۔ کوئی [illegible] اللہ جس کو چاہے [illegible] دنیا کی مصیبت [illegible] معاف کر دے۔ اور جو کوئی عمل نیک کرے گا بشرطیکہ ایمان بھی رکھتا ہو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور نیکیوں کا ثواب پائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ ثواب و عذاب کا تعلق اعمال سے ہے، کسی کی امید اور آرزو سے [illegible] [illegible]

بیعت نبوی

حضرت عبادہ بن صامت کی روایت میں آیا ہے کہ صحابہ کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے بیعت کرو کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، کسی پر بہتان تراشی نہیں کرو گے اور کسی اچھے کام (کے معاملہ) میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ پھر تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور [illegible] دنیا میں اس کی سزا [illegible] تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی [illegible] پھر اللہ نے [illegible] چاہے معاف کر دے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ [illegible]

مومن کی بیماری:

ابن ابی شیبہ اور احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مومن پر جو بیماری، دکھ، رنج اور فکر آتا ہے، اللہ اس کو اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔ صحیحین وغیرہ میں حضرت کعب بن عجرہ کی روایت سے بھی ایسا آیا ہے۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت بریدہ اسلمی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کی دو وجہوں میں سے ایک وجہ ضرور ہوتی ہے۔ یا تو اس مصیبت سے اللہ اس کا کوئی گناہ معاف کر دیتا ہے جو بغیر اس کے معاف ہونے والا نہیں ہوتا۔ یا کسی عزت پر پہنچا دیتا ہے کہ اس مصیبت کے بغیر اس عزت پر پہنچ نہیں سکتا تھا۔

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت ابو ذر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ بندہ مومن کو بیماری میں مبتلا کرتا ہے۔ اور یہ صرف بندہ کی طرف سے مہربانی ہوتی ہے۔ جنت میں اس بندہ کا ایسا درجہ ہوتا ہے جس پر بغیر اس دکھ میں مبتلا ہونے کے اور کسی عمل سے وہ پہنچ نہیں سکتا۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

صحابہ پر اس آیت کا اثر

جامع ترمذی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] فرمایا کیا بات ہے ابوبکر؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے کوئی برائی نہیں کی [illegible] برائی کی سزا ملنی ہے تو ہم میں سے کون بچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ابوبکر، آپ اور آپ کے مومن بھائی [illegible] تکالیف کے ذریعہ [illegible] گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا آپ بیمار نہیں ہوتے، کیا آپ کو کوئی مصیبت اور رنج نہیں پہنچتا [illegible] [illegible]

[illegible]

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ

[illegible]

لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

[illegible]

حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا

[illegible]

حضرات صحابہ کی فضیلت

[illegible]

سبب نزول

[illegible]

[illegible]

احسان کیا ہے

[illegible]

ابراہیم [illegible] کی شان:

[illegible]

حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی اسی وجہ سے خلیل بنے کہ آپ صرف اللہ [illegible] مخلوق کے سامنے اپنی حاجت پیش نہیں کرتے تھے۔ آپ [illegible] اللہ کے سوا کسی کی طرف [illegible] تھے۔

تفسیر: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا [illegible] اس کا [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اس [illegible] خلیل [illegible] حبیب [illegible] ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا ایک عجیب واقعہ

عبداللہ [illegible] ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں [illegible] اہل [illegible] لوگوں [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] جب [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] وہ [illegible] کہ [illegible] زندگی [illegible] حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے [illegible] مغرب کی طرف سے [illegible] حضرت ابراہیمؑ [illegible] طرف [illegible] آپ [illegible] لینا چاہتے [illegible] آپ نے [illegible] ابراہیمؑ کے سامنے [illegible] حضرت ابراہیمؑ [illegible] کھانا [illegible] آپ [illegible] اللہ [illegible]۔

امت کے اعمال اور کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و کمال ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے گا [illegible] اس طریقے پر چلنے کا ثواب بھی ہوگا اور ان لوگوں [illegible] کا بھی ثواب ہوگا [illegible] اس طریقہ پر چلیں گے [illegible] والوں کے ثواب میں اس سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ نیکی کی راہ بتانے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت کے [illegible] کمالات [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور کمالات ہیں۔ حضورؐ نے اپنے اور اپنی امت کے لئے ان تمام کمالات کو طلب [illegible] کی دعا کی تھی اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور [illegible] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

[illegible] حضرت ابو ہریرہؓ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم خلیل اللہ تھے [illegible] اور [illegible] میں اللہ کا حبیب ہوں [illegible] فخر نہیں [illegible] شفاعت [illegible] سب سے پہلے [illegible] قبول ہوگی اور یہ فخر نہیں [illegible] جنت [illegible] اللہ [illegible] ساتھ [illegible] ہوں گے اور یہ فخر نہیں [illegible] قیامت [illegible] تمام اگلوں پچھلوں [illegible] اور یہ فخر نہیں [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] ابراہیم کو خلت کے لئے اور موسیٰ کو کلام کے لئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چن لیا۔

امت محمدیہ کی مثال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی مثال بارش [illegible] کہ معلوم نہیں اس کا اول حصہ بہتر ہے یا آخر حصہ [illegible] کی طرح ہے جس سے ایک سال ایک جماعت کو اور دوسرے سال دوسری جماعت کو کھانا [illegible] دوسری جماعت سے [illegible] رزق والی ہو اس سے [illegible] حال [illegible]۔

عمل کے مقبول ہونے کی شرطیں

[illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible] کسی عمل کے مقبول ہونے کی [illegible]

ذریعہ ہیں۔ اخلاص اور حسن عمل نام ہے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس لئے اخلاص کے ساتھ ساتھ حسن عمل ہونے کا ہونا بھی ضروری ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] طریقے سے [illegible] نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات و خیرات [illegible] ضروری ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن میں اخلاص اور حسن عمل کی ایک مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام [illegible] واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا [illegible] جو حقیقت قرآن میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ میں فرمایا [illegible] خلیل [illegible] (مسلم)

ابراہیم علیہ السلام کی ملک الموت سے گفتگو

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] ایک دن آپ [illegible] ایک شخص کھڑا ہے [illegible] ملک الموت ہوں، مجھے اللہ نے اپنے ایک بندے کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ [illegible] اللہ نے اسے اپنا خلیل کر لیا ہے [illegible] حضرت [illegible] ملک الموت نے کہا وہ شخص خود آپ ہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا [illegible] آپ ہی ہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت خوف:

صحیح حدیث میں ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خوف خدا [illegible] آپ نماز پڑھتے [illegible] آواز [illegible]

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ
اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ۟
اور سب چیزیں اللہ کے قابو میں ہیں

مظلوموں کا ازالہ:

[illegible]

وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ
اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی [illegible]
فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ
[illegible]
یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا
[illegible]
كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
[illegible]
وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ
[illegible]

تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ

یتیموں کے حق میں انصاف پر

سبب نزول

اس صورت کے اول میں تاکید فرمائی تھی یتیموں کے حق ادا کرنے کی اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا ولی مثلاً چچا کا بیٹا ہو اگر جانتے ہو کہ اس کا حق پورا ادا نہ کر سکو گے تو خود اس لڑکی سے نکاح نہ کرو بلکہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح کر دو اور آپ دوسری عورت سے نکاح کر لو۔ اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا موقوف کر دیا تھا پھر تجربہ سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اس کا ولی ہی اس سے نکاح میں لائے جیسی رغبت دوسرے کو نہیں ہوگی۔ تب مسلمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی اجازت مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رخصت دی گئی اور فرمایا کہ وہ جو پہلے ممانعت سنائی گئی تھی وہ خاص اس صورت میں تھی کہ ان کا حق پورا ادا نہ کرو اور یتیموں سے انصاف نہ کرنے کا جو اندیشہ تھا اور جو یتیموں کے ساتھ سلوک اور بھلائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کو اجازت ہے۔ (موضح القرآن)

فائدہ: عرب والے عورتوں، بچوں اور یتیموں کو بعض حقوق میں محروم رکھتے تھے میراث نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میراث اس کا حق ہے جو دشمنوں سے لڑائی کرے۔ یتیم لڑکیوں سے ان کے اولیاء نکاح کر کے ان کا مہر اور خرچ نہ دیتے اور ان کے مال میں بے جا تصرف کرتے تھے۔ چنانچہ اس صورت کے اول میں ان باتوں کی تاکیدات گزر چکیں اب اس موقع پر چند رکوع پہلے سے جو ارشاد چلا آ رہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اب تمام احکام الٰہی ہے کہ کسی کی عقل یا کسی کا اجتہاد یا کسی کا عمل یا کسی کی آرزو اور قیاس قابل اعتبار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے کسی کی بات نہیں اور اللہ کے حکم کو چھوڑ کر اس پر عمل کرنا صریح کفر اور گمراہی ہے اور اس مضمون کو طرح طرح سے تاکیدات بلیغہ کے ساتھ ظاہر کر کے بتلایا ہے اب اس کے بعد وہی سابقہ حالات سے نمٹنے اور مسائل عورتوں اور یتیم لڑکیوں کے نکاح کے متعلق بتلائے جاتے ہیں تاکہ ان تاکیدات کے بعد کسی کو عورتوں کے حقوق دینے میں کوئی بات باقی نہ رہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب عورتوں کے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم میراث ظاہر فرمایا تو بعض عرب کے سردار آپ کی خدمت میں آئے اور تعجب سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ بہن اور بیٹی کو میراث دلواتے ہیں حالانکہ میراث تو ان کا حق ہے جو دشمنوں سے لڑیں اور غنیمت کا مال لائیں۔ آپ نے فرمایا بیشک حق تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ ان کو میراث دی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرف کو ارشاد (وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ) کے مصداق حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ کسی قسم کے معاملات میں اپنے زیر دستوں کی ادنیٰ حق تلفی روا نہیں رکھتے اور حکم خداوندی کے مقابلہ میں اپنے منافع اور اغراض ذاتی اور قدیم رسوم و رواج کی ہرگز پروا نہیں کرتے بلکہ حکم الٰہی کی مخالفت کے احتمال سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو کرتے ہیں حضرت کی اجازت لینے کے بعد کرتے ہیں۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور جو کرو گے بھلائی سو وہ اللہ کو

بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

معلوم ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری ہر ایک بات معلوم ہے جو یتیموں اور عورتوں کے حق میں جو بھلائی کرو گے اس کا ثواب ضرور پاؤ گے

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا

اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے

أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا

یا جی پھر جانے سے تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں

بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

آپس میں کسی طرح صلح اور صلح خوب چیز ہے

یعنی اگر کوئی عورت خاوند کا دل اچاٹ دیکھ کر اس کو خوش اور متوجہ کرنے کے لئے اپنے حق میں سے کچھ چھوڑ کر اس کو راضی کر لے تو اس میں مضائقہ نہیں کسی کے ذمہ کچھ گناہ نہیں زوجین میں حسن الفت اور موافقت بہت ہی اچھی بات ہے جس سے کہ عورت کو تنگ کرنا اور بلا وجہ اس کے مال میں تصرف کرنا گناہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ازدواجی زندگی کے متعلق چند قرآنی ہدایات

(وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا) (الی قولہ) وَاسِعًا حَكِيْمًا ان تینوں آیتوں میں حق تعالیٰ نے ازدواجی زندگی کے ایک اہم اور نازک

[illegible]

اللهم هذا قسمي فيما أملك فلا تلمني فيما تملك ولا أملك

[illegible]

صلح کی اقسام

[illegible]

وتکم کا اقرار:

[illegible]

آیت کا عموم:

یہ آیت اگرچہ میاں بیوی کے درمیان مصالحت کرنے کے سلسلہ میں [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل

[illegible]

کو صحبت سے دستبردار ہوئی تھی لیکن چونکہ الفاظ عام ہیں اس لئے دوسری قسم کے معاملات میں بھی مصالحت کا جواز اس آیت سے ثابت ہے۔

ناجائز صلح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمانوں کے درمیان ہر طرح کی صلح جائز ہے مگر وہ صلح جائز نہیں جو حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنا دے۔ اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں مگر اس شرط کے پابند نہیں جو حلال کو حرام بنا دے یا حرام کو حلال کر دے۔

مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے اس شرط پر صلح کرے کہ اس کی سوکن سے صحبت نہیں کرے گا حالانکہ سوکن سے صحبت شرعی طور پر حلال ہے اگر بیوی سے صلح اس کی سوکن سے ترک صحبت کی شرط پر کرے گا تو یہ صلح باطل ہوگی اور جیسے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے اور بیوی شوہر سے اس شرط پر مصالحت کرے کہ میں اپنی باری سوکن کو دیتی ہوں مجھے طلاق نہ دو تو یہ مصالحت بالاجماع جائز ہے۔ پابندی نہیں مصالحت سے پہلے بعض وارثوں کو باری کی تقسیم میں ترجیح دینا حرام تھا مگر مصالحت کی وجہ سے حلال ہوگیا۔

مسئلہ: اگر مدعی نے دعویٰ کیا اور کسی معاملہ پر مصالحت ہو جائے تو اگر مال کا دعویٰ ہو اور اس کے عوض کسی مال پر مصالحت ہو جائے تو اس کو بیع سمجھا جائے گا (یعنی مدعی کا دعویٰ ہے اور مدعی علیہ اس کو معاوضہ دے رہا ہے) اور جو دعویٰ والے مال کے عوض دیا گیا وہ مبیع قرار پائے گا لہٰذا اس میں شفعہ کا قانون جاری ہوگا۔ خیار عیب، خیار شرط اور خیار رؤیت بھی ہوگا۔ بدل اگر مجہول ہوتو عقد صلح فاسد ہو جائے گا۔ لیکن جس مال کا دعویٰ ہو وہ اگر مجہول ہے تو عقد صلح فاسد نہیں ہوگا کیونکہ اس کو تو ساقط ہونا ہی ہے (مجہول کے ساقط ہونے سے کوئی جھگڑا نہیں پیدا ہوتا) ہاں یہ ضروری ہے کہ مدعی علیہ کو بدل ادا کرنے پر قدرت ہو۔

اگر مال کا دعویٰ ہو اور اس کے عوض (مدعی کا) کوئی کام کرنا طے ہو جائے تو اس کا حکم عقد اجارہ جیسا ہوگا (یعنی اس کو اجارہ قرار دیا جائے گا) اور جس طرح اجارہ میں کام کے وقت کی تعیین ضروری ہے اسی طرح اس میں وقت کی تعیین ضروری ہے اور اگر مدت مصالحت کے اندر مدعی یا مدعی علیہ میں سے کوئی مر جائے تو عقد مصالحت باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ: سکوت یا انکار کی صورت میں مصالحت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مدعی علیہ قسم کھانے سے بچ جائے گا (مصالحت نہ ہوتی تو مدعا علیہ پر قسم عائد ہوتی) کیونکہ منکر پر قسم عائد ہوتی ہے اور مدعی اپنے حق کا معاوضہ لے

جائے گا۔ لہٰذا مدعی سے اگر کسی گھر کے متعلق دعویٰ کیا اور کچھ دے کر مدعی سے مصالحت کرلی تو اس مکان میں شفعہ واجب نہیں لیکن اگر مکان کے عوض مدعی علیہ نے مکان دے دیا تو اس مکان میں شفعہ واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی مکان کا دعویٰ کیا اور مکان کا ایک ٹکڑا مدعی علیہ نے دے کر صلح کرلی تو یہ صلح صحیح نہ ہوگی۔ کیونکہ جتنا حصہ مدعی نے حاصل کرلیا وہ اس کے دعویٰ کا ایک جزء ہے اس لئے باقی حصہ میں اس کا دعویٰ قائم رہے گا۔ ہاں اگر مدعی علیہ نے بدل صلح میں ایک درہم بڑھا دیا یا یہ صراحت ہوگئی کہ مدعی باقی دعویٰ سے دست بردار ہو جائے گا تو صلح صحیح ہے اور باقی حصہ میں مدعی کا دعویٰ قائم نہیں رہے گا۔

مرد نے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور کچھ مال دے کر درست ہو جائے تو جائز ہے۔ گویا یہ خلع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی پر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ تو میرا غلام ہے اور وہ کچھ مال دے کر مصالحت کرے تو جائز ہے۔ گویا یہ مال کے عوض آزادی ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی پر قرض کا دعویٰ ہو اور وہ کچھ دے کر مصالحت کرلے تو صحیح ہے۔ گویا یہ صورت اس طرح ہو جائے گی کہ مدعی نے اپنا کچھ قرض وصول کرلیا اور باقی معاف کر دیا۔ پس اگر کھرے ہزار روپیہ کا دعویٰ ہو اور کھوٹے پانچ سو روپے پر صلح کرلی جائے تو یہ صلح درست ہوگی۔ اور یوں سمجھا جائے گا کہ مدعی نے بجائے کھرے روپیہ کے کم تر وصول کرلیا اور کچھ معاف بھی کر دیا اور نقدی کی جگہ ادائیگی کے لئے مہلت دے دی۔

لیکن اگر کھوٹے ہزار روپیہ کا دعویٰ ہو تو پانچ سو کھرے روپیہ کی ادائیگی پر صلح کرنا جائز نہیں (حوالہ بالا بتحقیق نظر ہوئی تم کے ساتھ)۔ کیونکہ حق تو کھوٹے روپے کا تھا اور مصالحت کھرے روپیہ کی شرط پر ہوئی تو کھوٹے ہزار روپے کا معاوضہ کھرے پانچ سو سے ہوگیا یہ سود ہے۔ لیکن اگر درہم (قرض) کا دعویٰ ہو اور (سونے کے) کچھ دینار پر مصالحت ہو جائے تو چونکہ یہ بیع صرف ہوگی اس لئے اشرفیوں پر اسی مجلس میں مصالحت کرکے جدا ہونے سے پہلے مدعی کا قبضہ ضروری ہے۔

سبب نزول:

حاکم نے حضرت عائشہ کی روایت سے لکھا ہے کہ آیت والصلح خیر اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جس کے نکاح میں ایک عورت تھی اور اس سے اس کے بچے بھی تھے لیکن اس شخص نے اس کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہا عورت نے اس کی رضا مندی کے لئے کہا تم مجھے اپنے پاس رہنے دو اور مجھے اپنی باری کی ضرورت نہیں۔ تفسیر عزیزی

وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

اور دلوں کے سامنے موجود ہے حرص

نفع کی حرص:

یعنی اپنے نفع اور مال کی حرص اور تنگی ہر ایک کے دل میں رکھی ہوئی ہے، سو نظر بر مصلحت اگر عورت مرد کو کچھ نفع پہنچا دے گی تو مرد خوش ہو جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

حرص، کنجوسی کی مذمت:

میرے نزدیک الشح کا معنی ہے "حرص آمیز کنجوسی"۔ ... یعنی اکثر حالات میں کسی سے کنجوسی دور نہیں ہوتی۔ نہ عورت کو گوارا ہوتا ہے کہ مرد اس کی طرف سے منہ پھیرے اور اس کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کرے، نہ مرد کو گوارا ہوتا ہے کہ عورت کو (جو مرغوب نہیں) اپنے پاس رکھے اور اس کے حقوق ادا کرے۔ (تفسیر مظہری)

وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا

اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

سب کاموں کی خبر ہے

جھگڑے اور ناراضگی سے بچنے کا طریقہ:

یعنی اگر عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو گے اور بدخلقی اور جھگڑے سے پرہیز رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تو تمہارے سب حالات سے خبردار ہے اس نیکی کا ثواب ضرور عنایت کرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں نہ جھگڑے اور ناخوشی کی نوبت آئے گی نہ صلح کرنے اور اپنے حق کے چھوڑنے کی ضرورت ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ

اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو

وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ

اگرچہ اس کی حرص کرو سو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال

فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ

رکھو ایک عورت کو جیسے ادھر میں لٹکتی

ناانصافی نہ کرو:

یعنی اگر کئی عورتیں نکاح میں ہوں تو یہ تم سے نہ ہو سکے گا کہ محبت قلبی اور ہر امر میں بالکل مساوات رکھو، مگر ایسا ظلم بھی نہ کرو کہ ایک کی طرف تو بالکل جھک جاؤ اور دوسری کو ایسا بیچ میں لٹکا رکھو کہ نہ خاوند والی رہے نہ بالکل بے شوہر کہ دوسری جگہ نکاح کر سکے۔ (تفسیر عثمانی)

(فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ) اور اس کو ادھر میں لٹکی ہوئی کی طرح چھوڑ دو کہ نہ وہ شوہر والی ہے نہ بے شوہر کی۔

بیوی سے ناانصافی کی سزا:

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف جھک جائے (اور دوسری سے منہ پھیر لے) تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔ رواہ صاحب السنن الاربعہ والدارمی۔ (تفسیر مظہری)

وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ

غَفُورًا رَحِيمًا ۝

بخشنے والا مہربان ہے

حتی المقدور کوشش کرو:

یعنی اگر اصلاح اور مصالحت کا خیال رکھو گے اور تقویٰ اور ظلم سے بچتے رہو گے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ؕ

اور اگر دونوں جدا ہو جاویں تو اللہ ہر ایک کو بے پروا کر دے گا اپنی کشائش سے

وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝

اور اللہ کشائش والا تدبیر جاننے والا ہے

میاں بیوی میں جدائی ہو جائے تو بھی اللہ کارساز ہے

یعنی اگر دونوں جدائی ہی کو پسند کریں اور طلاق کی نوبت آئے تو کچھ حرج نہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کا کارساز ہے اور سب کی حاجات کا پورا کرنے والا ہے، اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ زوجین کو حتی الامکان محبت سے رکھے اور ... اور اس پر قادر نہ ہو تو پھر طلاق دے دینا مناسب ہے ...

ہم۔ تو تقسیم کرتے ہیں

مسئلہ: حسب روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کا انتظام یہ تھا کہ تمام بیویوں کی باری (اور مصارف) کی تقسیم میں برابری رکھنا شوہر پر واجب ہے۔ برابری نہ کرنے میں سخت گناہ کی وعید ہے۔ قاضی پر بھی واجب ہے کہ جس عورت کی حق تلفی ہو رہی ہو اس کو اس کا حق دلوائے۔ لیکن تسویہ اور برابری جماع میں ضروری نہیں۔ البتہ جماع بالکل نہ کرے کہ اس سے نسل کے ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہاں شب باشی میں برابری واجب ہے۔

نئی اور پرانی بیوی:

نئی بی بی بھی پرانی بیویوں کی طرح باری کی تقسیم میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک برابر ہے کیونکہ حدیث مذکور مطلق ہے۔ باقی تینوں اماموں کے نزدیک نئی بی بی اگر کنواری ہو تو اس کے پاس مسلسل ایک ہفتہ رہے اور اگر ثیبہ ہو تو تین رات مسلسل رہے۔ اس مدت کے بعد سب کی باری برابر کرے۔ نئی بی بی کے پاس جتنی راتیں گزاری ہوں پرانی بیویوں کے لئے ان کی تلافی واجب نہیں۔

ابو قلابہ کی روایت ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ اگر کسی بی بی پر کسی کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات رات رہے اور اگر غیر کنواری بیوہ سے نکاح کیا تو اس کے پاس تین رات رہے۔ پھر سات اور تین راتوں کے بعد وہ باری (برابر) تقسیم کرے۔ یہ روایت بیان کرنے کے بعد ابو قلابہ نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا تھا۔ متفق علیہ

حالت سفر کا حکم:

اگر کوئی شخص سفر کو جائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک حالت سفر میں کسی بی بی کو باری کا حق نہیں ہے جس کو چاہے ساتھ لے جائے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ قرعہ اندازی کر لے اور جس کا نام نکل آئے اس کو ساتھ لے جائے۔ حالت سفر کی مدت کا کسی عورت کو کوئی حق نہیں۔ دیگر ائمہ کے نزدیک اگر مرد کسی کو ساتھ لے جانا چاہے تو قرعہ اندازی لازم ہے اور جس کا نام نکلے اسی کو ساتھ لے جانے کا حق ہے۔

اپنی باری کسی کو دے دینا:

اگر کسی بی بی نے اپنی باری کسی دوسری کو دے دی تو اس کی باری ساقط ہو جائے گی۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ حضرت سودہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی باری عائشہ کو دے دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے دو دن کر دیے تھے۔ ایک دن خود ان کا اور ایک دن حضرت سودہ والا۔ متفق علیہ۔

بغوی نے سلیمان بن یسار کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے آیت فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا الخ کے ذیل میں فرمایا اگر عورت اپنے نفس و مصارف یا باری کو معاف کر دینے پر رضامند ہو گئی ہو تو جب تک رضامند رہے جائز ہے۔ اور اگر رضامندی کے بعد پھر انکار کر دے تو اس کا حق اس کو واپس مل جائے گا۔

مسئلہ: مرض کی حالت میں بھی عورت کی رضامندی کے بغیر اس کی باری ترک کر دینا جائز نہیں، رضامند ہو تو جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت کی حالت میں (دریافت) فرماتے تھے کل میں کہاں ہوں گا۔ اس سے آپ کی مراد حضرت عائشہؓ کی باری معلوم کرنا ہوتی تھی۔ (چنانچہ دیگر) بیبیوں نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں۔ چنانچہ آپ حضرت عائشہؓ کے گھر رہے تھے۔ اور وہیں وفات پائی۔ متفق علیہ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
اور ہم نے حکم دیا ہے پہلے کتاب والوں کو
قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا
اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر نہ مانو گے
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں
وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي
اور اللہ ہے بے پروا سب خوبیوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ
وَكِيْلًا ۝
کافی ہے کارساز

[illegible] ... ہمارے لئے سیدنا پیدا ... ہمارے بیان ... [illegible]

آیتوں کا خلاصہ

[illegible]

إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ

اگر چاہے تو تم کو دور کر دے اے لوگو اور لے آئے

بِآخَرِينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ قَدِيرًا

اور لوگوں کو اور اللہ کو یہ قدرت ہے

اللہ کی بے نیازی

[illegible]

حضرت سلمانؓ کی قوم

[illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... حضرت سلمانؓ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ... [illegible]

[illegible] ... اس حدیث کی روایت ... (وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا) ... [illegible]

[illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... سورۂ جمعہ ... (وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) ... حضرت سلمانؓ ... ایمان ... [illegible]

[illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت (وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم) ... [illegible]

مشائخ محدثین ماوراء النہر

[illegible]

امام ابوحنیفہؒ

[illegible] ... شیخ جلال الدین سیوطیؒ ... امام ابوحنیفہؒ ... [illegible]

[illegible]

مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ

[illegible]

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

[illegible]

اطاعت الٰہی سے دنیا و آخرت کا حصول

[illegible]

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا

اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے

[illegible]

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا تقویٰ

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ

[illegible]

بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

[illegible]

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِينَ

[illegible]

[illegible]

بہترین گواہ

[illegible]

آیت کا دوسرا مطلب

[illegible]

جج کی ذمہ داری

[illegible]

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا

[illegible]

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوا

[illegible]

گواہی میں کسی کی طرفداری نہ کرو:

یعنی سچی گواہی دینے میں اپنا یا کسی کا نقصان نہ سوچو ... مالدار ہو یا محتاج ... حق ... اللہ تعالیٰ ... ان کے مصالح سے واقف ہے، اس کو یہاں کی کیا پروا ہے۔

وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ
اور اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاؤ گے تو اللہ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾
تمہارے سب کاموں سے خوب واقف ہے

گواہی سچی اور صاف دو:

زبان ملو یعنی گواہی میں ... کہ سننے والے کو شبہ پڑ جائے ... اور بچا جاؤ یعنی پوری بات نہ کہو ... ان دونوں صورتوں میں ... (تفسیر عثمانی)

پیغمبر بھیجنے اور کتابیں اتارنے کا مقصد:

... کیا ... رسول ... تاکہ لوگوں کو ... حق ... (تفسیر عثمانی)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ
اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر
وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ
اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو

يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾
اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا

تمام احکام پر دل سے یقین لاؤ:

یعنی جو اسلام قبول کر چکے ہو ... دل سے یقین لاؤ ... اگر کسی ایک پر بھی یقین نہ لائے تو ... ایمان نہیں ... (تفسیر عثمانی)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا
جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے
ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ
پھر کافر ہو گئے پھر بڑھتے رہے کفر میں تو اللہ ان کو
لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿١٣٧﴾
ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ دکھلاوے ان کو راہ

منافقوں اور یہودیوں کی حالت:

یعنی ظاہر میں تو مسلمان ہوئے ... بے یقین ... کافر ہیں ... مراد منافقین ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کی شان میں ہے کہ اہل ایمان ... عبادت کر کے کافر ہوئے پھر ... اسلام سے منکر ہو کر ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ... کفر میں ترقی کر گئے۔ (تفسیر عثمانی)

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾
خوشخبری سنا دے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے عذاب دردناک
الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ
وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رفیق

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ
مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت
فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا
سو عزت تو اللہ ہی کے واسطے ہے ساری

عزت کا مالک فقط اللہ ہے

یعنی منافق لوگ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ ان کا یہ خیال کہ کافروں کے پاس بیٹھ کر ہم کو بھی عزت ملے گی بالکل غلط ہے سب عزت اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے جو اس کی اطاعت کرے گا اس کو عزت حاصل ہوگی جیسا کہ مومنین ... دونوں جہاں میں ... (تفسیر عثمانی)

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا
اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ جب
سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا
سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ
تو نہ بیٹھو ان کے ساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں
حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی انہی جیسے ہوئے بیشک اللہ
جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا
اکٹھا کرے گا منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ

انکار و تمسخر کی مجلس میں نہ بیٹھو

یعنی اے مسلمانو خدا تعالیٰ پہلے قرآن شریف میں تم کو حکم بھیج چکا ہے کہ جس مجلس میں احکام خداوندی کا انکار اور تمسخر کیا جاتا ہو وہاں ہرگز مت بیٹھو ورنہ تم بھی ویسے ہی سمجھے جاؤ گے البتہ جس وقت دوسری باتوں میں مشغول ہوں تو اس وقت ان کے ساتھ بیٹھنے کی رخصت ہے۔

سبب نزول: منافقوں کی مجالس میں آیات اور احکام الٰہی پر انکار و استہزاء ہوتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ جو فرمایا کہ حکم اتار چکا تم پر یہ اشارہ ہے آیت (وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ) الخ کی طرف جو پہلے نازل ہو چکی تھی۔ فائدہ اس سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص مجلس میں اپنے دین پر طعن اور عیب سنے اور پھر اسی مجلس میں بیٹھا رہے اگرچہ آپ تحقیق بھی کرے وہ منافق ہے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت علیؓ اس آیت کی تلاوت فرما کر فرماتے تھے مرتد سے تین بار کہا جائے کہ توبہ کر لے۔ پھر فرمایا یہ منافقوں کا حال ہے کہ آخر زمانہ میں ہر بار ایسا ہوتا ہے پھر وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں۔

فخر کیلئے کافر باپ دادوں سے منسوب ہونا

مسند احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فخر و عزت اور اپنی عزت ظاہر کرنے کے لئے اپنا نسب اپنے کافر باپ دادوں سے ملائے اور نو تک پہنچے وہ دسواں ان کے ساتھ جہنم میں ہوگا۔

اس آیت سے فقہاء کا استدلال:

امام شافعیؒ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی کافر مسلمان غلام خریدے تو بیع فاسد ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا بیع صحیح ہے کیونکہ کافر مالک ہے اور مسلمان غلام کی بیع ہے البتہ اس آیت کے زیر اثر (کافر اپنی ملک کی مسلمان غلام کو نہ رکھ سکے گا بلکہ) کافر کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ مسلمان غلام کا مالک ہونے کے بعد فروخت کر دے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اگر شوہر مرتد ہو جائے اور بیوی مسلمان رہے تو مرتد ہوتے ہی بیوی کی تفریق ہو جاتی ہے۔ (یعنی نکاح سے خارج ہو جاتی ہے)

ریاکار کی نماز:

بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کے سامنے تو نماز اچھی طرح پڑھے اور جب لوگ نہ دیکھتے ہوں تو نماز کو خراب پڑھے تو یہ نماز کو حقیر سمجھنا ہے کیونکہ ایسا شخص اپنے رب کی اہانت کرتا ہے۔

منافق کی حالت:

روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی حالت ایسی ہے جیسے ریوڑ سے بچھڑی ہوئی بکری جو دو ریوڑوں کے درمیان کبھی ایک طرف دوڑ کر جاتی ہے کبھی دوسرے کی طرف لوٹتی ہے۔ رواہ مسلم (تفسیر مظہری، جلد ۳)

حضرت عمرؓ کا فرمان:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یعنی جو شخص کفار کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دیتے ہیں" مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ملک شام کے عمال (گورنروں) سے فرمایا:

كُنْتُمْ أَذَلَّ النَّاسِ فَأَعَزَّكُمُ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَكُنْتُمْ أَذَلَّ النَّاسِ لَا عِزَّ لَكُمُ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ فَمَهْمَا تَطْلُبُوا الْعِزَّةَ بِغَيْرِ اللّٰهِ (مستدرک ص ۸۲ ج۱)

"یعنی تم سب لوگوں میں سب سے کم اور سب سے زیادہ ذلیل تھے تم کو محض اسلام کی وجہ سے عزت و شوکت ملی ہے تو خوب سمجھ لو اگر تم اسلام کے سوا کسی دوسری چیز سے عزت حاصل کرنا چاہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل کر دے گا"

جب تک مسلمان صحیح معنی میں مسلمان رہے دنیا نے اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا اور پھر آخر زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نامت (قیامت) تک مسلمان صحیح مسلمان ہو جائیں گے تو پھر غلبہ انہی کا ہو گا۔ درمیانی ادوار میں مسلمانوں کے ضعف ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے ان کا کمزور نظر آنا اس کے منافی نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو اس جرم میں گرفتار کیا کہ وہ شراب پی رہے تھے ان میں سے ایک شخص کے بارے میں ثابت ہوا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے اس نے شراب بھی نہیں پی لیکن ان کی مجلس میں شریک تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کو بھی سزا دی کہ وہ ان کی مجلس میں بیٹھا کیوں تھا۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۵۷۲)

شراب نوشی کی مجلس:

تفسیر ابن کثیر میں اس جگہ یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ"

"یعنی جو شخص اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو" (معارف القرآن ج ۲)

الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ
وہ منافق جو تمہاری تاک میں ہیں پھر اگر تم کو فتح
فَتْحٌ مِنَ اللّٰهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ
اللہ کی طرف سے تو کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر
كَانَ لِلْكٰفِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ
نصیب ہو کافروں کو تو کہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا
عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
تم کو اور بچا دیا تم کو مسلمانوں سے

منافقت:

یعنی یہ منافق وہ ہیں جو برابر تمہاری تاک اور انتظار میں لگے رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح ہو تو تم سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے مال غنیمت میں ہم کو بھی شریک کرو اور اگر کافروں کو لڑائی میں کچھ حصہ مل گیا یعنی وقتی غلبہ ہو گیا تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تم کو گھیر نہ لیا تھا اور تمہاری حمایت کر کے ہم نے کیا تم کو مسلمانوں کے ضرر سے نہیں بچایا۔ لوٹ میں ہم کو بھی حصہ دو۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ یہ منافق دو کشتیوں کے سوار ہیں جس طرف کا پلہ بھاری دیکھتے ہیں ادھر ہی ہو جاتے ہیں یہ بھی بڑے رسوا کن نفاق کی بات ہے۔ (تفسیر عثمانی)

منافقت کا عذاب:

بغوی نے حضرت ابوہریرہؓ کا قول لکھا ہے صندوقوں کے اندر منافق بند ہوں گے جن کے اندر منافقوں کو اوپر نیچے سے بند کیا ہوا ہو گا۔

ابن وہب نے کعب احبار کا قول نقل کیا ہے کہ دوزخ میں ایک کنواں ہے جب سے اس کو بند کیا ہے اس کا منہ کبھی نہیں کھولا گیا جب کبھی کھولا جاتا ہے تو اس کی گرمی سے دوزخ پناہ مانگتی ہے۔ دوزخ کے سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ منافق دوزخ کے نچلے طبقے کے مستحق اس لئے قرار دیئے گئے کہ تمام کافروں سے زیادہ خبیث ہیں۔ ان کے اندر کفر کے ساتھ اللہ، رسول اور اسلام کے ساتھ استہزاء ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی خباثت ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ باوجود کافر ہونے کے اہل اسلام کے ظاہری حقوق سے بھی مستفید ہوتے رہے اس لئے عذاب کے بھی زیادہ مستحق قرار دیئے گئے۔

اخلاص اور ریا کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے دو حدیثیں ہیں حضرت سعیدؓ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کی خوشی کے لئے عمل کرے اور اس عمل پر لوگوں کی تعریف کو پسند نہ کرے۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت سے لکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس میں اخلاص کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ اس کو حرام کردہ چیزوں سے باز رکھے۔ یہ تفسیر مظہری سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت:

بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل کی روایت سے لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حاکم بنا کر یمن کو بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت فرما دیجئے۔ فرمایا اپنے دین کو خالص رکھنا تیرے لئے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَلَنْ يَّجْعَلَ

سو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا

اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا

اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ

کافر کبھی کامیاب نہ ہوں گے:

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں عملی فیصلہ کرے گا کہ تم کو بہشت دیگا اور ان کو جہنم میں ڈالے گا دنیا میں جو تم ان سے مغلوب ہو جاتے ہو لیکن آخرکار اہل ایمان کو فتح ہی ہوگی جو مومن کی اصل شان ہے۔ (تفسیر جلالین)

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ

بے شک منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دیگا

دغا کی سزا:

یعنی دل سے کافر ہیں اور ظاہر میں مسلمان تاکہ دونوں طرف کی مضرت سے محفوظ رہیں اور دونوں سے فائدہ اٹھائیں۔ چونکہ حق تعالیٰ جانتا ہے اس دغابازی کی یہ سزا دی کہ ان کی تمام تدبیریں بے کار ہوگئیں اور ناکام رہے دنیا میں ایسے ذلیل ہوئے کہ ان کا حال سب پر کھل گیا اور سب دغابازی مسلمانوں پر کھل گئی اور آخرت میں جو ان کی سزا ملے گی وہ بھی ظاہر ہے۔ غرض اس دغابازی کے نتیجے میں دنیا و آخرت دونوں خراب ہو گئیں۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ

اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے

يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

لوگوں کے دکھانے کو اور یاد نہ کریں اللہ کو

اِلَّا قَلِيْلًا ۙ

مگر تھوڑا سا

منافقوں کی نماز:

یعنی نماز جو نہایت ضروری اور خالص عبادت ہے اس کے ادا کرنے میں جو دلی اخلاص کی ضرورت کا بھی اثر نہیں منافق لوگ اس سے بھی جان چراتے ہیں مجبوری لوگوں کے دکھانے کو جو کچھ پڑھتے ہیں تاکہ ان کے کفر کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور مسلمان سمجھے جاویں پھر ایسوں سے اور کسی بات کی کیا توقع ہو سکتی ہے وہ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ

ادھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ نہ ان کی طرف

وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا

تو ہرگز نہ پاوے گا تو اس کے واسطے کہیں راہ

منافقوں کی پریشان حالی:

یعنی منافقین تو بالکل تذبذب اور حیرت میں گرفتار ہیں۔ نہ اسلام پر اطمینان ہے نہ کفر پر سخت پریشانی میں مبتلا ہیں کبھی ایک طرف جھکتے ہیں کبھی دوسری طرف اور اللہ جس کو بھٹکا دے اور گمراہ کر دے پھر اس کو نجات کا راستہ کہاں مل سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

نماز شوق سے پڑھو:

حضرت ابن عباس کہتے ہیں ہارے ہوئے بدن سے کسمسا کر نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ نمازی کو چاہئے کہ ذوق و شوق سے راضی خوشی پوری رغبت اور انہماک و توجہ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور یقین مانے کہ اس کی آواز پر خدا تعالیٰ کے کان ہیں۔ اس کی طلب پوری کرنے کو خدا تیار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

منافقوں پر بھاری نمازیں:

بخاری و مسلم میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے زیادہ بوجھل نماز منافقوں پر عشاء اور فجر کی ہے۔ اگر وہ اس کی اور ان نمازوں کے فضائل کے دل سے قائل ہوتے تو گھٹنوں کے بل چل کر بھی پہنچ جاتے۔ میں تو ارادہ کر رہا ہوں کہ تکبیر کہلوا کر کسی کو اپنی امامت کی جگہ کھڑا کر کے نماز شروع کرا دوں اور کچھ لوگوں سے لکڑیاں اٹھوا کر ان کے گھروں میں جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ ایک روایت میں ہے خدا کی قسم اگر انہیں ایک چرب ہڈی یا دو اچھے کھر ملنے کی امید ہو تو دوڑے چلے آئیں۔ لیکن آخرت کی اور خدا کے ثوابوں کی انہیں اتنی بھی قدر نہیں۔ اگر بال بچوں اور عورتوں کا جو گھروں میں رہتی ہیں مجھے خیال نہ ہوتا تو قطعاً میں ان کے گھر جلا دیتا۔

منافق کی مثال:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ منافق کی مثال ایسی ہے جیسے دو ریوڑ کے درمیان کی بکری کہ کبھی تو دوڑ کر اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے کبھی اس طرف۔ اس کے نزدیک ابھی طے نہیں ہوا کہ اس کے پیچھے جائے یا اس کے پیچھے جائے۔

اور حدیث میں ہے، منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو ہرے بھرے ٹیلے پر بکریوں کو دیکھ کر آئی اور سونگھ کر چل دی۔ پھر دوسرے ٹیلے پر چڑھی اور سونگھ کر آ گئی۔ پھر فرمایا، جیسے خدا نے اولاً حق سے پھیر دیا [illegible] (تفسیر ابن کثیر)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ
اے ایمان والو نہ بناؤ کافروں کو
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ
اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر
تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ
اللہ کا الزام صریح بیشک
الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝
اور ہرگز نہ پاوے گا تو ان کے واسطے کوئی مددگار

نفاق کی دلیل:

یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے نفاق کی جیسے کہ منافقین کرتے ہیں۔ سو تم اے مسلمانو ہرگز مت کرو ورنہ خداوند تعالیٰ کا صریح الزام اور پوری حجت تم پر قائم ہو جائے گی کہ تم بھی منافق ہو اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہو سکتا کہ ان کو اس طبقہ سے نکال لے یا عذاب میں کچھ تخفیف کرا دے۔ مسلمانوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے۔ (تفسیر عثمانی)

کافروں سے دوستی کا نقصان:

حق تعالیٰ شانہ جب منافقین کے اعمال قبیحہ کا بیان کر چکے تو مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم ان کافروں سے دوستی نہ کرو ورنہ تم ان کی سزا کے ساتھی ہو گے جیسا کہ حدیث میں ہے، المرء مع من احب۔ کیونکہ ان کی دوستی سے تمہارے دل سے خدا تعالیٰ کی محبت چلی جائے گی۔ آخرت کو بھول جاؤ گے اور صرف دنیا کے شیدائی و فریفتہ بن جاؤ گے کیونکہ ایک دل میں دو ضد نہیں رہ سکتیں (مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ) الخ یہی معنی ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ
مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو
وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
اور خالص کیا اپنے دین کو اللہ کے واسطے سو وہ ہیں ایمان والوں کے
وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
ساتھ اور جلد دیگا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب

خالص مسلمان:

یعنی جو منافق نفاق سے توبہ کر کے اپنے عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑیں اور اللہ پر توکل رکھیں اور اپنا دین خواہشوں سے پاک و صاف کر لیں تو وہ خاص مسلمان ہیں۔ [illegible] ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے اور ایمان والوں کو بڑا ثواب ملے گا۔ [illegible] (تفسیر عثمانی)

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ
کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو
وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا
اور اللہ قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا ہے

اللہ قدر دان ہے:

یعنی اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا قدر دان ہے اور بندوں کی سب باتوں کو خوب جانتا ہے۔ سو جو شخص اس کے حکم کی اطاعت اور شکر گزاری کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور اس پر یقین رکھتا ہے تو اللہ عادل رحیم کو ایسے شخص پر عذاب کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی ایسے شخص کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔ وہ تو منکروں اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

شکر گزاروں کا انجام:

اللہ شکر گزار مومن کو عذاب نہیں دے گا۔ کیونکہ بندوں کو عذاب دینے سے نہ اس کے اقتدار میں اضافہ ہوتا ہے نہ عذاب نہ دینے سے حکومت میں کمی آ جاتی ہے۔ کسی فائدہ کو حاصل کرنا یا ضرر کو دفع کرنا تو عذاب دینے کا مقصد ہی نہیں ہے۔

ایمان و شکر سے علاج:

جیسے مزاج کے بگڑنے سے مرض پیدا ہوتا ہے، مگر ایمان اور شکر کی دوا سے آدمی کی قلبی بیماری یعنی نفاق و کفر کو زائل ہو جاتے اور وہ ٹوٹ کر جائے تو آدمی برے نتیجے سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

شکر اور ایمان:

میں کہتا ہوں شاید شکر سے مراد ہے ایمان مجازی یعنی جو ظاہری عمل ہے۔ اور ایمان سے مراد ہے ایمان حقیقی (اور ایمان مجازی ایمان حقیقی کا زینہ ہے۔ ظاہری مجازی ایمان سے ہی ترقی کر کے آدمی ایمان حقیقی تک پہنچتا ہے۔ اس لئے شکر کو ایمان سے پہلے ذکر کیا)۔ (تفسیر مظہری)

﴿پارہ پنجم ختم ہوا﴾

الحمد للہ

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ
اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا مگر
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا
جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا

غیبت کی ممانعت:

یعنی کسی میں دینی یا دنیاوی عیب معلوم ہو تو اس کو مشہور نہ کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سب کی بات سنتا ہے اور سب کے کام خوب جانتا ہے۔ ہر ایک کو اس کے موافق جزا دے گا۔ کسی کی غیبت کرنی نہیں چاہئے مگر مظلوم کو رخصت ہے کہ ظالم کا ظلم لوگوں سے بیان کرے۔ ایسے ہی بعض اور صورتوں میں بھی غیبت روا ہے۔ اور یہ حکم بیان فرمایا اس لئے کہ مسلمان کو چاہئے کسی منافق کا نام مشہور نہ کرے، اور بھی اگر جانے اس کو جو... جس میں بگڑ کر شاید بے باک ہو جائے، بلکہ مبہم نصیحت کرے۔ منافق آپ سمجھ لے گا یا تنہائی میں نصیحت کرے اس طرح شاید ہدایت قبول کر لے۔ چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے، کسی کا نام لے کر مشہور نہ فرماتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

سب سے زیادہ عذاب والے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب منافقین اور اصحاب مائدہ اور آل فرعون کو ہوگا۔ اور قرآن کریم میں اس کی تصریح موجود ہے۔

نام لے کر عیب بیان کرنا:

اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیات میں منافقین کے عیب بیان کئے مگر نام کسی کا نہیں لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کو یہ پسند ہے کہ کسی کا نام لے کر برائی کا اعلان نہ کیا جائے۔ ہاں اگر مظلوم اپنے ظالم کا نام لے کر اس کا عیب بیان کرے اور اس کی شکایت کرے تو یہ جائز ہے۔ حاکم کی عدالت میں نالش و شکایت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ بغیر ظالم کا نام لئے ہوئے مظلوم اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکتا۔

مظلوم اگر ظالم کی برائی یا زیادتی کا اظہار کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر معاف کر دے تو اس کے لئے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت باوجود قدرت کے خطاکاروں سے معاف کرنے اور درگزر کرنے کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

کہ یہ آیت (اِلَّا مَنْ ظُلِمَ) اس کے بیان کے لئے ہے بلکہ [illegible] کہ [illegible] سے [illegible] جاتا ہے۔ اب [illegible] بیان [illegible] کہ اس کے بعد [illegible] قریب [illegible] کا ذکر ہے یعنی [illegible] کرنا [illegible] بڑا ظلم ہے [illegible] ظالم [illegible] لینا جائز ہے۔ حدیث میں [illegible] صاحب [illegible] کو [illegible] ہے۔ [illegible]

عیب کو ظاہر کرنا کب جائز ہے:

[illegible] کہ عیب کو ظاہر کرنا [illegible] سے احتیاط اور پرہیز کریں۔ مطلب یہ ہے کہ [illegible] ظالم [illegible] کو [illegible] اس کے [illegible] اور [illegible] نہیں۔

مظلوم کو اجازت:

مظلوم کے لئے [illegible] کی اجازت [illegible] ہے کہ مظلوم [illegible] کے ظلم کی [illegible] کے لئے بددعا کر سکتا ہے۔ بعض [illegible] کے نزدیک یہ [illegible] کرنے سے [illegible] گالی دے (تو جائز ہے لیکن) [illegible] ظلم [illegible] زیادتی کرتا ہے۔

([illegible]) الآیۃ

حضرت انس [illegible] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] جو [illegible] کرے [illegible] جب تک کہ مظلوم [illegible] (مسلم)

میزبان کا حق:

[illegible] مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول مہمان کے حق میں ہوا تھا۔ اگر کوئی شخص کسی قوم کے پاس جا کر اترے اور وہ [illegible] ضیافت [illegible] مہمان کے لئے [illegible] اس [illegible] بیان کرنا جائز ہے۔

مظلوم کو پہلے انتقام لینے کی اجازت دی۔ اس آیت میں [illegible] معاف کر دینے کی ترغیب دی۔ حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کیا [illegible]

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا
ترجمہ: اگر تم کوئی بھلائی [illegible] یا اسے چھپاؤ یا معاف کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا
برائی سے تو اللہ بھی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے

مظلوم کو معاف کر دینے کی ترغیب

اس آیت میں مظلوم کو معاف کر دینے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ حق تعالیٰ زبردست اور قدرت والا ہو کر بندوں کی خطاؤں [illegible] معاف کرتا ہے [illegible] دوسروں کا قصور معاف کر دینا چاہئے [illegible] یہ کہ مظلوم [illegible] جواب [illegible] اگر [illegible] ہے [illegible] کی اصلاح [illegible] حقوق کی [illegible] صبر کر [illegible] ظالم کی [illegible]

مسلمان کے لئے بددعا کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما [illegible] تفسیر [illegible] کسی مسلمان [illegible] کے لئے بددعا کرنی جائز نہیں۔ ہاں جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ اپنے ظالم کے لئے بددعا کر سکتا ہے۔ [illegible] صبر و تحمل کرے [illegible] نصیحت [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی [illegible] چوری کر لے گئے تو آپ ان کے لئے بددعا کرنے لگیں۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حضرت حسن بصری [illegible] کے لئے بددعا [illegible] یہ ہے اللّٰھم اعنی علیہ و استخرج حقی منہ [illegible]

انسداد جرم:

جس شخص پر کوئی ظلم کرے تو مظلوم اس کے ظلم کی شکایت [illegible] کر سکتا ہے۔ [illegible] ظلم کا [illegible] ذریعہ ہے۔

ظلم کے جواب میں [illegible] کی اجازت [illegible] لیا جا سکتا ہے۔ [illegible] معاف کر دیا جائے تو [illegible]

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے

وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ

اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں

وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ

اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو

وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١٥٠﴾

اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں ایک راہ

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا

ایسے لوگ وہی ہیں اصلی کافر اور ہم نے تیار کر رکھا ہے

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٥١﴾

کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب

ربط: یہاں سے ذکر ہے یہود کا، چونکہ یہود کے نفاق کا مضمون بہت تھا اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے وہ یہود تھے یا یہود سے ربط اور میل رکھنے والے اور ان کے مشورہ پر چلنے والے تھے، اس سے قرآن شریف میں کثرت سے ان دونوں فرقوں کا ذکر ملا ہوا ہے۔

بعض رسولوں کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا کفر ہے:

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسولوں سے منکر ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں پر ایمان نہیں لائے اور بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور مطلب یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک نیا مذہب اپنے لئے نکالیں ایسے ہی لوگ اصل اور پکے کافر ہیں ان کے لئے خواری اور ذلت کا عذاب تیار ہے۔

فائدہ: اللہ کا ماننا جبھی معتبر ہے کہ اس کے سب پیغمبروں کی تصدیق کرے اور اس کا حکم وصفت بدون تصدیق نبی کے اللہ کا ماننا معتبر نہیں بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ کی اور تمام رسولوں کی تکذیب بھی ہوتی ہے جیسا کہ جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء کی تکذیب کرنے والے قرار دیئے گئے اور کافر سمجھے گئے۔ (تفسیر عثمانی)

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر اور

بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ

جدا نہ کیا ان میں سے کسی کو ان کو جلد دے گا

أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٥٢﴾

ان کے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

مسلمانوں کی فضیلت

یعنی اور جن لوگوں نے کسی نبی کو جدا نہیں کیا بلکہ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو پورا ثواب عطا فرمائے گا۔ ان سے مراد مسلمان ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب پر ایمان لائے۔ (تفسیر عثمانی)

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ

تجھ سے درخواست کرتے ہیں اہل کتاب کہ تو ان پر اتار لاوے

كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ

لکھی ہوئی کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے

أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً

اس سے بھی بڑی چیز اور کہا ہم کو دکھلا دے اللہ کو بالکل سامنے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا

سو آ پڑی ان پر بجلی ان کے گناہ کے باعث پھر بنا لیا

الْعِجْلَ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ

بچھڑے کو بہت کچھ نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد پھر ہم نے

فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ

وہ بھی معاف کیا

سبب نزول: یہودیوں کے چند سرداروں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو ایک کتاب پوری کی پوری یکبارگی آسمان سے لا دو جیسے

حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لائے تھے۔ [illegible] نازل کرائی۔

یہودیوں کے سوالات کے جوابات

ان تمام [illegible] سوالات کا ان کے جواب میں [illegible] ہے۔ اس نے یہ تحقیقی جواب دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہودی جو آپ سے آسمان سے کتاب طلب کر رہے ہیں یہ ان کی بے ادبی اور سرکشی کی بات [illegible] ہے۔ [illegible] ان سے بھی بڑی سخت بات انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے طلب کی تھی کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلا دکھاؤ [illegible] پر بجلی گر پڑی [illegible] اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان [illegible] عظیم الشان نشانیاں دیکھ کر بھی بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی درگزر فرمایا۔ [illegible] تفصیل سے [illegible] ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا

اور دیا ہم نے موسیٰ کو غلبہ صریح

موسیٰ علیہ السلام نے ان بچھڑے کی پوجا کرنے والوں [illegible] اور ان کی [illegible] کو حکم دیا کہ [illegible] والے قتل کیے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ

اور ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ طور ان سے قرار لینے کے واسطے

یہود کی سرکشی:

[illegible] یہودیوں نے [illegible] تورات کے احکام قبول کرنے سے انکار کیا [illegible] سرکشی پر اتر آئے [illegible] حضرت جبرائیل [illegible] پہاڑ [illegible] حضرت موسیٰ کی قوم [illegible] پہاڑ کو معلق کر دیا [illegible] اگر [illegible] قبول نہ کرو گے تو یہ [illegible] گرا دیا جائے گا [illegible] آنکھوں سے دیکھ رہے تھے [illegible] گرا دیا گیا۔

وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

اور ہم نے کہا کہ داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے

سجدے کے حکم کی نافرمانی:

یہود کو حکم ہوا تھا کہ شہر میں داخل ہوتے وقت سجدہ کرتے ہوئے [illegible] انہوں نے سجدہ کے بجائے [illegible] پر گھسٹنا شروع کیا [illegible] کے قریب [illegible]

وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا

اور ہم نے کہا ان کو زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے

مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا

ان سے لیا قول مضبوط

ہفتہ والے حکم کی نافرمانی:

یہودیوں کو حکم تھا کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں [illegible] زیادہ مچھلیاں [illegible] یہودیوں نے [illegible] اتوار کے دن [illegible] مچھلیاں [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] بندر بنا دیا [illegible] تفصیل سورۂ بقرہ میں گزر چکی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ

ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے

اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ

اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے

قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

دل پر غلاف ہے بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب

فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا

سو ایمان نہیں لاتے مگر کم

یہود پر عذاب کے اسباب

یعنی یہود نے کہ جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اس کو [illegible]

آیات الٰہی سے منکر ہو گئے اور انبیاء علیہم السلام کے ناحق قتل کرنے والے ہوئے اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں ان پر سخت عذاب مسلط فرمائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو ہدایت کی تو کہنے لگے ہمارے دل پردوں میں ہیں تمہاری بات وہاں تک پہنچتی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ کفر کے سبب ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے جس کے باعث ان کو ایمان نصیب نہیں ہوتا مگر تھوڑے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ مسلمان ہو گئے۔ (تفسیر [illegible])

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا

اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ

ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا

انکارِ عیسیٰ اور بہتان

یعنی وہ ملعون اس سبب سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہوئے اور ان کا انکار کیا اور حضرت مریم پر بہتان عظیم باندھا اور ان کے اس قول پر کہ فخر سے کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول اللہ تھے قتل کیا۔ ان تمام وجوہ سے ملعون اور مغضوب اور مستحق عذاب ہو گئے۔ (تفسیر [illegible])

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ

اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی

شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا

صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست

حَكِيْمًا

حکمت والا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا:

اللہ تعالیٰ ان کے قول کی تردید فرماتا ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل یا سولی پر چڑھایا۔ یہود جو مختلف باتیں اس بارے میں کہتے ہیں اٹکل پچو ہیں۔ یہ کہتے ہیں حالانکہ ان کو شبہ ہے وہ غلطی کر رہے ہیں۔ واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر غالب اور اپنے احکام میں حکمت والا ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا۔ حق تعالیٰ نے ان کو تو آسمان پر اٹھا لیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت کے مطابق کر دی۔ جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اسی کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا؟ اور یہ ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے؟ یہ صرف اٹکل ہے کسی نے یقین سے کہا کہ ان کو علم کسی کو بھی نہیں۔ حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔ (تفسیر عثمانی)

یہود کو اشتباہ کس طرح پیش آیا؟

(وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) کی تفسیر میں امام تفسیر حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ قصہ یوں پیش آیا کہ جب یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ کے حواری ایک جگہ جمع ہوئے، حضرت مسیح علیہ السلام بھی ان کے پاس تشریف لے آئے۔ ابلیس نے یہود کے اس جتھے کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کے لئے تیار کھڑا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ دیا اور چار ہزار آدمیوں نے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے جو نکلنے کے لئے آمادہ ہے کہ باہر نکلے اور قتل کر دیا جائے اور پھر جنت میں میرے ساتھ ہو؟ ان میں سے ایک آدمی نے اس غرض کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ آپ نے اس کو اپنا کرتہ اور عمامہ دیا پھر اس پر آپ کی مشابہت ڈال دی گئی۔

جب وہ پولُس یا ذی یہودا سے گرفتار کرکے لے گئے اور سولی پر چڑھا دیا۔ اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا گیا۔ دیکھئے معارف القرآن میں صاحب کی
مولانا سید ابوالحسن ... صاحب ... تفسیر جاوید ص ۱۱۲ میں لکھتے ہیں
در قرآن مجید کے اس ترجمہ میں جس پر عیسائی علماء نے اپنے طور کا حاشیہ
لکھا اور پیر تنا بیٹا مشن پریس لاہور ۱۸۴۴ء کو چھاپا۔

"تفسیر جاوید" کی عبارت:

تفسیر آل عمران آیت ۵۵ میں لکھا ہے کہ زمانہ اسلام سے آگے عیسائیوں میں بالیدی ایک فرقہ تھا جو خیال کرتے تھے کہ آپ کے مصلوب شمعون قرینی (جو صلیب اٹھا کر چل رہا تھا آپ کے عوض پکڑا گیا) اور مصلوب ہی ہو۔ پھر سرنتی فرقہ، مارسیونی اور دوسیتی فرقے تھے، جو زمانہ اسلام سے پیشتر یہی عقیدہ رکھتے تھے انتہی واقعہ کی تفسیر جاوید ص ۲۴۴۔

کاپی کرتی فرقہ کا خیال:

کاپی کرتی فرقہ کے عیسائیوں کا قول تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ مادہ کے لئے قرارت اور معصیت ضرور ہے، جو مسیح مادہ سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لئے مصلوب نہیں ہو سکا کیونکہ ان کا جسم نہ تھا۔ انتہی تعلیم الایمان چھاپہ لدھیانہ ۱۸۹۷ء

کتاب تعلیم الایمان کا حوالہ:

صفحہ ۳۹ میں لکھتے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں ایک فرقہ نے یہ کہنا کیا کہ مسیح کا حقیقی جسم نہ تھا، وہ محض دکھاوا تھا۔ پر اس کا جسم ایک خیالی طور پر تھا جیسا کہ فرشتے اکثر اوقات انسانیت کو اختیار کرلیتے تھے، جیسا کہ روح کبوتر کی مانند اتری تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی تعلیم کو اختیار کرکے اپنے تابعین کو تلقین کیا کہ مسیح تو نہیں مارا گیا۔ انتہی۔

پادری اسمتھ کی گواہی:

اور مجموعہ رسائل ... چھاپہ مرزا پور ۱۸۵۷ء صفحہ ۱۹ ... دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری اسمتھ صاحب وغیرہ مطبوعہ الٰہ آباد ... میں ۱۸۴۹ء صفحہ ۸۸ میں لکھا ہے کہ مسیح کا ... کی کس طرح وہ پیدا ہوئے میں بلا کسی کی جگہ ... اور یہودیوں کو ... کہ وہ مسیح مارا گیا، بلکہ یہوداہ اس کے عوض مصلوب ہوا۔ یہ باتیں ان کے (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) معاصرین کے تھے۔ ... تین شخصوں نے مسیح کے پانچ چھ سو برس بعد بتایا تھا۔ انتہی۔

انجیل برنباس کی شہادت:

اور برنباس کی انجیل میں مسیح نے اپنی صلیب کا بطلان صاف بیان کردیا ہے یہ کہتے ہوئے کہ لوگ میری موت کے سبب میری تضحیک ہوجائے گی اور جو شخص یہ گمان کرے گا کہ میں صلیب پر کھینچا گیا۔ یہ بیماری ہنسی اور ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک رہے گی۔ جب وہ آئیں گے تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سے آگاہ کرے گا اور یہ دھوکہ لوگوں کے دل سے اٹھا دے گا۔ (یعنی ترجمہ قرآن شریف مصنفہ ... صاحب صفحہ ۲۴۴ بھی)

تفسیر جاوید کی عبارت:

دیکھئے تفسیر جاوید ص ۲۴۲ اور مجموعہ ... الفارق ص ۹۹

اعادہ قرآن ... مطول ۱

اے نصاریٰ! خدا اور اس کے ... خدا کو بھی مجبوری لاحق ہوسکتی ہے اور کیا سولی پر چڑھ کر مرنا خدا کی شان کے شایان ہے۔

حضرت عیسیٰ خدا کا ایک بندہ تھا:

انجیل لوقا باب ۸ آیت ۲۲، ۲۳، ۲۴ میں ہے۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ وہ (مسیح) اور اس کے شاگرد کشتی پر چڑھے، اور اس نے ان سے کہا کہ آؤ جھیل کے پار چلیں۔ پس وہ روانہ ہوئے مگر جب کشتی چلی جاتی تھی تو وہ سو گیا اور جھیل پر بڑی آندھی آئی اور کشتی پانی سے بھری جاتی تھی اور وہ خطرہ میں تھے۔ انہوں نے پاس آکر اسے جگایا اور کہا کہ صاحب ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔

(۱) پس مسیح اگر خدا ہوتا تو اس قدر بے خبر نہیں ہوسکتا اور نہ اس پر نیند طاری ہوسکتی تھی۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باوجود صاحب جسم و صاحب علم ہونے کے خدا و خالق مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ رب عیسیٰ کا کچھ حصہ قدیم اور ازلی ہے اور کچھ حصہ مخلوق اور حادث ہے اس لئے کہ جسم اور کھانا پینا بلاشبہ مخلوق اور حادث ہے۔ اور بقول نصاریٰ خدائی روح قدیم ہے۔

(۳) نیز نصاریٰ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو ساری دنیا کا خالق مانتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ دنیا کا ایک جزو تھے۔ تعجب ہے بھلا کہ دنیا کا جزو خالق بھی ہے اور مخلوق بھی ہے۔

(۴) نیز انجیل سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے بدن کی کھاتے تھے اور پیتے تھے، جوڑ میں پڑکر ... ہوجاتے تھے تو نصاریٰ کے مذہب پر تعجب ہے کہ خالق ازلی کے بعض اجزا ...

زمین میں شامل ہو جانا اور پھر ان کا فنا ہو جانا سب جو نہ ہے۔

(۵) پھر عیسائی کے نزدیک یہ بھی مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہونے کے بعد بتدریج نشوونما پایا اور ان کے جسم و عوارض میں تبدیلی ہوتی رہی جیسے سب میں ہوتی ہے۔

یہودی کس شبہ میں کیسے پڑے:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر بھیجا اور آپ کے ہاتھ پر بڑے بڑے معجزے دکھلائے۔ مثلاً پیدائشی اندھوں کو بینا کرنا، کوڑھیوں کو اچھا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارنا اور ان کا جاندار ہو کر اڑ جانا وغیرہ۔ تو یہودیوں کو بہت غصہ آیا اور مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اور ہر طرح سے ایذا رسانی شروع کر دی۔ آپ کی زندگی تنگ کر دی۔ کسی بستی میں چند دن قیام کرنا بھی آپ کو نصیب نہ ہوا۔ ساری عمر جنگلوں اور بیابانوں میں اپنی والدہ کے ساتھ سیاحت میں گزار دی۔ پھر بھی ان کو چین نہ آیا۔

بادشاہ کو حضرت عیسیٰ کے خلاف اکسایا اور کہا کہ یہ شخص بڑا مفسد ہے، لوگوں کو بہکا رہا ہے، ہر وقت نئے جھگڑے کرتا ہے، امن میں خلل ڈالتا ہے، لوگوں کو بغاوت سکھاتا ہے وغیرہ۔ بادشاہ نے اپنے گورنر کو جو بیت المقدس میں تھا، ایک فرمان لکھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر لے اور سولی پر چڑھا کر اور اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ کر لوگوں کو اس دکھ سے نجات دلائے۔ اس فرمان شاہی کو پڑھ کر یہودیوں کے ہمراہ گورنر نے چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر اس مکان کا محاصرہ کر لیا جس میں روح اللہ تھے۔ آپ کے ساتھ اس وقت بارہ (۱۲) یا تیرہ (۱۳) یا زیادہ سے زیادہ سترہ آدمی تھے۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد اس نے محاصرہ کر لیا اور ہفتہ کی رات تک مکان کو گھیرے میں لئے رہا۔ جب حضرت عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ اب یا تو وہ مکان میں گھس کر آپ کو گرفتار کریں گے یا آپ کو خود باہر نکلنا پڑے گا۔ تو آپ نے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس پر میری مشابہت ڈال دی جائے۔ یعنی اس کی صورت ہو بہو مجھ جیسی ہو جائے اور وہ ان کے ہاتھوں گرفتار ہو اور مجھے خدا نجات دے۔ میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ یہ سن کر ایک نوجوان نے کہا مجھے منظور ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ نے انہیں اس قابل نہ جانا۔ دوبارہ بھی کہا۔ تیسری دفعہ کہا مگر ہر مرتبہ صرف یہی تیار ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اب آپ نے بھی منظور فرما لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی صورت بدل گئی۔ بالکل یہ معلوم ہونے لگا کہ حضرت عیسیٰ یہی ہیں۔ اور چھت کی طرف سوراخ نمودار ہو گیا اور حضرت عیسیٰ پر اونگھ کی سی حالت طاری ہو گئی۔ وہ اسی طرح زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

یہودیوں کی جماعت نے اس بزرگ ہستی کو جس پر جناب مسیح علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی تھی مسیح سمجھ کر پکڑ لیا اور راتوں رات اسے سولی پر چڑھا کر اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ دیا۔ اب یہودی شیخیاں مارنے لگے۔

وہ لوگ جو مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس مکان میں تھے وہ جنہیں یقینی طور پر معلوم تھا کہ مسیح آسمان پر چڑھا لئے گئے اور پھانسی پانے والا شخص تو صرف ان کی شبیہ ہو گیا، باقی عیسائی بھی یہودیوں کی ہی راگنی الاپنے لگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا:

امام بخاری صحیح بخاری "کتاب ذکر الانبیاء" میں یہ حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ حاکم عادل بن کر صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ہٹا دیں گے، مال اس قدر بڑھ جائے گا کہ اسے کوئی لینا منظور نہ کرے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی سب چیزوں سے بہتر ہوگا۔

صحیح بخاری میں ہے اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے درمیان ابن مریم علیہ السلام اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ ابوداؤد و مسند احمد وغیرہ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء علیہم السلام سب ایک باپ کے بیٹے علاتی کی طرح ہیں، مائیں جدا جدا اور دین ایک۔ عیسیٰ بن مریم سے زیادہ تر تو میں قریب تر ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ یقیناً وہ اترنے والے ہیں۔ پس تم انہیں پہچان لو! وہ میانہ قد ہیں سرخی سفیدی مائل رنگ ہے۔ وہ دو زرد کپڑے اوڑھے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، گو تر نہ بھی ہو۔ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ قبول نہ کریں گے۔ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ ان کے زمانے میں تمام ملتیں مٹ جائیں گی، صرف اسلام ہی رہ جائے گا۔ ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پھر زمین پر امانت واقع ہو گی یہاں تک کہ کالے ناگ اونٹوں کے ساتھ، چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے جنہیں وہ کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ چالیس (۴۰) برس تک ٹھہریں گے، پھر فوت ہوں گے اور مسلمان آپ کے جنازے کی نماز ادا کریں گے۔

صحیح مسلم میں ہے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک رومی اعماق یا دابق میں

حاضر ہیں۔ اور ان سے مقابلہ کے لئے بہت سے مسلمان لشکر جمع ہو جائیں گے جو اس وقت تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ بہتر اور اچھے ہوں گے۔

قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ ابھی وہ مال غنیمت اور تلواروں کو درختوں میں لٹکا رہے ہوں گے کہ شیطان چیخ کر کہے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے بال بچوں میں دجال آگیا۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہو گا۔ مسلمان وہاں سے نکل کر ملک شام میں پہنچیں گے۔ دشمنوں سے جنگ آزما ہونے کے لئے صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ صبح کی نماز کی اقامت ہو گی اور حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ اور ان کی امامت کریں گے۔ جب دشمن خدا انہیں دیکھے گا تو اس طرح گھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ اسے یونہی چھوڑ دیں جب بھی وہ گھلتے گھلتے ختم ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے آپ کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔ اور آپ اپنے حربے پر اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔

دجال:

ابن ماجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ کا کم و بیش حصہ دجال کا حال بیان کرنے اور اس سے ڈرانے میں ہی صرف کیا۔ جس میں یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی ابتداء سے لے کر انتہا تک کوئی فتنہ اس سے بڑا نہیں۔ تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو اس سے آگاہ کرتے رہے ہیں۔ میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو وہ یقیناً تمہیں میں آئے گا۔ اگر میری موجودگی میں آگیا تب تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔ اور اگر بعد میں آیا تو ہر شخص اپنا آپ اس سے بچانا چاہے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کو ہر مسلمان کا خلیفہ بناتا ہوں۔ وہ شام و عراق کے درمیان نکلے گا دائیں بائیں خوب گھومے گا۔ لوگو اے اللہ تعالیٰ کے بندو دیکھو! دیکھو! تم ثابت قدم رہنا۔ سنو! میں تمہیں اس کی ایک صفت سناتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں سنائی۔ وہ ابتداء میں دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ پس تم یاد رکھو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر وہ اس سے بھی بڑھ جائے گا اور کہے گا میں خدا ہوں۔ پس تم یاد رکھنا کہ خدا کو ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں مرنے کے بعد دیدار باری تعالیٰ ہو سکتا ہے۔ اور سنو! وہ کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوا ہو گا۔ جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ ہر شخص جو ایماندار ہو گا پڑھ لے گا۔ اس کے ساتھ جنت ہو گی اور آگ ہو گی۔ اس کی آگ دراصل جنت ہو گی اور اس کی جنت دراصل جہنم ہو گی۔

سنو! تم میں سے جسے وہ آگ میں ڈالے وہ اللہ سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ اس کی وہ آگ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جائے گی جیسے کہ خلیل اللہ پر نمرود کی آگ ہو گئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک اعرابی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے مرے ہوئے باپ کو زندہ کر دوں تو تو مجھے رب مان لے گا؟ وہ اقرار کرے گا اتنے میں دو شیطان اس کے ماں اور باپ کی شکل میں ظاہر ہوں گے اور اس سے کہیں گے بیٹے! یہی تیرا رب ہے تو اسے مان لے۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک شخص پر مسلط کر دیا جائے گا۔ اسے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کروا دے گا۔ پھر لوگوں سے کہے گا میرے اس بندے کو دیکھنا اب میں اسے زندہ کر دوں گا۔ لیکن پھر بھی یہی کہے گا کہ اس کا رب میرے سوا اور ہے۔ چنانچہ یہ اسے اٹھا کھڑا کرے گا اور یہ خبیث اس سے پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم اب تو مجھے پہلے سے بھی بہت زیادہ یقین ہو گیا۔ اور سند سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا یہ مومن میری تمام امت سے زیادہ بلند درجہ کا جنتی ہو گا۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں اس حدیث کو سن کر ہمارا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عمر بن خطاب ہی ہوں گے۔ آپ کی شہادت تک ہمارا یہی خیال رہا۔

دجال اور حضرت عیسیٰ کا مقابلہ:

ام شریک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ اس وقت تھوڑے ہی ہوں گے اور اکثریت ان کی بیت المقدس میں ہو گی۔ ان کا امام ایک صالح شخص ہو گا۔ جو آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھا رہا ہو گا۔ جب حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ یہ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ آپ آگے بڑھ کر امامت کرائیں۔ لیکن آپ اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ۔ اقامت تمہارے لئے کہی گئی ہے۔ پس ان کا امام ہی نماز پڑھائے گا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ فرمائیں گے کہ دروازہ کھول دو۔ پس کھول دیا جائے گا۔ ادھر دجال ستر ہزار یہودیوں کا لشکر لئے ہوئے موجود ہو گا۔ جن کے سر تاج اور جن کی تلواریں جڑاؤ ہوں گی۔ دجال آپ کو دیکھ کر اس طرح گھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اور ایک دم پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دے گا۔ لیکن آپ فرمائیں گے کہ خدا نے مقرر کر دیا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے ایک ضرب کھائے گا تو اسے ٹال نہیں سکتا۔ چنانچہ آپ اسے مشرقی باب "لد" کے پاس پکڑ لیں گے اور وہیں اسے قتل کریں

گے۔ سب یہودی بدخوئی سے منتشر ہو کر بھاگیں گے، یہاں تک کہ انہیں کہیں سر چھپانے کو جگہ نہ ملے گی۔ یہ پتھر، یہ درخت، یہ دیوار، ہر چیز بول اٹھے گی کہ اے مسلمان! یہاں یہودی ہے، آ کر اسے قتل کر ڈال۔ ہاں غرقد کا درخت یہودیوں کا درخت ہے، یہ نہیں بولے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دجال کا رہنا چالیس سال تک ہوگا۔ سال آدھے سال کے برابر اور سال مہینہ جمعہ کی طرح اور جمعہ جمعہ ایک دن کے برابر اور باقی دن مثل شرر ہوں گے۔ صبح کو تم میں سے کوئی شہر کے ایک دروازے سے چلے گا اور ابھی دوسرے دروازے تک نہ پہنچا ہوگا کہ شام ہو جائے گی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان چھوٹے دنوں میں ہم نماز کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: اندازہ کر لیا کرنا، جس طرح ان لمبے دنوں میں اندازہ سے پڑھا کرتے تھے۔ حضور فرماتے ہیں: پھر عیسیٰ بن مریم میری امت میں حاکم ہوں گے، عادل ہوں گے، امام ہوں گے، انصاف ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ہٹا دیں گے، صدقہ چھوڑ دیا جائے گا، بکری اور اونٹ پر کوشش نہ کی جائے گی۔ حسد اور بغض بالکل جاتا رہے گا۔ ہر زہریلے جانور کا زہر دور کر دیا جائے گا۔ بچے اپنی انگلی سانپ کے منہ میں ڈالیں گے لیکن وہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ شیر اونٹوں کے ساتھ چلیں گے، نقصان کچھ نہ ہوگا۔ بھیڑیے بکریوں کے گلے میں اس طرح رہیں گے جیسے رکھوالا کتا۔

قیامت کی دس علامتیں:

مسند میں ہے کہ عرفات سے آتے ہوئے حضور اپنے صحابہ کے ایک مجمع کے پاس سے گزرے۔ اس وقت وہاں قیامت کے ذکر اذکار ہو رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: جب تک دس باتیں نہ ہو لیں، قیامت قائم نہ ہوگی۔ آفتاب کا مغرب کی جانب سے نکلنا، دھوئیں کا آنا، دابۃ الارض کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا آنا، عیسیٰ بن مریم کا اترنا، دجال کا آنا، تین جگہ زمین کا دھنس جانا، مشرق میں، مغرب میں اور جزیرۂ عرب میں، عدن سے ایک آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکا کرے گی۔ وہ شب باشی بھی انہی کے ساتھ کرے گی اور جب وہ دوپہر کو آرام کریں گے، یہ آگ ان کے ساتھ وہاں رہے گی۔ یہ حدیث مسلم اور سنن میں بھی ہے۔

جامع دمشق

صبح کی نماز کی اقامت کے وقت شام کے شہر دمشق کے شرقی منارہ پر اتریں گے۔ اس زمانے میں یعنی جامع اموی کا منارہ سفید پتھر سے بہت مضبوط بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ آگ کے صدمہ سے یہ جل گیا تھا اور یہ آگ لگانے والے غالباً عیسائی تھے۔ تو عجب کیا کہ یہی وہ مینارہ ہو جس پر مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتر رہے ہوں گے۔

معراج کی رات انبیاء سے ملاقات:

بخاری و مسلم میں ہے کہ شب معراج میں میں نے (حضرت) موسیٰ سے ملاقات کی۔ وہ درمیانہ قد، صاف بالوں والے ہیں جیسے شنوءہ قبیلے کے لوگ ہوتے ہیں اور (حضرت) عیسیٰ سے بھی ملاقات کی۔ وہ سرخ رنگ، میانہ قد ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں۔ حضرت ابراہیم کو بھی میں نے دیکھا۔ بس وہ بالکل مجھ جیسے تھے۔ بخاری کی اور روایت میں ہے (حضرت) عیسیٰ سرخ رنگ، گھونگریالے بالوں والے، چوڑے سینے والے تھے۔ (حضرت) موسیٰ گندمی رنگ، جسیم اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے "زط" کے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے دجال کی شکل و صورت بھی بیان فرما دی ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی جیسے پھولا ہوا انگور۔ آپ فرماتے ہیں مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھلایا گیا کہ ایک بہت گندمی رنگ والے جن کے سر کے بال کندھے تک لٹک رہے تھے، دو شخصوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ مسیح بن مریم ہیں۔ میں نے ان کے پیچھے ہی ایک شخص کو دیکھا جس کی داہنی آنکھ کانی تھی، ابن قطن سے بہت ملتا جلتا تھا، الجھے ہوئے بال تھے۔ وہ بھی دو شخصوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔ بخاری کی اور روایت میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ خدا کی قسم حضور نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ کا نہیں بتایا بلکہ آپ نے گندمی رنگ کا بتایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ) اور نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا، نہ صلیب دی، بلکہ ان کو اشتباہ ہو گیا۔

روایت میں آیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ کو گالیاں دیں، آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ حضرت حق تعالیٰ نے ان کی صورتیں بدل کر بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں۔ اس پر سب یہودی آپ کے قتل پر متفق ہو گئے، مگر اللہ نے آپ کو اطلاع دی کہ تم کو آسمان کی طرف اٹھا لیا جائے گا۔

ثعلبی کی روایت سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں کے سردار یہودا نے ایک شخص کو جس کا نام طیطانوس تھا مقرر کیا تھا کہ

شمعون کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا دیا گیا پھر اللہ نے عیسیٰ کو اٹھا لیا اور
شمعون کی صورت عیسیٰ جیسی ہو گئی۔ جب وہ باہر نکلے تو لوگوں نے
انہی کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور صلیب دیدی۔ بعض کا قول ہے کہ یہودیوں
نے حضرت عیسیٰ کو ایک مکان میں بند کر دیا تھا اور ایک چوکیدار ان کے
نگران مقرر کر رکھا تھا اللہ نے اس چوکیدار کی صورت عیسیٰ جیسی کر دی تو
لوگوں نے اسی کو قتل کر دیا۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر مظہری)

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے
بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ
اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا
عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ
ان پر گواہ

یہود و نصاریٰ ضرور اقرار کریں گے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے۔ اور یہود و نصاریٰ سب ایمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات اور افعال کا اظہار کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔

نزول عیسیٰ کا قرآنی ثبوت:

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تمہارے اندر ابن مریم حاکم منصف ہو کر اتریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ساقط کر دیں گے، مال بہا دیں گے کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اس وقت ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا اگر تم (اس کا ثبوت) چاہتے ہو تو پڑھو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی عیسیٰ بن مریم کے مرنے سے پہلے (ہر کتابی ان پر ایمان لے آئے گا)۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ الفاظ تین مرتبہ کہے۔ حضرت

عیسیٰ کے نزول کے سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے کہ عیسیٰ نازل ہوں گے پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو [illegible] اسی وقت ابن مریم نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے اور ابن عباسؓ نے اس کی تشریح یہ کی کہ کتابیوں میں سے کوئی بھی ایمان لائے بغیر نہیں مرے گا۔

ابو مالک، امام حسن بصری، امام قتادہ اور محققین مفسرین سے مروی ہے کہ مراد یہ ہے حضرت عیسیٰ کے نزول سے پہلے مریں گے وہ اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے۔ نیز وہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ کے زمانہ نزول میں ہوں گے وہ تمام حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے۔

ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک وہ وقت قریب ہے جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہوں گے، وہ عادل حاکم اور فیصلہ کرنے والے اور خلیفہ کی حیثیت سے ہوں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے اور مال کی پانی کی طرح ریل پیل ہو گی یہاں تک کہ کوئی اس کا لینے والا نہ ملے گا اور اس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد ابو ہریرہؓ نے فرمایا قرآن سے اس حدیث کے مضمون کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ۔

یعنی کوئی ہوگا کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا حق ہے اسلام کے ہر مذہب کا عقیدہ ہے، اس کا انکار بالکل باطل اور صحیح مرفوع احادیث سے ثابت ہے۔

نصاریٰ کے متعدد فرقے رفع عیسیٰ کے قائل ہیں:

یہ قرآن کریم کی شہادت ہے جو صحیح ہے اور نصاریٰ کے متعدد فرقے بھی اس کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہوئے نہ مصلوب بلکہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ دیکھئے جاوید تاریخ ۳۹۳ (نمبر ۹)۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم آگے چل کر مفصل بحث ذکر کریں گے۔

نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو مصلوب مانتے ہیں اور انجیل سے اس بارے میں قوال بھی نقل کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ انجیل کے بیانات اس بارے میں مختلف اور متعارض ہیں جیسا کہ [illegible] اس اختلاف کو تفصیل کے ساتھ

بیان کیا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے پاس کوئی وثیقہ نہیں ہے:

قرآن پاک یہ بتاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں اور نہ ان کے پاس اس واقعہ قتل کا کوئی عینی شاہد موجود ہے۔ اس لئے کہ تاریخی حیثیت سے یہ امر مسلّم ہے کہ جب یہود حضرت مسیحؑ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے تو وہ رات کا وقت تھا اور گرفتاری کے وقت مسیحؑ سے پہلے ان تمام حواری حضرت مسیحؑ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ واقعہ کے وقت کوئی حواری موجود نہ تھا تو پھر کس طرح متیٰ، مرقس اور یوحنا اور لوقا کس بات کی شہادت دیتے ہیں؟ کیا کسی انگریزی عدالت میں ایسے شخص کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے کہ جو واقعہ کے وقت موجود نہ ہو۔ بلکہ کہیں اور موجود تھا۔ دور سے سنی سنائی بات نقل کرنا آیا۔ وہ سنی ہوئی بات کو جو سنا گیا اور جس سے سنا جاتا ہے اس کا نام بھی معلوم نہیں۔ اس لئے کہ کسی انجیل میں کسی حواری نے کسی مستند کے ساتھ یہ واقعہ نقل نہیں کیا بلکہ قولِ مشہور سنا اور سنی سنائی بات کو یہ واقعہ بیان کیا۔

حواریوں کی بے وفائی:

غرض یہ کہ گرفتاری کے وقت حضرت مسیحؑ کو ان کے تمام شاگرد تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے جیسا کہ انجیل متی باب ۲۶ آیت ۵۶ میں ہے۔

"سب نے بے وفائی کی حالانکہ پہلے وفاداری کا دعویٰ کرتے تھے۔" پطرس حواری نے جس کا لقب صفا ہے کہا کہ پکڑے جانے کے وقت میں حضرت مسیحؑ کے ساتھ گرفتار ہو جاؤں گا۔ یا حضرت مسیحؑ نے یہ بات کہی تھی کہ جب تک مسیحؑ کے ساتھ رہے اس وقت حضرت مسیحؑ نے یہ تاکید کی تھی کہ میرے ساتھ جاگتے رہو۔ مگر بہت غمگین ہے جیسا کہ میرے ساتھ جاگتے رہو۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۸۔ پھر اس کے بعد حضرت تھوڑا آگے بڑھ کر سجدہ میں دعا میں مشغول ہو گئے۔ (۳۹)۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر انہیں سوتے پایا اور پطرس کو اس سے خاص طور پر کہا کہ کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟ (۴۰)۔ یہ تمام واقعہ انجیل متی میں مذکور ہے۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۸ تا ۴۰ اور آیت ۵۶۔

افسوس کہ حضرت مسیحؑ کے ہمراہ جماعت اس قدر بے حس ہوتے ہوں اور ظاہر ہے کہ جو حواری حضرت مسیحؑ سے کچھ بھی محبت رکھتے تو ایسے وقت میں بھی ان کو نیند نہ آتی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کی حالت ایسی تھی کہ پریشانی آ جائے تو نیند آ جاتی ہے اور

انجیل سے ثابت ہوتی ہے۔

اور یہودا اسکریوطی نے تو یہ ستم کیا کہ تیس درہم رشوت لے کر اپنے خداوند یسوع مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ گرفتار کرا دیا۔ جیسا کہ انجیل متی باب ۲۶ آیت ۱۴ میں ہے۔ اور انجیل مرقس باب ۱۴ آیت ۱۰ میں ہے اور انجیل لوقا باب ۲۲ آیت ۳ میں مذکور ہے۔ اور پطرس جو نصاریٰ کے نزدیک معظم الحواریین ہے اس نے تو حضرت مسیحؑ کا انکار کیا کہ میں اس شخص (مسیحؑ) کو جانتا ہی نہیں۔ جیسا کہ مرقس نے انجیل مرقس کے چودھویں باب میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کے حواریوں اور شاگردوں نے بے وفائی (یعنی حضرت مسیحؑ کو مصلوب ہونے تک) اس کی تعلیم کی حقیقت اور مطلب ہی نہیں سمجھا تھا۔ اور ان کا منصب ایمان اور دنیوی فتوحات اور دنیا کی امیدیں کا تھا۔ جب اس وقت دنیوی امیدیں ختم ہو گئیں تو سب بھاگ گئے اور بعض نے تو حضرت مسیحؑ کا انکار بھی کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

والدہ بھی موقع پر موجود نہ تھیں:

غرض یہ کہ جب حواریوں کا حال یہ ہو کہ حضرت مسیحؑ کی گرفتاری کے وقت سب بھاگ گئے تھے ان میں سے کوئی موجود نہ تھا جو واقعہ دیکھ سکے اور نہ کوئی مشاہدہ بیان کر سکے۔ حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ حضرت مریمؑ بھی اس وقت موجود نہ تھیں جیسا کہ [illegible] بھائی کی جو بڑی گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت تھی بھاگ گئے تھے تو والدہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بالضرور دور ہی رہنا چاہئے تھا۔

یہود بے بہبود کی کور چشمی:

باقی رہے یہود بے بہبود، تو یہ قصہ قتل میں پیش کرتے ہیں۔ خود وہ اس پر نازاں ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کرا دیا اور یہ فخر جتلاتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کرا دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیحؑ کو پکڑنا تھا اور مشتبہ ہو گئے تھے کہ کس کو پکڑیں۔ اور یہودا اسکریوطی نے حضرت مسیحؑ کا پتہ بتایا اور تیس درہم رشوت لے کر بتایا کہ جس کا بوسہ لوں وہی مسیحؑ ہے۔ اور یہ رشوت دے کر شناخت کرائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص کو پہچانتے بھی نہ تھے۔

امام ابن کثیر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَحَادِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَخْبَرَ بِنُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِمَامًا عَادِلًا ... [illegible]

"اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے میں احادیث متواتر ہیں کہ آپ

نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے کی خبر دی ہے۔

ان روایات متواترہ کو [illegible] حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے جمع فرمایا جن کی تعداد ستر سے زیادہ ہے، حضرت استاد کے حکم پر حضرت نے ان کا مجموعہ عربی میں مرتب کیا، حضرت نے اس کا نام التصریح بما تواتر فی نزول المسیح تجویز فرمایا جو کئی زمانے میں شائع ہو چکا تھا، حال میں حلب شام کے ایک بڑے عالم علامہ عبد الفتاح ابو غدہ نے مزید شرح و حواشی کا اضافہ کر کے بیروت میں اعلیٰ کتابت کے ساتھ شائع کرایا ہے، تو قرآن کے [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ قطعی اور اجماعی ہے جس کا منکر کافر ہے۔ (معارف القرآن ج ۲)

حضرت مسیح علیہ السلام کی دعاء

(۱) چاروں انجیلوں سے یہ ثابت ہے کہ جب حضرت مسیح کو یہ محسوس ہوا کہ میرے قتل پر آمادہ ہیں تو بہت گھبرائے اور اللہ تعالیٰ سے بیتابانہ دعا کی کہ موت کا یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ اور آنسو بہا بہا کر خدا سے دعا کی اور التجا کی، اور عاجزی کی وجہ سے ان کی دعا قبول ہوئی جیسا کہ پولوس کے خط عبرانیوں [illegible] باب اور [illegible] آیت میں اس کی شہادت ہے۔ دیکھو [illegible] کتاب الفارق ص ۲۸۹

پس جب ان کی دعا قبول ہوئی تو پھر گرفتاری کیسے ہو سکتی ہے؟

(۲) زبور کا باب [illegible] میں ہے۔

(۸) [illegible] کہ [illegible] راست کی آواز [illegible]

(۹) [illegible] سے خداوند [illegible] قبول کریگا۔

(۱۰) میرے سارے دشمن شرمندہ ہوں گے اور نہایت تنگ ہوں گے وہ پھریں گے اور ناگہانی ندامت کھینچیں گے۔ (زبور ۶)

تمام [illegible] کے نزدیک یہ زبور حضرت مسیح کے حق میں ہے، جس میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ حضرت مسیح کی دعا قبول ہوئی اور دشمن کے [illegible] شرمندہ اور رسوا ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ دشمن حضرت مسیح کے قتل اور صلیب پر قادر نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کے قریب بھی نہ جا سکیں گے۔

(۳) زبور باب ۱۰۹ [illegible] (۲۶) میں ہے

(۲۶) اے خداوند میرے خدا میری مدد کر اپنی رحمت کے مطابق مجھے بچا لے۔ (۲۷) تا کہ وہ جانیں کہ [illegible] تیرا ہاتھ ہے تو نے اے خداوند یہ کیا ہے۔ (۲۸) [illegible] جب وہ اٹھیں تو شرمندہ ہوں اور تیرا بندہ شادمان ہو۔

(۲۹) میرے مدعی خجالت کی پوشاک سے ملبس ہوں اور اپنی شرمندگی کی چادر [illegible] اوڑھیں۔

(۳۰) میں اپنے منہ سے خداوند کی بہت ہی ستائش کروں گا ہاں میں جماعت کے بیچ اس کی حمد کروں گا۔

تواتر اور شہرت میں فرق

نصاریٰ کا یہ زعم ہے کہ واقعہ صلیب تواتر سے ثابت ہے۔ یہ [illegible] ہے۔ اس لئے کہ تواتر اس کو کہتے ہیں کہ [illegible] واقعہ کے [illegible] اتنے کثیر ہوں کہ ان کا متفق ہو کر جھوٹ بولنا محال ہو۔ اور جب [illegible] واقعہ کو کوئی [illegible] بعد کی شہرت [illegible] اس کو تواتر نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ [illegible] میں یہ مشہور ہے کہ [illegible] تھے اور [illegible] تو اس [illegible] کو تواتر نہیں کہا جا سکتا۔

نصاریٰ کا دعویٰ

[illegible] حضرت مسیح علیہ السلام [illegible] قبر [illegible] کے بعد زندہ ہو گئے اور قبر سے اٹھ کر [illegible] کے پاس ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ [illegible] ان [illegible] حضرت مسیح کو [illegible] دیکھا [illegible] جو روایت [illegible] ہے اس میں بھی [illegible] کہ مریم نے قبر [illegible] یہ [illegible] فرشتے [illegible] حضرت مسیح کو [illegible] دیکھا [illegible] (دیکھو [illegible])

اس مضمون کی ایک دوسری بحث

(وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ) [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات [illegible] آپ [illegible] کیا کہ [illegible] اس وقت [illegible] سے روک دیا [illegible] تمہارے پاس آنے پر بھی [illegible]

خلاصۂ کلام:

یہ کہ [illegible] وقت [illegible] اور [illegible] موقع پر کوئی موجود نہ تھا۔ صرف پولیس کے چند سپاہی موجود تھے جو حضرت مسیح کو پہچانتے نہ تھے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(سورۃ البقرۃ: ۸۷)

فرشتے اور روح (جبرئیل) آسمان پر ہوتے ہیں۔

(سورۃ القدر: ۴)

فرشتے اور روح (جبرئیل) آسمان سے اترتے ہیں۔

پس جس طرح روح الامین کے نزول کا ذکر اور نزول ثابت ہے اسی طرح جناب مسیح علیہ السلام جو خدا کی ایک خاص روح ہیں، اور روح الامین کے پھونک مارنے سے ظہور پذیر ہوئے ہیں ان کے لئے بھی ضرور بروز رفع الی السماء اور نزول کی ذکر ہوگا۔

نزول کے عقیدہ کا انکار سب سے پہلے سر سید علی گڑھی نے کیا۔ اور پھر اس کی تقلید میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا اور وفات مسیح کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا۔

حالانکہ بفرض محال اگر تھوڑی دیر کے لئے حضرت مسیح کی وفات کو مان بھی لیا جائے تو اس سے مرزا کے قادیانی کی نبوت کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟ مان لو کہ ایک بادشاہ مر گیا اور اس کا تخت بھی خالی ہے اور بادشاہت کا عہدہ بھی خالی ہو، تو کیا اس سے کسی بھنگی یا چمار کی بادشاہت ثابت ہو سکتی ہے؟ جس میں کسی قسم کی قابلیت ہے اور نہ کوئی لیاقت جبکہ اس میں وہ تمام اوصاف موجود ہیں جو منصب بادشاہی کے بالکل منافی اور مخالف ہیں۔

کس نیاید بزیر سایۂ بوم ور ہما از جہاں شود معدوم

لہٰذا

ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جب کسی مرزائی شخص سے بحث کا موقع آ جائے تو یہ کہہ دے کہ حیات اور وفات کی بحث علاوہ پر چھوڑ دو، مرزا صاحب میں اوصاف نبوت کو ثابت کرو، خود مرزا کو اپنے مراقی اور خرابی حافظہ کا اقرار ہے۔ کیا معاذ اللہ مجنون اور مراقی بھی نبی ہو سکتا ہے۔ اور علماء اسلام نے کتابوں میں مرزا کے جھوٹ نقل کئے ہیں کیا جھوٹا بھی نبی ہو سکتا ہے؟

دعوائے نبوت سے پہلے خود مرزا کے قادیانی کا بھی عقیدہ تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنی ”الہامی“ کتاب میں لکھتے ہیں،

”اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹ مصنفہ مرزا صاحب“۔ اور مرزا نے قادیانی لکھتے ہیں،

”اس بات پر تمام سلف وخلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ عیسیٰ جب نازل ہوگا تو امت محمدیہ میں داخل ہوگا۔ ازالۃ الاوہام ص ۵۷۶“۔

عقیدۂ تثلیث (ثالوث)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حق جل شانہ کے رسول برحق تھے اور توحید خالص کے داعی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین اور اولین اصحاب سب کے سب توحید اور تسبیح وتقدیس کا عقیدہ رکھتے تھے۔ توریت، انجیل میں اس عقیدہ کا کہیں نام ونشان بھی نہیں، اور نہ کسی نبی نے اس کی تعلیم دی۔ عقیدۂ ثالوث (تثلیث) چوتھی صدی کے بعد سے دین مسیحی میں داخل ہوا اور رفتہ رفتہ الوہیت مسیح اور ابنیت مسیح اور تثلیث مسیحیت کا بنیادی عقیدہ بن گیا۔ عقیدۂ تثلیث کا جب ظہور ہوا تو خود علماء نصاریٰ میں اس کے بارے طرح طرح کی بحثیں ہوئیں اور مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ فرقہ آریوس یہ کہتا تھا کہ خدا واحد لاشریک ہے اور حضرت مسیح تمام کائنات سے افضل اور برتر ہیں۔ اور فرقہ سابلیس یہ کہتا تھا کہ خدا اقانیم ذات واحد ہے اور باپ بیٹا اور روح القدس یہ ایک ذات واحد کی مختلف صورتیں ہیں جیسے ایک کا مختلف حیثیتوں سے ذات واحد پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ بعد میں مجلس کی کونسل منعقدہ ۳۲۵ء اور قسطنطنیہ کی کونسل منعقدہ ۳۸۱ء نے ثالوث (تثلیث) کو مسیحی عقیدہ کی بنیاد تسلیم کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ اب اور ابن اور روح القدس یہ تینوں جدا جدا اور مستقل اقنوم ہیں۔ اور یہی حق ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور اسی کا نام عقیدۂ ثالوث رکھا۔ جس کا متن روح المعانی اور الجواب الصحیح میں مذکور ہے۔ اور دوسرے فرقوں کے متعلق فرمان صادر کر دیا کہ جو تثلیث کا منکر ہو وہ مرتد اور بے دین ہے۔ اور عقیدۂ توحید کو بدعت قرار دیا۔ اب عام طور پر نصاریٰ کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا تین اقنوم (اصل) ہیں۔ باپ، بیٹا، روح القدس۔ اور ان تینوں اقانیم کے مجموعی حقیقت کا نام خدا ہے اور اسی کو توحید حقیقی در تثلیث کہتے ہیں۔

اقانیم ثلاثہ یعنی اقنوم اب اور اقنوم ابن اور اقنوم روح القدس کی تمیز اور فرق حقیقی مانتے ہیں چنانچہ مفتاح الاسرار کی فصل اول، باب دوم کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے اگرچہ خدا کی ذات میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے درمیان حقیقی امتیاز ہے پھر ذات کی وحدانیت زائل نہیں ہوتی اور تثلیث کی تعلیم سے ذات کو نقصان اور قصور نہیں پہنچتا کیونکہ حقیقت میں صرف ایک خدا ہے واحد حقیقی ہے۔

اور یہ عقیدہ صدی عیسوی کے متعدد ذہنوں نے ہم سالہ سے عقیدۂ تثلیث عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے اور ناقابل فہم ہے مگر قومی عصبیت نے ان کو اس فاسد عقیدہ کو ترک کرنے سے باز رکھا۔

اہل اسلام کا مسیحیین کے ساتھ تثلیث کی اس صورت میں کہ جب تک

اقنوم خارجی کی حقیقت علیحدہ علیحدہ مانیں اور تینوں کو واجب الوجود بھی مانیں تو ان کے درمیان امتیاز حقیقی ہو گیا اور اگر امتیاز حقیقی کے قائل نہیں یا توحید کو مجازی یا واحد اور تثلیث دونوں کو مجازی کہیں اور اقانیم سے مختلف صفات مراد لیں۔ تینوں علیحدہ علیحدہ اور جدا [illegible] مستقل نہیں تو پھر نصاریٰ کے ساتھ اہل اسلام کا یہ نزاع نہ ہوگا کوئی اور نزاع ہوگا۔ مگر عام طور پر نصاریٰ اقانیم ثلاثہ کو محض صفات نہیں مانتے بلکہ تین شخص [illegible] اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ وجود [illegible] مانتے ہیں اور صفات کا وجود موصوف سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

ابطال تثلیث

نصاریٰ کا یہ عقیدہ کہ تین ایک ہیں اور ایک تین ہیں سراسر خلاف عقل ہے (فرقہ یونی ٹیرین جو عیسائی فرقوں میں سے [illegible] ہے جس کے اب لاکھوں آدمی یورپ میں موجود ہیں وہ تثلیث کا منکر ہے اور بہت سے علماء نصاریٰ و فرنگ نے اس عقیدہ کا انکار کیا ہے۔ توریت اور انجیل میں کہیں بھی لفظ تثلیث موجود نہیں اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور ان کے حواریوں نے کبھی عیسائیوں کو یہ تعلیم نہیں دی کہ تثلیث کا عقیدہ [illegible] نجات ممکن نہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھو تفسیر حقانی [illegible] (۱) ص ۲۴۲ تا ص ۲۵۵ مصنفہ امام الحق [illegible] ابو محمد عبدالحق [illegible])۔

توحید اور فردیت اور وحدت اور تثلیث کا ایک [illegible] جمع ہونا عقلاء عالم کے نزدیک ایسا ہے [illegible] سے [illegible] مختصر یہ کہ نصاریٰ جو کہتے ہیں کہ یہ تینوں اقانیم اپنے وجود اور تشخص میں ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہیں یا نہیں۔ اگر یہ کہیں کہ تینوں کا تشخص اور وجود علیحدہ علیحدہ ہے تو پھر یہ تینوں [illegible] تو وحدت کہاں رہی۔ ایک کہنا غلط ہوا اور اگر یہ کہیں کہ تینوں کا وجود ایک ہے تو پھر تین کہنا غلط ہوا اور تثلیث ختم ہو گئی۔

(۲) اور تینوں کا مجموعہ یا تو ہر فرد سے مستقل ہے یا جداگانہ ہر ایک مستقل خدا ہے۔ پہلی صورت میں کوئی بھی خدا نہ رہا۔ نہ حضرت مسیح اور نہ روح القدس بلکہ خود خدا بھی خدا نہ رہا۔ اس لئے کہ خدا تو تینوں کا مجموعہ ہے جداگانہ کوئی بھی مستقل خدا نہیں۔ اور دوسری صورت میں جب ہر ایک جداگانہ مستقل خدا ہے تو توحید کہاں رہی۔

(۳) نیز ایک تین کا ثلث یعنی تہائی ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی شے اپنے ثلث (تہائی) کا عین نہیں ہو سکتی۔ (۲۵۰)

(۴) نیز تین کل ہیں اور ایک تین کا جزو ہے۔ اور کل اور جزو کا ایک ہونا محال ہے۔ اس لئے کہ کل اور جزو کیسے ایک ہو سکتے ہیں۔

(۵) نیز جب تین ایک کا عین ہوا تو لازم آئے گا کہ ایک اپنے [illegible] کا بھی ثلث ہو اور تین اپنا ثلث ہو اور کسی شے کا اپنا ثلث ہونا بدیہی محال ہے۔

(۶) نیز ایک تین کا جزو ہونے کی وجہ سے مقدم ہے اور تین جو کل ہیں مؤخر ہیں۔ [illegible] مقدم [illegible] جز سے مؤخر ہوتا ہے۔ پس اگر ایک اور تین ایک ہوں تو مقدم کا عین مؤخر ہونا اور [illegible] کا عین مقدم ہونا لازم آئے گا جو بداہۃً باطل ہے۔

(۷) [illegible] شے کا خود اپنے سے مقدم ہونا لازم آئے گا جو بداہۃً محال ہے۔

نیز اقانیم ثلاثہ حقیقت میں ایک دوسرے سے جدا اور مختلف اور جدا ہیں۔ جدا شے واحد کا حقیقتاً ایک ہونا اور تین ہونا عقلاً محال ہے۔

(۹) نیز بعض کے نزدیک جب خدا تینوں اقنوموں کا مجموعہ ہوا اور اقنوم واجب الوجود ہو تو مجموعہ اپنے وجود خارجی میں ان تینوں [illegible] کا محتاج ہوگا۔ مجموعہ معلول ہوگا اور اقانیم [illegible] اس کی علت ہوں گے۔ اور جو کسی علت کا محتاج ہو وہ واجب الوجود نہیں ہو سکتا۔ [illegible] معلول علت سے مؤخر [illegible]۔

(۱۰) نیز حضرت عیسیٰ کو جب خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے تو باپ بیٹے پر ضرور مقدم [illegible] ہے اور بیٹے کو تاخر زمانی۔ اور بیٹا اپنے وجود میں باپ کا محتاج [illegible] ہے اور مؤخر اور محتاج خدا نہیں ہو سکتا۔

(۱۱) امام رازی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ [illegible] نصاریٰ کے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب رکیک اور عقل سے بعید نہیں۔ [illegible] ترجمہ قرآن [illegible] ص ۱۴۳ [illegible] عیسائیوں [illegible] مسلمانوں کے سامنے [illegible] بیان [illegible] خلاف عقل [illegible] نہیں [illegible]۔ دیکھو اظہار الحق ص ۲۴ ج ۱۔

حکایت

کسی زمانہ میں ایک پادری صاحب نے چین کے ملک میں جا کر بڑی کوشش سے تین آدمیوں کو عیسائی بنایا [illegible] تثلیث کا [illegible] پادری صاحب کا ایک [illegible] آیا [illegible] پوچھا

[illegible]

[illegible]

ذکر عقیدۂ امانت سراپا خیانت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسئلہ عقیدۂ امامت سراپا خیانت

[illegible]

[illegible]

اگر اور عیسائی یہی خلاصی اور چھٹکارے کے لئے آسمان سے اترا اور روح القدس اور مریم سے مجسم ہو کر انسان بن گیا اور روح القدس سے اس کا حمل قرار پایا اور مریم کے بطن سے پیدا ہوا اور خود وہی خدا تھے اور پیلاطس کے ایام حکومت میں سولی پر لٹکایا گیا۔ اور پھر تیسرے روز مردوں میں سے جی اٹھا جیسا کہ نوشتوں میں تھا۔ پھر آسمان پر چڑھ گیا اور باپ کے دائیں جانب جا کر بیٹھ گیا۔ اور وہ دوبارہ آنے کے لئے تیار ہے تاکہ مردوں اور زندوں کے درمیان فیصلہ کرے اور ہم روح القدس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو اکیلا ہے اور روح حق ہے جو باپ سے نکلی ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ بپتسمہ ایک ہے جو گناہوں کی مغفرت کے لئے کافی ہے۔ اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کلیسا کی جماعت پاک اور مقدس جماعت ہے (جس نے یہ عقیدہ امانت ایجاد کیا ہے)۔ اور ہم ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پر ایمان لاتے ہیں جو ابدالآباد تک رہے گی۔ (عقیدہ امانت کا ترجمہ ختم ہوا)۔

۱- نیز ان نادانوں کو یہ علم نہیں کہ جسم انسانی گوشت و پوست اور عناصر اربعہ سے مرکب ہے۔ جن سے خداوند قدوس پاک اور منزہ ہے۔ پس ایک ابن آدم اور ابن مریم کا حلول جوہر خداوند قدوس کے اصل جوہر کے ساتھ کیسے متحد ہو سکتا ہے۔

۲- نیز تمام عقلاء عالم کا اس پر اتفاق ہے کہ حادث اور قدیم کی حقیقت جدا جدا ہے۔ پس خداوند قدیم اور ایک غیر خداوند کی حقیقت ایک کیسے ہو سکتی ہے۔ جسم اور روح کی حقیقت ایک نہیں تو قدیم اور حادث کی حقیقت ایک کیسے ہو سکتی ہے۔

۳- نیز اگر ایک الٰہ حق سے دوسرا الٰہ حق پیدا ہو سکتا ہے تو دوسرے الٰہ سے تیسرا الٰہ اور تیسرے الٰہ سے چوتھے الٰہ کا اور چوتھے الٰہ سے پانچویں الٰہ کا پیدا ہونا بھی ممکن ہوگا (بلکہ ایسے ہی ضروری ہے) تو خداؤں کا پیدا ہونا ممکن ہوگا۔ اس لئے کہ جس انسان سے ایک بیٹے کا پیدا ہونا ممکن ہے اسی سے دس بیٹوں کا پیدا ہونا بھی بے شبہ ممکن ہے۔ خداوند قدوس کی صفات کمال تو غیر محدود اور غیر متناہی ہیں۔ تو اگر بفرض محال بقول نصاریٰ ولادت خداوند قدوس کی صفت ہو سکتی ہے تو یہ غیر متناہی ہونی چاہئے۔ ایک بیٹے پر اس کو ختم کر دینا مناسب نہیں۔

۴- نیز عقیدہ امانت میں یہ کہنا کہ مسیح کے ہاتھ سے ہر چیز پیدا ہوئی اس سے لازم آتا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ مریم صدیقہ بھی ان کی مخلوق ہوں۔ جو ان کے پیدا ہونے سے پہلے موجود تھیں کیونکہ ہر چیز میں وہ بھی داخل ہیں اور معاذ اللہ بیٹا والدہ کا خالق کیسے ہو سکتا ہے۔

۵- نیز نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ باپ کی طرح بیٹے نے بھی تمام کائنات کو پیدا کیا۔ گویا کہ کائنات کے دو خالق ہو گئے۔ ایک باپ اور ایک بیٹا۔ اگر باپ تمام کائنات کا خالق ہے تو بیٹے کے لئے کیا باقی رہا؟ اور اگر بیٹا خالق کائنات ہے تو باپ کے لئے کیا باقی رہا؟

۶- نیز عقیدہ امانت میں یہ کہنا کہ خدا آسمان سے نازل ہوا اور مجسم ہو کر کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا تاکہ عالم کی خلاصی اور نجات کا سبب بنے۔ سو یہ امر سراسر غیر معقول ہے اور ایسا بے عقل قبول نہیں۔ اول تو یہ کہ یہ الوہیت سے یکسر منافی اور اس کے برگزیدہ بندہ مسیح بن مریم پر صریح بہتان اور افتراء ہے۔ اور الوہیت اور ربوبیت کی تحقیر اور تذلیل کی ایک عجیب و غریب من گھڑت داستان ہے جس کو کوئی عقل سلیم بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور تجسم عالم کی خلاصی اور نجات کے لئے ہوا تھا تو علماء نصرانیت اور عقلاء مسیحیت یہ بتلائیں کہ تمہارے زعم کے مطابق حضرت مسیح نے جو مصیبت اور ذلت تمہاری خلاصی اور نجات کے لئے اختیار فرمائی وہ تمہاری کس مصیبت اور ذلت سے نجات دینے کے لئے اختیار فرمائی۔ اگر یہ کہیں کہ مسیح نے ہم کو دنیا کی تکالیف اور مصائب و آلام اور امراض و اسقام اور موت سے نجات دلائی تو مشاہدہ اس کی تکذیب کرے گا۔ کوئی فرد بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ جو طلب معاش میں ہر قسم کی تکالیف اور رنج و غم اور بیماری اور موت سے نجات پا گیا ہو۔ اور اگر یہ کہیں کہ نفس و شیطان کے پنجے سے ہم کو نجات دلائی تو یہ بھی مشاہدہ کے خلاف ہے۔ نصاریٰ کی جس مجلس میں چاہے چلے جاؤ اور آنکھ سے دیکھ لو کہ نفس اور شیطان نے نصاریٰ کو کس طرح کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے۔ نصرانیت سے جدا ہو کر کوئی تو نفس و شیطان کی اسیر نہیں۔ اور اگر یہ کہیں کہ خلاصی اور نجات سے ہماری مراد یہ ہے کہ ہم دنیا میں احکام خداوندی کی بجا آوری اور پابندی سے خلاصی پا گئے اور آزاد ہو گئے اور نماز اور روزہ ہم پر ضروری اور فرض نہیں رہا اور ہم جو چاہیں کریں۔ خدا کا ہم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ تو حضرت مسیح اور ان کے حواریین کے اقوال اس کی تکذیب کریں گے۔ جو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی عبادت کے متعلق ان سے انجیل میں منقول ہیں۔ اور اگر یہ کہیں کہ خلاصی اور نجات سے ہماری مراد یہ ہے کہ ہم آخرت کے احکام سے خلاص ہو گئے اور نجات پا گئے یعنی دنیا میں چاہیں چوری کریں یا زنا اور بدکاری اور شراب نوشی کریں اور قتل و غارت گری کریں۔ غرض یہ کہ جو چاہیں نفس و شیطان کے مطابق کام کریں۔ آخرت

خلاصۂ کلام

[illegible] ...لا حول ولا قوة إلا بالله ... [illegible]

تمین عیسائی فرقے ملکانیہ، یعقوبیہ، نسطوریہ

[illegible]

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا

سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں

عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ

ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں اور ان کے [illegible]

عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ

روکنے سے اللہ کی راہ سے بہت اور ان کے

الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ

سود لینے کے [illegible]

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ

لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے

مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾

ان میں سے عذاب دردناک

یہود پر تحریم کی وجہ

[illegible]

شریعت محمدیہ اور شریعت موسوی میں چیزوں کی حرمت کی علت

[illegible]

لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ

لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں سے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

اور ایمان والے مانتے ہیں اس کو جو نازل ہوا تجھ پر اور

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آفرین ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو

وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اور جو دینے والے ہیں زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور

الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا

اور قیامت کے دن پر سو ایسوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب

یہود کے اہل حق

یعنی یہود میں جن کا علم پختہ ہے جیسے عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی اور [illegible] صاحب [illegible] ہیں وہ قرآن [illegible] اور [illegible] سب کو اور نماز و زکوٰۃ کو قائم رکھنے والوں کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ایمان رکھنے والے اللہ پر اور قیامت پر ایسے لوگوں کو ہم دیں گے اجر و ثواب بخلاف اول الذکر کے کہ ان کے لئے عذاب [illegible] موجود ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

ہم نے وحی بھیجی تیری طرف

صداقت قرآن

اہل کتاب اور مشرکین کو محمد ﷺ اور قرآن مجید کی حقانیت و صداقت میں [illegible] سے [illegible] شبہ [illegible] [illegible] کہ [illegible] جیسا کہ [illegible] اترا [illegible] کی ایک کتاب آسمان سے [illegible] کو [illegible] کے جدا جدا [illegible] تعالیٰ نے [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] حقیقت کا [illegible] اور [illegible] سب خیالات اور شبہات [illegible] اور [illegible] کی حقانیت اور قرآن مجید کی صداقت کو [illegible] کے ساتھ بیان فرما کر [illegible] کا [illegible] سب [illegible] کا [illegible] نہیں [illegible] کے [illegible] اب یہاں سے [illegible] [illegible] [illegible]

كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ

جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح پر اور ان نبیوں پر

مِنْۢ بَعْدِهٖ

جو اس کے بعد ہوئے

یعنی اس سے معلوم ہو گیا کہ [illegible] اللہ کا حکم [illegible] پیغمبروں پر بھیجا جاتا ہے اور پیغمبروں پر جیسے وحی [illegible] ویسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] جس نے ان [illegible] کی [illegible] [illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible] علیہ السلام اور ان سے پہلوں کے [illegible] حضرت آدم کے وقت سے جو وحی شروع ہوئی [illegible] حالت تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام [illegible] [illegible] حالت تھی حضرت نوح علیہ السلام [illegible] [illegible] [illegible] نوح علیہ السلام [illegible] عذاب حضرت نوح علیہ السلام کے وقت [illegible] [illegible] [illegible] حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں [illegible] تعلیم [illegible] [illegible] عذاب [illegible] حضرت [illegible] [illegible] کے بعد حضرت ہود حضرت صالح حضرت شعیب علیہم السلام وغیرہ [illegible] عذاب [illegible] حضرت نوح علیہ السلام اور ان سے پچھلوں کی [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible] عذاب [illegible]

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

اور وحی بھیجی ابراہیم اور اسماعیل اور

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى

اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ

وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ

اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر

وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ

اور ہم نے دی داؤد کو زبور اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

سنایا تجھ کو اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝

تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر

یہود کی جہالت، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو انبیاء ہوئے ان سب کا اجمال ذکر فرما کر پھر ان میں اولوالعزم ہیں اور جو مشہور اور جلیل القدر ہیں ان کو تخصیص اور تفصیل کے ساتھ ذکر فرما دیا جس سے خوب معلوم ہو گیا کہ آپ کے اوپر جو وحی نازل ہوئی اس کا حق ہونا اور اس کا ایمان ضروری ہے جیسا تمام اولوالعزم اور مشاہیر انبیاء کی وحی کو اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انبیاء پر جو وحی آتی ہے کبھی فرشتہ پیغام لیکر آتا ہے کبھی کتاب لکھی ہوئی مل جاتی ہے کبھی بغیر پیغام اور بدون واسطے کے خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بات کرتا ہے مگر ان سب صورتوں میں مقصود اللہ کا حکم ہے کسی امر کا حکم ہو تو بندوں پر اس کی اطاعت یکساں فرض ہے بندوں تک پہنچنے کا طریق خواہ تحریر ہو خواہ تقریر ہو خواہ پیغام ہو تو اب یہود کا یہ کہنا کہ توریت کی طرح پوری کتاب ایک دفعہ کیوں نہیں آسمان سے لاؤ گے تو ہم تم کو سچا جانیں گے محض ان کی بے ہودگی اور حماقت ہے جب وحی کا حکم آگیا ہے اور اس کے نازل ہونے کی صورتیں البتہ متعدد ہیں تو پھر کسی صورت میں آئے اس کے ماننے میں تردد اور انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فلاں خاص طریقے سے آئے گی تو مانیں گے اور نہیں سراسر حماقت اور کمال جہالت و گمراہی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام:

(وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا) اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔ زبور اس کتاب کا نام ہے جو حضرت داؤد پر اتاری گئی تھی۔ بغوی نے لکھا ہے کہ زبور میں اللہ کی حمد و ثنا اور تمجید کا بیان تھا۔ حضرت داؤد شہر سے باہر جنگل میں جا کر کھڑے ہو کر زبور کی تلاوت کرتے تھے اس وقت علماء بنی اسرائیل آپ کے پیچھے صف بستہ ہو جاتے تھے اور علماء کے پیچھے دوسرے لوگ ہوتے اور

آدمیوں کے پیچھے جنات۔ جب تلاوت شروع کرتے ہوتے تھے پہاڑی جانور بھی آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو جاتے اور تعجب سے تلاوت کو سنتے تھے اور پرندے بازو پھیلائے لوگوں کے سروں پر سایہ کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کاش تم مجھے دیکھتے جب میں تمہاری قرآت سن رہا تھا۔ تم کو داؤد کی بانسریوں میں سے ایک بانسری دی گئی ہے۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو خدا کی قسم میں خوب اچھی طرح سے کام لیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب حضرت ابوموسیٰ سے ملاقات ہوتی تو آپ فرماتے ابوموسیٰ! ہم کو نصیحت کرو (یعنی قرآن پڑھ کر سناؤ تاکہ ہم کو نصیحت حاصل ہو)۔ حضرت ابوموسیٰ پڑھ کر سناتے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا جب میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کون پیغمبر تھا؟ فرمایا آدم۔ میں نے عرض کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں نبی تھے جن سے کلام کیا گیا تھا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول کتنے ہوئے؟ فرمایا تین سو اور کچھ اوپر دس ایک بڑی جماعت۔

حضرت ابوامامہ کی روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ انبیاء کی پوری گنتی کتنی تھی؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار جن میں تین سو پندرہ کی ایک بڑی جماعت رسولوں کی ہوئی۔ رواہ احمد و ابن ابی حاتم۔ حاکم نے ضعیف سند سے اور ابویعلیٰ نے اور طبرانی نے بیان کیا کہ حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آٹھ ہزار انبیاء مبعوث فرمائے۔ چار ہزار بنی اسرائیل میں سے اور چار ہزار باقی لوگوں میں سے۔

ہم کلامی کا انتہائی درجہ:

(وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا) "اور اللہ نے موسیٰ سے یقینا کلام کیا"

اللہ کا کلام کرنا وحی کا انتہائی درجہ ہے یہ فضیلت اللہ نے تمام پیغمبروں میں سے حضرت موسیٰ کو عطا فرمائی تھی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی بڑھ کر فضیلت عطا کی اور آپ سے روبرو بات چیت کی۔ فرمایا (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى)۔

سب سے زیادہ باغیرت اور عذر قبول کرنے والا:

حضرت مغیرہ کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی کو اپنی بیوی کے پاس دیکھوں تو تلوار کی دھار سے اس کی گردن مار کر قتل کر دوں۔ اس قول کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو۔ خدا کی قسم میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں

اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ اللہ کی اسی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس نے کھلی چھپی فحش کاریاں حرام کر دی ہیں۔ اور اللہ سے زیادہ کسی کو (گناہ گاروں کی) معذرت قبول کرنا پسند نہیں۔ اسی لئے اس نے ڈرانے والے اور بشارت دینے والے پیغمبر بھیجے اور اللہ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں۔ اسی لئے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ (رواہ البخاری)۔ تفسیر مظہری۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ
بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنانے والے تاکہ باقی نہ رہے
لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ
لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد اور
اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝
اللہ زبردست ہے حکمت والا

پیغمبروں کی بعثت کا مقصد۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو برابر بھیجا کہ وہ مومنوں کو خوشخبری سنائیں اور کافروں کو ڈرائیں تاکہ لوگوں کو قیامت کے دن اس عذر کی گنجائش نہ رہے کہ ہم کو تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ کی مرضی اور غیر مرضی کیا ہے۔ معلوم ہوتی تو ضرور اس پر چلتے۔ سو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیج دیا تو پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کر دئیے تو اب کسی کا کوئی عذر نہیں رہا، اللہ کی ایک ہی حجت ہے کہ اس کے رو برو کوئی حجت نہیں چل سکتی۔ وہ سب حجتیں قطع ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی حکمت اور تدبیر سے جو کچھ کرے اس کو کون روک سکتا ہے۔ فرمانے والا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

انبیاء و رُسُل کی تفصیل:

مشہور حدیث حضرت ابوذر کی ہے جو تفسیر ابن مردویہ میں ہے۔ آپ نے پوچھا یا رسول اللہ انبیا کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ میں نے پوچھا ان میں سے رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ کی بہت بڑی جماعت۔ میں نے دریافت کیا سب سے پہلے کون ہے؟ فرمایا آدم۔ میں نے کہا کیا وہ بھی رسول تھے؟ فرمایا ہاں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ پھر ان میں اپنی روح پھونکی۔ پھر درست اور ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر فرمایا اے ابوذر! چار سریانی ہیں آدم، شیث، نوح اور خنوخ جن کا مشہور نام ادریس ہے۔ انہی نے پہلے قلم سے خط لکھا۔ چار عربی ہیں ہود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی۔ اے ابوذر! بنو اسرائیل کے پہلے نبی (حضرت) موسیٰ ہیں اور آخری (حضرت) عیسیٰ ہیں۔ تمام نبیوں میں سب سے پہلے نبی (حضرت) آدم ہیں۔ اور سب سے آخری نبی تمہارے نبی ہیں۔ اس پوری حدیث کو جو بہت طویل ہے حافظ ابو حاتم نے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم میں روایت کیا ہے، جس پر صحت کا نشان دیا ہے۔

انبیائے کرام جن کے اسماء قرآن میں مذکور ہیں

جن انبیاء و رسل کے نام قرآن کے لفظوں میں آ گئے ہیں یہ ہیں۔ آدم علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، لوط علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، یونس علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اور بقول اکثر مفسرین ذوالکفل (اور ایوب اور الیاس علیہم السلام) اور ان سب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور بہت سے ایسے رسول بھی ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں کیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ
لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو تجھ پر نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے
بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى
اپنے علم کے ساتھ اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ کافی ہے
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝
حق کا ظاہر کرنے والا

قرآن کریم کی خصوصیت۔

یعنی اللہ کا پیغمبر ہونا اور اس پر قرآن کا نازل ہونا گو یہ سب کو معلوم ہے لیکن اس قرآن میں اللہ نے اپنا خاص علم اتارا اور اللہ اس کی گواہی دیتا ہے کہ جو سمجھ رکھنے والے جانتے ہیں کہ جو علوم اور حقائق قرآن مجید میں سے حاصل ہوئے اور ہو رہے ہیں وہ کسی کتاب سے نہیں ہوئے اور جس قدر مضامین اس میں ہیں حضرت موسیٰ کی تفصیلی علم سے ہیں اور کسی سے نہیں نکلے۔ (تفسیر عثمانی)

(اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ) اللہ نے یہ کتاب اپنے خاص علم کے ساتھ اتاری ہے (یعنی یہ کتاب اللہ کے علم خاص کی حامل ہے اور علم خاص سے مراد ہے وہ علم جو آنکھوں کے غائب ہونے کا علم۔ قرآن کی عبارت کا نظم جس کی نظیر اور مثال کسی طرح بھی کوئی عبارت نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس امر کو جاننا بہت

کا اظہار ہوتا ہے اور جس پر کتاب نازل کی جا سکے۔ اور اس بات کو جانتا ہے کہ لوگوں کی ہدایت و اصلاح اور درستگی کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے۔

خدائی شہادت:

(وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا) اور اللہ کی شہادت کافی ہے یعنی آپ کی نبوت کے جو دلائل اللہ نے قائم کر دیئے ہیں ان کی موجودگی میں کسی دوسرے کی شہادت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ منکروں اور کافروں کو بدلہ دینا قیامت کے دن خدا ہی کے ہاتھ میں ہوگا لہٰذا اسی کی شہادت کافی ہے۔ منصف حاکم کو اگر واقعہ کا علم ہو اور وہ خود شاہد ہو تو پھر کسی دوسرے کی شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔ (تفسیر حقانی)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ
جو لوگ کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے
اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا اِنَّ الَّذِيْنَ
وہ بہک کر دور جا پڑے جو لوگ
كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ
کافر ہوئے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ
اور نہ دکھلاوے گا ان کو سیدھی راہ مگر راہ دوزخ کی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى
رہا کریں اس میں ہمیشہ اور یہ اللہ پر
اللّٰهِ يَسِيْرًا
آسان ہے

ہدایت و گمراہی کا معیار

قرآن مجید اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت اور درستگی کے معلوم ہونے کے بعد جو لوگ آپ سے منکر ہوئے اور توریت میں جو آپ کے اوصاف اور علامات موجود تھے ان کو چھپا لیا اور لوگوں پر کچھ کا کچھ ظاہر کر کے ان کو بھی دین حق سے باز رکھا سو ایسوں کو مغفرت نصیب نہ ہوگی اور ہدایت جس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپ کی متابعت میں منحصر ہے اور گمراہی آپ کی مخالفت کا نام ہے جس سے یہود کو پوری سرزنش ہوگئی اور ان کے خیالات کی تغلیط واضح ہوگئی۔ (تفسیر عثمانی)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ
اے لوگو تمہارے پاس رسول آ چکا ٹھیک بات لے کر
مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ
تمہارے رب کی سو مان لو تاکہ بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ
تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
مانو گے تو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا
اور زمین میں اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا

صدائے عام

آپ کی اور آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین کی تکذیب کی تفصیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اے لوگو ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لے کر تمہارے پاس آ گیا سو اب تمہارا خیر اسی میں ہے کہ اس کی بات مانو اور ایمان لاؤ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمہارے تمام احوال و افعال سے خبردار ہے تمہارے اعمال کا پورا حساب کتاب ہو کر اس کا بدلہ ملے گا۔ اس سے یہ بھی صاف معلوم ہو گیا کہ جو پیغمبر کا منکر ہے وہ اللہ کا منکر ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا
اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت کہو
عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى
اللہ کی شان میں مگر پکی بات بیشک مسیح جو ہے عیسیٰ
ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ
مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام ہے جس کو ڈالا
اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سو مانو اللہ کو

وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۚ اِنْتَهُوْا خَيْرًا

اور اس کے رسولوں پر اور مت کہو کہ خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا

لَّكُمْ ۚ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ

تمہارے واسطے بے شک اللہ معبود ہے اکیلا اس کے لائق نہیں ہے

يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

کہ اس کے اولاد ہو

یہودیوں کی مبالغہ آرائی:

اے اہل کتاب اپنے دین کی تعریف میں غلو سے (حد سے) بڑھتے اور حد سے نکل جانے سے اللہ تعالیٰ کا جو تمہیں منع فرماتا ہے کہ دین کی بات میں مبالغہ مت کرو اور کسی سے اعتقاد میں اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھ جاؤ۔ جتنی بات جس کی ہے، جیسا کہ ہر حق تعلق کی شان ہے اتنی ہی بات کہو اور نہ اپنی طرف سے بڑھاؤ۔ یہود نے تو حضرت عیسیٰ کو جو کہ روح اللہ ہیں اور اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے تھے خواہ مخواہ خلاف کیا اور نصاریٰ نے خدا کا بیٹا کہہ دیا اور تین خدا کے معتقد ہو گئے، ایک خدا دوسرے حضرت عیسیٰ تیسرے حضرت مریم۔ ان باتوں سے باز آؤ، اللہ تعالیٰ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے، اس کی ذات پاک اس سے منزہ اور مقدس ہے۔ یہ تم کو لازم ہے کہ تم نے جو کی اطاعت اور پابندی نہ کی اور ان کی متابعت کرتے تو جادہ حق سے ہٹائے نہ جاتے اور تین خدا کے قائل ہو کر مرتکب شرک نہ ہوتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور قرآن مجید افضل الکتب کی تکذیب کر کے کافر نہ ہوتے۔

دو گمراہ گروہ:

فائدہ: اہل کتاب کے ایک فریق نے تو حضرت عیسیٰ کو رسول بھی نہ مانا اور تحقیر کرنا پسند کیا، جس کا ذکر پہلے ہو چکا اور دوسرے فریق نے ان کو خدا کا بیٹا کہا، دونوں کافر ہو گئے۔ دونوں فریق کی گمراہی کا سبب یہی ہوا کہ رسولوں کا خلاف کیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ نجات رسول کی متابعت میں منحصر ہے۔ (تفسیر حقانی)

صحیح عقیدہ:

صحیح عقیدہ یہی ہے جس نے اللہ کے ایک اور لاشریک ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد و رسول ہونے کی اور حق کے معبود برحق ہونے کی گواہی دی اور یہ مانا کہ آپ خدا تعالیٰ کے کلمہ سے تھے جو حضرت مریم کی طرف ڈالا گیا تھا اور خدا کی پھونکی ہوئی روح تھے اور جس نے جنت دوزخ کو برحق مانا اور قیامت کو مانا تو جیسے بھی اعمال ہوں اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں لے جائے اور روایت میں اتنی زیادتی بھی ہے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

حضرت عیسیٰ کو ”روح اللہ“ کہنا:

آپ کا روح اللہ بتایا ایسا ہی ہے جیسے ناقۃ اللہ اور بیت اللہ کہا جاتا ہے یعنی صرف شرافت کے اظہار کے لئے اپنی طرف نسبت کی۔ حدیث میں بھی ہے کہ میں جاؤں گا اپنے پروردگار کے گھر میں جب وہ مجھے اجازت دے گا۔

حضرت عبادہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لاشریک ہونے کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے اور رسالت کی شہادت دی اور یہ بھی اقرار کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کا کلمہ تھا جو حضرت مریم کو پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا روح اور یہ بھی یقین رکھا کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس کے (آخرکار) اسے جنت میں لے جائے گا خواہ اعمال اس کے کیسے ہی ہوں۔ وہ اللہ کا پسندیدہ ہے۔

اللہ اولاد سے پاک ہے:

(سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ) وہ ذات اس امر سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ اولاد ہونے کا تصور تو وہاں ہو سکتا ہے جہاں اصل کی جنس ہو سکے اور نقص کا تصور کیا جا سکتا ہو۔ (اللہ کا تو کوئی ہمسر ہے نہ وہ ناقص ہے) اسی لئے اللہ نے اپنے لئے صاحب اولاد ہونے کے قول کو گالی قرار دیا۔

ابن آدم کی گمراہی:

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے فرمایا ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا اس نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ بھی درست نہ تھا۔ میری تکذیب تو اس کا یہ قول ہے کہ اللہ نے جس طرح مجھے پہلی بار پیدا کیا دوبارہ پیدا نہیں کرے گا حالانکہ اول تخلیق دوبارہ تخلیق سے میرے لئے آسان نہیں اور گالی اس کا یہ قول ہے کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا حالانکہ میں ایک ہوں بے احتیاج ہوں، نہ میری اولاد ہے نہ میں کسی کی اولاد ہوں نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری گالی اور ہمسری اولاد سے ہے بیوی سے پاک ہوں۔ (رواہ البخاری تفسیر مظہری)

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور کافی ہے اللہ کارساز

اللہ تعالیٰ کیلئے شریک اور اولاد نہ ہونے کی دلیل

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی مخلوق اور اسی کی مملوک اور اسی کے بندے ہیں، پھر کیسے اس کا کوئی شریک یا اس کا بیٹا کون اور کیونکر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کام بنانے والا ہے اور سب کی کارسازی کیلئے وہی کافی اور بس ہے کسی دوسرے کی حاجت نہیں پھر بتلائیے اس کا شریک یا بیٹا کس حاجت کیلئے ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ کسی مخلوق میں یہ کمال نہیں جسے شرکت کی قابلیت اور لیاقت ہو اور اس کی ذات پاک میں کوئی کمی اور احتیاج نہیں کہ کسی کی حاجت ہو۔ جس سے معلوم ہوا کہ مخلوقات میں سے کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک یا بیٹا کہنا اس کا کام ہے جو ایمان اور عقل دونوں سے محروم ہو۔

فائدہ: اس مضمون پر نظر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جو لوگ حق تعالیٰ کے لئے کسی کو بیٹا یا شریک مانتے ہیں وہ حقیقت میں تمام موجودات کا خالق اور باری تعالیٰ کو خالق جملہ موجودات نہیں مانتا اور نیز حق تعالیٰ کو سب کی حاجت روائی اور کارسازی کے لئے کافی نہیں جانتا گویا خدا کو صفات کمال سے خالی کر کے محتاجات اور مخلوقات میں داخل کر دیا تو آپ ارشاد (سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ) میں جس نالائقی کی طرف اشارہ تھا اس کا پتہ چل گیا اور قرآن مجید کی ہر ترکیب کی اور ظاہری معنی میں وہ پاکی چونکہ بالکل موجود ہے تو خوب سمجھ میں آگیا کہ اس کی ذات قدس جیسے اس سے پاک ہے کہ اس کے بیٹا پیدا ہو ایسے ہی اس سے بھی پاک اور برتر ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بیٹا بنائے۔ و تفسیر حقانی

افراط کی ممانعت:

مسند احمد میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تم ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا۔ میں تو صرف ایک بندہ ہوں پس تم مجھے عبد اللہ اور رسول اللہ کہو۔ (ابن کثیر)

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ

مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ

عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ

بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتوں کو جو مقرب ہیں

اعلیٰ درجہ کی شرافت

یعنی اللہ کا بندہ ہونا اور اس کی عبادت کرنا ایسی چیز نہیں جس سے عار کی جائے بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی شرافت و عزت ہے حضرت مسیح علیہ السلام اور ملائکہ مقربین سے اس شرافت کی قدر اور عزت پوچھئے کہ اس کو اپنے لیے فخر اور باعث کمال جانتے ہیں اور الوہیت تو ان کو تو خیال بھی نہیں جیسے نصاریٰ نے حضرت مسیح کو ابن اللہ اور معبود بنا لیا اور مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر ان کی عبادت کرنے لگے سو ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب اور ذلت ہے۔ و تفسیر

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے ان کو پورا دے گا ان کا ثواب

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

اور زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جنہوں نے

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

عار کی اور تکبر کیا سو ان کو عذاب دیگا عذاب

اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

دردناک اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے

اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار

مومن و منکر کا ضرور فیصلہ ہوگا:

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور سرکشی کرے گا تو وہ یونہی نہ چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ یہ سب اللہ کے سامنے جمع ہوں گے اور حساب ہوگا سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے یعنی اللہ کی بندگی بجا لائے ان کو ان کے کاموں کا پورا ثواب ملے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ

فضل سے بڑی بڑی نعمتیں ان کے ثواب سے زیادہ بھی ان کو عنایت ہوں گی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی سے عار کیا اور تکبر کیا تو ان کو عذاب عظیم میں گرفتار کریں گے اور کوئی ان کا حمایتی و مددگار نہ ہوگا جن کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں شریک کر کے عذاب سے بچنے کا وہم رکھتے تھے اب نصاریٰ خوب سمجھ لیں کہ ان دونوں صورتوں میں ... حضرت مسیح علیہ السلام کے موافق شان کیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اے لوگو تمہارے پاس کھلی دلیل تمہارے رب کی طرف سے آ چکی ہے
وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۞ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اور اتاری ہم نے تم پر روشنی واضح سو جو لوگ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ
ایمان لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ
اپنی رحمت اور فضل میں اور پہنچا دے گا
اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۞
ان کو اپنی طرف سیدھے راستہ پر

اسی بات کی تاکید:

پہلے سے وحی الٰہی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اس کی حقانیت کا بیان اور اس کی حقیقت اور اتباع کی تاکید تھی اور نصاریٰ کے زعم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ردّ کیا تھا جس میں دلائل ضروری تھے ... اور ... کے بعد سب آخر میں پھر اسی ضروری بات کی سب کو تاکید فرمائی جاتی ہے کہ اے لوگو تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے حجت کامل اور روشنی (یعنی) ہدایت کے لئے کافی ہے وافی ... یعنی قرآن مجید سب کو کامل اور بے نقص ... کی کتاب ہے سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اس کو مضبوط پکڑے گا وہ اس کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا اور ... اس تک پہنچے گا اور جو اس کے خلاف کرے گا اس کی گمراہی اور تباہی کی ... سمجھ لیجئے۔ (تفسیر عثمانی)

برہان سے کیا مراد ہے؟

(قولہ تعالیٰ) قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ برہان سے ... نے بتایا ... سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ (روح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو برہان سے اس لئے تعبیر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ پر کتاب کا نزول یہ سب چیزیں آپ کی نبوت کی ... صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے ہوئے دلائل ہیں جن کو دیکھنے کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ آپ کی ذات خود ایک مجسم دلیل ہے۔

نور سے کیا مراد ہے؟

اور نور سے مراد قرآن مجید (روح) جیسا کہ سورۂ مائدہ کی اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ یعنی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور وہ ایک کتاب واضح یعنی قرآن ہے۔ (بیان القرآن) اس آیت میں اگر نور کہا جائے تو آگے کی کتاب مبین کی ... یہاں ... کیا جائے کہ ... یعنی نور اور کتاب ایک چیز نہیں ہو سکتے۔ اس سے ... کا ... ہے اگرچہ مصداق اور عنوان الگ الگ ہے۔ (روح)

اور نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہو تو بھی ... ہے (روح) لیکن اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نور مجسم ہونا ثابت نہیں ... جو بشریت ... (معارف القرآن ...)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ
حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا

جس کا باپ اور اولاد موجود نہ ہو:

شروع سورت میں آیت میراث میں کلالہ کی میراث کا ذکر ہو چکا ہے اس کے بعد جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے متعلق زیادہ تفصیل پوچھنی چاہی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کلالہ کے کئی معنی ... ضعیف ... یہاں وہ شخص مراد ہے جس کے وارثوں میں باپ اور اولاد میں سے کوئی نہ ہو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کیونکہ اسی ... جس ... کے متعلق بھائی بہن کو ... کا ذکر ہے اور ...

[illegible]

شان نزول

[illegible]

حضرت عمرؓ کا قول

[illegible]

إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ

[illegible]

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ

[illegible]

وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ

اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ ہو اسکے بیٹا

[illegible]

فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ

[illegible]

مِمَّا تَرَكَ

[illegible]

وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ

[illegible]

مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ

[illegible]

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا

[illegible]

اللہ کے احکام ہدایت ہی ہدایت ہیں

[illegible]

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

[illegible]

مسائل پوچھ لینے کی تحسین و ترغیب

[illegible]

اجمال فرمایا کہ ان کو سب چیزیں معلوم ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ مسائل غیب میں جو قدرت مخفی ہے اس کا علم جو ابو حسن رشاد میں ہو سکے جو کام ہے مسئلہ میں استفسار فرمایا تھا اس کی تحسین کی طرف اشارہ کہ ایسے سوالات کرنے کی ترغیب کی طرف اشارہ بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سب جو جانتا ہے جس کو تم نہیں جانتے تم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ اللہ اس کے بعد کس صورتوں میں جو حصہ مقرر فرمایا یا ساقط، حقیقت میں کیا ہے کہ اللہ کی حکمت کا احاطہ کب ہو سکتی ہے کیونکہ سے کہ مخلوق ہے حق جل شانہ کی ذات و صفات میں اس کے خلاف جو بات کرے جو اپنے متعلقات سے اپنے آپ کے فرق اور قیاس سے عاجز ہو قوت سے بچکر اور اس کی صفات و بیان اس کے بتلانے کیا بچ سکتا ہے۔ نیز بعض جملہ کلام سے تکرار اس کے سبب نزول کا بیان فرمانے سے چونکہ یہ معلوم ہو گئی اول یہ کہ جیسا پہلے ﴿وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ فرما کر اس کے بعد بطریق تمثیل اہل کتاب کا حال ذکر فرمایا تھا ایسے ہی اخیر ﴿یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق تمثیل ذکر فرمایا ہے کہ حق سے انحراف کرنے والوں کی گمراہی خود اپنی عقلی کا انجام کرنے والوں کی تقلید ہے اور خوب سمجھ میں آجائے اس کے ذیل میں دوسری بات یہ بھی ظاہر ہوگئی کہ اہل کتاب سے کیا غضب کیا کہ انہوں نے حقوق کے نئے تحریک ایمان و اسلام جیسے شیخ کا امر دینا یعنی ایمان علمیا اور وحی الٰہی کا نظریہ کرکے خلاف کیا، یہ مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے کہ اصل ایمان یہ عبادات ہیں کہ معاملات تک اور معمولی مسائل جیسے میراث نکاح وغیرہ میں بھی ان کے تجسس اور منتظر رہے ہیں اور ہر امر میں رسول سے ہی سمجھتے ہیں سمجھتے ہیں اپنی عقل اور خواہش کو حاکم نہیں سمجھتے اگر ایک دام میں تنگی تر ہوتی ہو کر حاضر خدمت ہو کر دریافت کرتے ہیں۔ تو انہیں خلافت، اور نجاست تا کہ حاکم صرف اللہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت سید المرسلین بھی بلا حکم وحی الٰہی اپنی طرف سے حکم نہ فرماتے تھے اگر کسی امر میں حکم وحی موجود نہ ہوتا تو حکم فرمانے میں نزول وحی کا انتظار فرماتے جب وحی آتی تب حکم فرماتے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ذات پاک وحدہٗ لا شریک کے سوا کوئی حاکم نہیں جو نیا بات ہو، جیسا ﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾ وغیرہ سے صاف مذکور ہے باقی جو چیں اور رسول واسطہ ہیں ان کے ذریعہ سے اور وہی حکم الٰہی دکھا یا جاتا ہے البتہ اتنا فرق ہے ان میں اطاعت بھی ہے کہ کوئی جیسے بادشاہی حکم سلطانی پہنچنے کے لئے وزیراعظم اور دیگر معتمدین شاہی اور حکام ملکی اور دربار وغیرہ سب وسطہ ہوتے ہیں مگر ان سے زیادہ گمراہی کیا ہوگی کہ کوئی مرتبہ وحی الٰہی کے مقابلہ میں کوئی گمراہ کسی کی بات سے اور اس پر عمل کرے۔ شعر

آیات ۱۶۳ تا ۱۶۵　　تفسیر ابن کثیر　　تفسیر مظہری　　تفسیر عثمانی

ایک ہی دفعہ پورا قرآن نازل نہ کرنے کی حکمت

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرف کہ ایک دفعہ تمام کتاب کے نازل ہونے میں جیسے کہ اہل کتاب درخواست کرتے ہیں وہ خوبی نہیں جو حسب حاجت اور حسب موقع متفرق نازل ہونے میں ہے کیونکہ ہر زبانی اپنی ضرورت سے موافق اس صورت میں سوال کر سکتا ہے اور یہ وہی حکم اس کو جواب مل سکتا ہے جیسا کہ اس موقع میں اور قرآن مجید کے بہت سے مواقع میں موجود ہے اور یہ صورت مفید تر ہونے کے علاوہ جو شرف قرب و لطف خداوندی حضرات صحابہ کو حق تعالیٰ ایسے فضل عظیم پر مشتمل ہے جو کسی امت کو نصیب نہیں ہوا۔ واللہ ذو الفضل العظیم جس صحابی کی بھلائی کی بات ہے سوال کے جواب میں کوئی آیت نازل ہوئی وہ اس کے مناقب میں شمار ہوتی ہے اور اختلاف کے موقع پر جس کی رائے یا جس کے قول کے موافق وحی ہو کر آتی تو قیامت تک اس کی خوبی و نام نیک باقی رہے گا۔

سو کلالہ کے متعلق سوال و جواب کا ذکر فرما کر اس طرف سے بالعموم سوالات کا شوق دلا کر مسئول عنہ کو سوال کے ساتھ ذکر فرمایا بلکہ جواب میں اس کی تصریح فرمائی جس کی دوسری نظیر قرآن شریف میں نہیں اور تمام اجر و ثمرہ حق تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا اللہ نعلم واللہ نے اپنی آپ اعلیٰ الحکام کے لئے وحی الٰہی منشا اور اصل ہے اور ہدایت اس کی اتباع پر موقوف ہے اور کفر و ضلالت اس کی مخالفت میں منحصر ہے اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ اور جملہ مشرکین اور جملہ اہل بدعت اہل گمراہی کی جو بھی مخالفت تھی اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بہت جگہ وحی کی حاجت کی خوبی اور اس کی مخالفت کی خرابی پر متنبہ فرمایا ہے خصوصاً اس موقع میں قرآن کریم کی اس جگہ بڑی شان مضمون کیلئے نازل فرمائے اور تفصیل اور تشریح سے ساتھ بیان فرمایا شاید اسی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب میں باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد فرما کر آیت

﴿اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ﴾

کو ترجمۃ الباب میں داخل کیا اور ان دونوں کی طرف اشارہ کر گئے کہ یا حضرت ہے۔ قولہ تعالیٰ

﴿اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ﴾

الیٰ هو مضمون الوحی واللہ اعلم بمراده جل مجده

سورۃ المائدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ

[illegible]

ایمان شرط

[illegible]

دلائل ایمان

[illegible]

سورۂ مائدہ کا نزول

[illegible]

سب سے آخری سورۃ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سورۃ کے فضائل

[illegible]

حقہ کا حکم

[illegible]

معاملات کی قسمیں

[illegible]

تسبیح

[illegible]

منافق کی نشانی

[illegible]

ایمان ایک معمہ ہے

[illegible]

[illegible]

أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ

حلال کئے گئے تمہارے لیے چوپائے

[illegible]

[illegible]

جنگلی چوپائے

[illegible]

پیٹ کا بچہ

[illegible]

إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

[illegible]

[illegible]

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ

[illegible]

احرام اور حرم کا احترام

[illegible]

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ

[illegible]

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ

[illegible]

عظمت الٰہی کے نشانات

[illegible]

سبب نزول

[illegible]

وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

[illegible]

اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا: زمانہ گھوم گھام کر ٹھیک اسی طرز پر آ گیا ہے جس پر اس وقت تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ ماہ کا ہے جن میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں۔ تین تو پے در پے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب، جسے قبیلہ مضر کا رجب کہا جاتا ہے جو جمادی الآخر اور شعبان کے درمیان ہے۔ ([illegible])

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ

اور نہ ان جانوروں کو جو نیاز کعبہ کی ہوں اور نہ جن کے گلے میں پٹا ڈال کر لے جائیں [illegible]

قربانی کا جانور اور اس کی علامت

قلائد قلادہ کی جمع ہے، جس سے مراد وہ پٹے ہیں، جو عرب قربانی کے جانور کے گلے میں نشان کے طور پر ڈال لیتے تھے تاکہ ہدی کا جانور پہچانا جائے [illegible] قربانی دیا جاتا ہے اور [illegible] کی ترغیب بھی ہو۔ قرآن کریم نے ان چیزوں کی تعظیم و حرمت کو باقی رکھا، اور ہدی یا قلائد کی علامات سے تعرض کرنے کو ممنوع قرار دیا۔ ([illegible])

ابن جریر کا قول ہے کہ قلائد سے مراد وہ ہیں جو بارہ حرم سے گلے میں ڈال لیتے تھے اور اس کی وجہ سے امن میں رہتے تھے۔ عرب میں اس کی تعظیم برابر چلی آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر حج

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی عقیق جو ذوالحلیفہ میں ہے رات گزاری۔ صبح اپنی بیویوں سے ملے پھر غسل کر کے خوشبو لگائی اور دو رکعت نماز ادا کی اور اپنی قربانی کے جانور کے کوہان پر نشان کیا اور گلے میں پٹہ ڈالا اور حج و عمرہ کا احرام باندھا۔ قربانی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت موٹے تازے خوبصورت اور نوجوان اونٹ ساتھ لئے تھے جیسے کہ قرآن کا فرمان ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے احکام کی تعظیم کرے اس کا دل تقویٰ والا ہے۔

قربانی کے جانور کی تعظیم

بعض سلف کا فرمان ہے کہ تعظیم یہ بھی ہے کہ قربانی کے جانور کو اچھی طرح سجایا جائے اور انہیں خوب کھلایا پلایا جائے اور فربہ و موٹا تازہ ہو۔ حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم قربانی کے جانوروں کی آنکھیں اور کان دیکھ بھال کر خریدیں۔ ([illegible])

وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا

اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل

مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا

اپنے رب کا اور اس کی خوشی

حج و عمرہ کرنے والوں کا احترام

یہ [illegible] شان صرف مسلمانوں کی ہے۔ یعنی جو [illegible] مسلمان حج و عمرہ کے لئے جائیں ان کی تعظیم و احترام کرو اور ان کی راہ میں [illegible] اور جو مشرکین بیت اللہ کے لئے آتے تھے [illegible] اس آیت کے [illegible] وہ بھی اپنے گمان اور عقیدہ سے اللہ کا فضل اور قرب اور اس کی رضا کے طالب ہوتے تھے تو ان کو چھیڑنے سے منع کیا گیا۔ یہ حکم اس وقت تک تھا جب تک کہ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا کی [illegible] نازل نہیں ہوئی تھی۔

وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا

اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرو

یعنی حالت احرام میں شکار کی جو ممانعت کی گئی تھی [illegible] احرام کھول دینے کے بعد باقی نہیں رہتی۔ ([illegible])

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ

اور باعث نہ ہو تم کو اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا

حرمت والی مسجد سے اس پر کہ زیادتی کرنے لگو

سخت دشمن کے مقابلہ میں بھی عدل نہ چھوڑو

پچھلی آیت میں جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے محترم قرار دیا تھا [illegible] مشرکین مکہ نے ان سب کی [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴ سو [illegible] ذوالقعدہ ۶ ھ میں عمرہ ادا کرنے کے لئے [illegible] حدیبیہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] قریش [illegible]

جس قدر بھی تیز غضب اور سخت عداوت کا غلبہ ہو [illegible] جوش انتقام سے [illegible] بھی [illegible] تھی۔ [illegible] محبت و عداوت [illegible] قرآن کریم نے ایسے [illegible] دشمن کے مقابلہ پر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کا حکم [illegible] زیادہ محبت یا زیادہ عداوت سے جوش میں حد سے گزر جاتا [illegible] دشمنی تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کرنے لگو اور صبر و احسان کو [illegible]

ظالم کی امداد کرنے والا

طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی ظالم کے ساتھ جائے تاکہ اس کی اعانت [illegible] ظالم ہے وہ [illegible] اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ [illegible]

> وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا
>
> اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر [illegible]
>
> عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
>
> [illegible]

جرائم اور ظلم میں کمی ہونے کا علاج

آج کل [illegible] جرائم اور ظلم [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] ظلم [illegible] بلکہ سب [illegible] اور [illegible]

بر اور اثم

حضرت نواس بن سمعان انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بر اور اثم کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا، حسن خلق بر ہے، اور اثم وہ کھٹک ہے جو تمہارے دل میں پیدا ہو اور لوگوں کا اس سے واقف ہونا تم کو ناپسند ہو۔ رواہ مسلم فی صحیحہ والبخاری فی الادب والترمذی۔ حضرت ابو ثعلبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بر وہ بات ہے جس پر تمہارے دل کو سکون و اطمینان ہو جائے اور [illegible] (اس کے خلاف ہو) اثم ہے [illegible] رواہ احمد [illegible]

دوست دشمن سب سے عدل کرو:

قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ عدل و انصاف میں دوست دشمن سب برابر ہونے چاہئیں۔ تمہارا دشمن یا مخالف ہو [illegible] ایذا پہنچائی ہو [illegible] عدل و انصاف ہی کرنا فرض ہے۔

نظام دنیا کا مدار تعاون باہمی پر ہے

ہر ذی ہوش انسان جانتا ہے کہ اس دنیا کا پورا نظام انسانوں کے باہمی تعاون و تناصر پر قائم ہے [illegible] انسان [illegible] [illegible] زندگی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دنیا کا نظام چلتا ہے [illegible] [illegible] [illegible]

نیکی پر تعاون کرو:

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن کریم نے [illegible] فرمایا۔ [illegible] تعاون [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible] کی [illegible]

جس کا [illegible] مطلب یہ ہے [illegible] ظالم ہو یا مظلوم [illegible] ظلم [illegible] [illegible] ظلم [illegible] [illegible] ظلم [illegible] آخرت [illegible]

ظالم کی امداد اسے ظلم سے روکنا

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انصر اخاک ظالما او مظلوما۔ یعنی اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرام جو قرآنی تعلیم کے رنگے ہوئے تھے انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم بھائی کی مدد تو ہم سمجھ گئے۔ مگر ظالم کی امداد کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روکو۔ یہی اس کی امداد ہے۔

مسلم قومیت کی بنیاد:

قرآن کریم کی اس تعلیم نے جو تعاون علی البر اور عدم تعاون علی الاثم کو اصل معیار بنایا اس پر مسلم قومیت کی تعمیر کی [illegible] الاثم والعدوان کو سخت جرم قرار دیا۔

نیکی اور برائی کا داعی:

اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو ہدایت اور نیکی کی طرف دعوت دے تو جتنے آدمی اس کی دعوت پر نیک عمل کریں گے ان سب کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثواب میں سے کچھ کم ہو جائے۔ اور جس شخص نے لوگوں کو کسی گمراہی یا گناہ کی طرف بلایا۔ تو جتنے لوگ اس کے بلانے سے گناہ میں مبتلا ہوئے ان سب کے گناہوں کے برابر اس کو بھی گناہ ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

اور ابن کثیر نے بروایت طبرانی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے چلا وہ اسلام سے نکل گیا۔ اسی لئے سلف صالحین نے ظالم بادشاہوں کی ملازمت اور کوئی عہدہ قبول کرنے سے سخت احتراز کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ان کے ظلم کی امداد ہے۔ تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ فلن اکون ظہیرا للمجرمین کے تحت یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز آواز دی جائے گی کہ کہاں ہیں ظالم لوگ اور ان کے مددگار یہاں تک کہ وہ لوگ جنہوں نے ظالموں کے دوات قلم کی خدمت کی ہے وہ بھی سب ایک لوہے کے تابوت میں جمع کر کے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

بہرحال قرآن حکیم کی اس تعلیم نے جس نے نیکی، عدل و انصاف، ہمدردی [illegible] پھیلانے کے لئے ملت کے ہر فرد کو ایک دوسرے کا مددگار [illegible] اور ظلم و جبر کے انسداد کے لئے پوری ملت کو ایک [illegible]

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے

نیکی کی ترقی، انصاف پسندی اور تقویٰ و اخلاق کی دعوت کا فروغ ہو اور [illegible] سے بچا جائے اگر نیکی سے تعاون اور بدی سے ترک تعاون نہ کیا جائے تو معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے (تفسیر حقانی)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

حرام کئے گئے تم پر مردہ جانور

مردار جانور: اس آیت سے جن چیزوں کو حرام بتلایا گیا ہے ان میں اول میتہ (مردہ جانور) ہے جو جانور بغیر ذبح کے طبعی موت سے مر جائے اس کا خون اور فاسد مادے گوشت میں جذب ہو کر رہ جاتے ہیں جس کی خباثت اور گندگی سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں (ابن کثیر) [illegible] میتہ (مردہ جانور) کے بعد دم (خون) کی حرمت [illegible] کی ایک [illegible] اس کی اباحت قرآن اور حدیث میں [illegible] ان تین چیزوں کے ذکر کے بعد جن کی [illegible] گندگی اور خباثت پائی جاتی ہے [illegible] جو اپنی ذات کے اعتبار سے حلال [illegible] کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے [illegible] اس کا کھانا بھی حرام ہے [illegible] جانور کو [illegible] غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے [illegible] حکم [illegible] جیسا کہ "وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ" "وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ" [illegible] کا [illegible] (تفسیر حقانی)

مردار کا گوشت مضر صحت ہے:

اس آیت میں فرمایا ہے کہ حرام کئے گئے تم پر مردار جانور مردار سے مراد وہ جانور ہیں جو بغیر ذبح کئے کسی بیماری کے سبب یا طبعی موت سے مر جائیں۔ ایسے مردار جانور کا گوشت طبی طور پر بھی انسان کے لئے سخت مضر ہے اور روحانی طور پر بھی۔

مچھلی اور ٹڈی:

ایک حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو [illegible]

[illegible]

وَالدَّمُ

خون

[illegible]

وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

[illegible]

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ

[illegible]

وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ

[illegible]

عَلَى النُّصُبِ

جو نشان کے پاس ہو

غیر اللہ کے نام پر ذبح ہونے والے جانور

[illegible]

خنزیر کے گوشت کو چھونا بھی برا ہے

[illegible]

کوڑیوں کا ثنا

[illegible]

مقابلہ بازی اور ریاکاری والوں کا کھانا

[illegible]

نصب

[illegible]

سب سے بڑا بت

[illegible]

خنزیر کا گوشت

[illegible]

بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینا شرک ہے

[illegible]

[illegible]

نسب اور صہر میں فرق

[illegible]

بتوں کیلئے کی گئی قربانی حرام ہے

[illegible]

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ

[illegible]

لعنت کا حقدار کون

[illegible]

میں مجاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ [illegible] ہوتے تھے اور وہ [illegible] صورت [illegible] میں [illegible] جن میں [illegible] مانتے تھا [illegible] اور [illegible] وغیرہ مختلف [illegible] لکھا ہوتا تھا [illegible] [illegible] کے لئے اپنے ارادہ اور کاموں کو [illegible] تھے [illegible] [illegible] قرعہ [illegible] سب سے [illegible] [illegible] کے تھے [illegible] کوئی [illegible] (بعض [illegible]) [illegible] تھا [illegible] [illegible] [illegible] کسی کام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس کے خلاف کام [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] قرآن کریم نے متعدد مواقع میں نہایت تغلیظ وتشدید کے ساتھ ان کی حرمت بیان فرمائی ہے [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ نجاست [illegible] [illegible] چیزوں کی [illegible] کے [illegible] کرنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان چیزوں سے کم نہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں "رجس" کے لفظ سے ظاہر [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] بخت کے [illegible] [illegible] کرے یا [illegible] سے فال نکالے یا [illegible] فال کی [illegible] [illegible]

استخارہ کی اہمیت

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے اسی طرح ہمارے کاموں میں استخارہ کرنا بھی تعلیم فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو [illegible] [illegible] نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھے "اللهم إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك وأسألك من فضلك العظيم فإنك تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وأنت علام الغيوب، اللهم إن كنت تعلم أن هذا الأمر خير لي في ديني ودنياي ومعاشي وعاقبة أمري فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه وإن كنت تعلم أنه شر لي في ديني ودنياي ومعاشي وعاقبة أمري فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به" ([illegible])

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا

[illegible]

مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

[illegible]

اب کافر مایوس ہو چکے ہیں

یہ آیت [illegible]

الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ

آج کافر اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں کہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا کر پھر "انصاب" و "ازلام" غیر اللہ کی طرف لے جا سکیں یا اپنی مرضی کا مطلب کر لینے کی توقعات باندھیں یا اس دین میں کسی تحریف و تبدیل کی امید قائم کر سکیں، تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا جس میں کسی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا وعدہ تم پر پورا ہو چکا جس کے بعد تمہارے مغلوب ہونے یا مٹنے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ خدا نے ابدی طور پر اسی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا ہے۔ اب کسی دشمن کے آنے کا بھی احتمال نہیں، ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اس محسن جلیل اور منعم حقیقی کی ناراضی سے بچتے رہو جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری کامیابی و فلاح اور کل سود و زیاں ہے۔ گویا "فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ" میں اس پر متنبہ فرما دیا کہ امت مسلمہ کو کفار سے اس وقت تک کوئی اندیشہ نہیں جب تک ان میں خشیت الٰہی اور تقویٰ کی شان موجود ہے۔ (تفسیر عثمانی)

شیطان کا راستہ:

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی مسلمان جزیرہ عرب میں اس کی پرستش کریں، ہاں وہ اس کوشش میں رہے گا کہ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہے۔

اونٹنی وحی کے بوجھ کی طاقت نہ رکھتی تھی:

حضرت سدیؒ فرماتے ہیں یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی اس کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نہیں اترا۔ اس حج سے لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ اس آخری حج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں بھی تھی ہم جا رہے تھے اتنے میں حضرت جبرئیلؑ کی تجلی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر جھک پڑے، وحی اترنی شروع ہوئی، اونٹنی وحی کے بوجھ کی طاقت نہ رکھتی تھی، میں نے اسی وقت اپنی چادر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اڑھا دی۔ ابن جریر وغیرہ فرماتے ہیں اس کے بعد اکیاسی دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات رہے۔ حج اکبر والے دن جب کہ یہ آیت اتری تو حضرت عمرؓ رونے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب دریافت فرمایا تو جواب دیا کہ ہم ابھی دین کی اور زیادتی کی امید میں تھے اب وہ کامل ہو گیا دستور یہ ہے کہ کمال کے بعد نقصان شروع ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا

تکمیل دین

تکمیل اس دین کی اس طرح فرمائی کہ جس چیز کی ضرورت تھی اور قیامت تک پیدا ہو سکتی تھی اس کا جواب موجود ہے۔ جو حقائق سب سے مقدم اور مہتم بالشان تھے ان کی تکمیل بھی اس عالم سے کر دی گئی۔ قرآن و سنت نے "حلت" و "حرمت" وغیرہ کے متعلق تفصیلاً یا اجمالاً جو احکام دیئے ان کا اظہار و اعلان تو ہمیشہ ہوتا رہے گا لیکن اضافہ یا ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں چھوڑی۔ (تفسیر عثمانی)

شان نزول:

یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جمعہ کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ جبکہ تقریباً سارا عرب فتح ہو چکا تھا، پورے جزیرۃ العرب پر اسلامی قانون جاری تھا۔ اس پر فرمایا کہ اس سے پہلے جو کفار یہ منصوبے بنایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کی جماعت ان کے مقابلہ میں کمی کی بنا پر ختم ہو جائے گی ان کو ختم کر دیا جائے، اب ان میں یہ حوصلے باقی رہے نہ ان کی وہ طاقت رہی۔ اس لئے مسلمان ان سے مطمئن ہو کر اپنے رب کی اطاعت و عبادت میں لگ جائیں۔

آیت کی خاص شان:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

اس آیت کے نزول کی خاص شان ہے۔ عرفہ کا دن ہے جو تمام سال کے دنوں میں سید الایام ہے اور اتفاق سے یہ عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا جس کے فضائل معروف ہیں۔ مقام میدان عرفات کا جبل رحمت کے قریب ہے۔ جو عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول رحمت کا خاص مقام ہے۔ وقت عصر کے بعد کا ہے، جو عام دنوں میں بھی مبارک وقت ہے اور خصوصاً یوم جمعہ میں کہ قبولیت دعا کی گھڑی بہت سی روایات کے مطابق اسی وقت آتی ہے اور عرفہ کے روز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔

حج کے لئے مسلمانوں کا سب سے بڑا عظیم اجتماع ہے۔ جس میں

تقریباً ۸۱ روز کے بعد [illegible] سلطنت عظیمہ [illegible] کے
حاضرین بلکہ جملہ حضرت [illegible] ''عضباء'' پر سوار تھے۔ اور حج کے اب
[illegible] وقوف عرفات میں مشغول تھے۔

ان فضائل و برکات اور خصوصیات کے علاوہ یہ بھی ہے کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب آپ پر یہ آیت بذریعہ وحی نازل ہوئی تو حسب دستور وحی کا ثقل اور بوجھ اتنا محسوس ہوا کہ اونٹنی اس سے دبی جا رہی تھی یہاں تک کہ مجبور ہو کر بیٹھ گئی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت تقریباً قرآن کی آخری آیت ہے۔ اس کے بعد کوئی آیت احکام سے متعلق نازل نہیں ہوئی۔ صرف ترغیب و ترہیب کی چند آیتیں ہیں۔ جن کا نزول اس آیت کے بعد بتلایا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ چند علماء یہود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تمہارے قرآن میں ایک ایسی آیت ہے جو اگر یہود پر نازل ہوتی تو وہ اس کے نزول کا دن جشن عید مناتے۔ فاروق اعظم نے سوال کیا کہ وہ کونسی آیت ہے۔ انہوں نے یہی آیت
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ پڑھ دی۔

حضرت فاروق اعظم نے ان کے جواب میں فرمایا کہ ہاں ہم جانتے ہیں کہ یہ آیت کس جگہ اور کس دن نازل ہوئی۔ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ وہ دن ہمارے لئے دوہری عید کا دن تھا ایک عرفہ دوسرے جمعہ۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کی عید میلاد منائی۔ ان کو دیکھ کر بعض مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر عید میلاد النبی کے نام سے ایک عید منا دی۔ اسی روز بازاروں میں جلوس نکالنے اور اس میں طرح طرح کی خرافات کو اور رات میں چراغاں کو عبادت تصور کرنے لگے۔ جس کی کوئی اصل صحابہ و تابعین اور سلف امت کے عمل میں نہیں تھی۔

اور حقیقت یہ ہے کہ دن منانے کا طریقہ ان قوموں میں تو چل سکتا ہے کہ جو با کمال افراد و رجال کے حیرت انگیز کارناموں کے لحاظ سے مفلس ہیں۔ دو چار شخصیتیں کل قوم میں ایسی قابل ہوتی ہیں اور ان کے بھی کچھ مخصوص کام ہوتے ہیں۔ جن کی یادگار منانے کو وہ ضروری سمجھتے ہیں۔

اسلام میں یوم ولادت [illegible] کہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد تو انبیاء علیہم السلام ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کی نہ صرف پیدائش بلکہ ان کی حیرت انگیز کارناموں کی طویل فہرست ہے جن کے دن منائے جائیں۔

انبیاء کے بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو دیکھا جائے تو آپ کی زندگی کا شاید کوئی دن بھی ایسے کارناموں سے خالی نہیں جن کا دن منانا چاہئے۔ بچپن سے لے کر [illegible] ۔ پورے عرب میں آپ کو امین کا لقب ملا تھا۔ [illegible] کہ مسلمان اس کی یادگار منا سکیں پھر نزول قرآن۔ ہجرت۔ غزوہ بدر۔ [illegible] فتح مکہ جنگ تبوک اور تمام غزوات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نیز کوئی ایسا نہیں کہ جس کی یادگار منائی جائے۔ [illegible] آپ کے [illegible] معجزات یادگار منانے کی چیز ہیں۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کیا جائے تو آپ کی حیات طیبہ کا ہر دن نہیں بلکہ ایک ایک لمحہ یادگار منانے کے لائق ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد تقریباً [illegible] تب۔ [illegible] یہ ایک حقیقت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] ہے۔

قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا:

قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور جو قیاسی یا اجتہادی احکام کی اصول اجتہاد کے تحت ہیں وہ مجتہدین کی طرف سے ہوں۔ وہ درحقیقت زیادتی نہیں بلکہ احکام قرآن ہی کی توضیح و بیان ہے۔

اتمام نعمت:

اور اتمام نعمت سے مراد مسلمانوں کا غلبہ و عروج اور ان کے مخالفین کا مغلوب و مقہور ہونا ہے جس کا ظہور فتح مکہ اور رسوم جاہلیت کے مٹانے سے اور اس سال حج میں کسی مشرک کے شریک نہ ہونے سے ہوا

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس آیت نے یہ بتلایا کہ [illegible] کے لئے دین اسلام ایک بڑی نعمت ہے جو ان کو بخشی گئی ہے۔ اور یہی وہ ہے جو ہر حیثیت اور ہر جہت سے کامل و مکمل ہے۔ اس کے بعد کوئی نیا دین [illegible] اور نہ اس میں کوئی کمی بیشی کی جائے گی۔

یہی وجہ تھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عام مسلمان اس پر خوش ہو رہے تھے مگر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری تھا۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ اس آیت [illegible] کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اب آپ کا قیام ہمارے درمیان بہت کم ہے۔ [illegible] تکمیل کے ساتھ [illegible]

شدید مشکل سے ان کی تصدیق فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر و غیرہ ملخصاً) چنانچہ آپ نے اس کے بعد زندگی کے صرف اکیاسی روز رہ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (معارف القرآن ص ۳۰)

کیا اسلام ترقی سے روکتا ہے؟

اسلام حقیقی ترقی کو ہرگز ہرگز مانع نہیں بلکہ حقیقی ترقی کا حکم دیتا ہے۔ جو اس سے بڑھ کر کیا ترقی ہو سکتی ہے کہ صحابہ کرام نے چند ہی روز میں قیصر و کسریٰ کی سلطنت پر قبضہ کیا اور روئے زمین پر اپنی سیادت اور اقتدار کو قائم کر دیا، اور شریعت اسلامیہ کا دستور اور قانون دنیا میں رائج کر دیا اور جس سرزمین پر قدم رکھا بغیر کسی جبر کے اسی جگہ کی زبان عربی بن گئی اور وہاں کا تمدن اسلامی تمدن بن گیا اور آج سے دو سو برس پیشتر تک مسلمانوں اور اسلام کی یہی حالت رہی اور اب جب سے انہوں نے اپنی ترقیات کو دوسری قوموں میں کی تقلید میں ڈھونڈا، اسلام اسی خیال ترقی کا مانع اور مخالف ہے جس کی حقیقت سوائے حرص اور ہوس کے کچھ نہیں کہ تنزل میں رہنا ہے تو کیا ترقی نہیں۔

ترقی کا مدار

قوم کی اصل ترقی کا دارومدار چار چیزوں پر ہے: زراعت اور تجارت اور صنعت و حرفت اور ملازمت۔ جس کا مطلب شریعت میں مباح کہتے ہیں۔ شریعت کی بے شمار نصوص سے ان تمام امور کی تاکید اور ترغیب ثابت ہے اور حق تعالیٰ نے ان امور کے متعلق احکام صادر کئے ہیں جو چیزیں حقیقۃً مفید اور نافع تھیں ان کو حلال قرار دیا اور جو چیزیں حقیقۃً مضر تھیں ان کو ناجائز قرار دیا۔ ہر چند کہ تم اپنی عقل سے چیزوں کو اپنے لئے مفید اور نافع سمجھتے ہو۔ (معارف القرآن)

وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ

اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا

سب سے بڑا احسان:

سب سے بڑا احسان تو یہ ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی دین اور خاتم الانبیاء جیسا نبی تم کو مرحمت فرمایا۔ یہ ہدایت اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی۔ روحانی غذا اس اور ابدی نجات کا سر و سامان تمہارے لئے بچھا دیا، حفاظت قرآن، غلبۂ اسلام اور اصلاح عالم کے سامان مہیا فرما دیئے۔ (تفسیر عثمانی)

وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ

اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین

نجات فقط اسلام میں ہے۔

یعنی اس پر تنبیہ فرما دی گئی کہ نجاب اسی دین کا اتباع کرنا ہے۔ اسلام جو تعلیم و تسلیم کا مترادف ہے اس کے سوا جاہلیت اور نجات کا کوئی اور راستہ نہیں۔ (تنبیہ) جب آیت اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ نازل فرمائی گئی جملہ صحابہ میں ایک لہر دوڑ گئی۔ بعض یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیر المومنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ جس روز یہ ہم پر اتری، سب مسلمانوں کی دو عیدیں تھیں۔ دسویں ہجری میں "حجۃ الوداع" کے موقع پر "عرفہ" کے روز "جمعہ" کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی جب کہ میدان عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد آدمیوں کا اور قدسی صفات مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جبرئیل نے (بحوالہ) اللہ کا قول نقل کیا یہ دین ہے جس کو میں نے اپنے لئے (یعنی اپنی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے) انتخاب کیا ہے اس دین کی درستی صرف سخاوت اور حسن اخلاق سے ہو گی لہٰذا جب تک تم اس دین کے ساتھی ہو سخاوت اور حسن اخلاق سے اس کو زینت دو۔ واللہ اعلم (تفسیر مظہری)

فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ

پھر جو کوئی لاچار ہو جاوے بھوک میں لیکن گناہ پر

لِّاِثۡمٍ‌ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏ ۝

مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

مجبور آدمی کی رعایت:

یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا، اس میں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ مضطر جو بھوک یا پیاس کی شدت سے بیتاب اور لاچار

[illegible] (تفسیر حقانی)

[illegible] کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] واللہ اعلم

طبرانی، حاکم اور بیہقی وغیرہ نے حضرت ابو رافع کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے [illegible]

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ
تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز ان کے لئے حلال ہے کہہ دے تم کو
لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ
حلال ہیں ستھری چیزیں

سوال اور جواب:

پہلی آیت میں بہت سی حرام چیزوں کی فہرست دی گئی تو قدرتی طور پر سوال ہوا کہ پھر حلال کیا ہیں؟ اس کا جواب دیا گیا [illegible] (تفسیر عثمانی)

سبب نزول:

ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ [illegible]

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ
اور جو سدھاؤ شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو
مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ
اس میں سے جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے سو کھاؤ اس میں سے جو پکڑ رکھیں
عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠
[illegible]

شکاری کتے اور پرندے کے شکار کا حکم

شکاری کتے یا باز وغیرہ سے شکار کیا ہوا جانور ان شرائط سے حلال ہے:

(۱) شکاری جانور سدھایا ہوا ہو۔

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

حل کرو اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ:

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ ہم کھاتے ہیں اور ہمارا پیٹ نہیں بھرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے کھانا سب مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت دی جائے گی۔

صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن مغفل کا بیان ہے کہ جنگ خیبر میں مجھے چربی کی بھری ہوئی ایک مشک ملی میں نے اسے قبضہ میں کر لیا اور کہا اس میں سے تو آج میں کسی کو بھی حصہ نہ دوں گا۔ اب جو دائیں بائیں پھر کر دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی کھڑے ہوئے مسکرا رہے ہیں

بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو:

ابوداؤد کی حدیث میں حضرت عدی سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے اور خدا تعالیٰ کا نام لے لے تو جو وہ روکے تو کھا لے اگرچہ اس نے بھی اس میں سے کھا لیا ہو اور کھانے اس چیز کو جسے تیرا ہاتھ تیری طرف روکے۔

بسم اللہ نہ پڑھو تو شیطان ساتھ کھاتا ہے:

مسند میں ہے ابوداؤد۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے جو ایک لڑکی گرتی پڑتی آئی جیسے کوئی اسے دھکا دے رہا ہو۔ آتے ہی اس نے لقمہ اٹھانا چاہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ایک اعرابی بھی اسی طرح آیا اور ہاتھ ڈالنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ جب کھانے پر بسم اللہ نہ کہی جائے تو شیطان اسے اپنے لئے حلال کر لیتا ہے اور پہلے تو اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ ہمارا کھانا کھائے تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا تو میں نے اس کا بھی ہاتھ تھام لیا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن کثیر)

شکاری کتے اور باز وغیرہ کے شکار کی پانچ شرطیں:

شکاری کتے اور باز وغیرہ کے ذریعہ شکار حلال ہونے کے لئے پانچ شرطیں ذکر کی گئی ہیں

اول یہ کہ کتا یا باز تعلیم یافتہ ہو اور تعلیم کا یہ اصول قرار دیا ہے کہ جب تم کتے کو شکار پر چھوڑو تو وہ شکار پکڑ کر تمہارے پاس لے آئے خود اس کو کھانے نہ لگے اور باز کے لئے یہ اصول مقرر کیا کہ جب تم اس کو واپس بلاؤ تو وہ فوراً آ جائے اگرچہ وہ شکار کے پیچھے جا رہا ہو۔ جب یہ شکاری جانور ایسے سدھ جائیں تو اس سے ثابت ہو گا کہ وہ جو شکار کرتے ہیں تمہارے لئے کرتے ہیں اپنے لئے نہیں۔ اب ان شکاری جانوروں کا شکار خود تمہارا شکار سمجھا جائے گا۔ اور اگر کسی وقت وہ اس تعلیم کے خلاف کریں مثلاً کتا خود شکار کو کھانے لگے یا باز تمہارے بلانے پر واپس نہ آئے تو یہ شکار تمہارا نہیں رہا اس لئے اس کا کھانا جائز نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ تم نے اپنے ارادہ سے کتے کو یا باز کو شکار کے پیچھے چھوڑا ہو۔ یہ نہ ہو کہ وہ خود بخود کسی شکار کے پیچھے دوڑ کر اس کو شکار کر لیں۔ آیت مذکورہ میں اس شرط کا بیان لفظ مکلبین سے کیا گیا ہے۔ یہ لفظ اصل میں تکلیب سے مشتق ہے جس کے اصلی معنی کتے کو سدھانے کے ہیں۔ پھر عام شکاری جانوروں کو سکھانے اور شکار پر چھوڑنے کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا۔ صاحب بیان القرآن مکلبین کی تفسیر دونوں معنی سے کرتے ہیں جس کے معنی ہیں شکار پر چھوڑنا۔ اور تفسیر قرطبی میں بھی یہی معنی لیا گیا ہے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ شکاری جانور شکار کو خود نہ کھائے بلکہ تمہارے پاس لے آئے۔ یہ شرط امسکن علیکم سے معلوم ہوتی ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ جب شکاری کتے یا باز کو شکار پر چھوڑو تو بسم اللہ کہہ کر چھوڑو۔ جب یہ چاروں شرطیں پوری ہو گئیں تو اگر جانور تمہارے پاس آنے تک مر بھی چکا ہو تو بھی حلال ہے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ بغیر ذبح کئے تمہارے لئے حلال ہو جاوے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ایک پانچویں شرط یہ بھی ہے کہ یہ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کر دے۔ اسی شرط کی طرف لفظ جوارح میں اشارہ موجود ہے۔

مسئلہ: چونکہ ان وحشی جانوروں کا یہ حکم ہے جو اپنے قبضہ میں نہ ہوں۔ اور اگر کسی وحشی جانور کو کسی نے قابو میں کر لیا ہے تو وہ بغیر باقاعدہ ذبح کے حلال نہیں ہو گا۔

شکار میں نماز وغیرہ سے غفلت:

اس آیت میں یہ ہدایت بھی کر دی گئی ہے کہ شکاری جانور سے شکار جو اللہ تعالیٰ نے حلال تو کر دیا ہے مگر شکار کے پیچھے لگ کر نماز اور ضروری احکام شرعیہ سے غفلت برتنا جائز نہیں۔ (معارف القرآن جلد ۳)

تیر سے شکار میں بھی زخم شرط ہے

اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ تیر سے شکار کرنے میں بھی زخمی کرنا شرط ہے

حضرت عدی بن حاتم کا قول ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چیتے تیر سے شکار کرتے ہیں فرمایا تیر کی نوک سے اور کاٹ دیا کر دے تو کھا لو اور تیر کا چوڑا حصہ لگ کر (شکار) کے گھاؤ سے مر جائے تو مت کھاؤ چوٹ سے مرنے کی طرح ہوگا۔ رواہ البخاری ومسلم

کالا کتا:

امام احمد نے فرمایا خالص سیاہ کتے کا شکار حلال نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کتے بھی منجملہ دیگر (جانور) امتوں کے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کو عام طور پر قتل کرا دینے کا حکم دے دیتا۔ اب تم خالص سیاہ کتے کو قتل کر دو۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والدارمی۔

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا ہم کو حکم دیا پھر ممانعت فرما دی اور فرمایا دو نقطوں والے خالص سیاہ کتے کو قتل کرو۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ جمہور کے نزدیک عموم آیت کی وجہ سے سیاہ کتے کا شکار حلال ہے۔

تعلیم و تربیت:

مکلبین ٹریننگ دینے ہوئے تعلیم دے کر ٹریننگ دیا ہوا ہے کر رہ کر تعلیم میں قوت پیدا کرنے اور ترغیب دینے کے لئے کہا گیا۔ مکلب کتوں کو ٹریننگ دینے والا۔ یہ لفظ کلب سے بنا ہے چونکہ کتوں والا مزاج کتے القدی بھی ہے اور زیادہ شکار انہی کا ہے اس لئے کلب سے مکلب بنا کر عام شکاری ٹریننگ دینے والے پر مستعمل ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلب ہر درندہ کو کہتے ہیں (لیکن یہ درندہ کے لئے آ جوڑی گئی ہے اس لفظ کا استعمال نہیں کیا) آ دعا میں ہے کلب کا لفظ آیا ہے ... ابی لہب ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بد دعا کی اے اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو (اس پر) مسلط کر دے چنانچہ شام جانے کے ارادہ سے جب وہ قافلے کے ساتھ روانہ ہوا اور قافلہ کسی منزل پر اترا تو عتبہ نے کہا مجھے محمد کی بددعا سے ڈر ہے۔ قافلہ والوں نے سامان اس کے گرد اگرد جمع کر دیا۔

سگے اور باز کا کھایا ہوا

امام ابو حنیفہ نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ جب کتا کھا لے تو نہ کھاؤ وہ شکار کتا۔ ہاں اگر (باز) کھا لے تو کھا لو کیونکہ کتا تو مار پر برداشت کر سکتا ہے باز مار برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت عدی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تم نے اپنا کتا چھوڑ دیا اور تم نے بسم اللہ پڑھ لی ہو تو کھا لو اگر کتا اس کو تم سے پکڑ رکھے تو تم اس کو زندہ پاؤ تو ذبح کر لو۔ اگر کتے نے اس کو قتل کر دیا ہو مگر کھایا نہ ہو تو تم کھاؤ اور اگر کتے نے کچھ کھا لیا ہو تو اس کو نہ کھاؤ کیونکہ کتے نے اپنے لئے پکڑا ہے۔ رواہ البخاری ومسلم۔

بسم اللہ پڑھنا۔

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور اس (شکار) پر اللہ کا نام لیا کرو یعنی شکاری جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ جیسا کہ ذبح کے وقت یا تیر چھوڑنے کے وقت بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے اسی طرح کتا چھوڑنے کے وقت بسم اللہ پڑھنی لازم ہے جیسے ذبح کے وقت پڑھنی ضروری ہے فرق یہ ہے کہ ذبح میں تو جانور ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اور تیر یا شکاری جانور چھوڑنے کے وقت۔ ذبح کا وقت جب تیر پھینکنے یا شکاری جانور چھوڑنے کے وقت ہی ہوتا ہے تو پھینکنے کے وقت اللہ کا نام لینا چاہئے جس پر قدرت ہو کیونکہ اگر کسی بکری کو لٹا کر بسم اللہ پڑھی اور اس کو چھوڑ کر دوسری بکری ذبح کر دی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی کو تیر پھینکتے وقت بسم اللہ پڑھی اور دوسرا شکار مارا گیا جس کا مارنا مقصود تھا تو حلال ہے اور اگر ایک بکری کو چھری ہاتھ میں لے کر بسم اللہ پڑھی پھر وہ چھری پھینک دی اور دوسری سے ذبح کر دیا تو حلال ہے اور تیر پھینکتے وقت بسم اللہ پڑھی اور تیر چھوڑ کر دوسرا اٹھا لیا تو شکار حلال نہیں۔

مسئلہ۔ جو شخص تیر چھوڑنے کے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھے یا ذبح کرنے کے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھے یا کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا یا کوئی دوسرا کتا بھی ایسا شریک ہو جائے جس کو چھوڑنے کے وقت قصداً بسم اللہ ترک کر دی گئی ہو اور شریک ہو گیا تو اس شکار کو کھانا حلال نہیں۔ ممانعت کی آیت میں شکار کے حلال ہونے کی شرط لگائی گئی۔ ممانعت کی آیت کو عام رکھا دوسری آیت میں آیا ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو مت کھاؤ۔

جب دوسرا کتا بھی شریک ہو جائے

حضرت عدی کی روایت میں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں لیکن اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی شریک ہوا ہوتا ہے فرمایا اس وقت کھاؤ نہ کیونکہ بسم اللہ تو تم نے اپنے

[illegible]

تحقیر

[illegible]

وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

[illegible]

حدود کا خیال رکھو

[illegible]

اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ

[illegible]

حلال چیزیں ہمیشہ حلال ہیں

[illegible]

[illegible]

غذا کا اخلاق پر اثر:

[illegible]

مردار اور خنزیر

[illegible]

حرام ہونے کے دو اصول

[illegible]

خبیث ہونے کی ایک علامت

[illegible]

اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] دریافت ہونے پر فرمایا کہ [illegible] جیسے سانپ، بچھو، چیل، [illegible]

ایک ضابطہ

اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضابطہ کے طور پر [illegible] وغیرہ [illegible] جانوروں [illegible] کرتے ہیں [illegible]

کافرانہ رسم کی جگہ بہترین عبادت

زمانہ جاہلیت میں [illegible] جانوروں کے ذبح کے وقت اپنے بتوں کے نام لیا کرتے تھے [illegible]

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ
اور [illegible] کتاب [illegible] کھانا تم [illegible] حلال ہے

اہل کتاب کا ذبیحہ

یہاں طعام [illegible] یہودی و نصرانی [illegible] ذبح کرتے وقت [illegible]

[illegible] قرآن کریم [illegible] مسلمانوں [illegible]

اہل کتاب ہونے کی شرط

[illegible]

[illegible] تورات و انجیل [illegible]

عہد فاروقی میں ایک یہودی فرقہ

[illegible] حضرت فاروق اعظم [illegible]

نام کے یہودی یا نصرانی اہل کتاب نہیں

[illegible]

اہل کتاب اور دوسرے کفار کے طعام میں فرق

[illegible] اہل کتاب [illegible]

کھانے کی اقسام اور حکم

[illegible]

جہاں معترض ہے [illegible] ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس میں کوئی ایسا کام کیا جائے جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔ [illegible] کا قرآن کی ایسی چیزوں سے کہ کوئی بچ جائے تو وہ [illegible] ہوتا۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں [illegible] کرنا ہے [illegible] ضروری ہے [illegible] اور دونوں کی طرح اس کا [illegible] اس امت کے لئے [illegible] اور حضرت ابن عباس کی [illegible] ہے۔

کیا اللہ کا نام لینا ضروری ہے؟

تفسیر [illegible] میں یہ الفاظ [illegible] ہے کہ [illegible] اللہ کا نام [illegible] اللہ کے سوا کوئی نام لے تو اس کا کھانا جائز نہیں [illegible] جماعت [illegible] کرام کی ایک جماعت [illegible] کا مذہب ہے۔ [illegible]

محصنٰت کا مفہوم

[illegible] اہل کتاب [illegible] سے مراد [illegible] اسی لئے [illegible] اہل کتاب [illegible] اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں اور پیغمبروں پر [illegible] شرک [illegible] اہل کتاب [illegible] رکھتے۔

اہل کتاب کے ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے نکاح کی اجازت کی وجہ

اہل کتاب یہود و نصاریٰ [illegible] ان کی عورتوں سے نکاح [illegible] حلال قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] ہیں [illegible] حلال [illegible] حرام قرار دیتے ہیں۔

[illegible] تفسیر [illegible] کی اجازت دی ہے۔

ابن عباس [illegible] مجاہد [illegible] عکرمہ [illegible] مقاتل بن حیان [illegible] اہل کتاب [illegible] مسلمانوں کے لئے یہاں [illegible] ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] اللہ [illegible] نام نہیں [illegible] ہے۔

ابن کثیر کے اس بیان [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] حضرات صحابہ و تابعین [illegible] اہل کتاب [illegible] ہے۔

کتاب سے مراد

[illegible] کتاب سے مراد [illegible] قرآن [illegible] تورات و انجیل [illegible] کتاب پر ایمان [illegible] اہل کتاب [illegible]

موجودہ تورات و انجیل کے احکام

موجودہ تورات و انجیل [illegible] ان کے [illegible] بائبل کے [illegible]

[illegible] مسلم ہے۔

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] (۱۵-۱۶ [illegible])

(۳) [illegible]

[illegible]

اہل کتاب بوقت ذبح

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ

[illegible]

[illegible]

گئی تو ایک مرد مسلمان کا بیوی اور نکاح دوسرے کے لئے [illegible] ہوگا

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ

اور حلال ہیں تم کو پاک دامن عورتیں مسلمان

پاکدامنی سب سے اہم ہے:

"پاکدامن" کی قید شاید ترغیب کے لئے ہو کہ نیک مسلمان کو چاہیے کہ نکاح کرتے وقت بھی نظر عورت کی عفت اور پاکدامنی پر ڈالے۔ یہ مطلب نہیں کہ بدکار عورت سے نکاح ہی صحیح نہیں ہوگا۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو دی گئی کتاب

مشرک عورت سے نکاح جائز نہیں:

اہل کتاب کے ایک مخصوص حکم کے ساتھ دوسرا مخصوص حکم بھی بیان فرمایا گیا یعنی یہ کہ کتابی عورت سے نکاح کرنا شریعت میں جائز ہے۔ مشرک سے جائز نہیں، وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ۔ (البقرہ: ۲۲۱)

آج کل کے نصاریٰ:

مگر یاد رہے کہ ہمارے زمانے کے "نصاریٰ" عموماً برائے نام نصاریٰ ہیں ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ کسی کتاب آسمانی کے قائل ہیں نہ مذہب کے معتقد ہیں۔ ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان کے ذبیحہ اور نساء کا حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا۔ [illegible] پھر کتابیہ کے ساتھ نکاح کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں فی حد ذاتہ کوئی وجہ تحریم کی نہیں۔ لیکن اگر دوسرے اثرات و حالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے متمتع ہونے میں [illegible] ارتکاب کرنا پڑتا ہے بلکہ کفر میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو تو ایسے حلال سے اجتناب کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ موجودہ زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ نکاح کیا جائے [illegible] خطرات [illegible] کی [illegible] کے [illegible] جو [illegible] اگر [illegible] اور [illegible] سے اجتناب کیا کرتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

چاہئے کہ حنفیہ [illegible] کتابی عورت سے نکاح کرنے [illegible] اگرچہ [illegible] اولاد کی [illegible] ہے اس سے بچنا چاہئے۔ [illegible] اہل کتاب کی [illegible] سے [illegible] جو مسلم اہل کتاب [illegible] ان کی عورتوں سے نکاح حلال کیا۔

یہود و نصاریٰ کے علاوہ کوئی قوم اہل کتاب نہیں ہے:

مذکورہ بیان سے یہ واضح ہو گیا کہ اس وقت جتنے فرقے اور جماعتیں غیر مسلموں کی موجود ہیں ان میں صرف یہود و نصاریٰ کی دو قومیں ہیں جو اہل کتاب کی تعریف میں داخل ہیں۔ باقی موجودہ مذاہب میں سے کوئی بھی اہل کتاب میں داخل نہیں۔ آتش پرست، بت پرست، ہندو [illegible] وغیرہ سب اسی حکم میں داخل ہیں کیونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی ایسی کتاب کے ماننے والے ہوں جس کا آسمانی کتاب اور وحی الٰہی ہونا قرآن و سنت کی نصوص سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ [illegible] انجیل کی [illegible] ماننے والی کوئی قوم اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ باقی رہے صحف ابراہیم [illegible] ہیں [illegible] کوئی قوم [illegible] اتباع کی [illegible] "زبور" [illegible] آسمانی کتاب ہونے کا [illegible] اور [illegible] کتاب ہونے کا کوئی ثبوت کسی شرعی دلیل سے نہیں ہے۔ اور صرف یہ امکان کہ شاید [illegible] صحف ابراہیم ہی کی مسخ شدہ صورت ہو جس کو یہ ہندو اپنی کتاب "وید" یا "گیتا" وغیرہ [illegible] سے موسوم کیا جاتا ہے۔ [illegible] احتمال محض ہے۔ جو حجت شرعی نہیں [illegible] ہے [illegible] مذہب [illegible] کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح حلال نہیں۔ [illegible] عورت سے جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائے نکاح حرام ہے۔

اہل کتاب کی عورت سے نکاح مکروہ ہے:

اور یہود و نصاریٰ [illegible] اگرچہ [illegible] قرآن اہل کتاب کی عورتوں سے فی نفسہٖ نکاح حلال ہے لیکن ان سے نکاح کرنے پر جو مفاسد اور خرابیاں اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے [illegible] امت اسلامیہ کے لئے [illegible] اس لئے [illegible] اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی حضرت حذیفہؓ کو تنبیہ

امام محمد نے کتاب الآثار میں شقیق بن سلمہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان جب مدائن پہنچے تو وہاں ایک یہودی عورت سے نکاح کر لیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ملی تو ان کو خط لکھا کہ اس کو طلاق دے دو۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کیا وہ مجھ پر [illegible]

حرام ہے؟ تو آپ (حضرت عمر فاروق اعظمؓ) نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں حرام نہیں کہتا لیکن ان لوگوں کی عورتوں میں عام طور پر عفت و پاکدامنی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ آپ لوگوں کے گھرانوں میں اس راہ سے فحش و بدکاری داخل نہ ہو جائے۔ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں اس واقعہ کو بروایت امام ابوحنیفہ اس طرح نقل کیا ہے کہ دوسری مرتبہ فاروق اعظمؓ نے جب حضرت حذیفہ کو لکھا تو اس کے یہ الفاظ تھے

"اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی تخلی سبیلھا فانی اخاف ان یقتدیک المسلمون فیختاروا نساء اھل الذمۃ لجمالھن وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین" (کتاب الآثار ص [illegible])

یعنی آپ کو قسم دیتا ہوں کہ میرا یہ خط اپنے ہاتھ سے رکھنے سے پہلے ہی اس کو طلاق دے کر آزاد کر دو۔ کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ دوسرے مسلمان بھی آپ کی اقتداء کریں اور اہل ذمہ اہل کتاب کی عورتوں کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے مسلمان عورتوں پر ترجیح دینے لگیں تو مسلمان عورتوں کے لئے اس سے بڑی مصیبت کیا ہوگی۔

اس واقعہ کو نقل کر کے حضرت محمد بن حسن نے فرمایا کہ فقہائے حنفیہ اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ اس نکاح کو حرام تو نہیں کہتے لیکن دوسرے مفاسد اور خرابیوں کی وجہ سے مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت طلحہ اور کعب بن مالک انصاری صحابی کا واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے ایک اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر لیا تو جب فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ملی تو سخت ناراض ہوئے اور ان کو حکم دیا کہ طلاق دے دیں۔ (مظہری)

حضرت عمرؓ کی بصیرت اور آج کا تقاضا:

فاروق اعظمؓ کا زمانہ خیر القرون کا زمانہ ہے۔ جب اس کا کوئی احتمال نہ تھا کہ کوئی یہودی، نصرانی عورت کسی مسلمان کی بیوی بن کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش کر سکے۔ اس وقت تو صرف یہ خطرات سامنے تھے کہ کہیں ان میں بدکاری داخل ہو کر ہمارے گھر نہ گندے ہو جائیں۔ یا ان کے حسن و جمال کی وجہ سے لوگ ان کو ترجیح دینے لگیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ مسلمان عورتیں تکلیف میں پڑ جائیں۔ مگر فاروقی نظر وہ بھی اس تحری مفاسد کے سامنے رکھ کر ان حضرات کو طلاق پر مجبور کرتی ہے۔ اگر آج کا نقشہ ان حضرات کے سامنے ہوتا تو اندازہ

کیجئے کہ ان کا اس سے متعلق کیا حکم ہوتا۔ اول تو وہ لوگ جو آج اپنے آپ کو یہودی یا نصرانی کہلاتے ہیں۔ ان میں بہت سے وہ لوگ ہیں جو عقیدہ کی رو سے یہودیت و نصرانیت ایک دم نکل چکے ہیں۔ نہ ان کا تورات و انجیل پر عقیدہ ہے نہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر۔ وہ عقیدہ کے اعتبار سے بالکل لامذہب اور دہریے ہیں۔ محض قومی یا رسمی طور پر اپنے آپ کو یہودی و نصرانی کہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان عورتوں کی کوئی مسلمان کے لئے کسی طرح حلال نہیں۔ اور بالفرض اگر وہ اپنے مذہب کے پابند بھی ہوں تو ان کا کسی مسلمان کے گھر میں بیوی بن کر آنا اپنے پورے تمدن کے ساتھ [illegible] جاسوسی وغیرہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اس راہ سے اس آخری دور میں ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں جن کے مناظر آنکھوں کے سامنے آتے ہیں کہ ایک لڑکی نے پوری مسلم سلطنت کو تباہ کر دیا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ حالات پر نظر رکھنے والے کوئی انسان اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔

غرض قرآن و سنت اور اصول شریعت کی رو سے مسئلہ اسی طرح ہے۔ آج کل کی کتابیہ عورتوں سے نکاح میں احتیاط سے گریز کریں۔ آخر آیت میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اہل کتاب عورتوں کو اگر نکاح میں لایا جائے تو ان کا مہر ادا کر کے بیوی کی حیثیت سے [illegible] مال سے مستفید ہونا [illegible] محض کرایہ کے طور پر رکھنا اور بطور [illegible] جو بدکاری کا [illegible] ہے۔

ترجمہ: [illegible]

مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ
تم سے پہلے جب دو ان کو مہر ان کے
مُحْصِنِيْنَ
قید میں لانے کو

نکاح عورت کیلئے رحمت ہے:

یعنی نیت نکاح میں لانے کی ہو یا ان کی حفاظت مقصود ہو یا نکاح کا مقصد [illegible] ان کی حفاظت و [illegible] ہوتی ہے جس سے عورت کی [illegible] عزت و وقار کی وجہ سے اس کا مقام بلند ہو جاتا ہے۔

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ أَخْدَانٍ
نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو

نکاح کا مقصد

جس طرح پہلے عورت کے لیے [illegible] مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ (نور، رکوع ۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ [illegible]

[illegible] (آیت ۵)

وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ

اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوئی محنت اس کی

وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۵)

اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے

بروقت تنبیہ

[illegible] وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ [illegible]

یٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اے ایمان والو

احسانات کا تقاضا

[illegible]

إِذَا قُمْتُمْ

جب تم اٹھو

وضو کا حکم

[illegible] مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ [illegible] فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ [illegible] (آیت ۶)

ہر نماز کیلئے وضو

[illegible]

[illegible]

إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ

[illegible]

سر کا مسح

[illegible]

داڑھی کے دھونے اور مسح کرنے کا مسئلہ

[illegible]

مسح کے متعلق وضاحت

[illegible]

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

اور پاؤں ٹخنوں تک

پاؤں کا دھونا فرض ہے:

مترجم محقق نے پاؤں کے "ھو اللہ" کو "دُ لکھ کر نہایت اشارہ فرمایا اور کہ "و ارجلکم" کا عطف مغسولات پر ہے۔ یعنی جس طرح منہ، ہاتھ دھونے کا حکم ہے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھونے چاہئیں سر کی طرح مسح کافی نہیں۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے اور احادیث کثیرہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر پاؤں میں موزے نہ ہوں تو دھونا فرض ہے۔ باقی "مسح موزوں" پر ان شرائط کے موافق جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن تک مسح کرسکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وضو کے لئے بسم اللہ:

صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے صرف وہی ہے جو وہ نیت کرے ... عادت کے دھونے سے پہلے وضو میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے کیونکہ ایک اعلی اور بالکل صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کا وضو نہیں ہوتا جو اپنے وضو پر بسم اللہ نہ کہے۔

بیدار ہونے پر ہاتھ دھونا:

صحیحین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مروی ہے کہ تم میں سے کوئی نیند سے جاگ کر برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک کہ تین مرتبہ دھو نہ لے اسے نہیں معلوم کہ اس کے ہاتھ رات کے وقت کہاں کہاں رہے ہوں۔

پاؤں دھونے کی احادیث:

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص نے وضو کیا اور اس کا پیر کسی جگہ سے ناخن کے برابر دھلا نہیں، خشک رہ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو بیہقی وغیرہ میں بھی یہ حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ ہم باری باری اونٹوں کو چرایا کرتے تھے میں اپنی باری والی رات عشاء کے وقت چلا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگوں سے کچھ فرما رہے ہیں میں جب پہنچ گیا اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے دل توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ میں نے کہا واہ واہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ میری یہ بات سن کر ایک صاحب نے جو میرے آگے ہی بیٹھے تھے فرمایا اس سے پہلے جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ میں نے جو غور سے دیکھا تو وہ حضرت عمر فاروق تھے۔ آپ مجھ سے فرمانے لگے تم ابھی تو آئے ہو تمہارے آنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عمدگی اور اچھائی سے وضو کرے پھر کہے اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو۔ ابو داؤد وغیرہ میں ہے کہ جب ایماندار مسلمان وضو کرنے بیٹھتا ہے اس کے منہ دھوتے ہوئے اس کی آنکھوں کی تمام خطائیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ جھڑ جاتی ہیں۔ اسی طرح ہاتھوں کے دھونے کے وقت ہاتھوں کی تمام خطائیں اور اسی طرح پیروں کے دھونے کے وقت تمام خطائیں دھل کر وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عمرو بن عبسہ نے فضیلت وضو کے سلسلہ میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر دونوں قدم دھوئے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھونے کی حدیث بطور تواتر منقول ہے اور اتنے راویوں نے پاؤں دھونے کی احادیث نقل کی ہیں جن کا کذب پر اتفاق بعید ہے۔

پاؤں پر مسح کی کوئی حدیث نہیں ہے:

قدمین پر مسح کرنے کی ایک حدیث بھی منقول نہیں صحابہ کا بھی (عملاً) پاؤں دھونے پر اجماع ہے۔

حضرت انسؓ کا قول:

ابن جریر نے حضرت انسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن (بظاہر) مسح (کا حکم) لیکر نازل ہوا اور سنت قدم دھونے کا (حکم لے کر آئی) حضرت انس کا یہ قول بتا رہا ہے کہ (بظاہر) قرآن کی آیت مسح قدمین پر دلالت کر رہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم دھویا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا عمل اسی وقت ممکن ہے کہ آیت میں پاؤں دھونا مراد ہو یا مسح کا حکم منسوخ ہو گیا ہو۔

حضرت عمرؓ کا بیان:

ہمارے قول کا ثبوت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے بھی ہو رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دائیں طرف سے شروع کرنا

[illegible]

[illegible] لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ [illegible] محمداً عبدہ ورسولہ

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین [illegible]

مسواک سنت انبیاء ہے

[illegible]

[illegible]

مسواک کی اہمیت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پانی کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گھر میں [illegible] سے پہلا کام

[illegible]

نماز تہجد سے پہلے مسواک

[illegible]

مسواک کے [illegible] فوائد

[illegible]

حکایت

[illegible]

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا

اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو

غسل جنابت:

یعنی جنابت سے پاک ہونے میں صرف اعضاء اربعہ کا دھونا اور مسح کرنا کافی نہیں۔ بلکہ بدن کے جس حصہ تک پانی بدون تکلیف کے پہنچ سکتا ہو اس تک پہنچانا ضروری ہے۔ اسی لئے حنفیہ غسل میں "مضمضہ" اور "استنشاق" (کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا) کو بھی ضروری کہتے ہیں۔ وضو میں ضروری نہیں سنت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مسئلہ: عورت ہو یا مرد غسل میں ہر ایک کے لئے سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے۔ داڑھی کے اندر بھی پانی پہنچانا واجب ہے۔ امام مالک نے ترغیب اور امام شافعی نے ایک قول میں وضو پر قیاس کرتے ہوئے داڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب نہیں [illegible] دونوں میں فرق یہ ہے کہ غسل کی طہارت مبالغہ سے متعلق ہونی چاہیے۔ وضو میں مبالغہ کی ضرورت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جلد کو خوب صاف کرو۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جس نے غسل جنابت میں بال برابر جگہ بھی چھوڑ دی جس پر پانی نہ پہنچے تو اللہ اس کے ساتھ ایسا ایسا (دوزخ میں) کرے گا۔ حضرت علی نے فرمایا اسی وجہ سے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کر لی ہے۔ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ [illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت:

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ انہوں نے غسل جنابت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی [illegible] حدیث میں ہے پھر [illegible] تمہارے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا [illegible] (مسلم)

صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی کیفیت کے بیان میں حضرت عائشہ نے فرمایا پھر آپ انگلیاں پانی میں داخل کر کے ان سے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے تھے۔

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو ہاتھ دھونے سے ابتداء کرتے۔ پھر اسی طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے کیا کرتے تھے (صرف پاؤں نہ دھوتے) پھر انگلیاں پانی

[illegible] باقی جلد [illegible] سے متعلق ہوا۔

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم

أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ

میں آیا ہے جائے ضرورت سے یا پاس گئے ہو

النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا

عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو

طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ

پاک مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے

بوقت ضرورت تیمم کی اجازت:

یعنی مرض کی وجہ سے پانی کا استعمال مضر ہو یا [illegible] پانی [illegible] ضرورت [illegible] جنابت کی [illegible] غسل [illegible] تیمم کرے۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم میں [illegible] حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] غسل کر چکے۔ (تفسیر [illegible]) [illegible] جنابت [illegible] (تفسیر مظہری) [illegible] ضروری قرار دیا ہے۔

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی

اللہ تعالیٰ بندوں پر تنگی نہیں چاہتے

اسی لئے جو احداث کثیر الوقوع تھے ان میں سارے جسم کا دھونا ضروری نہ رکھا صرف وہ اعضاء (منہ، ہاتھ، پاؤں، سر) جن کو اکثر بادشاہ نہ ڈھکے رہتے ہیں ان کے دھونے کو ضروری قرار دیا۔ لیکن مسح کرنا ضروری بتایا تا کہ کوئی تنگی اور دقت نہ ہو۔ اسی "حدث اکبر" یعنی جنابت" جو احیاناً پیش آتی ہے اور اس حالت میں شخص کو کوئی خاص لگی طرف ابھارنے کیلئے کسی غیر معمولی تنبیہ کی ضرورت ہے اسکے ازالہ کے لئے تمام بدن کا دھونا فرض کیا۔ پھر "مرض" اور "سفر" وغیرہ حالات میں کس قدر سہولت فرمادی۔ یعنی تو پانی کی بجائے "مٹی" کو مطہر بنا دیا۔ پھر اعضائے وضو میں سے نصف کی تخفیف اس طرح کر دی کہ جن میں سے پہلے ہی سے تخفیف تھی یعنی سر کا مسح بس بالکل اڑا دیا اور پاؤں کو شاید اس لئے ساقط کر دیا کہ وہ عموماً مٹی میں پاؤں کے قریب رہتے ہیں اور تمام اعضائے بدن کی نسبت سے گرد و غبار میں ان کا گھرنا شدید تر ہے۔ لہٰذا ان پر مٹی کا ہاتھ پھیرنا بے کار سا تھا۔ بس دو عضو رہ گئے "منہ" اور "ہاتھ" ان ہی کو تیمم سے وابستہ۔ غسل و وضو کا "تیمم" ہو جاتا ہے۔

وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ
اور لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے

کیونکہ وہ خود پاک ہے تو پاکی ہی پسند کرتا ہے۔

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تا کہ تم احسان مانو

اللہ کے احسان:

پچھلے رکوع میں جو نعمائے عظیمہ بیان ہوئی تھیں انکو سن کر بندہ کے دل میں جوش اٹھ سکتا ہے کہ اس منعم حقیقی کی بندگی کیلئے فوراً کھڑا ہو جائے۔ اسے بتلا دیا کہ ہماری طرف آؤ تو کس طریقہ سے پاک ہو کر آؤ۔ یہ بتلانا خود ایک نعمت ہوئی اور بدن کی صفائی ظاہر پر پانی ڈالنے یا مٹی لگانے سے اصولی پانی عطا فرما رہا ہے دوسری نعمت ہوئی۔ بندہ ابھی پچھلی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکا تھا قصور ہی کر رہا تھا کہ یہ جدید انعامات فائض ہو گئے اسلئے ارشاد ہوا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی ان پہلی نعمتوں کو یاد کرنے سے پہلے ان جدید نعمتوں کا جو "ادیٰ ہم نے" وغیرہ سے شروع میں مبذول ہوئیں شکر ادا کرتے رہئے۔ تمہید اسی لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ سے حضرت بلالؓ نے تحیۃ الوضوء کا

سراغ لگایا جو اس کی درمیانی نعمت کے شکریہ پر متوجہ کرنے کے بعد اگلی آیت میں ان سابق نعمتوں اور احسانات عظیمہ کو پھر اجمالاً یاد دلاتے ہیں جنکی شکرگزاری کیلئے بندہ پیدا ہوا ہے اسکے تصور میں غرق ہونا چاہئے تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ
اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر اور عہد اس کا
الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا
جو تم سے ٹھہرایا تھا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا
وَاَطَعْنَا
اور مانا

اصلی سبق کی یاد دہانی:

ما نا یہ عہد وہی ہے جو سورۂ بقرہ کے آخر میں مومنین کی زبان سے نقل فرمایا تھا۔ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا (سورۂ بقرہ پ ۳ آیت ۲۸۵) جب صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے اس وقت بھی یہ اقرار کرتے تھے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی ہر بات کو سنیں گے اور مانیں گے خواہ ہمارے منشاء اور طبیعت کے موافق ہو یا خلاف۔ یہ تو عام عہد تھا اس کے بعد بعض ارکان اسلام جب مناسب حال ہم تھے ان کے متعلق خصوصیت سے بھی عہد لیا جاتا تھا گویا اس سورۃ کے شروع میں فرمایا تھا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ درمیان میں بہت سے احسانات کا ذکر کر کے جن کو سن کر ایفائے عہد کی مزید ترغیب ہوتی ہے پھر وہی اصل سبق یاد دلا دیا گیا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خوب جانتا ہے
الصُّدُوْرِ
دلوں کی بات

نعمتوں پر تکبر نہ کرو اللہ سے ڈرو۔

ایک شریف اور حیادار آدمی کی گردن اپنے محسن اعظم کے سامنے جھک جاتی ہے۔ مروت، شرافت اور آئندہ مزید احسانات کی توقع اس کو حقیقی

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے والے انصاف کی

صرف زبانی نہیں عمل کرکے دکھاؤ

[illegible]

[illegible]

صحابہ رضی اللہ عنہم کا معیار

[illegible]

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا

اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو

عدل کی ترازو برابر رکھو

[illegible]

اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ

عدل کرو کہ یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے

تقویٰ اور اس کے اسباب

[illegible]

جس کا قلم ہو یا کیا تقویٰ کے سے نزدیک تر ہے) اور اسی مداومت کے بعد تقویٰ کی کیفیت بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو

صحیح عادل بننے کا واحد نسخہ:

یعنی ایسا عدل و انصاف جس کو کوئی دوستی یا دشمنی نہ روک سکے، اور جس کے اختیار کرنے سے آدمی کو کوئی چیز مائل نہ کر سکے، اس کے حصول کا واحد ذریعہ خدا کا خوف اور اس کی شان انتقام کا تصور ہے، جو خوف "اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" کے مضمون کا دھیان کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی مؤمن کے دل میں یہ یقین مستحضر ہو کہ ہماری کوئی حرکت یا عمل حق تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں تو وہ قلب خشیت الٰہی سے معمور ہو جائے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمام معاملات میں عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرے گا، اور احکام الٰہیہ کے امتثال کے لئے ہر وقت تیار رہے گا۔ پھر اس نتیجہ پر ثمرہ مرتب ہوتا ہے اس کو اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (تفسیر مظہری)

عدل کے دو مانع:

انسان کو عدل و انصاف سے روکنے اور ظلم و جور میں مبتلا کرنے کے بارے دو سبب ہوا کرتے ہیں، ایک اپنے نفس یا اپنے دوستوں عزیزوں کی طرفداری، دوسرے کسی شخص کی دشمنی و عداوت۔

"نساء" اور "مائدہ" کی دو آیتوں کا خلاصہ:

جو شخص انصاف پر قائم ہوگا وہ دوستی کے لئے نہیں جھکے گا، اور جو شخص اللہ ہی کے لئے کھڑا ہوگا وہ ضرور انصاف ہی کر سکے گا۔

سورۂ نساء اور مائدہ کی مذکورہ آیتوں میں دونوں چیزوں کی طرف ہدایت ہے، ایک یہ کہ معاملہ دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے عدل و انصاف کے حکم پر قائم رہو، کسی تعلق کی رعایت سے اس میں کمزوری آنی چاہئے اور نہ کسی دشمنی و عداوت سے، دوسرے یہ کہ ان دونوں آیتوں میں اس کی بھی ہدایت ہے کہ سچی شہادت اور سچی بات کے بیان کرنے سے پہلو تہی نہ کی جائے، تاکہ فیصلہ کرنے والوں کو حق اور صحیح فیصلہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

آج کی عدالتوں کا حال:

آج کی عدالتوں اور ان میں پیش ہونے والے مقدمات کی اگر تحقیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ سو میں سے شاید دو چار مقدمات ایسے ہوں جن میں سچی گواہی میسر ہو سکے۔ ورنہ عام حالات میں سچی گواہی ملتی ہی نہیں۔ سمجھدار شریف آدمی جہاں کوئی ایسا واقعہ دیکھتا ہے وہاں سے ہٹ جاتا ہے کہ کہیں گواہی میں نام نہ آ جائے۔ پولیس ادھر ادھر کے واہیوں سے خانہ پری کرتی ہے۔ اور نتیجہ اس کا وہی ہوتا ہے جو روزمرہ مشاہدہ میں آرہا ہے کہ فی صد شاید پانچ مقدمات میں بھی حق و انصاف پر فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

عدالتی بدحالی کا سبب

مگر اس خرابی کی غلطی کو کوئی نہیں دیکھتا کہ اگر گواہوں کے ساتھ شریفانہ معاملہ کیا جاتا اور ان کو بار بار پریشان نہ کیا جاتا تو ایسے بھلے نیک اور سچے آدمی قرآنی تعلیمات کے پیش نظر گواہی میں آنے سے نہ رکتے۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ معاملہ کی ابتدائی تحقیق جو پولیس کرتی ہے وہ ہی بار بار گواہوں کو پریشان کرتی ہے کہ روز روز تھانہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے کہ کبھی کسی معاملہ کے گواہ نہ بنتا۔ پھر اگر معاملہ عدالت تک پہنچ گیا تو وہاں تاریخوں پر تاریخیں لگتی ہیں۔ ہر تاریخ پر اس بیچارہ گواہ کو حاضری کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ اس طولانی سلسلہ کار روائی نے شریف آدمی کو گواہی چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے، ہماری ساری عدالتوں اور محکموں کو مفلوج کیا ہوا ہے۔ اگر سارا طرز عمل آسان بھی ہو تو بعض دوسرے ممالک میں رائج ہے کہ مقدمات کی اتنی کثرت ہو سکتی ہے اور ان میں اتنا طول ہو سکتا ہے کہ گواہوں کو گواہی ایک مصیبت بن سکتا ہے۔

گواہی کی بعض اہم صورتیں:

کسی بیمار کو میڈیکل سرٹیفکیٹ دینا کہ یہ ڈیوٹی ادا کرنے کے قابل نہیں یا نوکری کرنے کے قابل نہیں۔ یہ بھی ایک شہادت ہے، اگر اس میں واقعہ کے خلاف لکھا گیا تو وہ جھوٹی شہادت ہو کر گناہ کبیرہ ہو گیا۔

اسی طرح امتحانات میں طلباء کے پرچوں پر نمبر لگانا بھی ایک شہادت ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا بے پروائی سے نمبروں میں کمی بیشی کر دی تو وہ بھی جھوٹی شہادت ہے۔ اور حرام اور سخت گناہ ہے۔

کامیاب ہونے والے طلباء کو تحصیل علم کی سند یا سرٹیفکیٹ دینا بھی اس کی شہادت ہے کہ وہ متعلقہ کام کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر وہ شخص واقع میں ایسا نہیں ہے تو اس سرٹیفکیٹ یا سند پر دستخط کرنے والے سب کے سب جھوٹی شہادت کے مجرم ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح اسمبلیوں اور کونسلوں وغیرہ کے انتخابات میں کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی ایک شہادت ہے، جس میں ووٹ دہندہ کی طرف سے اس کی گواہی ہے کہ ہمارے نزدیک یہ شخص اپنی استعداد اور دیانت کے اعتبار سے

[illegible]

وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات

[illegible]

لهم مغفرة وأجر عظيم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والذين كفروا وكذبوا بآياتنا أولئك

[illegible]

أصحاب الجحيم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

يا أيها الذين آمنوا اذكروا نعمت الله

[illegible]

عليكم إذ هم قوم أن يبسطوا إليكم

[illegible]

أيديهم فكف أيديهم عنكم واتقوا الله

[illegible]

وعلى الله فليتوكل المؤمنون

[illegible]

بعض خصوصی احسانات:

[illegible]

مومن کی سیاست

[illegible]

قرآن کریم کے دو وصف [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے۔اس سے ... میثاق کا ... [illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ

[illegible]

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا

[illegible]

بنی اسرائیل کے بارہ سردار۔

بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے بارہ سردار، حضرت موسیٰ علیہ [illegible]

[illegible] عجیب اتفاق ہے کہ ہجرت سے پہلے جب

انصار نے "بیعت عقبہ" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر [illegible]

[illegible]

خاندان سے ایک سردار چنا گیا اور ہر خاندان کی طرف سے اس نے [illegible]

[illegible]

کر یہ اپنے اپنے خاندان سے الگ ہوگئے۔

ایک اہم وضاحت۔

[illegible]

بھی خاندانی خصوصیت کا لحاظ رکھا جائے۔

فطری امر ہے کہ ایک خاندان کے لوگ اپنے خاندان کے چنے [illegible]

[illegible]

خاندانوں کے لئے علیحدہ علیحدہ [illegible]

اس امت کے بارہ خلفاء:

[illegible]

کی طرف سے آپ کے دست مبارک پر [illegible]

[illegible] اس امت میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

بارہ خلفاء کے متعلق دیگر روایتیں:

[illegible]

[illegible]

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ

[illegible]

بنی اسرائیل سے اللہ کا مشروط وعدہ:

[illegible]

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ

[illegible]

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

[illegible]

[illegible]

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ

[illegible]

خدا کو قرض دینے کا مطلب

[illegible]

[illegible]

صرف زکوٰۃ سے فرض پورا نہیں ہوتا

[illegible]

قَرْضًا حَسَنًا

اچھی طرح کا قرض

قرضِ حسن

[illegible]

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ

[illegible]

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

[illegible]

نیکی اور کوشش سے کوتاہی گمراہی ہے

[illegible]

فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

[illegible]

سَوَآءَ السَّبِيْلِ

سیدھا راستہ

اقرار کے باوجود انکار سراسر گمراہی ہے

[illegible]

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

سو ان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی

عہد شکنی لعنت کا باعث ہے

[illegible]

بنی اسرائیل کو دو قسم کی سزا

[illegible]

وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ

[illegible]

الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ

[illegible]

یہودی تحریف کرتے تھے

[illegible]

[illegible]

وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ

[illegible]

یہودیوں پر معصیت کا اثر

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ

[illegible]

یہودی آج تک عہد شکن ہیں

[illegible]

إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

[illegible]

الْمُحْسِنِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

[illegible]

عیسائی اور ان کا بگاڑ

[illegible]

أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا

[illegible]

ذُكِّرُوا بِهِ

[illegible]

عیسائی کس عہد سے پھر گئے

[illegible]

فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

[illegible]

حق کو چھوڑنے کی سزا

[illegible]

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

[illegible]

[illegible]

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ

[illegible]

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

[illegible]

یہود و نصاریٰ [illegible] خطاب

[illegible]

شان نزول

[illegible]

[illegible]

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

[illegible]

ہدایت قرآن سے ملے گی

[illegible]

[illegible]

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ

بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ

مسیح ہے مریم کا بیٹا

الوہیتِ مسیح کا کافرانہ عقیدہ

[illegible]

قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ

تو کہہ دے پھر کس کا بس چلتا ہے اللہ کے آگے اگر وہ چاہے

أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ

کہ ہلاک کرے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اس کی ماں کو

وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب کو

قدرت و مشیت اللہ کی ہے

[illegible]

[illegible]

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ

یہودیوں اور عیسائیوں کے دعووں کی تردید

[illegible]

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

[illegible]

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[illegible]

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ
اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ

[illegible]

یہود و نصاریٰ کے دعوے

[illegible]

اللہ اپنے پیاروں کو عذاب نہیں دیتا

[illegible]

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ

[illegible]

بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ

[illegible]

بشر کا معنی اور ایک نکتہ

[illegible]

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

[illegible]

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

[illegible]

بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

[illegible]

[illegible]

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا

[illegible]

يُبَيِّنُ لَكُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا

[illegible]

جَآءَنَا مِنْ ۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ

[illegible]

جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہودیوں کا غم و رنج

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ دوسری قوم لانے پر قادر ہے

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

[illegible]

حضرت عیسیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا زمانہ

[illegible]

زمانۂ فترت کے احکام

[illegible]

ایک سوال اور جواب

[illegible]

داؤں پیچ کیا اور تمام حرب و مکر کو چھوڑ فرمایا مجھ کو ان چیزوں جادوگری اسرائیل نے
(جو توحید پر قائم ہیں) ہمارے ساتھ مجھ سے اقرار لیا میں نے تجھے اسی لئے اپنا نبی بنا
کر بھیجا ہے کہ میں تیری ذات کو تیری قوم سے اور ان کی بھی تمام ان
گناہوں میں سے تجھ پر وہ کتاب نازل کی ہے جیسے پانی جو نہیں دھو سکتا
سے جاگتے پڑھتا ہے۔ پھر مجھ میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں
قریشیوں میں پیغام رسا پہنچاؤں۔ میں نے کہا خدایا پھر تو وہ میرا سر کچل کر روٹی
جیسا بنا دیں گے۔ پروردگار نے فرمایا تو تمہیں نکال جیسے انہوں نے تجھے
نکالا تو ان سے جہاد کر ہم تیری امداد کی جائیں گی۔ تو ان پر خرچ رکھ پر خرچ کیا
جائے گا تو ان کے مقابلہ پر لشکر بھیج ہم اس سے پانچ گنا لشکر اور بھیجیں
گے۔ اپنے فرمانبرداروں کو لے کر اپنے نافرمانوں سے جنگ کر۔

جنتی اور جہنمی لوگ۔

جنتی لوگ تین قسم کے ہیں۔

۱۔ بادشاہ عادل توفیق خیر والا صدقہ خیرات کرنے والا۔

۲۔ اور رحم دل جو قرابت دار مسلمان کے ساتھ نرم دلی کرنے والا۔

۳۔ اور باوجود مفلس ہونے کے حرام سے بچنے والا عیالدار جس کے عیال بھی ہے۔ اور جہنمی لوگ پانچ قسم کے ہیں۔

۱۔ وہ ضعیف لوگ جو بے دین خوشامدی ہیں اور ماتحت ہیں جن کے نہ اہل و عیال ہیں نہ دولت ہے۔

۲۔ اور وہ خائن لوگ جن کے لالچ چھوٹی سے چھوٹی چیز پر بھی ہوتے ہیں اور حقیر چیزوں میں بھی خیانت سے نہیں چوکتے۔

۳۔ اور وہ لوگ جو صبح و شام لوگوں کو ان کے اہل و مال میں دھوکہ دیتے پھرتے ہیں۔ ۴۔ اور بخیل یا فرمایا کذاب

۵۔ بدخلق فحش گو۔ یہ حدیث مسلم و نسائی میں بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
احسان اللہ کا اپنے اوپر

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا وعدہ:

موضح القرآن میں ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ کر نکلے اللہ کی راہ میں تو ملک شام میں آ کر ٹھہرے اور وہاں تمہارے اولاد یعنی جب اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور زمین شام تم کو دوں گا اور نبوت اور دین اور کتاب اور سلطنت ان میں رکھوں گا۔

بنی اسرائیل پر انعام اور ان کی ناشکری:

پھر حضرت موسیٰ کے وقت وہ وعدہ پورا کیا۔ بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار سے خلاص کیا اور اس کو غرق کیا اور ان کو فرمایا کہ جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام فتح کرلو۔ پھر بھیجا ملک شام تمہارا ہے حضرت موسیٰ نے بارہ شخص بارہ قبائل بنی اسرائیل پر سردار تھے ان کو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لاویں وہ خبر لائے کہ ملک شام کی بہت خوبیاں دیکھیں اور اب جو عمالقہ مسلط تھے ان کا زور اور قوت بیان کیا۔ حضرت موسیٰ نے ان کو کہا کہ تم قوم کے سامنے ملک کی خوبی بیان کرو اور دشمن کی قوت کا ذکر مت کرو۔ ان میں سے دو شخص اس حکم پر رہے اور سب نے غرض کی۔ تو قوم نے نامردی کرنے لگی اور چاہا کہ پھر اپنے مصر چلے جائیں۔ اس تقصیر کی جب چالیس برس فتح میں دیر لگی۔ اسی قدر مدت جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے رہے۔ جب اس قرن کے لوگ مر چکے مگر وہ دو شخص وہ حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے تب ان کے ہاتھ سے فتح ہوئی۔ (موضح القرآن)

إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ
جب پیدا کئے تم میں نبی

یعنی تمہارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم سے لے کر آج تک کتنے ہی نبی تم میں پیدا کئے۔ مثلاً حضرت اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، یوسف اور خود موسیٰ و ہارون علیہم السلام اور اسلام پھر ان کے بعد بھی یہ سلسلہ مدت دراز تک ان میں قائم رکھا۔

وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا
اور کر دیا تم کو بادشاہ

بادشاہت و آزادی سے نوازا

یعنی فرعونیوں کی ذلیل ترین غلامی سے آزادی دلا کر اپنے اموال و املاک پر قابض بنایا اور اس سے پہلے تم ہی میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں اور سلطنت پر کیا متصرف فرمایا۔ پھر مستقبل میں بھی حضرت سلیمان وغیرہ نبی اور بادشاہ پیدا کئے گویا دین اور دنیا دونوں کی اعلیٰ نعمتوں سے تم کو سرفراز کیا۔ کیونکہ دینی مناصب میں سب سے بڑا منصب نبوت اور دنیوی قوتوں کی آخری حد آزادی اور بادشاہت ہے یہ دونوں چیزیں بلا مرحمت کی گئیں۔ (تفسیر عثمانی)

بنی اسرائیل کی بادشاہت

[illegible]

وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ

[illegible]

بنی اسرائیل امت محمدیہ سے افضل نہیں

[illegible]

يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي

[illegible]

كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ

[illegible]

ارض مقدس کا وعدہ

[illegible]

ارض مقدس کہنے کی وجہ

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا

[illegible]

خَاسِرِينَ

[illegible]

حضرت موسیٰ کی قیادت میں ارض مقدس کی طرف

[illegible]

ایک روایت میں آیا ہے کہ ان سب کو آستین میں بھر کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور اس کے سامنے لیجا کر بکھیر دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ واپس لوٹ جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا اپنی قوم سے جا کر کہو۔ (ان کے ملک کے پھلوں کی یہ حالت تھی کہ) انگوروں کا ایک خوشہ کسی لکڑی پر رکھ کر پانچ آدمی اٹھاتے تھے اور ایک انار کے دانے اگر نکال لئے جائیں تو (چھلکے میں) اتنا بڑا خلا ہوتا تھا کہ پانچ آدمی اس میں سما جاتے تھے۔

سرداران بنی اسرائیل جب لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے حکم دیا اس بات کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرنا اور کسی جاتی کو اطلاع نہ دینا ورنہ سب پست ہمت ہو جائیں گے لیکن حضرت موسیٰ کے حکم کے خلاف، سوائے دو شخصوں کے سب نے اپنے عزیزوں اور قرابت داروں سے بات کہہ دی۔ (تفسیر مظہری)

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ
بولے اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہے زبردست

بنی اسرائیل کی بزدلی:

یعنی بہت قوی ہیکل، خوفناک اور پر رعب۔ بنی اسرائیل کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو سب نے چیخیں مار مار کر رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے کاش ہم مصر ہی میں مر جاتے کاش ہم کو موت آ جاتی اور یہاں نہ آتے کہ ہمارے بال بچے اور عورتیں اور مال و متاع سب ان کے لئے مال غنیمت بنا۔ بعض لوگ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے آؤ کسی اور کو اپنا سردار بنا لیں اور (موسیٰ کو یہیں چھوڑ کر) ہم مصر کو لوٹ چلیں۔

جبار کا معنی:

بغوی نے لکھا ہے جبار اس کو کہتے ہیں جس پر کوئی زبردستی نہ کر سکے اور اس کا مقابلہ ممکن نہ ہو۔ "نخلۃ جبارۃ" کھجور کا وہ طویل درخت جس تک ہاتھ کی رسائی نہ ہو۔

عمالقہ قوم کی جسمانی ہیئت:

میں کہتا ہوں ان کی جبروت یا تو درازی قامت کی وجہ سے تھی۔ جیسا مذکورہ بالا قصہ سے معلوم ہوتا ہے یا قوت کی کثرت مال کی فراوانی اور جنگی آلات کی کثرت کی وجہ سے۔ بغوی نے لکھا ہے یہ لوگ عمالقہ کی قوم میں سے تھے جو قوم عاد کی نسل سے تھے۔ (عاد و ثمود علیہم) دیکھئے ... کے قلعہ ... تھا کہ جس کا نام ... جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

اس قوم کی قد آوری اور طاقت ضرب المثل تھی۔ ان میں کا ایک آدمی قوم بنی اسرائیل کے بارہ آدمیوں کو گرفتار کر کے لے جانے پر قادر ہو گیا۔

سرداروں کا حال:

بہرحال بنی اسرائیل کے وہ سردار ملک القدس سے واپس ہو کر اپنی قوم کے پاس اریحا (مقام) پر پہنچے اور حضرت موسیٰ سے اس عجیب و غریب قوم اور ان کی ناقابل قیاس قوت و شوکت کا ذکر کیا۔ حضرت موسیٰ کے قلب پر تو ان سب باتوں کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی فتح و کامیابی کی بشارت سنا دی تھی۔ بقول اکبر

مجھ کو ... ہے یار ... ہے

(معارف القرآن مفتی شفیع)

وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا
اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے یہاں تک کہ وہ نکل جاویں اس میں سے
فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ
سو اگر وہ نکل جاویں گے اس میں سے تو ہم ضرور داخل ہوں گے

یعنی مقابلہ کی ہمت ہم میں نہیں۔ ہاں بدون ہاتھ پاؤں ہلائے خالی مکان مل جائے تو آپ کے فقرہ کے زور سے ان کو نکال دیں۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ
کہا دو مردوں نے اللہ سے ڈرنے والوں میں سے کہ خدا کی
اللَّهُ عَلَيْهِمَا
نوازش تھی ان دو پر

حضرت یوشع اور حضرت کالب کی تحریک:

وہ دو شخص حضرت یوشع بن نون اور کالب بن یوفنا تھے جو خدا سے ڈرتے تھے۔ اسی لئے قد و قامت وغیرہ کا کچھ رعب نہ کھایا۔

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید
ترسد ازوے جن و انس و ہر کہ دید

(رومی)

ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ
گھس جاؤ ان پر حملہ کر کے دروازہ میں پھر جب تم اس میں

فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ

[illegible] پاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے

یعنی ہمت کر کے شہر کے پھاٹک تک تو پہنچو پھر خدا تم کو غالب کریگا۔ [illegible] خدا ہی کی مدد [illegible] جو تم بھی اپنی مدد کرو [illegible]

وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اور اللہ پر ہی بھروسہ کرو اگر تم یقین رکھتے ہو

توکل کیا ہے؟

معلوم ہوا کہ اسباب ترک کر دینے کا نام توکل نہیں ہے [illegible] توکل یہ ہے کہ [illegible] نیک مقصد کے لئے اسباب [illegible] اور جدوجہد کرے۔ پھر اس کے نتیجہ کے لئے خدا پر بھروسہ کرے۔ [illegible] اور [illegible] اسباب [illegible] رہنا توکل نہیں [illegible]

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا أَبَدًا

[illegible] موسیٰ ہم ہرگز نہ جاویں گے سارے

مَّا دَامُوا فِيهَا ۖ فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا

جب تک وہ رہیں گے اس میں سو تو جا اور تیرا رب اور تم دونوں لڑو

إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ

ہم تو یہیں بیٹھے ہیں

یہودیوں کا حال

[illegible] جو شخص [illegible] [illegible] [illegible] ستم [illegible] (تفسیر [illegible])

صحابہ کرام کی وفاداری

[illegible] مسلمانوں کے مقابلہ [illegible] [illegible] اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رب سے دعا کیا کرتے تھے۔ تو حضرت مقداد بن اسود [illegible] [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ [illegible] ہم [illegible] موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ۔ بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے دائیں بائیں [illegible] اور [illegible] سامنے سے اور پیچھے سے مدافعت [illegible]

[illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرام میں بھی جوش جہاد و ایمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] جو سعادت مجھے بھی حاصل ہوتی [illegible] (تفسیر [illegible])

قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي ۖ

بولا اے رب میرے میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عذاب کی [illegible]

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ

سو جدائی کر دے تو ہم میں اور ان نافرمان قوم میں

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ ۛ أَرْبَعِينَ

فرمایا تحقیق وہ زمین حرام کی گئی ہے ان پر چالیس برس

سَنَةً ۛ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ

سر مارتے پھریں گے ملک میں سو تو افسوس نہ کر

عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ

نافرمان لوگوں پر

دعا کی قبولیت اور معنوی جدائی

[illegible] کی دعا [illegible] [illegible] [illegible] جدائی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت موسیٰ و ہارون [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جدائی [illegible]

یہ قصہ سنانے کا مقصد

دعوتِ فکر

[illegible]

عصائے موسیٰ:

[illegible]

وادیٔ تیہ میں قید ہونا

[illegible]

تیہ کا میدان:

[illegible]

قوم عمالقہ:

[illegible]

حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قصہ

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا

وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ

[illegible]

قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ

کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا

حسد کی آگ

[illegible]

قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

[illegible]

ہابیل کا جواب

[illegible]

قبولیت کی شرط:

[illegible]

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خط

[illegible]

حضرت علیؓ کا ارشاد

[illegible]

حاسد کیسے جیتی

[illegible]

قربانی کس کی قبول ہوتی ہے

[illegible]

[illegible]

لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا

اگر تو بڑھائے گا میری طرف اپنا ہاتھ [illegible]

أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ

[illegible]

مظلوم کو اپنے بچاؤ کا حق ہے:

[illegible]

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار ہے سب جہان کا

[illegible]

[illegible]

جرائم اور ان کی سزائیں

[illegible]

عرف عام کی بنا پر جرم کی سزا کو تعزیر کہتے ہیں اور شرعی اصطلاحات کے فرق پر نظر نہیں کرتے اس کو شرعی احکام میں بکثرت مغالطے پیش آتے ہیں۔

تعزیری سزائیں حالات کے ماتحت ہلکی سے ہلکی بھی کی جاسکتی ہیں، سخت سے سخت بھی اور معاف بھی کی جاسکتی ہیں، ان میں حکام کے اختیارات وسیع ہیں، لیکن حدود شرعیہ میں حکومت یا کسی حاکم و امیر کو ادنیٰ تغیر و تبدل یا کمی بیشی کی اجازت نہیں۔ نہ زمان و مکان کے بدلنے کا اس پر کوئی اثر پڑتا ہے، نہ کسی امیر و حاکم کو ان کے معاف کرنے کا حق ہے۔ شریعت اسلام میں حدود صرف پانچ ہیں، ڈاکہ، چوری، زنا، تہمت زنا کی سزا، یہ چار سزائیں قرآن کریم میں منصوص ہیں، پانچویں شراب خوری کی حد ہے، جو اجماع صحابہ کرام سے ثابت ہوئی ہے، اس طرح کل پانچ جرائم کی سزائیں متعین ہوگئیں، جن کو حدود کہا جاتا ہے، یہ سزائیں جس طرح کوئی حاکم و امیر کم یا معاف نہیں کرسکتا اسی طرح توبہ کرنے سے بھی دنیوی سزا کے حق میں معافی نہیں ہوتی، ہاں آخرت کا گناہ خالصانہ توبہ سے معاف ہوکر بالکل ختم ہوجاتا ہے، ان میں سے صرف ڈاکہ کی سزا میں ایک استثناء ہے کہ ڈاکو اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے اور معاملات سے اس کی توبہ کا اطمینان ہوجائے تو یہ حد ساقط ہوجائے گی، گرفتاری کے بعد کی توبہ معتبر نہیں۔ باقی دوسری حدود توبہ سے بھی دنیا کے حق میں معاف نہیں ہوتیں خواہ وہ توبہ گرفتاری سے قبل ہو یا بعد میں، تمام تعزیری جرائم کی حق سے سفارشات کی جاسکتی ہیں، حدود اللہ میں سفارش کرنا بھی جائز نہیں اور سفارش کا سننا بھی جائز نہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

حدود کی سزائیں عام طور پر سخت ہیں، اور ان کے نفاذ کا قانون بھی سخت ہے کہ ان میں کسی کو کمی بیشی کی کسی حال میں اجازت نہیں، نہ کوئی ان کو معاف کرسکتا ہے، جہاں سزا اور قانون کی یہ سختی رکھی گئی ہے وہیں معاملہ کو معتدل کرنے کے لئے تکمیل جرم اور تکمیل ثبوت جرم کے لئے شرطیں بھی نہایت کڑی رکھی گئی ہیں، ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو حد ساقط ہوجاتی ہے، بلکہ ادنیٰ سا شبہ بھی ثبوت میں پایا جائے تو حد ساقط ہوجاتی ہے، اسلام کا مسلم قانون اس میں یہ ہے کہ الحدود تندرئ بالشبہات یعنی حدود ادنیٰ شبہ سے ساقط کردی جاتی ہیں۔

ایک اہم وضاحت:

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جن صورتوں میں حد شرعی کسی شبہ یا کسی شرط کی کمی کی وجہ سے ساقط ہوجائے تو یہ ضروری نہیں کہ مجرم کو کھلی چھٹی مل جائے جس سے اس کو جرم پر اور جرأت پیدا ہو بلکہ حاکم شرعی اس کو مناسب حال پھر تعزیری سزا دے گا، اور شریعت کی تعزیری سزائیں بھی عموماً جسمانی سزائیں ہیں، جن میں عبرت انگیز ہونے کی وجہ سے انسداد جرائم کا مکمل انتظام ہے، مثلاً زنا کے ثبوت پر چار گواہوں کے بجائے تین گواہ ملے، اور یہ گواہ عادل ثقہ ہیں جن پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے، مگر ضابطہ شرعی پورا نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حد شرعی جاری نہیں ہوگی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو بھی کھلی چھٹی دیدی جائے بلکہ حاکم وقت اس کو مناسب تعزیری سزا دے گا جو کوڑوں کی صورت میں ہوگی یا چوری کے ثبوت جیسے شرائط مقررہ ہیں ان میں کوئی کمی یا شبہ ہونے کی وجہ سے اس پر حد شرعی ہاتھ کاٹنے کی جاری نہیں ہوسکتی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بالکل آزاد ہوگیا، بلکہ اس کو دوسری تعزیری سزائیں حسب حال دی جائیں گی۔ قصاص کی سزا بھی حدود کی طرح قرآن میں متعین ہے کہ جان کے بدلہ میں جان لی جائے، زخموں کے بدلہ میں مساوی زخم کی سزا دی جائے، لیکن فرق یہ ہے کہ حدود کو بحیثیت حق اللہ نافذ کیا گیا ہے، اگر صاحب حق انسان معاف بھی کرنا چاہے تو معاف نہ ہوگا، اور حد ساقط نہ ہوگی، مثلاً جس کا مال چوری کیا ہے وہ معاف بھی کردے تو چور کی شرعی سزا معاف نہ ہوگی، بخلاف قصاص کے کہ اس میں حق العبد کی حیثیت کو قرآن وسنت نے غالب قرار دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ قاتل پر جرم قتل ثابت ہوجانے کے بعد اس کو ولی مقتول کے سپرد کردیا جاتا ہے، وہ چاہے تو قصاص لے لے، اور اس کو قتل کرادے، اور چاہے معاف کردے۔

اسی طرح زخموں کے قصاص کا بھی یہی حال ہے، مگر یہ بات پہلے معلوم ہوچکی ہے کہ حدود یا قصاص کے ساقط ہوجانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجرم کو کھلی چھٹی مل جائے بلکہ حاکم وقت تعزیری سزا جتنی اور جیسی مناسب سمجھے دے سکتا ہے، اس لئے یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اگر خون کے مجرم کو اولیاء مقتول نے معاف کرنے پر تیار ہوجائیں تو قاتلوں کی جرأت بڑھ جائے گی، اور قتل کی وارداتیں عام ہوجائیں گی، کیونکہ اس شخص کی جان لینا تو ان مقتول کا حق تھا وہ اس نے معاف کردیا، لیکن دوسرے لوگوں کی جانوں کی حفاظت حکومت کا حق ہے، وہ اس حق کے تحفظ کے لئے اس کو عمر قید یا دوسری قسم کی سزا دے کر اس خطرہ کا انسداد کرسکتی ہے۔

اپنا دفاع نہ کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ کا مقتول بندہ بن

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ [illegible]

[illegible]

باطل کی خود سپردگی:

[illegible] مفسرین [illegible] قیامت میں مظلوم [illegible] ایک حیثیت سے [illegible]

قیامت کے دن مظلوم اور ظالم کا معاملہ:

قیامت کے دن مظلوم [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن [illegible]

[illegible]

إِنِّي أُرِيدُ أَن تَبُوأَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ

میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ

فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ

پھر ہو جائے تو دوزخ والوں میں اور یہی ہے سزا ظالموں کی

[illegible]

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ

پھر اس کو راضی کیا اس کے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے

نفس کی کارستانی:

[illegible]

فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ

پھر اس کو مار ڈالا سو ہو گیا نقصان اٹھانے والوں میں

قتل و قطع رحم کی سزا:

[illegible]

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین کو

لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ

تاکہ اس کو دکھلاوے کس طرح چھپاتا ہے لاش اپنے بھائی کی بولا

يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا

اے افسوس مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کوے کے

الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ

کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی

دفن کا طریقہ کوے نے بتلایا:

چونکہ اس سے پہلے کوئی انسان مرا نہ تھا اس لئے قتل کے بعد قابیل کو [illegible] [illegible] کیا کرے [illegible] [illegible] دوسرے کوے کو [illegible] [illegible] چھپا دیا [illegible] [illegible] بھائی کی لاش کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جانور سے بھی [illegible] [illegible] [illegible] جانور [illegible] [illegible] [illegible] اور ندامت پر [illegible] [illegible] [illegible] بھائی کی لاش [illegible] [illegible]

فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣١﴾

پھر لگا پچھتانے

قابیل کی ندامت:

پچھتانا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] [illegible] [illegible] قتل کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قابیل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قتل کے بعد زلزلہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قتل کے بعد قابیل کی حالت:

[illegible] [illegible] [illegible] قتل کے بعد قابیل کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

قتل کا اثر درختوں، پھلوں، کھانوں اور پانی پر:

[illegible] [illegible]

حضرت شیث علیہ السلام

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

قابیل کا انجام:

[illegible]

ہر قتل میں قابیل کا حصہ:

[illegible]

ایک سال تک بھائی سے قطع تعلق کرنا

[illegible]

قابیل سال بھر لاش اٹھائے پھرا:

[illegible]

قاتل و مقتول دونوں جہنمی

[illegible]

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا

[illegible]

قتل کے نقصانات

[illegible]

عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا

[illegible]

بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ

[illegible]

فساد کی صورتیں:

[illegible]

فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا

تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا

فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا

ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو

ایک کا قتل پوری انسانیت کا قتل:

[illegible]

ایک مومن کا ناحق خون

[illegible]

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ

اور لا چکے ہیں ان کے پاس رسول ہمارے کھلے ہوئے حکم

[illegible]

ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ

پھر بہت لوگ ان میں سے اس کے بعد بھی ملک میں

لَمُسْرِفُونَ

[illegible]

بنی اسرائیل کا عزم فساد و خونریزی

[illegible]

ہے اور قرآن مجید نے تو انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے (معاذ اللہ) قتل یا ڈاکہ، رہزنی اور مسلمانوں کی تذلیل کیلئے جو حرب کا پاک معاشرہ میں کرتے رہتے ہیں اور ان کا قبیل کہتے کہ سب کچھ بھی جائز ہے۔ کیف ما اتفق ہی ایک آدمی کا ناحق مارڈالنا اتنا بڑا جرم ہے کہ گویا اس کا قاتل تمام دنیا کے انسانوں کا قاتل ہے جو دنیا کے سب سے زیادہ کامل انسان اور سب سے زیادہ مقبول ہستی یعنی رسول اللہ سے بھی لڑائی کرے اور ان سے جنگ اور مقابلہ کیلئے کمر باندھ کر کھڑا ہو تو یہ کتنا بڑا مجرم ہوگا۔ خواہ مقابلہ براہ راست ہو یا حقیقت خداوندی سے جنگ ہو۔ اس کی سزا بھی ایسی ہی سخت ہونی چاہئے، اس لئے اگلی آیت میں ان لوگوں کی دشمنی اور شرارت کا ذکر کیا جاتا ہے جو خدا اور رسول سے جنگ کرتے ہیں اور دنیا کی طرف سے فساد پھیلا کر "یسعون فی الارض" کے مصداق بنتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے
وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا
اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو

بدامنی:

یعنی بدامنی کرتے ہیں۔ اکثر مفسرین نے اس جگہ بدامنی سے یہی مراد لی ہے کہ ڈاکہ ڈالیں اور رہزنی کریں، لیکن الفاظ عام ہیں اس لئے آیت کی جو شان نزول ہے وہ بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ اس کو عام رکھا جائے۔ "اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنا" اور "زمین میں فساد پھیلانا" دونوں اپنے اپنے مفہوم میں بہت وسیع ہیں، جن میں قتل و غارت، ڈاکہ، چوری، رہزنی سب شامل ہیں۔ ان میں سے ہر جرم ایسا ہے جس کا مرتکب مذکورہ چار سزاؤں میں سے کسی سزا کا مستحق ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ اور اس کے رسول سے جنگ:

اللہ سے لڑنے کا مطلب ہے اللہ کے بندوں سے جنگ کرنا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کی امت کا مقابلہ ہے اور اس کے جانشین خلیفہ ہوں یا بادشاہ رسول کے نائب ہیں (ان سب سے جنگ اللہ سے جنگ ہے) اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے سے مراد ہے ان کے احکام کی مخالفت اور اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت مالی و جانی میں رخنہ اندازی۔

چنانچہ اس کے بعد قطاع الطریق سے متعلق حکم ہے، چونکہ قطاع الطریق کا نام معروف ہے یعنی جنگ۔

شانِ نزول:

خازن نے مکارم الاخلاق میں لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے (لیکن مدینہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی) ان کے ہاتھ پاؤں سوج گئے اور پیٹ بڑھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے پاس جنگل میں رہنے کا حکم دیا کہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ وہ وہاں جا کر تندرست ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہنکا لے گئے اور مرتد ہوگئے۔ جب یہ خبر آپ کو ملی تو آپ نے ان کے تعاقب میں سوار بھیجے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے لوگوں کو روانہ کیا۔ انہوں نے پکڑ لیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے ... گرم سلائیاں آنکھوں میں پھروائیں اور ان کو دھوپ میں ڈال دیا ... یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اس پر یہ آیت "انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ" نازل ہوئی۔

اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ
کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جائیں یا کاٹے جائیں ان
وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ
کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے

مخالف جانب سے یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں۔ (تفسیر حقانی)

اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ
یا دور کر دیئے جائیں اس جگہ سے

یعنی دو سزاؤں میں تخییر ہے، یہ امام کے اختیار پر ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ (تفسیر مظہری)

جس نے قتل کیا اور مال بھی چھینا اس کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے اور جس نے صرف قتل کیا اس کو صرف قتل کیا جائے اور جس

نے صرف مال لیا ہو قتل نہ کیا ہو اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیا جائے مخالف
ایک طرف سے نہیں بلکہ قید میں ڈال دیا جائے۔

فرار گم شدہ کی واپسی:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر کوئی غلام بھاگ جائے یا کوئی چور یا
کوئی گم ہو جائے تو پھر وہ پکڑا جائے اور کسی چیز پر قابو کر کے معاف پاک
شدہ [illegible] کی جائے اس پر حد قرار پایا گم شدہ پر قابو پایا جائے گا۔

اب یہ مضمون بڑا پیچیدہ ہے اور ظاہر ہے کہ ڈاکو یا چور یا قتل،
غارت گری سے امن عامہ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے بلکہ یہ صورت جبھی ہوتی ہے جبکہ
کوئی طاقتور جماعت ڈکیتی اور قتل و غارت گری پر کمر بستہ ہو جائے اسی لئے
حضرات فقہاء نے اس حد کا تعلق صرف اس جماعت یا فرد کو قرار دیا ہے جو
مسلح ہو کر امام پر غالب آ جائے اور حکومت کے قانون کو قوت کے ساتھ توڑنا
چاہے جس کو دوسرے لفظوں میں ڈاکو یا باغی کہا جا سکتا ہے۔ عام فرد یا جرم
کرنے والے چور اور جیب کترے وغیرہ اس میں داخل نہیں ہیں۔ (تفسیر مظہری)

مسئلہ: اگر کوئی ایک شخص ہو یا گروہ جو طاقتور ہو اور جو اپنے مقابلہ
کرنے والوں پر غالب ہوں لیکن وہ قافلے کے پچھلے حصہ پر حملہ کر کے مال
لے کر فرار اختیار کر لیتے ہیں اور وہ لوگ جو چند آدمیوں پر اپنی قوت سے (چوری)
کر کے غائب ہو جاتے ہیں تو قطاع الطریق قرار پائیں گے۔ یہ حکم
ان لوگوں کے لئے ہے کہ ان کو حربی اور ڈاکو کہہ سکتے ہیں۔ چوروں کے مقابلہ
کی طاقت ہو اور قافلہ بھی ہو تو [illegible]
[illegible] طاقت ہونے کے متعلق نہیں۔

فائدہ: اتفاق ہے اس آیت میں کوئی بھی مضمون سے مراد حربی اور
نہیں ہیں مسلمان اس پر بھی اتفاق ہے کہ [illegible]
سے باہر نکل کر رہزنی کرنے کے لئے اکٹھا ہو اور مقابلہ کرے اہل حکومت
یا راہ گیروں کی طرف سے مقابلہ [illegible]
اس آیت کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ (تفسیر مظہری)

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي
یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے
الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ
آخرت میں بڑا عذاب ہے

چاروں قسمیں چار سزائیں:

۱۔ ڈاکوؤں نے اموال چھین لئے تھے۔
۲۔ قتل کیا اور مال بھی چھین لیا۔
۳۔ قتل بھی کیا اور مال بھی لیا۔
۴۔ مال بھی نہ لیا اور قتل بھی نہ کیا۔

صورت میں بھی صرف قتل کرنے کا قصد اور تیاری کرنے سے مجرم
گرفتار ہو گئے چاروں حالتوں میں یا تو سزا دی جائے گی یا جلا وطن
ہو جائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

جلا وطنی کی سزا کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جلا وطنی
میں قید کیا جائے گا کیونکہ یہی معمول ہے۔ [illegible]
اس لئے قید کی صورت میں [illegible]
آزاد ہے کیونکہ جلاوطنی کی صورت میں اس کے امام کو اختیار
دیا گیا ہے کہ ڈاکوؤں کی قوت اور ان کے جرم کی شدت کے لحاظ سے
ان کے حسب حال یہ چاروں سزائیں جن میں سے کوئی ایک جاری کرے۔
سعید بن مسیبؒ، عطاء، داؤد، حسن بصری، ضحاک، نخعی، مجاہد اور
دیگر بزرگوں سے امام مالکؒ کا بھی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، احمد بن
حنبلؒ اور ایک جماعت صحابہ و تابعین نے حرف او کو بیان تقسیم کا
سمجھ کر آیت کا مفہوم یہ قرار دیا ہے کہ ان چاروں جرائم کی مختلف حالات
پر مختلف سزائیں مقرر ہیں اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس
کی روایت ابن جریر سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بردہ
اسلمی سے معاہدہ صلح فرمایا تھا مگر اس نے عہد شکنی کی اور وہ لوگ مسلمان
ہونے کے لئے مدینہ آ رہے تھے ان پر ڈاکہ ڈالا اس واقعہ میں جبرئیل
امین یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ جس شخص نے کسی کو قتل بھی کیا اور مال بھی
لوٹا اس کو سولی چڑھایا جائے اور جس نے صرف قتل کیا ہو اس کو قتل
کیا جائے اور جس نے قتل نہیں کیا صرف مال لوٹا ہے اس کے ہاتھ
پاؤں مختلف جانب سے کاٹ دیئے جائیں اور جو ان میں سے مسلمان
ہو جائے اس کا جرم معاف کر دیا جائے اور جس نے قتل و غارت گری کچھ
نہیں کیا صرف لوگوں کو ڈرایا جس سے امن عامہ مختل ہوا اس کو جلا وطن کیا
جائے اگر ان لوگوں نے اہل اسلام کے کسی مسلم یا غیر مسلم شہری کو قتل کیا
ہے مگر مال نہیں لوٹا تو ان کی سزا قتل ہے اگر ان سب نے قتل کیا ہو
اگرچہ قتل کسی ایک نے کیا ہو تمام افراد کو سزا دی جائے گی [illegible]

[illegible] سولی پر [illegible] جائے [illegible]

[illegible] زندہ سولی پر لٹکا [illegible]

[illegible] یُقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا [illegible]

[illegible]

[illegible] اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ [illegible]

[illegible]

زمین سے نکالنے کا مطلب:

حضرت فاروق اعظم نے [illegible] معاملات میں یہ فیصلہ فرمایا کہ [illegible] دوسرے شہروں میں [illegible] قید خانہ میں بند کر [illegible] زمین سے نکالنا [illegible]

امام اعظم ابو حنیفہ نے بھی یہی اختیار فرمایا ہے۔

سوال: [illegible]

[illegible]

جواب: [illegible]

جواب: [illegible]

شرعی سزا جاری ہونے کے بعد آخرت کی سزا سے بچاؤ نہیں

آخرت میں عذاب [illegible]

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ [illegible]

[illegible]

ایک [illegible] آخرت کی [illegible]

[illegible] آخرت کی [illegible]

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ

[illegible]

قتل اور ڈکیتی کی سزا:

[illegible]

[illegible]

امام اعظم [illegible]

سولی پر لٹکانے کی مدت

[illegible]

بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک ... تو دنیوی سزا ... ہو جائے گی اور ... سے ... حق اللہ ... صرف ... صاحب ... سے ... ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: ... اگر کسی نے ... مسلمان ... کیا ... کی ... تو ... مال ... کیا ... کا ... اختیار ... صاحب ... کی کوئی شرط ... مقرر ... سے ... کا ... اختیار ... ہے ... (... سے ...)

... کا ... ہے:

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا
مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے
عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اللہ کا حق توبہ سے معاف ہو جاتا ہے:

یعنی ... اللہ تعالیٰ ... توبہ ... حقوق ... معاف ... ہو جاتے ہیں ... مال ... کا ... قصاص ... کا ... حق ... باقی ... توبہ ... معاف ... نہیں ہوتی ...

ڈاکوؤں کی سزا:

... جو شخص مسلمانوں پر ... ڈاکہ ... اس پر ... سزا ... چاہیے ...

... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... توبہ ... ہاتھ پاؤں ... مال ... کے ... جاتے ...

اس ... کے ... اور ... سے ... توبہ ... اور ... کے ... ہے ...

قبیلہ مُراد کا ایک آدمی:

قبیلہ مُراد کا ایک شخص حضرت ابو موسیٰ اشعری ... کے پاس ... ہوا ... ایک ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... آپ ... توبہ ... سے ... اللہ ... قبول ... لوگو! تم میں سے ... ہے ... الحمد للہ ... ایک ... بعد ... (...)

قبیلہ عکل کا آدمی:

... قبیلہ عکل کے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ... سے فرمایا ... ان ... کے ... آپ ... کے ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ... ان کے ہاتھ پاؤں ... کاٹ ... اور ...

توبہ کی اجازت کی حکمت:

ایک ... توبہ ... اجازت ... مسلمان ... توبہ ... ہے ...

... اس ... کی ... حکمت ... یہ ... اس ... توبہ ... کی ... اجازت ... کی ...

حارثہ بن اسد

[illegible]

الوسیلۃ

وسیلہ کا مفہوم

[illegible]

جنت کا اعلیٰ مرتبہ

[illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

[illegible]

[illegible]

اولیائے امت کی مقام و یا محمد زمانی

[illegible]

معیت الٰہی کی خاص کیفیت

[illegible]

وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي

[illegible]

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ

[illegible]

مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ

[illegible]

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

[illegible]

آخرت میں کامیابی تقویٰ ہی سے ممکن ہے

[illegible]

زمین بھر کر خزانہ دے کر بھی نجات نہ ہو سکے گی

[illegible]

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ

[illegible]

بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ

[illegible]

کوئی بھی جہنم سے نہیں نکل سکے گا

[illegible]

[illegible]

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا

[illegible]

[illegible]

ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے

[illegible]

چوری کرنے پر ہاتھ کٹوا دیے تھے۔

حضرت صفوانؓ مسجد میں سو رہے تھے کہ کسی شخص نے سرہانے سے ان کی چادر چرا لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ کٹوا دیا۔

رواہ مالک فی الموطا و احمد و الحاکم و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ وصححہ صاحب تلخیص نے لکھا ہے یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور اس کے مختلف روایت میں جو الفاظ ہیں اور جن طرق سے منقول ہیں وہ ضعیف ہیں (گو بحیثیت مجموعی حدیث ثابت ہے) (نیل الاوطار)

جہاں تک ہو سکے حدود کو ساقط کرو:

حضرت عائشہؓ کی روایت سے حاکم اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے بیان کیا ہے حتی الامکان حدود کو ٹال دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود ٹالو (ترمذی و حاکم) اگر کوئی صورت مسلمان کے لیے نکل سکے تو اس کی راہ چھوڑ دو، امام غلطی سے معاف کر دے یہ اس سے بہتر ہے کہ غلطی سے سزا دے۔

ابن ماجہ نے حسن سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم کو شبہ ملے اللہ کے بندوں سے حدود کو دفع کرو۔ حضرت علیؓ کی مرفوع روایت ہے کہ حدود کو دفع کرو اور امام کے لیے مناسب نہیں کہ حدود کو معطل کیا جائے، یعنی ثبوت کے بعد بھی مزاحمت کرے یعنی دفع اور تعطیل میں فرق ہے، صحیح احادیث اور علماء کے صحیح آثار ثابت ہیں کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: غلہ سے اور پھل کا ہاتھ کاٹنے کا پیمانہ سے بچنا ہے، چوری میں چند شرطیں ہیں اور مشہور روایت کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ حفاظت کا مالک کے اندر ہے اس صورت میں مال کو بچایا جاتا ہے اور اپنی مرضی سے اپنا مال امانت رکھتا ہے اس کی حفاظت نہیں کی جا سکتی لہٰذا اس مالک کی حفاظت میں نہیں، پرندے کی اور مشترک امانت کی حفاظت میں جو چیز ہے چوری کی حفاظت میں، مشترک مال کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا بلکہ حفاظت میں داخل ہونا ہے، اصل مسئلہ کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتا ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن، چھین لینے والے اور اچکے کا ہاتھ نہیں کٹے گا۔ (احمد و ترمذی و نسائی و ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں کا

سامان امانت کے طور پر مانگ لیتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ اس حدیث سے امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے استدلال کیا ہے کہ عاریت کا انکار کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، حضرت امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ عاریت کے انکار کی وجہ سے نہیں کاٹا تھا بلکہ وہ چوری کرتی تھی اس لیے ہاتھ کاٹا گیا، اس حدیث میں عاریت کا ذکر اس عورت کی شناخت کے لیے ہے، اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ اس نے چوری کی تھی، اس عورت کی چوری کا واقعہ صحیح ہے تو اس کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ چوری ہی ہو گی کیونکہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا (الحدیث)۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک جیب کاٹنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اس کے بعد اگر بار بار چوری کرے تو کاٹا جائے گا۔

ہم کہتے ہیں بیت المال کے مال کی چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا یہی مسلک ہے (فی المغنی) بیت المال میں ہر مسلمان کا حق ہے، امام مالک اور بعض فقہاء نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جس کا بیت المال میں حق ہو اس کے لیے ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ مگر ایک روایت ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کو حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اس کا بیت المال میں حق ہے اس لیے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: ایک شریک اپنے شریک کا مال چرا لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک آدمی کسی کا قرض دار ہے اور قرض کی رقم کے برابر اس کا مال چرا لے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ اس نے صرف اپنا حق وصول کیا ہے، اگر قرض کی رقم سے زیادہ بھی چرا لے تو چونکہ چوری کی ملکیت میں اس کا حق شامل ہے اس لیے اس صورت میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: ماں، باپ، دادا، دادی اور نانا نانی اگر اپنی اولاد کا مال چرا لیں تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے، اسی طرح اگر اولاد ماں باپ کا مال چرا لے تو اس کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔ ماں باپ کا ہاتھ کاٹنا بھی مناسب نہیں ہے تاکہ ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: اگر کسی محرم رشتہ دار کے گھر سے کوئی چیز چرا لے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

کون سی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا

متعدد بار چوری کرنے والا

[illegible]

جزاءً بما کسبا نکالاً من اللہ

[illegible]

[illegible]

واللہ عزیز حکیم

[illegible]

حدود کا ضابطہ شہادت

انگریزی تعزیری قوانین

[illegible]

خوبیوں کی نسبت دوسروں کی طرف

[illegible]

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ

[illegible]

اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

[illegible]

تجزیہ

[illegible]

شانِ نزول

[illegible]

توبہ کا مطلب

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت

[illegible]

[illegible] ضرورت ہے

[illegible]

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ
[illegible]
وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ
[illegible]
لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
[illegible]

[illegible] اللہ کو ہے

[illegible]

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ
[illegible]
يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

[illegible]

تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ

[illegible]

سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ

جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ کے لیے [illegible]

آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ

[illegible]

[illegible]

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ

[illegible]

[illegible]

يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن

[illegible]

[illegible]

شانِ نزول:

[illegible]

لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا

اور اگر یہ حکم نہ ملے تو بچتے رہنا

یعنی اگر تم کو اس کے خلاف حکم ملے تو قبول نہ کرنا [illegible] خدائی شریعت کو اپنی خواہشات کے تابع بنانا چاہتے تھے۔ [illegible]

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ

اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا سو تو اس کے لئے کچھ

مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں

ہر چیز کا وجود ارادۂ خداوندی کا محتاج ہے۔

ہدایت و ضلالت خیر و شر کوئی چیز بھی بدون ارادہ خداوندی کے عالم وجود میں نہیں آ سکتی۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس کا انکار کرنا اس کے تسلیم کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص چوری کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن خدا کا ارادہ یہ ہو کہ چوری نہ کرے اب وہ شخص اگر اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو لازم آتا ہے کہ خدا اس کے مقابلہ میں معاذ اللہ عاجز ہو اور اگر خدا کا ارادہ غالب رہ جاتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دنیا میں کسی چوری وغیرہ کسی شر کا وجود نہ ہو۔ اور اگر خدا تعالیٰ خیر و شر میں سے کسی کا بھی ارادہ نہیں کرتا تو اس سے معاذ اللہ تعطل یا غفلت و عاجز ہونا لازم آتی ہے، تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ ان تمام شقوق پر غور کرنے کے بعد یہی ماننا پڑتا ہے کہ کوئی چیز بھی اسکے ارادہ و تخلیق کے بدون موجود نہیں ہو سکتی۔ یہ مسئلہ نہایت اہم اور طویل الذیل ہے۔ ان شاء اللہ کسی اس قسم کے مسائل کے متعلق مستقل مضمون مع فوائد کے ساتھ پیش کر دیا جائے گا۔ واللہ الموفق۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ

یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا کہ دل پاک کرے ان کے

منافقین اور یہود کی بیمار دلی:

اول منافقین اور یہود کا طرز عمل بیان فرمایا جس میں یہ چند اعمال ذکر کئے گئے۔ بعض صورتوں میں باطل کی طرف جھکنا۔ اہل حق کے خلاف جاسوسی کرنا [illegible] احکام [illegible] کو تحریف کر

کے علماء اگر ان کی خواہش اور مرضی کے خلاف کوئی فتویٰ دیتے تو قبول نہ کرتے جس قوم میں یہ خصائل پائی جائیں ان کی مثال ایسے مریض کی سی ہے جو [illegible] استعمال کرے [illegible] طبیب [illegible] اس کا علاج [illegible] پھینک دے یا [illegible] اپنی خواہش اور مذاق کے خلاف کوئی بھی دوا استعمال نہ کرے [illegible] یہ اگر معالج نے [illegible] مریض کو اب [illegible] تو کیا یہ طبیب کی [illegible] کا ثبوت ہو گا [illegible] کسی جاتی۔ اب اگر مریض اس بیماری سے ہلاک ہو گیا تو طبیب کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ اس نے علاج نہ کیا اور تندرست کیوں نہ ہوا۔ بلکہ بیمار خود ملزم ہے کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور طبیب [illegible] ٹھیک اسی طرح یہاں یہود کی شرارت [illegible] بیان فرما کر جو یہ فرمایا کہ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ (جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا) اور لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے) [illegible] کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] استعداد اور [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہدایت [illegible] قبول [illegible] اپنے ہی اعمال [illegible] خدا کی قدرت کے ماتحت [illegible] (یونس [illegible]) [illegible] اس دنیا کا سارا نظام [illegible] اسباب [illegible] تخلیق [illegible] صفات [illegible] علیم و حکیم [illegible] مالک یوم الدین وغیرہ [illegible] صفات [illegible] کوئی انسان [illegible]

[illegible]

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي

[illegible]

الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سَمَّاعُونَ

[illegible]

لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَاءُوكَ

[illegible]

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ناجائز فیصلے کیلئے رشوت

[illegible]

سحت کے دو طریقے

[illegible]

حضرت عمرؓ کی احتیاط

[illegible]

رشوت کی اقسام

[illegible]

[illegible]

وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ؕ

اور اگر تو ان سے منہ پھیر لے تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ

اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف والوں کو

خواہ کوئی دشمن ہو انصاف نہ چھوڑو

[illegible]

غیر مسلموں کے شخصی مذہبی معاملات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ

[illegible]

فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ

[illegible]

ذٰلِكَ ۚ وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝

[illegible]

یہ اہل کتاب کسی کتاب کو بھی نہیں مانتے

[illegible]

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

[illegible]

[illegible]

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ

[illegible]

هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ

[illegible]

[illegible] اور اہل علم کا دستور العمل

[illegible]

ربانیین اور احبار

[illegible]

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا

تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا

عَلَيْهِ شُهَدَاءَ

یہودیوں پر تورات کی ذمہ داری:

احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ

[illegible]

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ

[illegible]

بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ

[illegible]

بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ

[illegible]

بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ

[illegible]

[illegible]

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ

[illegible]

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

[illegible]

[illegible]

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ

[illegible]

مَرْيَمَ

[illegible]

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ

[illegible]

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ

[illegible]

وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ

[illegible]

وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ

[illegible]

[illegible]

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

[illegible]

فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

[illegible]

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

[illegible]

[illegible]

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

[illegible]

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا

[illegible]

عَلَيْهِ

[illegible]

قرآن کریم "غالب و مہیمن" ہے

[illegible]

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

سو تو حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے

رشوتی اسلام منظور نہیں:

[illegible]

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ

اور ان کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان استقامت:

[illegible]

ایک اہم وضاحت:

[illegible]

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے ایک دستور اور راہ

تمام شریعتوں کے اصول ایک ہیں:

[illegible]

[illegible] تمام انبیاء اور [illegible] اصول دین [illegible] مقصد [illegible] جزئیات [illegible] اعمال [illegible] مختلف [illegible] جزئیات اور فروع کے لحاظ سے [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ایک حدیث میں [illegible] ایک [illegible] مطلب [illegible] اصول [illegible] روایت میں اختلاف ہے [illegible] باپ [illegible] [illegible] اختلاف [illegible] قابلیت [illegible] استعداد [illegible] اختلاف [illegible] [illegible] اور اللہ اعلم [illegible] (تفسیر مظہری)

سابقہ کتب کے تمام احکام قابل ترک نہیں ہیں

قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے [illegible] کتابوں [illegible] قرآن اور حدیث [illegible] ثابت [illegible] [illegible] ہماری شریعت [illegible] [illegible] قیامت تک [illegible] [illegible] سابقہ کے تمام احکام قابل ترک [illegible] [illegible] قرآن کا [illegible] [illegible] مسائل [illegible] (تفسیر مظہری)

شریعت اور منہاج کا معنی

[illegible] شریعت [illegible] منہاج [illegible] طریقت [illegible] شریعت اصل میں پانی کے گھاٹ کو کہتے ہیں [illegible] [illegible] شریعت [illegible] [illegible] طریقہ [illegible] اصلاح [illegible] شریعت [illegible] [illegible] طریقے [illegible]

حکمت الٰہی

[illegible] [illegible] قرآن [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] شریعت [illegible] [illegible] قیامت [illegible] [illegible] شریعت [illegible]

آخری شریعت

اب اس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے [illegible] شریعت [illegible] قیامت تک [illegible] کافی [illegible] [illegible] آخری شریعت [illegible] [illegible] آخری [illegible] [illegible] [illegible] آخری شریعت [illegible]

[illegible] آ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] ... حضرت [illegible] کی بعثت سے [illegible] حضرت [illegible] کے اتباع میں [illegible] ... حضرت [illegible] بعثت سے [illegible] شریعت کو [illegible] ... جو ان سے پہلے تھی [illegible] ... شریعت کا اتباع لازم ہے۔

[illegible] سعادت [illegible] الحمد اللہ

[illegible] ... حال [illegible]

([illegible])

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن

اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی دین پر کر دیتا لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے

لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ

اپنے دیئے ہوئے حکموں میں

کون اللہ تعالیٰ کا تابع ہوتا ہے:

یعنی [illegible] ... حکمت [illegible] ... قبول [illegible] ... ایک [illegible] ... رہ جاتا ہے۔ ([illegible])

چنانچہ مقصود ہے کہ تم میں سے کون اللہ کے حکم پر چلتا ہے اور کون [illegible] ... جاتا ہے۔

بعض علماء نے آیت کا مطلب اس طرح بیان فرمایا ہے کہ [illegible] ... اس کے [illegible] ...

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

سو تم دوڑ کر لو خوبیاں

عمل کی کوشش کرو:

[illegible] ... عمل کی زندگی [illegible] ... اور [illegible] ... اعمال کی خوبیاں شریعت [illegible]

[illegible] ... ([illegible])

[illegible] ... سب [illegible] ... اس طریقے پر چلنے والوں کا ثواب بھی [illegible] ... قیامت تک [illegible] ... ان چلنے والوں [illegible] ... کوئی کمی نہیں کی جائے گی [illegible]

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

اللہ کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے پھر جتلا دے گا تم کو جس بات میں

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

تم کو اختلاف تھا

[illegible] ... حقیقت [illegible] ...

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا

اور یہ فرمایا کہ حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت

تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ

چل ان کی خوشی پر اور بچتا رہ ان سے کہ تجھ کو بہکا دیں کسی

عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ

ایسے حکم سے جو اللہ نے اتارا تجھ پر

آپ ہر حال میں حکم الٰہی پر فیصلے کرتے رہیں

[illegible] ... میں خواہ [illegible] ... حکم [illegible] ...

فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن

پھر اگر نہ مانیں تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے

يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ

کہ پہنچائے ان کو کچھ سزا ان کے گناہوں کی

کچھ سزا تو یہاں بھی لے لیں

[illegible]

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ

اور لوگوں میں بہت ہیں نافرمان

[illegible] (تفسیر حقانی)

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ

اب کیا حکم چاہتے ہیں کفر کے وقت کا اور اللہ سے کون بہتر ہے

مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ

[illegible]

اب جاہلیت کے فیصلے نہیں چلتے

[illegible] (تفسیر عثمانی)

شانِ نزول

[illegible]

اہلِ ایمان کے غور و فکر کا نتیجہ

[illegible]

[illegible] (تفسیر مظہری)

قانونِ شریعت پر نکتہ چینی ناجائز ہے

[illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ

اے ایمان والو نہ بناؤ یہود

وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ

اور نصاریٰ کو دوست

کافروں سے دوستانہ تعلقات نہ رکھو

[illegible]

[illegible]

عیسائی کاتب کی وجہ سے حضرت عمرؓ کی ناراضگی

[illegible]

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

[illegible]

کافر ایک دوسرے کے دوست ہیں

[illegible]

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ

[illegible]

منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی

[illegible]

[illegible]

کافروں کا دوست اسلام کا دشمن ہے

[illegible]

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

[illegible]

[illegible]

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ

[illegible]

يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ

[illegible]

منافقوں کے دل کی بیماری:

یہ بتایا گیا کہ جن لوگوں کے دلوں میں شک اور نفاق کی بیماری ہے [illegible] کے [illegible] اور مسلمانوں کی کامیابی پر یقین نہیں [illegible] والوں کی [illegible] جاتے ہیں [illegible] کے [illegible] نبوت کے وقت [illegible] [illegible] آفات [illegible] اسلام [illegible] ان سے [illegible] [illegible] ان کے دلوں میں [illegible] تھے [illegible] جب [illegible] کی [illegible] [illegible] مطلب [illegible] کرتے [illegible] اگر کوئی مصیبت [illegible] وقت کی [illegible] خیالات کا جواب [illegible] دیا گیا ہے۔ (ترجمہ [illegible])

حضرت [illegible] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا [illegible] لوگوں کی تعداد بہت ہے [illegible] اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کا اظہار [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] زمانہ کی گردشوں کا اندیشہ ہے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] حاصل ہوگی [illegible] قبول کر [illegible]

فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ
سو قریب ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرما دے فتح یا کوئی حکم
عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَا أَسَرُّوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ
اپنے پاس سے تو [illegible] اپنے جی کی چھپی بات [illegible]
نٰدِمِيْنَ
پچھتانے

اسلام کا غلبہ اور منافقوں کی رسوائی قریب ہے:

[illegible] فتح [illegible] شیعی [illegible] فرمائے اور [illegible]

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] طاقت [illegible] منافقین کی ساری [illegible] اسلام کی [illegible] نتیجہ [illegible] ذلت [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible]

[illegible] منافقین کی [illegible] سامنے [illegible] [illegible] اگلی آیت میں اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَهٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ
اور کہتے ہیں مسلمان کیا یہ وہی لوگ ہیں جو قسمیں
أَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ
کھاتے تھے اللہ کی تاکید سے کہ ہم تمہارے
لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ
ساتھ ہیں برباد گئے ان کے عمل پھر رہ گئے نقصان میں
يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ
اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا
عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ
اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لائے گا ایسی قوم کو کہ اللہ ان کو چاہتا ہے
وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى
اور وہ اس کو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر زبردست ہیں
الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں

وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ

اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے

اسلام قائم رہے گا:

اس آیت میں اسلام کی ابدی بقاء اور حفاظت سے متعلق عظیم الشان پیشین گوئی کی گئی ہے۔ پچھلی آیت میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تو ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت سچا اسلام سے پھر جائے، جیسا کہ بعض منافقین بیشتر ملعونہ بیعلمہ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر کچھ بھی نقصان نہیں کر سکیں گے، اسلام کو ان لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ حق تعالیٰ مرتدین کے بدلے میں بلکہ ان سے بہتر ایک قوم لے آئے گا جن کو خدا کا عشق ہو اور خدا ان سے محبت کرے، وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں غالب اور زبردست ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی بحمد اللہ پوری ہو کر رہی۔

سب سے پہلے فتنہ ارتداد کا انسداد:

ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبر کے عہد میں پھیلا۔ کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے، مگر صدیق اکبر کی ایمانی جرأت اور عزم و استقلال نے تمام مرتدین کی سرکوبی کی اور خلافت اسلامیہ کی کشتی کو بچایا اور سارے عرب کو دوبارہ اخلاص و ایمان کے راستہ پر ڈال دیا۔

آج کی صورتحال:

آج بھی ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ جب کبھی چند جاہل اور مادہ پرست افراد اسلام کے حلقے سے نکلتے ہیں تو ان سے بہتر شخصیات اور محققین غیر مسلموں کو اسلام کی حقانیت کی طرف جذب کر لیتا ہے اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے خدا ایسے وفادار اور جاں نثار مسلمانوں کو کھڑا کر دیتا ہے جنہیں خدا کے راستہ میں کسی کی ملامت اور طعن و تشنیع کی پرواہ نہیں ہوتی۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی قوم:

روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس کی قوم ہے۔ مگر کامل ایمان والوں کی صفت بیان ہو رہی ہے کہ یہ اپنے دوستوں یعنی مسلمانوں کے سامنے تو بچھ جانے والے ہوتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں تن جانے والے اور ان پر چڑھ دوڑنے والے ہوتے ہیں جیسے فرمایا اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتوں میں ہے کہ آپ ضحوک بھی تھے اور قتال بھی یعنی دوستوں کے سامنے ہنس مکھ اور دشمنان دین کے مقابلہ میں سخت اور جنگجو۔

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ یعنی ان کی سچائی اور اخلاص کو دیکھ کر کسی کی ملامت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ بیان کی جا رہی صفات والوں کا مقام ہے۔ جو ہر ایک کو قابل رشک ہے۔ اس آیت کے مخاطب اور اس کے مصداق سیدنا ابو بکر صدیق اور ان کی جماعت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ اے اہل ایمان تم میں سے جو اپنے دین اسلام سے (کفر کی جانب) پھر جائے گا۔ حسن بصری نے فرمایا خدا کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ اسلام سے پھر جائیں گے اس نے اس سے پہلے ہی خبر دی تھی کہ ایسا ہوگا۔

اللہ کی محبت اور محبوب قوم کونسی ہے:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ تو اللہ آئندہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے اللہ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ سے محبت ہوگی یعنی مسلمانوں کی طرف سے دفاعت کرنے کو تم میں سے ہی اللہ ایسے لوگوں کو پیدا کر دے گا جو اللہ کے محب بھی ہوں گے اور محبوب بھی۔

اس قوم سے مراد کون قوم ہے اس کے متعلق اقوال میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت علیؓ مراد ہیں یا حسن بصری اور قتادہ کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ اور آپ کے ساتھی مراد ہیں جنہوں نے مرتدین اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں سے جہاد کیا تھا۔

فتنہ ارتداد اور انکار زکوٰۃ کی تفصیل:

اس کا واقعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی سوائے اہل مکہ اور اہل مدینہ اور بحرین کے قبیلہ عبد القیس کے عام عرب مرتد ہو گئے اور بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے اس ارادہ کو پسند نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا (یا خلیفۃ رسول اللہ) آپ ان سے کس طرح جہاد کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے۔ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کے قائل نہ ہو جائیں جو لا الہ الا اللہ کا قائل ہو گیا اس نے اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کر لیا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (ان کی جان اور مال سے تعرض کیا جاسکتا ہے) حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا جو لوگ نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں فرق پیدا کرتے ہیں خدا کی قسم میں ان سے جہاد کروں گا

کیونکہ اسی طرح نماز بدنی عبادت ہے اسی طرح زکوٰۃ مالی فرض ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے اب دینے سے انکار کریں۔ تو تب بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں سے جنگ کرنا صحابہ کو ناپسند تھا۔ ان کا قول تھا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں اور اہل قبلہ سے جنگ کیسے کی جا سکتی ہے۔ لیکن جب ابوبکرؓ گردن میں تلوار لٹکائے تنہا نکل کھڑے ہوئے تو سب لوگوں کو بجز ان کی پیروی کے کوئی چارہ نہیں رہا۔

حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ ہم لوگ شروع میں حضرت ابوبکرؓ کا یہ فیصلہ ناپسند تھا لیکن آخر میں ہم نے آپ کے حسن تدبیر کی تعریف کی۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے جو شخص کہ یہ کہتے سنا کہ انبیاء کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ہی مرتدوں سے جنگ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

مرتدوں کے فرقے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں تین گروہ مرتد ہو گئے تھے۔ (۱) بنی مذحج یمن کا سردار ذوالخمار عبہلہ بن کعب عنسی تھا اس کا لقب اسود تھا یہ شعبدہ باز کاہن تھا یمن میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یمن پر قابض ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن اور آپ کے عمال کو اور مسلمانوں کو لکھا کہ لوگوں کو ملیشیا کے ساتھ دین پر قائم رہنے کی ترغیب دیتے رہیں اور اسود سے نمٹنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ چنانچہ فیروز دیلمی نے اس کو اس کے بستر پر ہی قتل کر دیا۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ جس رات اسود قتل ہوا اسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسود کے قتل ہونے کی خبر دی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات اسود کو قتل کر دیا گیا اور ایک مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ عرض کیا گیا وہ کون ہے فرمایا فیروز۔ فیروز کامیاب ہو گئے۔ اس جہاد کرنے کے دوسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور مدینہ میں اسود کے قتل کی خبر (باضابطہ) ماہ ربیع الاول کے آخر میں پہنچی جبکہ حضرت اسامہ جہاد کے لئے جا چکے تھے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کی فتح کی اطلاع آئی۔ (۲) بنی حنیفہ جن کا سردار مسیلمہ کذاب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی سنہ ۱۰ ہجری کے آخر میں اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اس کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے بھی نبوت میں شریک کر دیا ہے چنانچہ رسول اللہ کی خدمت میں اس نے ایک خط بھی لکھا تھا۔ مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

حضرت کے آدھا ملک ہمارا اور آدھی زمین قریش کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اس کو لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابیوں سے فرمایا اگر قاصدوں کو قتل کرنے کا دستور نہ ہوتا تو تمہاری گردنیں مار دیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں لکھا بسم اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ زمین ساری اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر کے ساتھ خالد بن ولیدؓ کو مسیلمہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور وہ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے ہاتھوں سے مسیلمہ مارا گیا۔ وحشی وہی شخص تھا جس نے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کو شہید کیا تھا۔ اس لئے وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے اسلام لانے سے پہلے سب سے بہتر آدمی کو شہید کیا تھا اور مسلمان ہونے کے بعد بدترین آدمی کو قتل کر دیا۔

(۳) بنی اسد کا سردار طلیحہ بن خویلد تھا یہ لوگ نبوت کے سب سے آخری مدعی تھے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا مگر وہ قوی نہ تھا لیکن اس سے جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولیدؓ کو ان سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت خالد نے شدید جنگ کے بعد ان کو شکست دی اور طلیحہ بھاگ کر شام چلا گیا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے عہد میں وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کا اچھا مجاہد ثابت ہوا۔

رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے جن کو اہم سات فرقے کہہ سکتے ہیں۔

۱۔ بنی فزارہ۔ یہ عیینہ بن حصن کا قبیلہ تھا۔

۲۔ بنی غطفان۔ یہ قرہ بن سلمہ قشیری کا قبیلہ تھا۔

۳۔ بنی سلیم۔ یہ فجاۃ بن عبد یالیل کا قبیلہ تھا۔

۴۔ بنی یربوع۔ یہ مالک بن نویرہ کا قبیلہ تھا۔

۵۔ قائد بنی تمیم کا ایک حصہ یہ قبیلہ سجاح بنت منذر زوجہ مسیلمہ کذاب کا تھا جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن آخر مسلمان ہو گئی تھی۔

۶۔ بنی کندہ۔ یہ اشعث بن قیس کا خاندان تھا۔

۷۔ بنی بکر بن وائل یہ بحرین کے باشندے حطیم کے قبیلے سے تھے آخر حضرت ابوبکرؓ کے فضل اللہ سے ان سب کو دوبارہ اسلام پر کامیاب کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی استقامت:

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی

سب مرتد ہو گئے لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں جو کینہ اور بیر سے باپ پر مشکلات پڑیں کیا کر سب کو چھوڑا ان پر بڑی قوموں کا ہی حملہ کر دیتے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں جبلہ بن ایہم کا قبیلہ غسان مرتد ہو گیا تھا یہ ارتداد اس وقت ہوا جب شاہ غسان جبلہ بن ایہم سے ایک غریب آدمی کا بدلہ لینے کا حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا وہ عیسائی ہو کر ملک شام چلا گیا تھا بعض علماء کے نزدیک قوم یحبہم ویحبونہ سے مراد اشعری قبیلے کے لوگ ہیں عیاض بن غنم کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو موسیٰ اشعری کی طرف اشارہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قوم۔ اسے ابن جریر نے بسند حسن روایت کیا۔ ابو موسیٰ اشعری قبیلے کے لوگ یمن کے باشندے تھے۔

یمن والوں کا ایمان:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں جن کے دل بڑے نرم اور نرم تھا ایمان تو یمن کا ہے اور حکمت (بھی) یمن کی ہے (متفق علیہ) یمن سے مختلف قبائل والے تھے قبیلہ نخع کے دو ہزار افراد کندہ اور بجیلہ کے پانچ ہزار اور مختلف قبائل کے تین ہزار ان سب نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں قادسیہ کی جنگ میں اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور کافروں کے مقابلہ میں طاقتور بھی کافروں کے مقابلہ میں طاقتور ہیں اور فرمودی نہیں کرتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کا بیان ہے میں نے رسول اللہ کے پاس آیت فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ پڑھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اہل یمن میں سے ہیں اور اہل یمن میں سے بھی کندہ میں سے اور کندہ میں سے بھی قبیلہ سکون میں سے اور سکون میں سے قبیلہ تجیب میں سے۔

قاسم بن مخیمرہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا یہ آیت مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ تلاوت کی پھر میرے کندھے پر ہاتھ مار کر تین بار فرمایا قسم ہے کہ یہ اہل یمن تم ہی میں سے ہوں گے۔ اخرجہ البخاری فی تاریخہ۔

میں کہتا ہوں ابوبکرؓ کے لشکر نے اہل یمن کی مدد سے مرتدوں سے جہاد کیا تھا (جتنی روایتیں صحیح ہیں) (تفسیر مظہری)

مومنوں اور منافقوں کا موازنہ

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ

ترجمہ: وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اللہ کے احکام کی تعمیل کرنے میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔

(کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے) یجاہدون کی ضمیر سے حال ہے اس صورت میں مطلب اس طرح ہوگا کہ وہ کافروں کی ملامت کا اندیشہ کئے بغیر جہاد کریں گے۔ منافقوں کی حالت ان کے خلاف تھی وہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ باہر نکلتے تھے یا اپنے گھروں سے نکلتے تھے تو جنگ کی صورت میں ان کے نفاق کا اظہار ہو جاتا تھا لیکن اس کے ساتھ یہودی دوستوں کے برا کہنے کا اندیشہ رہتا تھا اس لئے کوئی ایسا کام نہ کرتے تھے جس پر یہودی ان کو آئندہ ملامت کریں۔ لا یخافون کا عطف یجاہدون پر ہے یعنی ان کے اندر دو وصف پائے جاتے ہیں ایک تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں دوسرے دین کے کام میں ان کو کسی کے برا کہنے کا اندیشہ نہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ان شرطوں پر کی کہ ہم سنیں گے اور مانیں گے اور جہاں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اللہ کے معاملہ میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے کا اندیشہ نہیں کریں گے۔ متفق علیہ۔

لومۃ لائم میں ملامت کو نکرہ ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ کسی ملامت کرنے والے کی ایک ملامت کی بھی ان کو پرواہ نہ ہوگی۔

یمنی مجاہدین والے

اللہ کو معلوم تھا کہ آئندہ کچھ لوگ مرتد ہوں گے اس لئے اس آیت میں اس کی اطلاع دے دی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی عام عرب اسلام سے پھر گئے صرف تین جگہوں والے مرتد نہیں ہوئے مدینہ والے، مکہ والے اور بحرین کے قبیلہ عبد القیس کے لوگ۔

مرتدوں اور منکروں کے خلاف حضرت ابوبکرؓ کا شرح صدر:

مرتدوں نے جماعت سے کہا ہم نماز پڑھیں گے زکوٰۃ نہیں دیں گے حضرت ابوبکرؓ سے اس سلسلہ میں گفتگو کی گئی کہ اس وقت آپ چشم پوشی کریں اور عرض کیا گیا کہ آئندہ جب ان میں دین سمجھ آ جائے گی تو زکوٰۃ دینے لگیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جن چیزوں کو اللہ نے جمع کیا ہے ان میں تفریق نہیں کروں گا اگر اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ ایک رسی کے دینے سے بھی یہ انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا چنانچہ اللہ نے آپ کے ساتھ بھی دیہات

ختم کر کے مرتدوں سے جنگ بھی کی اور قتل کیا گیا اور جو مسلمان ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے کا بخوشی سے اقرار کیا۔

صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان مرتدوں سے جہاد کیا تھا جنگ کی بات کے شروع میں اس سے خلاف تھی اور حضرت ابوبکر نے جو ان سے انہوں نے ناگواری کا اظہار بھی کیا تھا لیکن آپ نے کسی کی ناگواری کی پروا نہیں کی اور آخرکار سب نے آپ کی رائے کی تعریف کی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کے قلب کو اس جہاد کے لئے مضبوط کر دیا اور آپ نے ایک ایسا بلیغ خطبہ صحابہ کرام کے سامنے دیا کہ سب اس جہاد کے لئے ان کا دل کھل گیا اس خطبہ میں اپنے پورے عزم و استقلال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ

"جو لوگ مسلمان ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے احکام اور قانون اسلام کا انکار کریں تو میرا فرض ہے کہ میں ان کے خلاف جہاد کروں اگر میرے مقابلہ پر تمام جن و انس اور دنیا کے شجر و حجر سب کو جمع کر لائیں اور کوئی میرا ساتھی نہ ہو تب بھی میں تنہا اپنی گردن سے اس جہاد کو انجام دوں گا"

اور پھر فرما کر سب سے پہلے خود روانہ ہو گئے اس وقت صحابہ کرام [illegible] ابو بکر صدیقؓ [illegible] بعض حضرات کی [illegible] کا تذکرہ [illegible] حضرت علی [illegible] ابن عربی [illegible] قرطبی [illegible] نے بیان فرمایا ہے کہ [illegible] حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھیوں کے [illegible] پہلے اس قوم کا مصداق ثابت ہوتے ہیں [illegible] آیت مذکورہ کا اولین مصداق [illegible] رہی۔

مسیلمہ کذاب سے مقابلہ:

بہرحال صحابہ کرام کی ایک جماعت حضرت صدیق اکبرؓ کے زیر [illegible] ان تمام مرتدوں کے مقابلے کے لئے کھڑی ہو گئی حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک لشکر دے کر مسیلمہ کذاب کے مقابلہ پر یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

ادھر مسیلمہ کذاب کی جماعت نے اچھی خاصی طاقت پکڑ لی تھی۔ سخت معرکہ ہونے کے بعد آخر میں مسیلمہ کذاب حضرت وحشیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اس کی جماعت تائب ہو کر پھر مسلمانوں میں مل گئی اسی طرح طلیحہ بن خویلد نے [illegible] حضرت خالدؓ [illegible] وہ فرار ہو گئے [illegible] پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو [illegible] توفیق بخشی اور مسلمان ہو کر لوٹ آئے۔

اسود عنسی اور دیگر قبائل پر فتح:

خلافت صدیقی کے پہلے مہینہ ربیع الاول ہی میں یمن سے اسود عنسی کے قتل اور اس کی قوم کے مطیع و فرمانبردار ہو جانے کی خبر پہنچی اور یہی تھی سب سے پہلی فتح کی خبر جو حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافت میں پہنچائی اسی طرح دوسرے قبائل [illegible] کے مقابلہ میں بھی [illegible] صحابہ کرام کو حق تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی۔ (روح المعانی [illegible])

روافض کی تردید:

یہاں جب صدیق اکبر اور ان کے رفقاء کا اس آیت کا مصداق ہونا ثابت ہو گیا [illegible] محبوب [illegible] تو [illegible] شیعہ [illegible] روایت سے بالاتفاق ثابت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب ہی بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے تو [illegible] یہ بھی باتفاق ثابت ہے کہ [illegible] کے بعد حضرت علیؓ نے مرتدین سے قتال و جہاد نہیں کیا۔

اس آیت کو حضرت علی کی لڑائیوں پر محمول نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ [illegible] مرتدین اسلام سے نہیں تھے [illegible] باغی [illegible] خود حضرت علیؓ کا ارشاد ہے اخواننا بغوا علینا جن لوگوں سے حضرت علیؓ نے قتال کیا وہ مسلمان تھے مرتد نہ تھے بلکہ حضرت علی کی خلافت اور امامت سے باغی تھے [illegible] تسلیم کرتے تھے اسلام سے مرتد نہیں ہوئے تھے معاذ اللہ اگر حضرت معاویہؓ روافض کے زعم کے مطابق مرتد تھے تو حضرت امام حسنؓ نے [illegible] ان سے صلح کیسے کی [illegible] خلافت کے حق سے [illegible] مرتد کی [illegible] امام حسنؓ [illegible] حضرت معاویہؓ مسلمان تھے مرتد نہ تھے [illegible] امام حسنؓ [illegible] ایک امام [illegible] جماعت ہے۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوئے تھے تین فرقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مرتد ہو گئے [illegible] ایک ایک شخص [illegible] نبوت کا [illegible] تھا اور [illegible] قوم نے انہوں نے اسکی تصدیق کی اور [illegible]

مارشل لا، مارشل لاء حکومت کے مرتدین [illegible] یہ مارشل لا کا قانون حکومت ہے [illegible] ہونے والوں کے لئے ہے [illegible] فوراً [illegible]

[illegible]

مرتد کی سزا

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ

یہ فضل ہے اللہ کا دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

کشائش والا ہے خبردار

[illegible]

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا

تمہارا رفیق تو وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اور جو ایمان والے ہیں

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

جو کہ قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ

اور عاجزی کرنے والے ہیں

[illegible]

تفسیر مظہری نے نقل کیا ہے کہ اگر روایت سے ثابت ہو جائے کہ یہ آیت حضرت علی کے متعلق نازل ہوئی تو صیغۂ جمع کا استعمال اس میں تو ترغیب دینے کے لئے ہے کہ دوسرے بھی حضرت علی کی طرح اس نیک عمل میں شامل ہو جائیں۔

شانِ نزول:

طبرانی نے اوسط میں مجہول راویوں کی سند سے حضرت عمار بن یاسر کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ایک بار نفل نماز کے رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک سائل آ کھڑا ہوا آپ نے اسی حالت میں اپنی انگشتری اتار کر اس کو دے دی اس پر آیت نازل ہوئی۔ طبرانی کی یہ روایت اگرچہ مجہول راویوں کی سند سے ہے لیکن اس روایت کے دوسرے شواہد بھی ہیں۔ عبد الرزاق نے عبد الوہاب بن مجاہد کی روایت سے اپنے باپ کی روایت سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ آیت إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ حضرت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن مردویہ نے دوسری سند سے بھی حضرت ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے اور حضرت علی کا بھی یہی قول بیان کیا گیا ہے۔ ابن جریر نے مجاہد کی روایت سے اور ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل کی روایت سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ثعلبی نے حضرت ابو ذر کی روایت سے اور حاکم نے علوم الحدیث میں خود حضرت علی کا قول اسی طرح لکھا ہے۔ یہ تمام شواہد اپنے جز کی دلیل ہیں اور سب مل کر تائید کر رہے ہیں۔

مسئلہ (۱): اس قصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے اندر عمل قلیل کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اس پر اجماع ہے اس قصہ سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ صدقہ نافلہ (خیرات) کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے اور آیت کا نزول اگرچہ حضرت علی کے حق میں ہوا مگر مورد نزول کی خصوصیت حکم کے عموم سے مانع نہیں (خاص خصوصیت مورد کا نہیں الفاظ کے عموم کا ہے اور صیغۂ جمع کا استعمال اس کا قرینہ بھی ہے کہ جو لوگ بھی ایسا کرتے ہوں ان کا یہی حکم ہے)

حضرت ابو جعفر محمد بن علی باقر نے فرمایا یہ آیت مومنوں کے متعلق نازل ہوئی دریافت کیا گیا حضرت لوگ تو کہتے ہیں کہ اس کا نزول حضرت علی بن ابی طالب کے متعلق ہوا فرمایا وہ بھی مومنوں میں سے تھے۔

رواہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو نعیم فی الحلیۃ۔

عکرمہ کا قول روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابو بکر کے متعلق ہوا۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت علی کے متعلق جو روایات آئی ہیں ان کو چھوڑ کر باقی روایات کی روشنی میں راکعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو نفل نماز پڑھنے والے۔ (تفسیر مظہری)

اور بعض روایات میں ہے کہ یہ جملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایک خاص واقعہ کے متعلق نازل ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰ نماز میں مشغول تھے جب آپ رکوع میں گئے تو کسی سائل نے آ کر سوال کیا آپ نے اسی حالت رکوع میں اپنی ایک انگلی سے انگوٹھی نکال کر اس کی طرف پھینک دی غریب فقیر کی حاجت روائی میں اتنی دیر کرنا بھی پسند نہیں فرمایا کہ نماز سے فارغ ہو کر اس کی ضرورت پوری کریں یہ مسابقت فی الخیرات جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے اس جملہ نے اس کی قدر افزائی فرمائی۔

حضرت علیؓ کے مناقب

اس روایت کی سند میں علماء و محدثین کو کلام ہے لیکن روایت کو صحیح قرار دیا جائے تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی دوستی جن کی صفات نماز و زکوٰۃ کے پابند عام مسلمان ہیں اور ان میں خصوصیات کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس دوستی کے زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جس کا میں دوست ہوں تو علی بھی اس کے دوست ہیں۔ اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی یا اللہ تو محبت کر اس شخص سے جو محبت رکھتا ہے علی مرتضیٰ سے اور دشمنی رکھ اس شخص سے جو دشمنی کرے علی مرتضیٰ سے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خاص شرف کے ساتھ اتنا اس لئے ذکر کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ منکشف ہو گیا تھا کہ آگے چل کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عداوت و دشمنی رکھنے والے کچھ لوگ پیدا ہوں گے جیسا کہ خوارج کے فتنہ میں اس کا ظہور ہوا۔ جب کسی نے حضرت امام باقر سے پوچھا کہ اس آیت میں الذین آمنوا سے کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں؟ تو آپ نے فرمایا وہ بھی مومنین میں داخل ہیں اس کی حیثیت سے اس آیت کا مصداق ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب پر غالب آ گئے اور طاقت ان سے کم تر ہی باقی رہی۔ جو کہ خلیفہ اول صدیق اکبر کے مقابلے پر مرتدین تھے اور پھر جو کچھ ہوا بحمد اللہ تعالیٰ ان سب پر غالب ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم کے مقابلہ پر دنیا کی سب سے بڑی دو حکومتیں قیصر و کسریٰ کی آئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور پھر ان کے بعد کے خلفاء اور مسلمانوں کو جب تک ان احکام کی پابندی رہی کہ مسلمانوں

سے یہودیوں کے ساتھ ... تو حضرت عبادہ نے ان کی دوستی سے علاقت قائم نہیں کئے وہ بھی منافق و منحرف تھا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

تو اللہ کی جماعت وہی سب پر غالب ہے

کمزور دل والوں اور ظاہر بینوں کی تسلی:

کمزور دل والے اور مسلمانوں کی قلت و افلاس کو دیکھتے ہوئے یہ گمان کرتے کہ کوئی غیبی نصرت ... اور ظاہر بین مسلمان اس تردد میں پڑے ہوئے تھے کہ تمام دنیا سے والہانہ تعلق توڑ کر اور چند مسلمانوں کی رفاقت پر قناعت کر لینے کے بعد آئندہ کفار کے ہجوم سے اپنی زندگی اور بقا کی حفاظت بھی دشوار ہے۔ ایسے لوگوں کی تسلی کیلئے فرما دیا کہ مسلمانوں کی قلت اور ظاہری بے سروسامانی پر نظر مت کرو جس طرف خدا اور اس کا رسول اور سچے رفقاء مسلمان ہوں گے وہی پلہ بھاری رہے گا۔

حضرت عبادہ کی فضیلت:

یہ آیتیں خصوصیت سے حضرت عبادہ بن صامت کی منقبت میں نازل ہوئی ہیں۔ یہودیوں سے ان کا بہت پرانا حلف اور تعلقات تھے مگر خدا اور رسول کی محبت اور مومنین کی رفاقت کے سامنے انہوں نے ان سب تعلقات کو منقطع کر دیا ہے۔ (تعالیٰ) وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جس کے دوست اللہ اس کا رسول اور مومن ہوں (تو یہ اللہ کا گروہ ہوگا) حضرت ابن عباس نے فرمایا ان سے مراد ہیں جو انصار ہیں یعنی جو لوگ مہاجرین و انصار کی دوستی اختیار کریں گے۔ (تفسیر مظہری)

رافضیوں کا استدلال:

رافضی کہتے ہیں کہ خلافت کا حق صرف حضرت علی کا ہے اس قول پر استدلال رافضی نے اس آیت سے کیا ہے اس جگہ ولی سے مراد ہے مسلمانوں کا حاکم اور امور کا منتظم ... اللہ نے اپنے اور اپنے رسول کے جس طرح ولایت کو ثابت کیا ہے اسی طرح علی کو بھی مسلمانوں کا ولی قرار دیا ہے اور حکومت کو انہیں کے لئے مخصوص کیا ہے۔ مسلمانوں کا ولی صرف اللہ کو اور رسول کو اور علی کو قرار دیا ... کسی دوسرے کو

امتیازی وصف حاصل نہ ہو) اور چونکہ اللہ اور اللہ کے رسول کا والی ہونا ظاہر ہے (تمام مسلمانوں پر جاری ہے) اس لئے علی کی ولایت بھی ... یہ ثابت ہو گئی کہ ان کے ہوتے ہوئے آپ کے سوا کسی دوسرے کو خلیفہ ہونے کا حق نہیں۔ ... کی تائید ... سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (غدیر خم) ... علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی ذات سے زیادہ قریب ہوں۔ سب نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی ہے اے اللہ جو علی کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔ اس کے بعد حضرت عمر کی ملاقات علی سے ہوئی تو عمر نے کہا اے ابن ابی طالب تم کو مبارک ہو تم (ہر وقت) ہر مومن مرد اور عورت کے ولی ہو گئے۔ رواہ احمد وغیرہ۔

یہ حدیث ... تقریباً ... صحابہ ... محدثین کی ایک جماعت نے ... علی بن ابی طالب ... براء بن عازب ... سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر ... مالک بن حویرث ... ابو سعید ... علی، ابو الطفیل، حذیفہ بن اسید ... وغیرہ صحابہ نے اس کو بیان کیا ہے۔ بعض روایات کے الفاظ اس طرح ہیں ... جان سے زیادہ ... اولیٰ ہے۔

ترمذی کی ... علی کی خلافت کا ثبوت ... عمران بن حصین راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں علی ہر مومن کا ولی (دوست) ہے۔ رواہ الترمذی ... یہ دونوں حدیثیں ... علی کی خلافت پر ... دلالت کر رہی ہیں کیونکہ ولایت کا ... علی کے ... تب بھی تمام ... اور دونوں حدیثوں میں تو علی کی ولایت کی صراحت ہے (کوئی دوسرا ... نہیں ہو سکتا)

جواب: ہم کہتے ہیں کہ آیت اور حدیث ... سے سوائے حضرت علی کے دوسروں کی خلافت کی نفی پر دلالت نہیں ... کیونکہ صاحب قاموس نے لکھا ولی ... (صفت) ہے ... ان کے درمیان ... قرب ... نسبی قرابت ... قرب ... عقیدہ ...

اور ناظم امور (متولی انتظام) ہونے پر بھی ہوتا ہے۔ قاموس میں ہے مولیٰ کا معنی ہے مالک، آقا، آزاد کرنے والا، آزاد کیا ہوا، ساتھی، قرابتدار، جیسے چچا کا بیٹا، بھن کا بیٹا۔ حسن بن صالح بن حی نے فرمایا کہ جب ولی مددگار کے معنی ہو جیسے اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو ولی کا درست ترجمہ قرآن میں بالفاظ یا بہ معنی خدا کی طرف سے موقع نصرت، محبت، قربت معنی ہے ولی کو کہا جاتا ہے کہتے ہیں اور ولی کا اطلاق بندہ پر بھی ہوتا ہے جیسے کسی کو ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ اللہ پر بھی ہوتا ہے آیت میں آیا ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ قرآن میں ولی کا اطلاق اللہ پر آیا ہے فرمایا ہے بِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ نیز جبریل اور نیک مومنوں پر بھی آیا ہے فرمایا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

خلاصہ یہ کہ یہ آیت اور یہ احادیث تحسین کے ساتھ حضرت علی کی خلافت پر کوئی دلالت نہیں کرتیں دوسروں کی خلافت کی نفی تو بہت ضروری بات ہے۔ مقصد ہے حضرت علی کا مستحق محبت ہونا اور احادیث سے حضرت علی کی محبت کا واجب ہونا اور آپ کی دشمنی کا حرام ہونا ضرور ثابت ہوتا ہے جس طرح آیت سے یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی اور محبت رکھنے کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے۔ ابو نعیم دلائل کا بیان ہے کہ جب حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ سے کہا گیا کہ حدیث من کنت مولاہ میں حضرت علی کی خلافت کی صراحت ہے تو فرمایا سنو خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل واضح طور پر بیان فرما دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے تو سب سے واضح کلام فرمایا کرتے تھے تدریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تقریر کا باعث یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو امیر لشکر بنا کر یمن کو بھیجا حضرت علی نے خمس کے مال میں سے ایک باندی لے لی اس کی شکایت بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شکایت کو سن کر غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم ایسے شخص سے کیا چاہتے ہو جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ دیا تاکہ حضرت علی کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں جم جائے اور ان کی شکایت دور ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں جو یہ فرمایا الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ اس سے مسلمانوں پر متنبہ کرنا مقصود ہے کہ علی کی محبت کا جوش میں تم کو خلل دے رہا ہے ان کی تعظیم تم پر واجب ہے اسی طرح تم کو ہر امر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی سب باتوں کی غرض بھی علی کی محبت کی تاکید ہے۔

آیت میں دو طرح سے رافضیوں کی تردید ہے:

یہ آیت دو طرح سے رافضیوں کے مذہب کی تردید کر رہی ہے۔

(۱) رافضیوں کے مذہب کی بنا تقیہ پر ہے کہ آیت

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔ تقیہ کی تردید کر رہی ہے اور تمام تعریف انہی لوگوں کی کی گئی ہے جو اللہ کی اطاعت میں کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوں اور کسی کے برا کہنے سے نہ ڈرتے ہوں۔ حضرت علی نے تینوں خلفاء کی بیعت کی اور ان کے ساتھ موافقت کر کے ۲۳ برس تک نمازیں پڑھیں اور جہاد کئے اور حضرت عثمان کے ساتھ ہی ساتھ حمایت کا ثبوت دیا۔ سب کچھ تقیہ کے ساتھ اور ان کے دباؤ کی وجہ سے تھا اگر ایسا تھا تو آپ کا شمار اس آیت کے حکم میں نہ ہوگا۔ اس قول کے کہنے کی جرأت سوائے رافضیوں کے کوئی نہیں کر سکتا۔

(۲) آیت فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ بتا رہی ہے کہ اہل سنت کا فرقہ ہی فرقہ ناجیہ ہے رافضی یا کوئی دوسرا فرقہ ناجیہ یا غالب نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمیشہ اہل سنت ہی غالب رہے ہیں بلکہ رافضی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حضرت علی نے محض تقیہ کے طور پر بدرجہ ترک اپنی خلافت کا حق چھوڑ دیا اور آپ کے بعد ہمیشہ دوسروں کے خوف کی وجہ سے اپنے دین کا اظہار نہیں کیا اور اپنے ساتھیوں کو پوشیدہ طور پر دین کی تعلیم دیتے رہے اور پوشیدہ رکھنے کا ہی حکم دیتے رہے اور یہ دیکھتے رہے کہ ہمارے دین کو بھی کافر ہوتے ہیں بہت سی خلفاء کا علیٰ چاہئے امام جعفر صادق کی طرف یہ لوگ ایسے ہی اقوال کی نسبت کرتے ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب الامر (امام مہدی) سامرہ کے تہ خانہ میں ہزاروں برس سے چھپے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

آیت ذیل کا شان نزول:

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث بظاہر مسلمان ہو گئے تھے مگر باطن میں کافر رہے تھے مسلمان دونوں کو دوست رکھنے لگے تھے اس پر مندرجہ ذیل آیت کا نزول ہوا۔ (تفسیر مظہری)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ

اے ایمان والو مت بناؤ ان لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں

اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ

تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل وہ لوگ جو

أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ

کتاب دیئے گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو

کفار سے مراد یہاں مشرکین ہیں جیسا کہ لفظ سے ظاہر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

یہود بنو قریظہ کی سازش:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہونے کے بعد ان اطراف کے یہود و نصاریٰ سے ایک معاہدہ اس پر کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ نہ کریں گے نہ کسی جنگ کرنے والی قوم کی امداد کریں گے بلکہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کریں گے اسی طرح مسلمان بھی ان لوگوں سے جنگ نہ کریں گے نہ ان کے خلاف کسی قوم کی امداد کریں گے۔ بلکہ ان کا مقابلہ کریں گے۔ کچھ عرصہ تک یہ معاہدہ دونوں طرف سے قائم رہا لیکن یہود اپنی سازشی فطرت اور اسلام دشمن طبیعت کی وجہ سے اس معاہدہ پر زیادہ قائم نہ رہ سکے اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ سے سازش کر کے ان کو اپنے قلعہ میں بلانے کے لئے خط لکھ دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس سازش کا انکشاف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک دستہ مجاہدین کا بھیج دیا بنو قریظہ کے یہ یہودی ایک طرف تو مشرکین مکہ سے یہ سازش کر رہے تھے اور دوسری طرف مسلمانوں میں گھسے ہوئے بہت سے مسلمانوں سے دوستی کے معاہدے کئے ہوئے تھے اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے لئے جاسوسی کا کام بھی کرتے تھے اس لئے یہ آیت نازل ہوئی جس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی گہری دوستی سے روک دیا تاکہ مسلمانوں کی خفیہ خبریں یہ معلوم نہ کر سکیں۔

صحابہ کرام کا آیت پر عمل:

اس وقت بعض صحابہ کرام حضرت عبادہ بن صامت وغیرہ نے تو کھلے طور پر ان لوگوں سے اپنا معاہدہ ختم اور ترک موالات کا اعلان کر دیا اور بعض لوگ جو منافق تھے اور ظاہر پر مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے یا ابھی کمال ایمان ان کے دلوں میں جاگزیں نہ ہوا تھا ان لوگوں سے قطع تعلق کرنے میں یہ خطرہ محسوس کرتے تھے کہ ممکن ہے کہ مشرکین و یہود کی سازش کامیاب ہو جائے اور مسلمان مغلوب ہو جائیں تو ہمیں ان لوگوں سے بھی کچھ تعلق رکھنا چاہئے تاکہ اس وقت ہمارے لئے مصیبت نہ ہو جائے عبداللہ بن ابی بن سلول نے اسی بنا پر کہا کہ ان لوگوں سے قطع تعلق میں تو مجھے خطرہ ہے میں اس سے ایسا نہیں کر سکتا۔ (تفسیر معارف)

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾

اپنا دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے

ترک موالات کی تاکید:

گذشتہ آیت میں مسلمانوں کو موالات کفار سے منع فرمایا۔ اس آیت میں ایک خاص عنوان سے اسی ممانعت کی تاکید کی گئی اور موالات سے نفرت دلائی گئی ہے۔ ایک معمولی غیرت والا انسان بھی [illegible] مذہب سے [illegible] بتایا گیا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین تمہارے مذہب پر طعن و استہزاء کرتے ہیں اور شعائر اللہ (اذان وغیرہ) کا مذاق اڑاتے ہیں اور جو ان میں نہ اڑاتے ہوں وہ بھی ان افعال شنیعہ کو دیکھ کر اظہار نفرت نہیں کرتے۔ بلکہ خوش ہوتے ہیں [illegible] کی خشیت الٰہی اور غیرت ایمانی کا [illegible] قوم سے موالات اور دوستی [illegible] رکھنے والا ایک منٹ کیلئے گوارا کر سکے [illegible] دین قیم کے ساتھ [illegible] مستقل سبب ترک موالات کا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

پچھلی قوموں کی بربادی کا ایک سبب:

حضرت [illegible] سے منقول ہے کہ [illegible] جو بار بار [illegible] انہوں نے [illegible] اختیار کئے ایمان کے [illegible] کیلئے [illegible]
[illegible]

وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا

اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں

وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾

اس کو ہنسی اور کھیل یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں

کافروں کا اذان سے چڑنا:

یعنی جب اذان دیتے ہو تو ان سے جلتے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ [illegible] کی [illegible] کلمات اذان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعلان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

[illegible]

ایک عیسائی کا جلنا:

بعض روایات میں ہے کہ مدینہ میں ایک نصرانی جب اذان میں "اشھد ان محمدا رسول اللہ" سنتا تو کہتا "احرق الکاذب" [illegible] ایک رات اس کی خادمہ آگ لے کر گھر میں آئی [illegible] وہ اور اس کے اہل و عیال [illegible] جل گئے [illegible]

حضرت ابو محذورہؓ:

اذان کے بارے میں [illegible] روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

حضرت عبداللہ بن محیریز [illegible] جب شام کے سفر کو [illegible] حضرت ابو محذورہ [illegible] آپ کی اذان کے بارے میں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام کا اقرار

فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو کعبہ پر اذان کہنے کا حکم دیا [illegible] عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام بیٹھے ہوئے تھے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

شان نزول:

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب اذان [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے سنا ہے آپ اس بات پر مصر ہیں کہ تم سے پہلے کی امت میں کسی کی تکفیر کہیں منقول نہیں تو اگر تم سچے ہو تو اس بات کو ثابت کرو کہ تم نے گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی کہیں مخالفت کی اگر اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو انبیاء ان بھلائی کے زیادہ حقدار تھے انہوں نے یہ کیوں نہیں کیا یہ پیغمبر کی طرح جو تم نے یہاں سے نیا کسی کی آواز ہوتی ہے اور یہ کتنا قبیح ہے اس پر آیت وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا نازل ہوئی اور یہ آیت بھی اتری۔

بے سمجھ قوم: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ یہ (حق سے استہزاء) اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں کیونکہ عقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ استہزاء نہ کرتے اور کسی چیز کی بھلائی برائی پر غور کرتے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ کافروں میں دینی سمجھ نہیں ہوتی خواہ دنیا کے معاملات میں کتنے ہی ہوشیار ہوں اس سے معلوم ہوا کہ عقل وہ ہے جو سوچنا اور آسمانی چیزوں پر غور کرنا حصول علم کی طلب ہو جیسے (اگرچہ فلاسفہ عقل کو حصول علم کا لازمی سبب قرار دیتے ہیں) بلکہ اللہ کا قانون اور دستور ہے کہ آدمی جب غور و فکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس چیز کا علم عطا کر دیتا ہے (تو گویا غور و فکر اور علم کے درمیان اصل چیز اللہ کی مشیت ہے) (تفسیر مظہری)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ

تو کہہ اے کتاب والو کیا ضد ہے تم کو ہم سے

اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل

مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

ہو چکا پہلے اور یہی کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں

اذان دینے والوں کی فضیلت:

کسی کام پر طعن کرنا یا کسی انسان پر عیب جوئی بھی ہو سکتا ہے پھر تو وہ کام بھی قابل استہزاء ہو یا کام کرنے والے کی حالت تمسخر کے لائق ہو۔ پچھلی آیت میں بتلا دیا گیا کہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں جس پر کوئی ہنسے اور بے عقل اور خفیف العقل کے سوا کوئی شخص طعن یا استہزاء کر سکے۔ اس آیت میں اذان دینے والوں کے متعلق مطالبہ پر متوجہ کیا گیا ہے کہ کس استہزاء

کر سکتا ہے جو خیر سے اہل کتاب اور عالم شروع ہو۔ نہ کسی اصول پر رکھتے ہیں وہ ذرا سوچیں کہ انصاف سے بتائیں کہ مسلمانوں سے انکی ضد کیوں ہے اور کیا انکی برائی اور ہماری طرف وہ سمجھتے ہیں جو انکے نزدیک لائق استہزاء ہو جو اسکے کہ ہم اس خدائے وحدہ لاشریک لہ پر اور اسکی اتاری ہوئی تمام کتابوں اور اسکے بھیجے ہوئے تمام پیغمبروں پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسکے بالمقابل تمہارا اکثر حصہ اس کا عامل ہے کہ نہ خدا کی تعلیم و توحید پر قائم ہیں اور نہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق بجا لاتے ہیں۔ اب تم ہی انصاف سے کہو کہ اس وجہ سے نافرمان کو خدا کے فرمانبردار بندوں پر آوازے کسنے اور طعن و تشنیع کرنے کا کہاں تک حق حاصل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی بری جزاء ہے اللہ کے ہاں

عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ

وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ

اور ان میں سے بعضوں کو بندر کر دیا اور بعضوں کو سور اور جنہوں

الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ

نے بندگی کی شیطان کی وہی لوگ بدتر ہیں درجہ میں اور بہت بہکے

سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

ہوئے ہیں سیدھی راہ سے

اہل کتاب کو بے مثال جواب:

یعنی اگر تمہیں یہ بات بری معلوم ہوتی ہے اور ہم سب چیزوں کی خدا کی طرف سے کسی زمانہ میں نازل ہو چکی ہیں سب سے تصدیق کرتے ہیں تمہارے نزدیک مسلمانوں کا سب سے بڑا عیب اور سب سے بڑی برائی یہ ہے تو ہم اگر تمہیں بتلانا چاہتے ہیں تو بتا دیں کہ میں تم کو ایک ایسی قوم کا پتہ بتلاؤں جو شرارت اور گمراہی کی وجہ سے بدترین خلائق ہے۔ جس پر خدا کی لعنت اور غضب کا اثر آج بھی نمایاں طور پر آشکارا ہے جس کے بہت سے افراد اپنی بدکاری اور بے حیائی اور حرص دنیا کی سزا میں بندر اور سور بنائے جا چکے ہیں اور جس نے خدا کی بندگی سے نکل کر شیطان کی غلامی اختیار کر لی۔ اگر

[illegible]

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور حالت

وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

یہ ہے کہ کفر لیے آئے تھے اور کفر ہی لے کر چلے گئے اور اللہ خوب جانتا

يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾

ہے جو کچھ چھپاتے رہتے تھے

بعض استہزاء کرنے والوں کی منافقت

[illegible]

وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ

اور تو دیکھے گا بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑتے ہیں گناہ پر

وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا

اور ظلم اور حرام کھانے پر بہت برے کام ہیں

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾

جو کر رہے ہیں

اہل کتاب کے عوام کی حالت:

[illegible]

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن

کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور علماء

قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ

گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بہت برے ہیں

مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾

عمل جو کر رہے ہیں

اہل کتاب کے خواص کی بدحالی:

[illegible]

بھلائی ترک کرنا

[illegible]

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ

یہودیوں کی بے باکیاں

غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ

مَبْسُوطَتَانِ

[illegible]

ذکر کیے گئے ہونے والے

[illegible]

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا مطلب

[illegible]

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ

خرچ کرتا ہے جس طرح چاہے

اللہ تعالیٰ کے خرچ کرنے کا طریقہ

[illegible]

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ

اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو وہ (کلام) جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے

مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا

آپ کے رب کی طرف سے سرکشی اور کفر میں بڑھا دے گا

کافروں کے عناد و سرکشی کا سبب

[illegible]

وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ

اور ہم نے ڈال رکھی ہے ان میں دشمنی اور بیر

يَوْمِ الْقِيَامَةِ

قیامت کے دن تک

کافروں میں پھوٹ غلبۂ اسلام کی نشانی ہے:

اگرچہ قریب میں خالص یہود کا تذکرہ نقل کیا تھا لیکن "وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ" سے مراد خالص یہود نہیں بلکہ عیسائی بھی ہیں یعنی یہود و نصاریٰ اور سب اہل کتاب کا حال بیان فرمایا ہے جیسا کہ پہلے کی سورۃ میں گزر چکا ہے اور پچھلی آیت میں بھی سب اہل کتاب کو خطاب فرمایا۔ یہ مطلب ہوا کہ جب تک ان کی شرارت اور انکار کرتے رہیں گے اسی قدر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور منصوبے کریں گے اور لڑائی کی آگ سلگانے کیلئے تیار رہیں گے لیکن ان کے آپس میں پھوٹ پڑی ہے جو ختم نہیں ہوتی۔ اسی سبب سے اسلامی برادری کے خلاف ان کی جنگی تیاریاں کامیاب نہیں ہوں گی۔ (تفسیر عثمانی)

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ

جب کبھی آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے لئے اللہ اس کو بجھا دیتا ہے

وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا

اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا

يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٦٤﴾

فساد کرنے والوں کو

مسلمانوں کا اتفاق کافروں کی موت ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام میں جب تک باہمی محبت اور قوت متحدہ رہے گی اور رشد و صلاح کے طریق پر گامزن ہوں گے اور قرآن سے متمسک رہنے کا اہتمام رہے گا جیسا کہ صحابہ میں تھا اس وقت تک اہل کتاب کی سب کوششیں ان کے مقابلے میں بیکار ثابت ہوں گی۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم دور کر دیتے

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ

ان سے ان کی برائیاں اور ان کو داخل کرتے نعمت کے

النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾

باغوں میں

کاش اب بھی یہ سمجھ جاتے:

یعنی باوجود اپنے شدید جرائم اور سخت شرارتوں کے اگر اب بھی اہل کتاب اپنے دین حق کا اتباع کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کے پچھلے گناہ معاف کر دیتے اور حق تعالیٰ کمال فضل و رحمت سے ان کا قصور معاف کر کے ان کو بہشتوں سے سرفراز فرما دیتا۔ ان کی رحمت کے سامنے بڑے سے بڑے مجرم کو بھی ناامید ہونے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اسلام، ہجرت اور حج پچھلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں:

حضرت عمرو بن العاص کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ بڑھائیے میں آپ سے بیعت کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیلا دیا مگر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ فرمایا عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں ایک شرط کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا یہ شرط کرنا چاہتا ہوں کہ میرے گزشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں۔ فرمایا عمرو! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اسلام سابق گناہوں کو ڈھا دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلے کئے ہوئے گناہوں کو گرا دیتی ہے اور حج بھی گزشتہ گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے:

لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ... یعنی ہم ان کو جنت میں داخل کرتے لیکن جنت میں داخلہ کی شرط ایمان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جو یہودی اور عیسائی میری رسالت کی خبر سن لے پھر اس پر ایمان نہ لائے جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اور اسی حالت میں مر جائے تو ضرور دوزخی ہوگا۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ)

امتوں کے فرقے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امت موسیٰ کے اکہتر

[illegible] ان کے جنتی ہونے کی بشارت [illegible] ایک جنتی ہوا اور بہت سی [illegible] فرقوں میں بٹ گئی جس میں ایک جنتی اور [illegible] دوزخی ہوئے اور میری امت [illegible] فرقوں میں بٹ جائے گی جس میں ایک جنتی ہو [illegible] لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جنتی لوگ [illegible] ہیں (یعنی اہل سنت والجماعت) [illegible] اس طریقہ پر چلنے والے [illegible] ہوں گے [illegible] اس سے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible] عشرہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت پڑھتے تھے ولو ان اہل الکتاب اٰمنوا واتقوا ..... ساء ما یعملون تک [illegible] [illegible] سب سے افضل [illegible] کتاب اللہ کے [illegible]

علم جاتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ [illegible] اس وقت ہوگا جب علم جاتا رہے گا [illegible] یا رسول اللہ علم [illegible] ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں [illegible] اپنے بچوں کو پڑھائیں گے [illegible] [illegible] تورات اور انجیل [illegible] [illegible] (ہدایت) [illegible]

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ
اور اگر وہ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور جو کچھ نازل ہوا
وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ
ان پر ان کے رب کی طرف سے

تورات کو ماننے کا تقاضا قرآن کو ماننا ہے:

یعنی قرآن [illegible] تورات اور انجیل [illegible] [illegible] تورات [illegible] تورات و انجیل [illegible] قرآن [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اگر قرآن [illegible] سے [illegible] کے عمل کرنے سے بھی محروم ہو گئے۔ (تفسیر [illegible])

لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم
تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے

احکام الٰہی پر عمل کرنے سے خوشحالی آتی ہے:

[illegible] حضرت ابن عباس [illegible] اسی طرح [illegible] آیت میں آیا ہے
"وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ"
(ترجمہ) اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے [illegible]

مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ
کچھ لوگ ان میں سیدھی راہ پر ہیں

اہل کتاب سے چند لوگ:

[illegible] (تفسیر [illegible])

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا
اور بہت سے ان میں برے کام کر رہے ہیں۔ اے
الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ
رسول پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے
وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام
وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے بیشک اللہ راستہ نہیں

القوم الکفرین ﴿۶۷﴾

[illegible]

ربط آیات:

پچھلی آیات میں اہل کتاب کی شرارت، کفر اور بدکاریوں کا ذکر تھا کہ تورات، انجیل، قرآن اور کل آسمانی کتابوں کی اقامت کی ترغیب دی گئی تھی [illegible] سے اہل کتاب کے [illegible] میں اصلاح کیا جانا چاہئے [illegible] "اقامت" کے [illegible] بالکل [illegible] ہے [illegible] "بلغ" میں اسی [illegible] اصلاح کیلئے حضور کو تیار کیا گیا ہے [illegible] آپ پر [illegible] پروردگار کی طرف سے [illegible] تمام احکامات آپ بے خوف و خطر ان تک پہنچاتے رہیے۔ اگر بفرض محال کسی ایک چیز کی تبلیغ میں بھی آپ سے کوتاہی ہوئی تو سمجھئے رسول اللہ ہونے کے [illegible] پیغام رسانی کا جو منصب جلیل آپ کو تفویض ہوا ہے گویا آپ نے اس کا حق ادا نہیں کیا۔

مؤثر ترین عنوان:

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میں فریضہ تبلیغ کی ادائیگی [illegible] میں [illegible] قدم رکھنے کے لئے اس سے [illegible] کوئی مؤثر عنوان نہ ہو سکتا تھا۔ آپ نے [illegible] سال تک جس [illegible] مسلسل [illegible] صبر و استقلال سے [illegible] تبلیغ [illegible] واضح [illegible] کہ آپ [illegible] ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرض منصبی (رسالت و ابلاغ) کی اہمیت کا احساس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احساس [illegible] ہوئے وظیفہ تبلیغ میں [illegible] احکام [illegible] کی [illegible] مؤثر ترین عنوان یہی ہو سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یایھا الرسول سے خطاب [illegible] جائے کہ اگر بفرض محال تبلیغ میں [illegible] کوتاہی ہوئی تو سمجھو کہ آپ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے اور ظاہر ہے کہ آپ کی تمام تر کوششوں اور قربانیوں کا مقصد [illegible] تھا کہ آپ خدا کے سامنے فرض رسالت کی انجام دہی میں [illegible] کامیابی حاصل فرمائیں لہٰذا یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ کسی ایک پیغام کے پہنچانے میں بھی [illegible] ثابت ہو گیا کہ فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں [illegible] انسان [illegible] سے مقصر رہے [illegible] اپنے فرض منصبی کا کامل [illegible] اور [illegible] کی تمام [illegible] سے آسمان [illegible] فوائد کے [illegible] کا خوف [illegible] ظالمین کے [illegible] بھی ڈر نہیں [illegible] آیات میں [illegible] آپ کو [illegible] تبلیغ کے [illegible] یایھا الرسول سے فما بلغت رسالتہ تک [illegible] واللہ یعصمک من الناس میں [illegible] ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین میں دیا گیا۔ یعنی [illegible] حق تعالیٰ آپ کی جان اور عزت و آبرو کی حفاظت [illegible] دشمنوں کو بھی آپ [illegible] کامیابی کی راہ [illegible] مطلق قدرت [illegible] ہاتھ میں ہے [illegible] فرض کو [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس [illegible] کے مطابق [illegible] چھوٹی بڑی چیز کی تبلیغ [illegible] عوام [illegible] سے [illegible] حق [illegible] آپ نے [illegible] بے خوف [illegible] پہنچا کر [illegible] اور وقت [illegible] پہلے [illegible] موقع پر جہاں چالیس ہزار [illegible] اسلام [illegible] تبلیغ کا [illegible] تھا آپ نے (علی رؤس الاشہاد) [illegible] کہ [illegible] تم گواہ رہنا کہ [illegible] پہنچا دیا [illegible]

مسروق کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نازل کردہ کلام میں سے کوئی [illegible] چھپا لیا [illegible] ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible] یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک [illegible] صحیحین میں حضرت عائشہ کی روایت سے [illegible] حاکم نے بھی حضرت عائشہ کی روایت سے اور [illegible] نے حضرت ابو سعید خدری کی روایت سے [illegible] بیان کیا ہے کہ یہ آیت [illegible] میں ہوا

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ [illegible] قوم میں کوئی خدا تعالیٰ کی نافرمانی [illegible] کی قدرت [illegible] مبتلا [illegible] عذاب [illegible] (مسند احمد) [illegible]

گیا ہے کہ یہ خطبہ اس کی موت سے پہلے دیا گیا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کیا تمہارے پاس قرآن کے علاوہ وحی بھی ہے؟ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو اگایا ہے اور جانوں کو پیدا کیا ہے۔ ہمیں کچھ نہیں معلوم سوائے اس فہم کے جو اللہ کسی شخص کو قرآن سمجھنے میں عطا فرما دے یا اس کے جو اس صحیفے میں ہے؟ وہ دیت کے مسائل ہیں، قیدیوں کو چھڑانے کے احکام ہیں اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قصاص میں قتل نہ کیا جائے۔

ہماری ذمہ داری:

صحیح بخاری میں حضرت زہریؒ کا فرمان ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے رسالت ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے تبلیغ اور ہمارے ذمے تسلیم کرنا اور اطاعت فرمان ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

آیت کا نزول:

ترمذی اور حاکم نے حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار (پہرہ) دیا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے واللہ یعصمک من الناس کی آیت نازل فرمائی۔ (اس کے بعد) آپ نے لوگوں سے اپنی حفاظت ترک کر دی اور خیمہ کے اندر سے سر نکال کر فرمایا لوگو! واپس چلے جاؤ اللہ نے میری حفاظت کر دی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ آیت بھی فرائی ہے یعنی رات کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تھے اسی وقت اس کا نزول ہوا۔

بخاری نے حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی حفاظت کی خاطر شب کو) بیدار رہتے تھے۔ جب مدینہ میں تشریف لائے تو فرمایا کاش میرے ساتھیوں میں سے کوئی نیک شخص آج رات میرا پہرہ دیتا تو مناسب تھا اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ جواب آیا میں سعد بن ابی وقاص ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دینے آیا ہوں (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔

طبرانی نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ منجملہ پہرہ داروں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ جب آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ داری چھوڑ دی۔ طبرانی نے حضرت عصمہ بن مالک خطمیؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ رات میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے تو جب آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ چھوڑ دیا۔

شان نزول:

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی انمار میں ذات الرقاع کے مقام پر اترے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنوئیں کے کنارے پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ قبیلہ بنی نجار کے (ایک شخص) وارث نے کہا میں محمد کو قتل کر دوں گا، ساتھیوں نے پوچھا تم کیسے قتل کرو گے؟ کہنے لگا میں ان سے کہوں گا اپنی تلوار مجھے دیجئے جب وہ دے دیں گے تو میں ان کو قتل کر دوں گا۔ چنانچہ وہ حضور کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اپنی تلوار دکھائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دے دی، تلوار کو ہاتھ میں لیتے ہی اس کا ہاتھ کانپنے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے اور تیرے مقصد کے درمیان اللہ حائل ہو گیا۔ اس پر اللہ نے آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل نازل فرمائی۔ بخاری نے بھی یہ قصہ اسی طرح لکھا ہے مگر اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے۔

اس آیت کے نزول کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ (مکہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ لوگ حفاظت کرتے تھے، چنانچہ ابوطالب آپ کی حفاظت کے لئے آپ کی ہمراہی میں کسی آدمی کو مقرر کرتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد بھی ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو بھیجنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا اللہ نے جن و انس سے میری حفاظت کر دی ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے بھی یہی واقعہ نقل کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مکی ہے مگر ظاہر روایت کے خلاف ہے۔ (تفسیر مظہری)

ایک حدیث میں حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے تبلیغ رسالت کے احکام ملے تو میں سخت پریشان ہو گیا کیونکہ ہر طرف سے لوگ میری تکذیب اور مخالفت کریں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اطمینان ہو گیا۔ (تفسیر ...)

چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد ہی کسی بڑی سے بڑی مخالفت کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زندگی کبھی پیچھے نہیں ہٹے

یا حتمی طور سے نزول کتاب آیت چلی جاتی ہے کہ منافی نہیں۔ (تفسیر معارف القرآن)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ

کہہ دے اے کتاب والو تم کسی راہ پر نہیں

حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو تم پر اترا

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تمہارے رب کی طرف سے

اب اسلام کی اطاعت کے بغیر کسی کی کوئی قیمت نہیں ہے:

یعنی کل کتب سماویہ کا خاتم اور مہیمن قرآن کریم ہے۔ پچھلے رکوع میں اسی آیت کی تفسیر گذر چکی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

شریعت اسلام کی پابندی کے بغیر تمہارے سارے کمالات اور اعمال سب ناکارہ ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمانہ میں تم پر یہ عطا فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہو اور تمہارے توریت و انجیل کے علمی کمالات بھی تمہیں حاصل ہیں اور تم میں سے بہت سے لوگ زہد و درویشی بھی کرتے ہیں اور عبادات و ریاضات کرتے ہیں مگر ان سب چیزوں کی قیمت اور وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اس پر موقوف ہے کہ تم شریعت اسلام کا اتباع کرو ورنہ بغیر اس کے کوئی نسبی فضیلت کام آوے گی نہ علمی تحقیقات تمہاری نجات کا سامان بنیں گی نہ تمہارے مجاہدات و ریاضیات۔

مسلمانوں کیلئے راہنمائی:

اس ارشاد میں مسلمانوں کو بھی یہ ہدایت مل گئی کہ کوئی روحانیت اور سلوک و طریقت مجاہدات و ریاضات اور کشف و الہامات وغیرہ اللہ کے نزدیک کچھ حیثیت نہیں رکھتے جب تک کہ شریعت کی پوری پابندی نہ ہو۔

عجیب حدیث:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح مجھ کو خدا کی طرف سے قرآن کریم دیا گیا اسی طرح دوسرے علوم و احکام بھی عطا کئے گئے ہیں جن کو ایک حیثیت سے قرآن کریم کی شرح بھی کہا جا سکتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں "یاد رکھو کہ مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اسی کے مثل اور بھی علوم دیے گئے۔ آگے فرمایا ایسا ہونے والا ہے کہ کوئی شکم سیر راحت پسند یہ کہنے لگے کہ تم کو صرف قرآن کافی ہے جو اس میں حلال ہے صرف اس کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام ہو صرف اس کو حرام سمجھو حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے وہ بھی ایسی ہی حرام ہے جیسی اللہ تعالیٰ کے کلام سے حرام ہوئی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

احکام کی تین اقسام:

جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام امت کو دیئے ان میں ایک قسم وہ ہے جو قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہیں، دوسری قسم وہ ہیں جو صراحۃً قرآن میں مذکور نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی کے دوسرے طریقہ پر نازل ہوئے، تیسرے وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد و قیاس سے کوئی حکم دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف کوئی حکم نازل نہیں فرمایا تو وہ بھی بحکم وحی ہو گیا یہ تینوں قسم کے احکام واجب الاتباع ہیں۔

کون سا ایمان معتبر ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیدا ہونے والے اور آپ پر ایمان نہ رکھنے والے تمام یہود و نصاریٰ، صابی اور دوسری قوموں سے مخاطب جہاد کیا، بلکہ قتل و قتال، ورنہ ان کی شرکت ضرورت بھی لازمی اور انکار ایمان سے کافر ہیں اور مشیت خداوندی ہے کہ ہے صرف اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لانا کافی اور یہود و نصاریٰ بھی کسی درجہ میں مروجہ طور پر اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور روز آخرت اور قیامت کا بھی اقرار کرتے تھے کیونکہ حالت منافقین کا قول بھی یوم آخرت پر ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

اصطلاح قرآن میں ایمان باللہ وہی معتبر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی ساری چیزوں پر ایمان ہو قرآن کریم نے خود اس اصطلاح کو ان الفاظ میں واضح فرما دیا فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا یعنی جس طرح کا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا صرف وہی ایمان باللہ کہلانے کا مستحق ہے اور ظاہر ہے کہ ان کے ایمان کا اہم جز اور رکن ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اس لئے قرآن کریم کی اصطلاح میں ایمان باللہ میں ایمان بالرسول داخل ہے۔ (تفسیر معارف القرآن)

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

اور ان میں بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پر اترا

رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ

تیرے رب کی طرف سے شرارت اور کفر سو تو افسوس نہ کر ان

الْكٰفِرِيْنَ

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

کامیابی کا معیار ایمان اور عمل صالح ہے

[illegible]

صابی

[illegible]

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ

یہودی معیار پر پورا نہیں اترے

[illegible]

[illegible] ہے کہ یہود اس معیار پر کہاں تک پورے اترتے ہیں، دیکھئے!

وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ

اور بھیجے ان کی طرف رسول جب لایا ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا

رسول وہ حکم جو خوش نہ آیا ان کے جی کو تو بہتوں کو جھٹلایا

وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ

اور بہتوں کو قتل کر ڈالتے تھے

تمام اہل مذہب کا امتحان اس میں ہے کہ دین حق کا دل سے پیرو ہے آقا کے حکم سے [illegible] راست پا خواہش کو آقا کی مرضی کے تابع بنائے [illegible] ان چیزوں کا مان لینا جو مرضی اور خواہش کے مطابق ہوں، بہت آسان ہے۔ (موضح)

وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا

اور خیال کیا کہ کچھ خرابی نہ ہوگی سو اندھے ہو گئے اور بہرے

ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا

پھر توبہ قبول کی اللہ نے ان کی پھر اندھے اور بہرے ہوئے

كَثِيرٌ مِّنْهُمْ

ان میں سے بہت

یہودیوں کی عہد شکنی اور سزا

یعنی یہ عہد و پیمان توڑ کر خدا سے بے خوف ہو گئے [illegible] کہ اعمال کی کچھ سزا نہ ہوگی [illegible] کا مال [illegible] ایمان بالرسل [illegible] رسول کی تکذیب و قتل جیسے جرائم کا ارتکاب کر کے بالکل بے فکر ہو بیٹھے کہ ان حرکات کا کوئی نتیجہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ اور عظیم جنایات کے مرتکب ہو کر بھی ناجی سمجھے جاتے رہے [illegible] لیکن پھر خدا کی آیات اور خدائی کلام کی طرف سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ کام تھے وہ کئے، حتیٰ کہ بعض انبیاء کو قتل اور بعض کو قید کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرما دیا۔ پھر

ایک مدت دراز کے بعد [illegible] نے بخت نصر کی قید و ذلت اور رسوائی سے چھڑا کر بابل سے بیت المقدس کو واپس کیا۔ اس وقت ان لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوئے۔ خدا نے توبہ قبول کی لیکن کچھ زمانہ کے بعد پھر وہی شرارتیں سوجھیں اور بالکل اندھے بہرے ہو کر حضرت زکریا، حضرت یحییٰ علیہما السلام کے قتل کی جرأت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر تیار ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ

اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

یعنی وہ [illegible] خدا کے غضب و قہر کی طرف سے اندھے ہو گئے ہیں لیکن خدا ان کی تمام حرکات کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ان کو ان کی حرکات کی سزا دے گا۔ [illegible] (تفسیر عثمانی)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ

بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے

ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي

مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل

إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ

بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا، بے شک

مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ

جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا

اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی

لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

نہیں گنہگاروں کی مدد کرنے والا

نصاریٰ بھی معیار پر نہ اترے

یہود سے نصاریٰ کے ایمان باللہ کی کیفیت دکھلائی ہے کہ ان کا ایمان [illegible] کہاں تک [illegible] معیار پر پورے اترے۔ ان کے ایمان باللہ کا حال

یہ سب کچھ عقل کے خلاف فطرت سلیمہ کے خلاف اور حضرت مسیح کی تصریحات کے خلاف مسیح ابن مریم کو خدا بنایا "ایک تین اور تین ایک" کی بھول بھلیاں تو محض برائے نام ہے حقیقۃً سارا زور اور تمام تر صرف حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کرنے پر صرف کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے رب ہونے اور دوسرے آدمیوں کی طرح اپنے مربوب ہونے کا اعلانیہ اعتراف فرما رہے ہیں۔ اور جس شرک میں ان کی امت مبتلا ہونے والی تھی اس کی برائی کس زور و شور سے بیان کر رہے ہیں۔ پھر بھی ان احمقوں کو عبرت نہیں ہوتی۔ (تفسیر حقانی)

عیسائیوں کا عقیدۂ حلول:

حقیقت خداوندی اور حقیقت انسانی کا متحد ایک ہو جانا محال ہے اور اگر علماء نصرانیت یہ دعویٰ کریں کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے تو پھر نصاریٰ یہ بتائیں کہ خدا تعالیٰ کا جسم فرعون اور جسم نمرود کے ساتھ اور رام چندر اور کرشن کے ساتھ متحد ہو جانا کس دلیل سے محال ہے نصاریٰ کے نزدیک جب ایک جسم بشری میں خدا تعالیٰ کا حلول اور نزول جائز ہے تو نمرود اور فرعون اور کرشن اور رام چندر کے جسم میں خدا تعالیٰ کا حلول اور نزول کس دلیل سے محال ہے نصاریٰ اس کا جواب دیں اور اگر بالفرض نصاریٰ کے نزدیک مریم کے بیٹے کا خدا ہونا ممکن ہے تو کوسلیا کے بیٹے یعنی رام چندر کا اور دیوکی کے بیٹے یعنی کنہیا کا خدا ہونا کیوں نہ ممکن ہے اور بشن اور مہادیو اور برہما جن کو ہندو لوگ اس طرح خدا مانتے ہیں جس طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا مانتے ہیں نصاریٰ بتائیں کہ یہ کیوں خدا نہیں ہو سکتے۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ
بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک

عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث:

یعنی حضرت مسیح روح القدس اور اللہ۔ یا مسیح مریم اور اللہ تینوں خدا ہیں (العیاذ باللہ) ان میں کا ایک حصہ دار اللہ ہوا۔ پھر یہ تینوں ایک اور ایک تین ہیں۔ عیسائیوں کا عام عقیدہ یہی ہے اور اس خلاف عقل و بداہت عقیدہ کو عجیب گول مول اور پیچ دار عبارتوں سے ادا کرتے ہیں اور جب کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اسکو ایک ماوراء العقل حقیقت قرار دیتے ہیں۔ کیا کیجئے جس کو یصنع العطار ما افسد الدھر۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ
حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے اور اگر نہ باز رہیں گے
يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ
اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بیشک پہنچے گا ان میں سے کفر پر رہنے
كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۞ أَفَلَا يَتُوبُونَ
والوں کو عذاب دردناک کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ کے
إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۞
آگے اور گناہ بخشواتے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

یہ اسی غفور رحیم کی شان ہے کہ ایسے ایسے باغی اور گستاخ مجرم بھی جب شرمندہ ہو کر اور اصلاح کا عزم کر کے اس کی طرف رجوع ہوں تو ایک منٹ میں عمر بھر کے جرائم معاف فرما دیتا ہے۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ
نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول گذر چکے اس سے
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
پہلے بہت رسول

یعنی اسی مقدس و معصوم جماعت کے یہ بھی ایک فرد ہیں۔ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا سمجھنا سخت حماقت ہے۔

وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ
اور اس کی ماں ولی ہے

خواتین میں نبوت نہیں آئی:

جمہور امت کی تحقیق یہ ہے کہ خواتین میں نبوت نہیں آئی۔ یہ منصب رجال ہی کیلئے مخصوص رہا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ (یوسف رکوع ۱۲)

حضرت مریمؑ اعلیٰ درجہ کی ایک ولیہ تھیں۔ نبیہ نہیں۔ (تفسیر حقانی)

كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ
دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں

لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

ان کو دلیلیں پھر دیکھ وہ کہاں الٹے جا رہے ہیں

حضرت عیسیٰ اور مریم کی خدا نہ ہونے کی دلیل۔

قرآن نے ... سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کھانا پینے کا محتاج ہے وہ قریباً ہر چیز کا محتاج ہے ... ہوا، پانی، سورج ... سے بھی استغناء نہیں ہو سکتا۔ غلہ کے پیٹ میں پہنچنے اور ہضم ہونے تک ... [illegible] ... ان کی ضرورت ہے ... [illegible] ... اثرات ... پیدا ہوتے ہیں ان کا سلسلہ کہاں تک ہے ... احتیاج ... [illegible] ... الوہیت ... کے ابطال ... بیان کر سکتے ہیں کہ مسیح اور مریم ... بشری ... ثابت ... وہ دنیا کی کسی چیز سے مستغنی نہیں ہو سکتا ... [illegible] ... کی ضرورت ... تھا ... حالات ... مستغنی ... [illegible] ... نہیں ... کے ... ہیں ... الوہیت ... [illegible] ... (معاذ اللہ) ... [illegible]

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ

تو کہہ دے کیا تم ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر جو مالک نہیں

لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

تمہارے برے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے سننے والا جاننے والا

حضرت عیسیٰ کے معبود ہونے کی تردید۔

یعنی جب مسیح کو ... [illegible] ... معبود ... صرف ... ذات کے ساتھ مختص ہے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ... عبادت انتہائی تذلل کا نام ہے اور انتہائی تذلل اسی کے سامنے اختیار کرنا ... انتہائی عزت اور غلبہ رکھنے والا ... سب کی ... تمام احوال کو پوری طرح جاننے والا ہو۔ ... عقیدہ شرک کے ساتھ تمام مشرکین کا رد ہو گیا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

تو کہہ اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں

غَيْرَ الْحَقِّ

ناحق کا

اعتقاد و عمل کا غلو:

عقیدہ ... [illegible] ... اہل کتاب ... [illegible] ... سے ظاہر ہوتا ہے ... فرق ... [illegible] ... حضرت ... [illegible] ... خدا ... [illegible] ... اختیار ... [illegible]

غلو کے ... [illegible] ... دین میں ... اعتقاد و عمل ... [illegible] ... انبیاء کی تعظیم ... [illegible] ... خدا ... [illegible] ... (... القرآن ...)

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ

اور مت چلو خیالات پر ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے

قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ

پہلے اور گمراہ کر گئے بہتوں کو اور بہک گئے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

عیسائیوں کی گمراہی۔

یعنی اہل کتاب ... [illegible] ... عقیدہ ... [illegible]

[illegible]

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ

انبیاء کی زبانی سرکشوں پر لعنت:

[illegible]

لعنت کا اثر:

[illegible]

[illegible]

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ

برے لوگ [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عبداللہ بن مسعود [illegible] (تفسیر مظہری)

حضرت ابوبکر صدیق کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible]

لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ تَرَىٰ كَثِيرًا

کیسا ہی برا کام ہے جو وہ کرتے تھے تو دیکھتا ہے ان میں سے بہت سے

مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

[illegible] کافروں سے

کافروں سے مراد مشرکین [illegible]

[illegible]

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن

[illegible]

سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝

[illegible] عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنزِلَ

اور اگر وہ یقین رکھتے [illegible]

إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ

تو کافروں کو دوست نہ بناتے

یہودیوں اور منافقوں کا کسی نبی پر ایمان نہیں

[illegible]

[illegible]

وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں

یہودیوں کی بے عقلی

[illegible]

[illegible]

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ

[illegible]

آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم

[illegible]

مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ

[illegible]

ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا

[illegible]

وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝

[illegible]

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ

اور جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول کی طرف تو دیکھے تو ان کی

أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا

آنکھوں کو کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے

مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ

پہچان لیا حق بات کو، کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو

الشَّاهِدِينَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ

ماننے والوں کے ساتھ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لائیں اللہ پر

وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن

اور اس چیز پر جو پہنچی ہم کو حق سے اور توقع رکھیں کہ

يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿۸۴﴾

داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي

پھر ان کو بدلہ میں دیئے اللہ نے اس کہنے پر ایسے باغ کہ جن کے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ

نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان ہی میں

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِينَ

اور یہ ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا اور جو لوگ

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ کے

الْجَحِيمِ ﴿۸۶﴾

رہنے والے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کافروں کا تجزیہ:

ان آیت میں بتایا گیا ہے کہ مشرکین سے دوستی کرنا مخلص اسلام [illegible]

[illegible] مسلمانوں کی محبت [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] جب [illegible] مشرکین [illegible] [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] مسلمانوں کو [illegible] [illegible] قول حق [illegible] مسلمانوں سے محبت [illegible] [illegible] [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] شاہ [illegible] حضرت [illegible] [illegible] حبشہ [illegible] مسلمانوں [illegible] اسلام [illegible] حضرت [illegible] [illegible]

خدمت اقدس میں روانہ کیا یہ لوگ جب مدینہ پہنچے اور قرآن کریم کے سامنے سے لذت اندوز ہوئے تو کلام الٰہی سن کر ملتف گریہ و بکا ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور زبان پر "ربنا آمنا" الخ یہ کلمات جاری تھے۔ ان آیات میں اسی جماعت کا حال بیان فرمایا ہے قیامت تک کیسے کوئی شبہ نہیں رہ گئی کہ یہود عیسائیوں اور یہود و مشرکین وغیرہ کے تعلقات کی نوعیت اسلام و مسلمین کیساتھ یہی رہے گی۔ آج جو لوگ عیسائی کہلاتے ہیں ان میں کتنے قسیسین و رہبان اور متواضع و منکسر المزاج ہیں اور کتنے ہیں جن کی آنکھوں سے کلام الٰہی سن کر آنسو ٹپک پڑتے ہیں جب المائدہ سورۃ کی تفسیر میں ذلک بان منہم قسیسین الخ سے بیان کی گئی موجود نہیں تو مطلب یعنی "قرب مودت" یہیں موجود ہوگا۔ بہرحال جو احوال عہد نبوی کے عیسائیوں اور یہود و مشرکین کے بیان ہوئے وہ جب کبھی اور جہاں کہیں جس مقدار میں موجود ہوں گے اسی نسبت سے اسلام و مسلمین کی محبت و عداوت کو خیال کر لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت نجاشی:

یہ آیت اور اس کے بعد کی چار آیتیں نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہیں۔ جب ان کے سامنے حبشہ کے ملک میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے قرآن شریف پڑھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں۔ یہی مراد ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کبھی کوئی یہودی کسی مسلمان کو تنہائی میں پاتا ہے اس کے دل میں اس کے قتل کا قصد پیدا ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ نے انسان کی اصلاح و تربیت کے لئے دو سلسلے رکھے، ایک کتاب اللہ اور دوسرے رجال اللہ، جس میں انبیاء علیہم السلام اور پھر ان کے نائبین علماء و مشائخ سب داخل ہیں۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے نجاشی کے دربار میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کا ایک مختصر مگر جامع تذکرہ پیش کیا تھا، پھر ان حضرات کے قیام نے نہ صرف ان کے دل میں بلکہ وہاں کے حکام و عوام سب کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی محبت و عظمت پیدا کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کرامؓ کا مطمئن ہونا معلوم ہوا اور مہاجرین حبشہ نے مدینہ طیبہ جانے کا عزم کیا تو نجاشی شاہ حبشہ نے ان کے ساتھ اپنے ہم مذہب نصاریٰ کے بڑے بڑے علماء و مشائخ کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، جو ستر آدمیوں پر مشتمل تھا، جن میں باسٹھ حضرات حبشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔

شاہ حبشہ کے وفد کی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

یہ وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک درویشانہ اور راہبانہ لباس میں ملبوس حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائی، یہ لوگ سنتے جاتے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے سب نے کہا کہ یہ کلام اس کلام کے کتنا مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا اور یہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

ان کی واپسی کے بعد شاہ حبشہ نجاشی نے بھی اسلام کا اعلان کر دیا اور اپنا ایک خط دے کر اپنے صاحبزادہ کو ایک دوسرے وفد کا قائد بنا کر بھیجا مگر سوئے اتفاق سے یہ کشتی دریا میں غرق ہو گئی، الغرض حبشہ کا بادشاہ اور حکام و عوام نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ نہ صرف شریفانہ اور ہمدردانہ سلوک کیا بلکہ بالآخر خود بھی مسلمان ہو گئے۔

جمہور مفسرین نے فرمایا کہ آیات مذکورہ انہی حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى اور بعد کی آیات میں ان کا خوف حق تعالیٰ سے رونا اور حق کو قبول کرنا بیان فرمایا گیا ہے۔

ہجرت حبشہ اول:

جب ۵ نبوت کو روانہ ہوئے اور سمندر پر پہنچ کر نصف دینار میں ایک کشتی کرایہ پر لے کر ملک حبش کو چلے گئے۔ یہ پہلی ہجرت ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب بھی چلے گئے اور آپ کے بعد پھر مسلمان حبش کی طرف ہجرت کرنے لگے عورتوں اور بچوں کے علاوہ صرف مردوں کی تعداد ۸۳ ہو گئی جو حبش میں پہنچ گئے۔ قریش کے علم میں جب یہ بات آئی کہ مسلمان حبش میں جا کر مقیم ہو گئے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص کو حبش بھیجا۔ نجاشی اور اس کے سرداروں کے لئے عمرو بن عاص کے ساتھ تحفے تحائف بھی بھیجے کہ شاہ حبش مسلمانوں کو وہاں سے نکال دے لیکن ان کی یہ تدبیر ناکام ہوئی اور اللہ نے مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔

یہ قصہ ہم سورۃ آل عمران کی آیت اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ کی تفسیر میں لکھ چکے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
حبشہ میں حضرت ام حبیبہ سے نکاح

عمرو بن عاص اور ان کے ساتھی جب ناکام واپس لوٹ آئے تو نجاشی

سے جو کچھ نادر جواہرات کے ساتھ مسلمانوں کو تھا۔ مدت کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ کو) ہجرت کی اور آپ عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ نامہ مبارک نجاشی کے نام روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ اگر ام حبیبہ سے نکاح ہو جائے اور قرآن کا اتباع مجھ سے کریں اور مسلمانوں کو میرے پاس واپس بھیج دو۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں لیکن حبشہ میں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو نامہ بھیجا تھا)

حسب الحکم نجاشی نے اپنی باندی ابرہہ کو پیام دے کر حضرت ام حبیبہ کے پاس بھیجا ابرہہ نے کہا بادشاہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا ہے کہ میں حضرت ام حبیبہ کو پیام دوں۔ ام حبیبہ نے منظور کر لیا اور ابرہہ کو اپنے کنگن دے دیئے اور خالد بن سعید بن عاص کو وکیل نکاح بنا دیا۔ خالد نے چار سو دینار مہر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ سے کر دیا۔ نجاشی نے رقم مہر حضرت ام حبیبہ کو بھیج دی جب مہر کی اشرفیاں لے کر ابرہہ حضرت ام حبیبہ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے پچاس اشرفیاں اس کو عطا فرمائیں۔ ابرہہ نے لینے سے انکار کر دیا اور واپس کر دیں کہا مجھے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ آپ سے کچھ نہ لوں۔ میں نے بادشاہ کے دین کو چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر لی اور ان پر ایمان لے آئی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جب آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں تو میرا سلام عرض کر دیں۔ حضرت ام حبیبہ نے فرمایا بہت اچھا۔ بادشاہ نے اپنی عورتوں کو حکم دیا تو حضرت ام حبیبہ کو جو خوشبوئیں درکار ہوں بھیجیں۔ ابرہہ کہتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ کا بیان ہے کہ پھر حبشہ سے مدینہ آ گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتے تھے وہ خیبر چلے گئے مگر میں مدینہ میں رہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے مدینہ واپس آ گئے تو میں خدمت گرامی میں حاضر ہوئی آپ مجھ سے ابرہہ کا حال پوچھنے لگے میں نے ابرہہ کا سلام پہنچایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ آیت عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً نازل ہوئی تھی۔ ام حبیبہ کے ساتھ نکاح ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ تمہارے دشمنوں کی (ابو سفیان وغیرہ) دشمنی کو اللہ دوستی سے بدل دے گا۔ چنانچہ ابو سفیان کو جب ام حبیبہ کے نکاح کی اطلاع پہنچی تو بولا وہ نر ہے اس کی ناک نہیں کٹی جاسکتی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اشراف میں سے ہیں ان میں کوئی عیب نہیں)

نجاشی کے بیٹے کی خدمت اقدس میں روانگی:

حضرت جعفر کے ساتھ نجاشی نے اپنے بیٹے ارہا بن اصحمہ بن ابجر کو ساٹھ حبشیوں کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اور ایک عرضداشت لکھی تھی جس میں تحریر تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں (گذشتہ کتابوں میں بھی) تصدیق کی گئی ہے میں نے آپ کے واسطہ سے آپ کے چچا کے بیٹے کی بیعت کر لی ہے اور اللہ رب العالمین کا فرماں بردار ہو گیا ہوں میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارہا کو بھیج رہا ہوں اور آپ کا حکم ہو گا تو خود بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ والسلام علیک۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حضرت جعفر اور آپ کے ساتھیوں کے بعد ایک کشتی میں سوار ہوا لیکن وسط سمندر میں پہنچ کر ڈوب گیا۔ حضرت جعفر اور آپ کے ساتھی ستر آدمی تھے جو سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔

نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے اوصاف

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

اور جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو آنسو بہاتے دیکھتے ہیں۔ یہ جملہ ان کے رقت قلب کی تصویر ہے اور روایت کی طرح بیان کیا ہے مگر وقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

میں کہتا ہوں نجاشی اور نجاشی کے متعلق آیت کا نزول عربی تفسیر کو نہیں چاہتا کہ انہی کے ساتھ حکم مخصوص ہو کیونکہ الفاظ عام معتبر ہوتے ہیں واقعہ کی خصوصیت کا قابل اعتبار ہے۔

حضرت ابن عباس کا قول آیا ہے کہ سننے والوں سے مراد ہیں نجاشی اور ان کے ساتھی جن میں نجاشی نے حضرت جعفر سے سورۂ مریم پڑھوا کر سنائی تو سب رونے لگے آپ پڑھتے جاتے تھے اور وہ روتے رہتے)

يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے... محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کتاب کو جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے حق مان لیا اور ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرنے والے ہیں (ابن عباس نے فرمایا) یعنی ایمان والوں کو یقین ہے ایمان لانے سے ہم بھی ایمان والے اور شاہدین میں شامل ہو جائیں۔ شاہد کا لفظ کہنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ منافقوں کی طرح صرف زبان سے نہیں کہتے بلکہ دل سے انہوں نے تصدیق کی ہے۔ شاہدین سے مراد ہے امت محمدیہ جو (قیامت کے دن) پیغمبروں کی طرف سے شہادت دیں گی (کہ ان پیغمبروں نے اپنی قوم

انسانوں کو بیان ہدایت پہنچاتا رہا تھا)

تو مسلم جب عیسائی نے اپنی اولاد میں یہ سنا اس لئے کہ آسمانی کتاب انجیل پڑھنے سے معلوم ہو گیا تھا کہ امت محمدیہ پیغمبروں کی طرف سے شہادت دے گی یا شاہدین سے مراد یہی امت محمدیہ ہے اور حقانیت قرآن کی شہادت دینے والے یعنی مسلمان شہادت (سے مراد تصدیق ہے کیونکہ شہادت) وہی دے سکتا ہے جو قلب اور سچائی والا ہو۔

"وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ" (جنت) نیکوکاروں کی جزاء ہے

یعنی ان نیکوکاروں کی جزاء ایسی ہے جو حضور قلب اور انتہائی خشوع سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: احسان (عبادت کی انتہائی خوبی) یہ ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت اس طرح کرو گویا (وہ تمہارے سامنے ہے اور) تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر یہ حالت میسر نہ ہو (تو یقین رکھو) کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

قرآن مجید کا ضابطہ ہے کہ ترغیب کے بعد خوف بھی دلاتا ہے … کر بیان کرتا ہے اس لئے کہ آیت میں کافروں کی سزا بیان کر دی اور چونکہ اہل ایمان کے ذکر میں بھی تصدیق معرفت حق اور اقرار زبانی کو بیان کیا تھا اس لئے (اس کے مقابل) انکار حق اور تکذیب کا ذکر کیا اور فرمایا۔ (تفسیر مظہری)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ

اے ایمان والو مت حرام ٹھیراؤ وہ لذیذ چیزیں جو اللہ نے تمہارے

اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

لئے حلال کر دیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ

اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ

اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہے اور ڈرتے

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو

ربط مضامین:

آغاز سورت میں "اوفوا بالعقود" کی تاکید کے بعد حلال و حرام کا بیان شروع ہوا تو مقصد اسی ضمن میں خاص خاص مناسبات سے بعض کا ذکر ہو چکا۔ موقع ختم کر چکے ہیں، دوسرے متفرق مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا … یہاں بھی بعض ترکیبات میں سے … تمام … مضامین کو ختم کر کے اس پارہ کے پہلے رکوع سے پھر اصل موضوع بحث کی طرف رجوع کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اس رکوع سے متصل پہلے رکوع میں جو مضمون گزرا اس سے بھی رکوع حاضر کا مضمون پوری طرح مربوط ہے۔ کیونکہ پچھلے رکوع میں یہود و نصاریٰ کی جو قباحتیں بیان کی گئی تھیں ان کے نزدیک اکثر غلو اور حد سے بڑھ جانا تھا۔ یعنی یہود کا لذات و شہوات میں بالکل منہمک ہو جانا … "غلو فی الدین" کا سبب ہوا اور نصاریٰ کا دین میں غلو … رہبانیت وغیرہ پر منتج ہوا۔

رہبانیت کی تردید:

بلاشبہ رہبانیت جسے وہ ترک دنیا و رہبانیت کا بہتر … چاہئے … اور خلاف … کے اعتبار سے … محمود ہو سکتی تھی اسی لئے

"ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا" … معرض مدح میں پیش کیا گیا۔ لیکن چونکہ اس طرح کا تجرد ترک دنیا اس مقصد عظیم اور قوانین قدرت کے … جو خالق عالم نے عالم کی تخلیق میں مرعی رکھا ہے اس لئے وہ … تمام … صحابہ … منتقل ہوتا … اس طرح کے … طریق عبادت پر سختی سے تکذیب کی گئی ہے۔

تقویٰ:

کوئی آسمانی کتاب آج تک ایسی جامع، معتدل، فطری تعلیم انسانی ترقیات کے ہر شعبہ کے متعلق پیش نہیں کر سکتی جو قرآن کریم نے دو آیتوں میں پیش کی ہے۔ ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو صاف طور پر اس سے روک دیا کہ وہ کسی لذیذ حلال و طیب چیز کو اپنے اوپر عقیدۃً یا عملاً حرام ٹھیرا لیں۔ نہ صرف یہی بلکہ ان کو خدا کی پیدا کی ہوئی حلال طیب نعمتوں سے متمتع ہونے کی ترغیب دی ہے مگر طبعی اور ایمانی دو شرطوں کے ساتھ (۱) اعتدال (حد سے نہ بڑھیں) (۲) اور تقویٰ اختیار کریں (خدا سے ڈرتے رہیں) اعتداء کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ حلال چیزوں کے ساتھ حرام کا سا معاملہ کرنے لگیں اور نصاریٰ کی طرح رہبانیت میں مبتلا ہو جائیں۔ یا لذائذ و طیبات سے تمتع کرنے میں حد اعتدال سے گذر جائیں۔ حتیٰ کہ لذات و شہوات میں منہمک ہو کر یہود کی

طرزِ حیات دنیا ہی کو اپنا مطمحِ نظر بنالیں۔ الغرض غلو، جفا اور افراط و تفریط کے درمیان متوسط و معتدل راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ نیز قولہ تعالیٰ زندگی میں فرق ہونے کی اجازت ہے اور نہ ازراہ رہبانیت مباحات و طیبات کو چھوڑنے کی۔ "ازراہ رہبانیت" کی قید ہم نے اس لیے لگائی کہ بعض اوقات بدنی یا نفسی علاج کی غرض سے کسی مباح سے عارضی طور پر پرہیز کرنا ممانعت میں داخل نہیں۔ نیز مسلمان تقویٰ کے مامور ہیں جس کے معنی ہیں خدا سے ڈر کر محظورات سے اجتناب کرنا۔ اور تجربہ سے معلوم ہے کہ بعض مباحات کا استعمال بعض اوقات کسی حرام یا ممنوع کے ارتکاب کی طرف مفضی ہوجاتا ہے۔ ایسے مباحات کو بعد قسم یا تقرب کے طور پر نہیں بلکہ بطریق احتیاط اگر کوئی شخص کسی وقت باوجود اعتقاد اباحت ترک کرے تو رہبانیت نہیں بلکہ ورع و تقویٰ میں شامل ہے۔ حدیث میں ہے لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس به حذرا لما به بأس (ترمذی) الحاصل ترک اعتدا اور مالتم رکھو تقویٰ کی قیود کو مد نظر رکھ کر ہر قسم کے طیبات سے مؤمن مستفید ہوسکتا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کو رہبانیت سے منع فرمادینا:

عثمان ابن مظعون نے عورت کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔ نہ اپنی بیوی کے پاس جاتے نہ گھروالی ان کے پاس آسکتی۔ اب ان کی عورت حضرت عائشہ کے پاس آئی۔ عائشہ صدیقہ کے ساتھ دوسری ازواج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا اسے خولا تجھے کیا ہوگیا چہرے کا رنگ فق ہے منہ کی چال بے ڈھنگی ہو رہی ہے؟ تو اس نے کہا میں کس کے لیے بناؤ سنگھار کروں میرا شوہر نہ مجھ سے پیار کرتا ہے نہ ذرا سا بھی تک میرا اپنا ہے سب کی سب اس کی بات سن کر ہنس پڑیں۔ ایسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا سب کی سب کیوں ہنس رہی ہو تو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خولا سے ایسا کہہ رہی ہے۔ تو آپ نے عثمان بن مظعون کو بلا کر جواب طلب کیا کہ تم نے کیا کیا وہ کہنے لگے کہ میں نے یہ عمل خدا کے لیے چھوڑ دیا ہے تا کہ عبادت کے لیے بالکل خالی رہوں بلکہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے آپ کو خصی ہی کرلوں۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو خدا کی قسم ہے ہرگز ایسا مت کرو فوراً گھر جا اور بیوی سے مل۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا روزہ ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ توڑ دے چنانچہ انہوں نے پہلی تعمیل کی اب خولا حضرت عائشہ کے پاس آئی کنگھی کی ہوئی سرمہ سا عطر لگائے ہوئے۔ حضرت عائشہ نے ہنس کر پوچھا خولا کیا ہوا۔ کہنے لگی کل وہ آیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکماً فرماتے تھے کہ خبردار ایسا عمل نہ کرو بیدی کا بہت جوش زیادتی ہے اور قسم کو کفارہ ادا کرنے کو حکم دے دیا اور فرمایا کہ اللہ تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا ہے۔ ہاں قسم کا پکا بان بادھ کر پکا ہو تو گرفت کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینے کے تین درجات:

کسی حلال چیز کو حرام قرار دینے کے تین درجے ہیں، ایک یہ کہ اعتقاداً اس کو حرام سمجھ لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ قولاً کسی چیز کو اپنے لیے حرام کرلے، مثلاً قسم کھالے کہ ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا یا فلاں قسم کا حلال کھانا نہ کھاؤں گا یا فلاں جائز کام نہ کروں گا۔ تیسرے یہ کہ اعتقاد و قول کچھ نہ ہو محض عملاً ہمیشہ کیلئے کسی حلال چیز کو چھوڑ دینے کا عزم کرے۔

پہلی صورت میں اگر اس چیز کا حلال ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہو تو اس کا حرام سمجھنے والا قانون الٰہی کی صریح مخالفت کی وجہ سے کافر ہوجائے گا۔

اور دوسری صورت میں اگر الفاظ قسم کہہ کر اس چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے تو قسم ہوجائے گی۔ قسم کے الفاظ بہت ہیں، جو کتب فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ ان میں ایک مثال یہ ہے کہ صراحتہ کہے کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فلاں چیز نہ کھاؤں گا، یا فلاں کام نہ کروں گا، یا یہ کہے کہ فلاں چیز یا فلاں کام کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسی قسم کھانا گناہ ہے اس پر لازم ہے کہ اس قسم کو توڑ دے اور کفارۂ قسم ادا کرے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

تیسری قسم جس میں اعتقاد اور قول سے کسی حلال کو حرام نہ کیا ہو بلکہ عمل میں ایسا معاملہ کرے جیسا حرام کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ دائمی طور پر اس کے چھوڑنے کا التزام کرے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر حلال کو چھوڑنا ثواب سمجھتا ہے تو یہ بدعت اور رہبانیت ہے، جس کا گناہ عظیم ہونا قرآن وسنت میں منصوص ہے اس کے خلاف کرنا واجب اور ایسی پابندی پر قائم رہنا گناہ ہے، ہاں اگر ایسی پابندی بہ نیت ثواب نہ ہو بلکہ کسی دوسری وجہ سے ہو مثلاً کسی جسمانی یا روحانی بیماری کے سبب سے کسی خاص چیز کو دائمی طور پر چھوڑ دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں، بعض صوفیائے کرام اور بزرگوں سے حلال چیزوں کے چھوڑنے کی جو روایات منقول ہیں وہ سب اسی قسم میں داخل ہیں کہ انہوں نے اپنے نفس کے لیے ان چیزوں کو مضر سمجھا، یا کسی بزرگ نے مضر

قائم ہیں کہ بعد ... یا اس میں کوئی ... نہ کریں۔

ترتیب آیات کی خوبی:

ترتیب آیات میں ایک خاص خوبی ہے اول نصاریٰ کی تعریف فرمائی اور انکی رہبانیت کو قابل مدح صفت قرار دیا اور نفسانی جوش کو توڑنے کی ترغیب دی پھر اس کے بعد حد مقرر ہونے کے بعد اور حلال کو حرام کی حدود میں داخل کر دینے کی ممانعت فرمائی۔ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔

اور (حلال کو حرام بنا کر) حدود مقررہ سے آگے نہ بڑھو اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا یہ مطلب ہے کہ حلال کی حد سے آگے بڑھ کر حرام کے دائرہ میں داخل نہ ہو (یعنی حرام کے مرتکب نہ ہو) اس وقت آیت میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانے کی ممانعت اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت ہوگی۔ یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ پاکیزہ چیزوں کو استعمال کرنے میں اسراف (اعتدال سے تجاوز) اختیار نہ کرو۔

شان نزول:

ابن جریر نے بسند عوفی بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون اور بعض دوسرے صحابہ نے عورتوں اور گوشت کو اپنے لئے حرام بنا لیا تھا اور چھریاں لے کر مردانہ آلات کو کاٹ ڈالنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ نفسانی خواہش کی بنیاد ہی کٹ جائے اور عبادت کے لئے فراغت حاصل ہو جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بغوی نے اہل تفسیر کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا اور قیامت کا تذکرہ کیا جس کو سن کر لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا ہوئی اور رونے لگے اور حضرت عثمان بن مظعون کے مکان میں دس صحابہ جمع ہوئے۔ عثمان بن مظعون، ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، ابوذر غفاری، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم، مقداد بن اسود، سلمان فارسی، معقل بن مقرن رضی اللہ عنہم اور سب نے بالاتفاق طے پایا کہ سب ترک الدنیا ہو کر ٹاٹ کا لباس پہنیں گے اور دن کے روزے رکھیں گے اور رات کو (عبادت میں) کھڑے رہیں گے، بستروں پر نہیں سوئیں گے، گوشت اور چکنائی نہیں کھائیں گے، عورتوں کے اور خوشبو کے پاس بھی نہیں جائیں گے اور سیاحت میں بسر کریں گے جب اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون کے مکان پر تشریف لے گئے۔ عثمان سے ملاقات نہیں ہوئی عثمان کی بیوی ام حکیم بنت ابی امیہ موجود تھیں حولا عطرساز تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ مجھے تمہارے شوہر کے متعلق جو اطلاع ملی ہے کیا وہ صحیح ہے۔ خولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولنا نہیں چاہتی تھیں اور شوہر کا راز فاش کرنا مناسب بھی نہیں سمجھتی تھیں اس لئے کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر عثمان نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی ہے تو صحیح کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابن مظعون جب گھر پہنچے تو بیوی نے اطلاع دی۔ فوراً عثمان اور ان کے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم لوگوں کا فلاں فلاں باتوں پر اتفاق ہو گیا ہے کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ ابن مظعون نے کہا بے شک صحیح ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مقصود صرف نیکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے پھر فرمایا تم پر تمہاری جانوں کا بھی حق ہے روزے رکھو اور ناغہ بھی کیا کرو قیام (رات کی عبادت) کرو اور نیند بھی لو (رات کے کچھ حصہ میں) اٹھتا ہوں (یعنی نماز پڑھتا ہوں) اور (کچھ حصہ میں) سوتا بھی ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں گوشت اور چکنائی بھی کھاتا ہوں اور عورتوں سے قربت بھی کرتا ہوں جو میرے طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے (متعلق) نہ ہوگا۔ پھر لوگوں کو جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا کیا بات ہے کہ کچھ لوگوں نے عورتوں کو اور کھانے کو اور خوشبو کو اور نیند کو اور دنیوی خواہشات کو بالکل حرام قرار دے رکھا ہے میں تم کو راہب اور سیاح بن جانے کا حکم نہیں دیتا میرے دین میں گوشت اور عورتوں کو ترک کر دینے اور صومعہ نشین بن جانے کا حکم نہیں ہے میری امت کی سیاحت روزہ ہے اور ان کی رہبانیت صرف جہاد ہے۔ اللہ کی عبادت کرو کسی چیز کو اس کا ساجھی نہ قرار دو، حج کرو، عمرہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ سیدھی چال چلو تمہارے لئے امور درست ہو جائیں گے۔ تم سے پہلے والے لوگ شدت پسندی کی وجہ سے تباہ ہوئے انہوں نے اپنے اوپر خود سختیاں عائد کیں تو اللہ نے بھی ان پر سختی کر دی یہ گرجاؤں اور عبادت خانوں میں بیٹھے ہوئے لوگ انہی کے باقی ماندہ (نشانات) ہیں۔ اس پر مندرجہ آیت مذکورہ نازل فرمائی۔

اپنے اوپر سختیاں نہ ڈالو

ابو داؤد نے حضرت انس کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے خود اپنے اوپر سختیاں نہ ڈالو ورنہ اللہ تم پر سختیاں ڈال دے گا جن لوگوں نے خود شدت پسندی کی اللہ نے بھی ان پر شدت ڈال دی یہ باقی ماندہ لوگ انہی کے ہیں اور عیسائی گرجاؤں والے انہی کی بچی کھچی (آثار) ہیں (خدا فرماتا ہے) رہبانیت خود ان کی ایجاد کردہ تھی ہم نے

ان پر ہماری بہت زیادہ مہربانی کی۔

صحیحین میں حضرت عائشہؓ کا بیان منقول ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کام سے پرہیز رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو جمع کر کے) ایک تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد فرمایا کیا حال ہے کہ کچھ لوگ اس کام سے بچتے ہیں جو میں کرتا ہوں، خدا کی قسم میں ان سے زیادہ خدا کو جانتا بھی ہوں اور اللہ کا خوف بھی ان سے زیادہ رکھتا ہوں۔

بغوی نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ شیرینی اور شہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تر تھے۔ رواہ البخاری۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب سالن کدو تھا اور اسے پسند فرماتے تھے۔ ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا روزہ دار کی طرح ہے۔ رواہ الترمذی ابن ماجہ والدارمی نے یہ حدیث سنان بن سنہ کی روایت سے بیان کی ہے۔ بغوی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا ہے کہ جب آیت لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ان قسموں کا کیا کریں جو حلال چیزوں کے متعلق ہم کھا چکے ہیں، صحابہ نے گویا (ترک) امور دنیا کرنے کے متعلق آپس میں قسم معاہدہ کرلیا تھا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ
نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بیہودہ قسموں پر

بیہودہ قسموں کا کفارہ نہیں ہے:

یعنی ان پر اللہ کفارہ نہیں جیسے کہ یمین منعقدہ پر واجب ہے۔ بیہودہ قسموں سے مراد گزشتہ واقعہ پر بے ارادہ قسم ہے، اس کا ذکر اور اس سے متعلق قسم لغو کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

قسم کھانے کی چند صورتیں اور ان سے متعلق احکام:

اس آیت میں قسم کھانے کی چند صورتوں کا بیان ہے جن کی کچھ تفصیل سورۂ بقرہ میں بھی گزر چکی ہے اور خلاصہ سب کا یہ ہے کہ اگر کسی گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے، اس کو اصطلاح فقہاء میں یمین غموس کہتے ہیں، مثلاً ایک شخص نے کوئی کام کرلیا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے پھر وہ جان بوجھ کر قسم کھائے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا، یہ جھوٹی قسم سخت گناہ کبیرہ اور موجب وبال دنیا و آخرت ہے، مگر اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا، توبہ و استغفار لازم ہے۔ اسی لئے اس کو اصطلاح فقہاء میں یمین غموس کہا جاتا ہے، کیونکہ غموس کے معنی ڈبو دینے والے کے ہیں، یہ قسم انسان کو گناہ اور وبال میں غرق کر دینے والی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی گزشتہ واقعہ پر اپنے نزدیک سچا سمجھ کر قسم کھائے اور واقع میں وہ غلط ہو، مثلاً کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص آ گیا ہے، اس پر اعتماد کر کے اس نے قسم کھالی کہ وہ آ گیا ہے، پھر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ کے خلاف ہے، اس کو یمین لغو کہتے ہیں، اسی طرح بلا قصد زبان سے لفظ قسم نکل جائے تو اس کو بھی یمین لغو کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ اس پر کفارہ ہے نہ گناہ۔

تیسری صورت قسم کی یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے، اس کو یمین منعقدہ کہا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کو توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں توڑنا واجب بھی ہوتا ہے، بعض میں گناہ نہیں ہوتا۔

اس جگہ قرآن کریم کی آیت مذکورہ میں لغو سے مراد وہ قسم ہے جس پر کفارہ نہیں خواہ گناہ ہو یا نہ ہو، کیونکہ بالمقابل عقدتم الایمان فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہاں لغو سے مراد وہ ہے جس پر مواخذہ نہیں، جو کفارہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

مسئلہ: جمہور علماء اور ائمہ کے نزدیک اللہ کی قسم کے لئے حروف قسم ضروری ہیں، چاہے خواہ لفظوں میں کہا جائے یا محذوف ہو، پھر حرف قسم ہو اللہ کے کسی نام کے ساتھ یا کسی صفت کے ساتھ تو یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کی ذات پر دلالت کرے، جیسے قسم ہے اللہ کی یا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یا پھیر دینے والے کی قسم ہے۔

بعض علماء کے نزدیک قسم میں کچھ الفاظ کے ساتھ تصریح ضروری ہے۔ ان سب کے نزدیک قرآن کی قسم کا کفارہ واجب ہے اس کے خلاف کوئی قول قابل اعتبار نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے قسم کھائی تو اس پر اس کا ادا کرنا واجب ہے، علماء کے نزدیک قسم میں نیت کا اعتبار ہے، جمہور کا قول یہی ہے۔

خلاف بات معروف ہے … قسم … ہو جاتی۔ (تفسیر مظہری)

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

لیکن مؤاخذہ ہے اس پر جس قسم کو تم نے مضبوط باندھا

فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ

سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس محتاجوں کو

اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ

اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو

قسم کا کفارہ

یعنی قسم توڑنے کے بعد یہ کفارہ دینا ہوگا۔ کھانا دینے میں اختیار ہے خواہ دس مسکینوں کو بطور … کھانا کھلا دے یا صدقہ الفطر کی مقدار ہر مسکین کو دے دے یا اس کی قیمت ادا کر دے۔ (تفسیر مظہری)

اللہ کے سوا کسی اور کی قسم

(صحیحین) ابو داؤد نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول … منقول ہے اللہ کی جھوٹی قسم کھانا میرے نزدیک کسی اور کی سچی قسم کھانے سے بہتر ہے۔

مسئلہ۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے … اگر کسی نے کہا … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے … اور … یا … تو … اس کو قسم مانا جائے گا کیونکہ … شریعت نے … کو اس نے خود قرار دے دیا … واجب ہے لہٰذا اس کو قسم مانا جائے گا … دوسری صورتوں میں (یعنی قسم … کی صورت میں) بھی حکم قرار دیا گیا ہے مثلاً کسی حلال چیز کو کسی نے اپنے لئے حرام بنا لیا تو یہ قسم ہو جائے گی۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک … قسم نہیں ہے … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم … حضرت … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک … کو … اپنے لئے حرام کر لیا تھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ

(رواہ الشیخین اس کی تفصیل سورۂ تحریم میں … آئے گی)

مسئلہ۔ اگر کسی نے ایسا … قسم … الفاظ … کہے جن … وقت سے متعلق … بالارادہ جھوٹی قسم ہے (اگر اس نے … یہ … کہا) … تو امام صاحبؒ کے نزدیک اس قسم سے کافر نہیں ہو جائے گا کیونکہ مستقبل کے متعلق … استعمال کر سکتا اور … ایسا … سے … ہو … اور … اس … مستقبل پر … نہیں جائے گا۔

… کافر ہونے کے قائل ہیں … اس نے … اوپر … صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ … والا اس قول (یعنی قسم) … کافر ہو گیا … اس … سے … کافر ہو جائے گا۔ … اس … کفر … لئے … حضرت … کی روایت سے … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا … اسلام سے الگ … جھوٹا ہے (اور اگر سچا ہو تب بھی) اسلام کی طرف … اپنے قول کے مطابق ہو جائے گا … سالم نہیں لوٹے گا۔ … (رواہ …)

ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ … کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا مسکینوں کو صبح شام کا کھانا … روٹی گوشت ہو یا روٹی اور … روٹی اور گھی یا روٹی اور کھجوریں۔

مسئلہ۔ … مسکینوں میں … ایک … دو وقت …

… (کھانا) … ہے۔

مسئلہ۔ اگر گیہوں کی روٹی … ہو تو … بھی … کافی ہے تاکہ پیٹ بھر … گیہوں کی روٹی … شرط نہیں ہے بشرطیکہ … گیہوں کی روٹی … کھانا ہو۔

مسئلہ۔ امام صاحبؒ کے نزدیک ایک ہی مسکین کو دس دن کھانا دیا جانا ہے جیسا کہ ایک ہی شخص کو دس مرتبہ … دیا جائے … ہے … کہ دس مسکینوں … دس مرتبہ کھانا … کافی نہیں ہے لیکن ایک دن میں دس مرتبہ کھانا دینا (یعنی دس مرتبہ … دس … ایک ہی دن میں … صدقہ دینا) جائز ہے … امام ابو حنیفہؒ نے … سے استدلال کیا ہے … حضرت … بن صامت کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تھا۔ دس مسکینوں کو تین صاع کھانا دے دے۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس تو یہ بھی نہیں ہے اگر آپ مدد نہ فرمائیں تو کیا ہو سکتا ہے پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پندرہ صاع کی مدد دی اور باقی دوسرے لوگوں نے اعانت کر دی تو تیس صاع ہو گئے (آیت میں کفارہ کا ذکر ہے مگر ہر مسکین کو نصف صاع کے حساب سے ساٹھ مسکینوں کو کھلانا ہو تو تیس صاع چاہئیں)۔

ابو داؤد نے سلمہ بن صخر بیاضی کے قصہ میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق چھوارے دے دو اس شخص (یعنی سلمہ بن صخر) نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق بھیجا ہے ہم دونوں رات کو بھوکے رہے ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بنی زریق کی زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کے پاس چلے جاؤ وہ تجھے دے دے گا اس میں سے ایک وسق کھجور تو ساٹھ مسکینوں کو دے دینا اور باقی تو اور تیرے بال بچے کھا لیں۔ الحدیث اخرجہ احمد وابو داؤد۔

مسکینوں کو کیسا کھانا کھلائے:

مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ متوسط درجہ کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یعنی عام حالت میں آدمی اپنے گھر والوں کو جو کھانا کھلاتا ہو اس پر لازم ہے کہ مسکینوں کو بھی وہی کھلائے جو خود اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہو۔ آیت مذکورہ امام ابو حنیفہ کے قول کی تائید کر رہی ہے کہ فقیروں کو کھانے کی اجازت دے دینا (یعنی صبح و شام پیٹ بھر کھانے کی اجازت دے دینا) جائز ہے۔

مسئلہ: اگر اللہ تعالیٰ کے نام یا اس کی کسی صفت کے ذکر کے ساتھ بصیغہ ماضی قسم کھائی مثلاً قسمت باللہ یا حلفت باللہ یا شہدت باللہ یا عزمت باللہ کہا تو بالاتفاق علماء یہ قسم ہو گی اور اگر بصیغہ مضارع قسم کھائی مثلاً اقسم باللہ یا احلف باللہ یا اشہد باللہ یا اعزم باللہ کہا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک (مضارع کا صیغہ حال کا سمجھا جائے گا)۔

مسئلہ: اگر خدا کا نام اور صفت ذکر نہیں کی بلکہ صرف اقسمت یا حلفت یا احلف کہا (یعنی میں نے قسم کھائی ہے یا قسم کھاتا ہوں) تو امام اعظم کے نزدیک یہ قسم ہو گی قسم کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

ہم کہتے ہیں اللہ کی قسم ہی مسلمانوں کا دستور اور مشروع ہے اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا ممنوع ہے اس لئے نیت غیر مشروع نہ ہونے کی صورت میں مشروع ہی کی طرف کلام کو لوٹایا جائے گا (اس کا ثبوت حدیث میں آیا ہے) حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے میں اس کی تعبیر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور حضرت ابوبکرؓ نے تعبیر دی پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نے صحیح تعبیر دی فرمایا کچھ صحیح دی اور کچھ غلط دی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قسم کھاتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میری غلطی) مجھے بتا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح قسم نہ کھاؤ۔ امام احمد کی روایت میں اس حدیث کے علاوہ اسی طرح آیا ہے اور صحیحین میں یہ الفاظ ہیں (حضرت ابوبکرؓ نے کہا) اللہ کی قسم آپ ضرور مجھے بتائیں گے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ کھاؤ۔ واللہ اعلم۔

کھانا کھلانا یا کھانے کا مالک بنا دینا:

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ "دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے" علماء کھانے پر قادر بنا دینا خواہ اس طرح ہو کہ کسی کو کھانے کا مالک بنا دے یا اس طرح ہو کہ اس کو کھانے کی اجازت دے دے۔ اسی لئے امام ابو حنیفہ نے فرمایا اگر صبح شام دو وقت پیٹ بھر کر کھلا دیا اور مالک نہیں بنایا (یعنی کھانا اس طرح نہ دیا کہ چاہے وہ گھر لے جائے اور چاہے خود وہیں کھائے) تو جائز ہے خواہ انہوں نے تھوڑا کھایا ہو یا بہت (یعنی مقدار طعام پر شرط نہیں بلکہ پیٹ بھر کر کھلا دینا کافی ہے)۔

ہم کہتے ہیں زکوٰۃ کے لئے لفظ "ایتاء" آیا ہے اور صدقہ فطر کے لئے بھی لفظ ادا استعمال کیا گیا ہے اور ادا ہونا یا دونوں کا حقیقی معنی مالک بنا دینا (ہر قسم کے تصرف کا کامل حق دے دینا) ہی ہے مگر اطعام کا حقیقی معنی کھانا دینا نہیں ہے بلکہ کھانے پر قادر بنا دینا ہے (یعنی کھانا کھلانا اطعام کا حقیقی مفہوم ہے) واللہ اعلم۔

اَوْ كِسْوَتُهُمْ

یا کپڑا پہنا دینا دس مسکینوں کو

کپڑے دینا:

اتنی مقدار جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے۔ مثلاً کرتہ اور پاجامہ یا لنگی اور چادر۔

ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ كِسْوَتُهُمْ سے کیا مراد ہے فرمایا عبا (سب مسکینوں کے لئے ایک عبا) طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ ہر مسکین کے لئے ایک عبا (ہونا چاہئے)

اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ

یا ایک گردن آزاد کرنی

غلام آزاد کرنا:

تیسری ایک صورت غلام آزاد کرنا، اس میں مومن ہونا شرط نہیں۔

"او تحریر رقبة" یعنی گردن آزاد کرنا، رقبة (گردن کو کہتے ہیں مراد ہے) انسان (مرد ہو یا عورت) امام اعظم کے نزدیک قسم اور ظہار کے کفارہ میں کافر غلام یا باندی آزاد کرنا جائز ہے کیونکہ نص میں رقبة کا لفظ مطلق ہے۔ امام [illegible]

[illegible]

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ

پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ

یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو

وَاحْفَظُوْۤا اَیْمَانَكُمْ

اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی

قسموں کی حفاظت

[illegible]

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنے حکم تاکہ تم احسان مانو

[illegible]

مسئلہ: [illegible]

مسئلہ: [illegible]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مسئلہ دریافت کیا جب کہ ادا کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ (رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ والدارمی) قسم شکنی سے پہلے کفارہ دینے کے جواز میں حضرت کی روایت بھی پیش کی گئی ہے عوف بن مالک کے والد کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایک چچا کا بیٹا ہے میں اس کے پاس کچھ مانگنے جاتا ہوں تو وہ کچھ نہیں دیتا اور مجھ سے سلوک قرابت نہیں کرتا پھر جب وہ محتاج ہوتا ہے تو میرے پاس مانگنے آتا ہے۔ میں نے قسم کھا لی ہے کہ اس کو کچھ نہیں دوں گا اور سلوک قرابت کروں گا آپ مجھے کوئی نیک بات بتا دیجئے جو بہتر ہو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ رواہ النسائی وابن ماجہ۔ ابو داؤد کی روایت اس طرح ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا چچا کا بیٹا میرے پاس آتا ہے اور میں قسم کھا چکا ہوں کہ اس کو کچھ نہیں دوں گا اور سلوک قرابت نہیں کروں گا فرمایا اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں کسی بات کی قسم کھا لوں اور پھر اس سے بہتر کام مجھے دکھائی دے جائے تو ان شاء اللہ ضرور قسم کا کفارہ دے دوں گا اور اس بہتر کام کو کر لوں گا۔ (متفق علیہ) حضرت عبد الرحمن بن سمرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو قسم کھا لے اور پھر اس سے بہتر کام تجھے نظر آئے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس بہتر کام کو کر لے۔ ایک روایت اس طرح ہے اس بہتر کام کو کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی کسی بات کی قسم کھا لے اور پھر اس سے بہتر بات اس کو نظر آ جائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کر لے۔ رواہ مسلم۔

اگر کوئی گناہ کرنے پر قسم کھائے تو قسم توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے کیونکہ قسم توڑنے کا گناہ تو کفارہ دینے سے دور ہو سکتا ہے اور اگر گناہ کیا تو اس کے ازالہ کی کوئی شکل نہیں۔

اگر امر مستحب کو ترک کرنے کی قسم کھائی تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا اولیٰ ہے اللہ نے فرمایا ہے: وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ اپنی قسموں کو نیکیوں سے مانع اور رکاوٹ نہ بناؤ۔

حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا میں قسم کھا لیتا ہوں کہ کچھ لوگوں کو کچھ نہیں دوں گا۔ پھر میری رائے دینے کی ہو جاتی ہے تو (دے دیتا ہوں) اور کفارہ میں دس مسکینوں کو (ایک ایک) صاع جو یا کھجور دے دیتا ہوں یا (...) تو دس صاع کھجوریں دے دیتا ہوں۔

منت کا کفارہ:

حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق قسم کھا کر کبھی اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے تا وقتیکہ جب آیت کفارہ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا میں اللہ کی عطا کی ہوئی اجازت قبول کرتا ہوں اب اگر کسی قسم کھاؤں گا اور کوئی بات قسم کے خلاف مجھے بہتر نظر آئی تو وہ کر لوں گا جو بہتر ہوگی۔ رواہ ابن ابی شیبہ عبد الرزاق البخاری ابن مردویہ۔

حضرت عائشہ کی حدیث ہے لا نذر فی معصیۃ (گناہ کی نذر نہیں) اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی۔ نسائی نے عمران بن حصین کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نذر کچھ متعین نہیں کی اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کی نذر مانی اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی نذر مانی جس کو پورا کرنے کی طاقت نہیں تو اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے اور جس نے قابل برداشت نذر مانی تو اس کو ضرور پورا کرے۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ۔ بعض علماء نے اس کو حضرت ابن عباس کا قول قرار دیا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے ننگے پاؤں ننگے سر پیدل چل کر حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو حکم دو کہ دوپٹہ اوڑھ لے اور سوار ہو جائے اور تین روزے رکھ لے۔ رواہ اصحاب السنن الاربعہ والدارمی۔

مسئلہ: جس نے قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہہ دیا تو قسم منعقد نہیں ہوئی اگر قسم کے خلاف کرے گا تو قسم شکنی نہیں ہوگی۔ حضرت ابن عمر کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تو اس پر قسم شکنی نہیں ہوتی۔ رواہ اصحاب السنن الاربعہ والدارمی۔ ترمذی نے لکھا ہے کہ ایک جماعت نے اس کو حضرت ابن عمر کا قول قرار دیا ہے (...)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا

وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ

اور بت اور پانسے

"انصاب" "ازلام" کی تفسیر اسی سورت کی ابتداء میں وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ کے تحت میں گزر چکی۔

حضرت عمرؓ کی دعا:

ترمذی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے دعا کی اے اللہ شراب کے متعلق ہمارے لئے کوئی تسکین بخش بیان نازل فرما تو سورۂ بقرہ والی آیت يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ الخ نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی اے اللہ شراب کے متعلق ہمارے لئے کوئی تسلی بخش حکم نازل فرما دے اس پر سورۃ النساء والی آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی۔ آپ نے پھر دعا کی کہ شراب کے متعلق ہمارے لئے کوئی بیان شافی نازل فرما دے تو سورۃ المائدہ والی آیت:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ

تک شراب اور قمار کے متعلق نازل ہوئی اور حضرت عمرؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی حضرت عمرؓ نے کہا ہم باز آئے ہم باز آئے (یعنی شراب و قمار سے باز آئے)۔

شراب برائیوں کی جڑ ہے:

عبدالرحمن بن حارث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو فرماتے سنا شراب سے بچو یہ تمام بری باتوں کی جڑ ہے پچھلے زمانہ میں ایک عابد تھا ایک بدچلن عورت اس پر فریفتہ ہو گئی جس نے عابد کو بلانے کے لئے اپنی باندی کو بھیجا باندی نے آ کر عابد سے کہا ہم گواہی کے لئے آپ کو بلانے آئے ہیں۔ عابد باندی کے ساتھ چل دیا (باندی) ایک محل سرائے کے دروازے میں داخل ہوئی اور ایک دروازہ کے بعد دوسرے دروازے میں اور دوسرے کے بعد تیسرے میں داخل ہوتی چلی گئی جس دروازے سے گذرتی اس کو بند کرتی چلی جاتی تھی آخر ایک خوبصورت عورت کے سامنے پہنچ گئی عورت کے پاس ایک بچہ تھا اور شراب رکھی ہوئی تھی عابد سے کہنے لگی میں نے تم کو گواہی کے لئے نہیں بلوایا بلکہ تم کو تین کاموں میں سے ایک کام کرنا ہوگا یا مجھ سے قربت کرو یا شراب پیو یا اس بچہ کو قتل کرو عابد نے کہا (جب کوئی صورت نجات کی نہیں) تو مجھے شراب پلا دے عورت نے ایک جام پلا دیا عابد نے جام پیا اور کہا اور دو، آخر کار جب کچھ نشہ چڑھا تو اس نے عورت سے قربت بھی کی اور بچہ کو بھی قتل کر دیا۔ لہٰذا تم لوگ شراب سے پرہیز رکھو خدا کی قسم ایمان اور شراب خواری کی عادت ایک جگہ جمع نہیں ہوتی۔ ایک کے آنے سے دوسرے کا نکل جانا ضروری ہے۔ (رواہ النسائی)

شرابیوں کو سزا:

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرابیوں کو ہاتھوں، جوتوں اور لاٹھیوں سے پیٹا جاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شرابیوں کی سزا مقرر کردی چنانچہ آپ عہد رسالت کی سزا کو دیکھ کر چالیس کوڑوں کی سزا مقرر کی اور چالیس کوڑے مارنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی چالیس کوڑے لگوائے۔

نکتہ: دو مرتبہ شراب وقمار اور انکی خرابیوں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے سے اس امر پر تنبیہ ہوتی ہے کہ آیت میں الْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ کا ذکر تو ضمنی طور پر کر دیا گیا ہے اصل مقصود شراب اور جوئے کا بیان ہے وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ کا ضمنی ذکر کرنے سے بتانا غرض ہے کہ ان کی حرمت بھی شراب وقمار کی طرح ہے۔ (تفسیر مظہری)

رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ

شراب وغیرہ کے حرام ہونے کی تاکید

اس آیت سے پہلے بھی بعض آیات خمر (شراب) کے بارہ میں نازل ہو چکی تھیں۔ اول یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ
وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا

(بقرہ رکوع ۲۷) گو اس سے نہایت واضح اشارہ تحریم خمر کی طرف کیا گیا تھا مگر چونکہ صاف طور پر منع نہیں کیا تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی دعا کی اللھم بین لنا بیانا شافیا اس کے بعد دوسری آیت آئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى الخ (نساء رکوع ۷) اس میں بھی تحریم خمر کی تصریح نہ تھی گو نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی اور یہ قرینہ اس کا تھا کہ عنقریب کلی حرام ہونے

قطعی ہے۔ مگر چونکہ عرب میں شراب کا رواج انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور اس کا دفعۃً چھڑانا ان لوگوں کے لئے بے حد مشکل تھا اس لئے نہایت حکیمانہ تدریج سے اولاً شراب میں اس کی نفرت دلانے کی غرض سے بتدریج حکم تحریم صادر کیا گیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس دوسری آیت کو سن کر پھر یہی دعا کی "اللھم بین لنا بیانا شافیا" آخر کار "فاجتنبوہ" کی یہ آیتیں جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں "یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا" سے "فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ" تک نازل کی گئیں جس میں صاف صاف بت پرستی کی طرح اس گندی چیز سے بھی اجتناب کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ "فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ" سنتے ہی بول اٹھے "انتھینا انتھینا" لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے خم خانے برباد کر دیئے۔ مدینہ کی گلی کوچوں میں شراب پانی کی طرح بہتی پھرتی تھی۔ سارا عرب اس گندی شراب کو چھوڑ کر معرفت ربانی اور محبت و اطاعت نبوی کی شراب طہور سے مخمور ہو گیا اور ام الخبائث کے مقابلہ پر حضور کا یہ جہاد ایسا کامیاب ہوا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ جس چیز کو قرآن کریم نے اتنا پہلے اتنی شدت سے روکا تھا آج سب سے بڑے شراب خوار ملک امریکہ وغیرہ اس کی خرابیوں اور نقصانات کو محسوس کر کے اس کے خلاف بیڑے اٹھا رہے ہیں۔ فللہ الحمد۔ (تفسیر عثمانی)

شراب پینے کی آخرت میں سزا:

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے جو بندہ دنیا میں اس کو پئے گا اللہ کا قطعی فیصلہ ہے کہ (قیامت کے دن) اس کو طینۃ الخبال پلائے گا۔ تم جانتے بھی ہو طینۃ الخبال کیا چیز ہوگی دوزخیوں کا پسینہ۔ رواہ الطبرانی۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی پھر توبہ نہیں کی (یونہی مر گیا) اللہ اس کو آخرت کی شراب سے محروم کر دے گا۔ (رواہ البخاری)

شراب کی وجہ سے لعنت:

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ کی لعنت شراب پر، شراب پینے والے پر، پلانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، نچوڑنے والے پر، نچڑوانے والے پر، اٹھا کر لے جانے والے پر اور اس پر جس کے لئے اٹھا کر لے جائی جائے اور شراب کی قیمت کھانے والے پر۔ رواہ ابن ماجہ۔ ابوداؤد کی روایت میں شراب کی قیمت کھانے والے کا ذکر نہیں ہے اس بحث کی روایت حضرت انس بن مالک سے بھی آئی ہے۔

توبہ توڑ کر بار بار شراب پینا:

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اور حاکم نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے اسی بحث کی احادیث بیان کی ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شراب پی اللہ اس کی چالیس صبح تک نماز قبول نہیں فرماتا اس کے بعد اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ پھر دوبارہ اگر وہ شراب خوری کرتا ہے تو چالیس صبح (چالیس دن) تک نماز قبول نہیں فرماتا اس کے بعد اگر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ توبہ قبول فرما لیتا ہے پھر (تیسری بار) اگر لوٹ کر پہلی حرکت کرتا ہے تو چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرماتا لیکن اگر پھر توبہ کر لیتا ہے تو توبہ قبول فرما لیتا ہے چوتھی مرتبہ میں چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرماتا اور اگر توبہ کرتا ہے تو توبہ بھی قبول نہیں کرتا اور نہر خبال (کا پانی) اس کو پلائے گا۔ رواہ الترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہیں جائے گا ماں باپ کا نافرمان، نہ جواری، نہ دائمی شراب خور۔ رواہ الدارمی۔

ایک گھونٹ شراب پینا:

حضرت ابو امامہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے جہان کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے میرے رب نے مجھے ساز باجے، بت، صلیب اور امور جاہلیت کو مٹانے کا حکم دیا ہے اور میرے رب نے قسم کھا کر فرمایا ہے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جو بندہ ایک گھونٹ شراب کا پئے گا میں اتنا ہی اس کو پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب چھوڑ دے گا میں اس کو قدس کے حوضوں سے (شراب طہور) پلاؤں گا رواہ احمد۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے۔ دائمی شراب خوار، ماں باپ کا نافرمان اور دیوث۔ رواہ احمد والنسائی۔

جو لوگ شراب کے حرام ہونے سے پہلے فوت ہوئے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت میں آیا ہے دائمی شراب خوار اور قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ رواہ احمد۔ سورۂ بقرہ میں امام احمد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہم نے نقل کر دی

ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ شراب پیا کرتے تھے۔ الخ یعنی اس حدیث کے آخر میں ہے پھر اس سے بھی زیادہ سخت آیت نازل ہوئی یعنی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ تک۔ یہ حکم سن کر صحابہؓ نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم باز آئے۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ جو لوگ شراب پیتے اور جوے کی کمائی کھایا کرتے تھے اور وہ اللہ کی راہ میں مارے گئے یا اپنے بستر پر مر گئے ان کا کیا ہوگا؟ اللہ نے تو شراب اور جوے کو گندگی اور عمل شیطان قرار دیا ہے۔ اس پر آیت لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آخر تک نازل ہوئی۔

شان نزول:

نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انصار کے دو قبیلوں کے معاملہ میں شراب کی حرمت ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے شراب پی تھی اور نشہ میں مست ہو کر آپس میں گتھم گتھا کی تھی جب نشہ اترا تو چہروں، سروں اور داڑھیوں کی حالت دیکھ کر کہنے لگے یہ حرکت فلاں بھائی کی ہے اگر اس کو میرا پاس (لحاظ) ہوتا تو ایسی حرکت نہ کرتا۔ انصار سب بھائی بھائی تھے کسی کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ تھا لیکن اس شراب نوشی سے ان کے دلوں میں کینے پڑ گئے اس پر آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

شراب کے جسمانی نقصانات

شرابی کا معدہ تیزاب سے متعرف ہو جاتا ہے اور صحت بدنی میں فرق آ جاتا ہے اور اس کی تمام جسمانی قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں اس لئے کہ شراب میں غذائیت نہیں ہے کہ وہ ہضم ہو سکے تو شراب چونکہ معدہ میں جا کر تحلیل نہیں ہوتی اس لئے وہ معدہ کو کمزور کر دیتی ہے اور [illegible] کا مرض لگ جاتا ہے اور قلت غذا کی وجہ سے بدن میں نیا خون پیدا نہیں ہوتا کہ جو تقویت بدن کا باعث بن سکے اور جس قدر خون پیدا ہوتا ہے اس میں شراب کی حدت موجود ہوتی ہے جو جلد کو اور چہرے کو سرخ رکھتی ہے اور تمام جسم میں فرق آ جاتا ہے عضلات اور عروق بھی بگڑتے جاتے ہیں پھیپھڑا گلنے لگتا ہے اور کھانسی اور سل شروع ہو جاتی ہے اطبا کا بیان ہے کہ اگرچہ سل کی بیماری بغیر شراب پینے کے بھی ہو جاتی ہے لیکن ۹۵ فیصدی مریض سل کے شرابی ہی ہوتے ہیں ورنہ شاذ و نادر ہی بچتے ہیں۔

چونکہ شرابی قویٰ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اکثر کام کاج سے جی چرانے لگتا ہے اور بغیر نشہ کے کام نہیں کر سکتا۔ کام کرنے کے لئے بھی اسے شراب پینی پڑتی ہے یہاں تک کہ اس کے قویٰ بالکل جواب دے جاتے ہیں۔ ([illegible])

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ
شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ
دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوے کے
وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ
اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی
اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ
تم باز آؤ گے

شراب اور جوا وغیرہ کے معاشرتی نقصانات

شراب پینے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ عقل جاتی رہتی ہے جو بعض وقت فوراً بالکل آپس میں لڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ نشہ اترنے کے بعد بھی جس کا اثر باقی رہتا ہے اور باہمی عداوتیں قائم ہو جاتی ہیں۔ یہی حال بلکہ کچھ بڑھ کر جوئے کا ہے۔ اس میں ہار جیت پر سخت جھگڑے اور فساد برپا ہوتے ہیں جس سے شیطان کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ یہ تو ظاہری خرابی ہوئی اور باطنی نقصان یہ ہے کہ ان چیزوں میں مشغول ہو کر انسان خدا کی یاد اور عبادت الٰہی سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ [illegible] مشاہدہ اور تجربہ ہے شطرنج کھیلنے والوں کو دیکھو کہ ان کو کھانے پینے اور گھر بار کی بھی خبر نہیں رہتی۔ جب یہ چیزیں ایسے ظاہری و باطنی نقصانات پر مشتمل ہیں تو کیا ایک مسلمان [illegible] (تفسیر عثمانی)

چوسر کھیلنا: عبد الرحمنؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت علیؓ منبر پر فرماتے تھے کہ جو چوسر کھیل کر نماز پڑھنے کھڑا ہو اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو۔

الانصاب: ابن عباسؓ اور دوسرے بہت سے صحابہؓ کہتے ہیں کہ انصاب ان پتھروں کو کہتے ہیں کہ جن پر مشرکین قربانیاں کرتے تھے۔ ازلام بھی ان پانسوں کو کہتے تھے جن سے تقسیم کر کے فال لی جاتی تھی۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ شطرنج بھی ایک قسم کا جوا ہے۔

شراب کی حرمت تین دفعہ آئی ہے:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ شراب کی حرمت تین دفعہ آئی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت لوگ شراب پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی "تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دو کہ ان میں بڑا گناہ ہے لیکن بہت کم منافع کے مقابلے میں نقصان بہت زیادہ ہے۔" تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو کم اور زیادہ نقصان بتایا گیا ہے حرام نہیں کی گئی ہے چنانچہ شراب پیتے رہے حتیٰ کہ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مہاجر صحابی مغرب میں قرآن پڑھتے وقت نشے کے عالم میں قرآن کو غلط سلط اور خلط ملط کر دیا۔ چنانچہ یہ آیت اتری کہ "اے مومنو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔"

ہر قسم کی شراب اور نشہ آور چیز حرام ہے:

شعبیؒ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "لوگو! شراب حرام ہوئی ہے اور ان پانچ چیزوں میں سے کسی سے بھی بنائی جائے وہ شراب ہے: انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو۔ اور خمر کا لفظ عام ہے ہر نشے کی چیز پر جو عقل کو ڈھانک دے۔" ابن عمر کہتے ہیں کہ تحریم کے وقت انگوری شراب چالو نہیں تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مشکیزے چیرے:

نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے شراب کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو کہا سنو، میں مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے تھے فرمانے لگے جس کے پاس شراب ہو لے آئے۔ لوگ لانے لگے۔ کوئی مٹکا لایا کسی نے مشکیزہ کسی نے کچھ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ساری شراب میدان بقیع میں جمع کر کے مجھے اطلاع دو۔" ایسا ہی کیا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سہارا لیے ہوئے تھے۔ اتنے میں ابو بکرؓ آن پہنچے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو میری جگہ لے لیا اور مجھے بائیں طرف کر دیا۔ پھر چلتے میں عمرؓ ملے۔ عمرؓ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں طرف کر لیا اور مجھے پیچھے کر دیا۔ جب آپ شراب کے ذخیرے پر پہنچے اور لوگوں سے کہا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ جواب دیا۔ ہاں یا رسول اللہ یہ شراب ہے۔ فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ پھر شراب کے دس متعلقات پر لعنت بھیجی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھری منگوائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری تیز کرائی پھر سارے مشکیزے چیر دیے۔ لوگوں نے کہا کہ ان میں منفعت بھی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مگر یہ خدا تعالیٰ کے غضب سے ہے۔ یا فرمایا ہاں شراب تمہیں خدا کی ناراضگی ہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ میں سب مشکیزے چیر دوں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خود ان کو ضائع کروں گا۔

شراب کی ممانعت کے حکم پر صحابہ کا عمل:

انسؓ کہتے ہیں کہ میں شراب پلا رہا تھا۔ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ منادی نے شراب کی حرمت منادی کی تو ہر آنے جانے والے نے اپنی شراب بہا دی، مٹکے توڑ دیے۔ بعض نے وضو کیا اور بعض نے غسل کیا۔ بعض نے ام سلیم کے پاس سے خوشبو لگائی پھر مسجد آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت شراب کی آیت سنائی۔

حضرت ابن کیسان کا شراب تجارت کو ضائع کر دینا:

ابن کیسان کا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شراب کی تجارت کرتا تھا۔ چنانچہ وہ تجارت کے لیے شام سے شراب لے کر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی ایک مٹکا لا کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے لئے بڑی عمدہ شراب لے آیا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کیسان! اب تو یہ تیرے پیچھے حرام ہو گئی ہے۔ تو اس نے پوچھا کہ حضرت! کیا میں اسے فروخت کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قیمت بھی حرام ہے۔ تو کیسانؓ نے مشکوں کو لے جا کر پاؤں سے ٹھوکر مار کر ساری تجارت کی شراب بہا دی۔

ورثہ کی شراب بہا دی:

ابو طلحہؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے زیر پرورش یتیم ہیں کہ ورثہ میں جن کو شراب ملی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہا دو۔ جب ابو طلحہؓ نے کہا ہم اس کا سرکہ بنا لیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی سب نے اس کی تخریج کی ہے۔

شراب کے دس متعلقات پر لعنت:

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ شراب کے دس متعلقات پر لعنت ہے: خود شراب پر لعنت، پینے والے اور پلانے والے پر لعنت، بیچنے والے اور خریدنے والے پر لعنت، شراب کشید کرنے والے، شراب بنانے

نے شراب نچوڑنے والے، اٹھانے والے، جس کی طرف لے جائی جائے، پلانے والے اور شراب کی قیمت کھانے والے ان سب پر لعنت فرمائی۔

بازار میں شراب ضائع کرنا:

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو لے کر مدینے کے بازار میں گئے وہاں شراب کے مشکیزے لدے ہوئے تھے جو شام سے لائے گئے تھے۔ آپ نے چھری منگوائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لی، پھر جتنے مشکیزے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے سب کو چیر دیا، پھر وہ چھری اپنے اصحاب کو دی اور فرمایا ان کے ساتھ جاؤ اور مجھے حکم دیا کہ بازار میں کوئی مشکیزہ نہ چھوڑو، پھر کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا جو چیر نہ دیا گیا ہو۔

نشہ کی وجہ سے نماز چھوڑنا:

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نشہ کی وجہ سے ایک وقت کی نماز چھوڑی تو گویا اس کے پاس دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں تھیں اور چھن گئیں اور جس نے نشہ کی وجہ سے چار وقت کی نماز چھوڑی تو اللہ پر حق ہے کہ اسے طینۃ الخبال پلائے۔ پوچھا گیا طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کے جسم سے نچڑی ہوئی گندگی۔

سبب نزول:

صحیح بخاری میں جابرؓ سے روایت ہے کہ جب احد کی جنگ ہوئی تو بعض لوگوں نے شراب پی تھی اور لڑائی میں شہید ہو گئے۔ یہ حرمت سے پہلے کی بات ہے تو بعض یہودی کہنے لگے کہ جو لوگ قتل ہو گئے ان کے پیٹوں میں شراب تھی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسے ایمان والے مومنین پر کوئی گناہ نہیں جنہوں نے حرمت سے پہلے شراب پی ہو۔

شیطان کا مقصد:

فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ (شراب، قمار میں پڑ کر) شیطان تمہارے درمیان دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے، جب آدمی شراب پیتا اور جوا کھیلتا ہے تو شیطان اس کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور نماز سے روک دیتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ہاں کا واقعہ ہے کہ شراب پی اور نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔

گو حرمت سے پہلے شراب پینے والوں پر گناہ نہیں لیکن اللہ نے شراب اور جوئے کو شیطان کا عمل قرار دیا ہے۔ [illegible] شیطان کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا کرے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ [illegible] (حرمت شراب سے پہلے کی) نمازوں کا ذکر ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت سے مسلم میں [illegible] بیان ہو چکا ہے [illegible]۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا

اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو

فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ

پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا

الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾

دینا ہے کھول کر

نفع نقصان کا خیال نہ کرو صرف اللہ کی اطاعت کرو:

اگر تم کسی چیز کے نفع نقصان کا خیال کر کے اس کو چھوڑو تب بھی خدا اور رسول کے احکام کا اتباع کرو اور قرآن کی مخالفت سے بچتے رہو۔ [illegible] اگر تم نے ان کا حکم نہ مانا تو ہمارے رسول کا کام تو صرف پہنچا دینا ہے [illegible]۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے ان پر گناہ نہیں

جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا

اس میں جو کچھ پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ کو ڈر گئے اور ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا

اور عمل نیک کئے پھر ڈرتے رہے اور یقین کیا پھر ڈرتے رہے

وَّأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩٣﴾

اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو

سببِ نزول:

نہایت صحیح و قوی احادیث میں ہے کہ جب تحریمِ خمر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے تحریم آنے سے پہلے شراب پی اور اسی حالت انتقال کر گئے۔ مثلاً بعض صحابہ جو جنگ احد میں شراب پی کر شریک ہوئے اور اسی حالت میں شہید ہوگئے کیونکہ شراب اس وقت حلال تھی، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

خلاصہ مطلب:

عموم الفاظ اور دوسری روایات کو دیکھتے ہوئے ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ زندہ ہوں یا مردہ جو لوگ ایمان اور عمل صالح رکھتے ہیں ان کے لئے کسی مباح چیز کے بوقت اباحت کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ خصوصاً جب کہ وہ لوگ عام احوال میں تقویٰ اور ایمان کی خصال سے متصف ہوں۔ پھر ان خصال میں برابر ترقی کرتے رہے ہوں حتیٰ کہ عام تقویٰ و ایمان میں ترقی کرتے کرتے مرتبہ احسان تک پہنچ چکے ہوں، جو ایک مومن کے لئے روحانی ترقی کا انتہائی مقام ہو سکتا ہے۔ جہاں پہنچ کر حق تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ خصوصی محبت کرتا ہے (اور حدیث جبرئیل الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ) پس جو پاکباز صحابہ ایمان و تقویٰ میں عمر گذار کر اور نسبت احسان حاصل کر کے خدا کی راہ میں شہید ہو چکے تھے ان کی نسبت اس طرح کے خیالات و توہمات پیدا کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں کہ وہ ایک ایسی چیز کا استعمال کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جو اس وقت حرام نہیں تھی مگر بعد کو حرام ہوئی۔ محققین نے لکھا ہے کہ تقویٰ (یعنی مضار دینی سے مجتنب ہونے کے) کئی درجے ہیں۔ اور ایمان و یقین کے مراتب بھی بلحاظ قوت و ضعف متفاوت ہیں تجربہ اور نصوص شرعیہ سے ثابت ہے کہ جس قدر آدمی ذکر و فکر، عمل صالح اور جہاد فی سبیل اللہ میں ترقی کرتا ہے اسی قدر خدا کے خوف اور اس کی عظمت و جلال کے تصور سے قلب معمور اور ایمان و یقین مضبوط و مستحکم ہوتا رہتا ہے۔ مراتب سیر الی اللہ کی اسی ترقی و عروج کی طرف اس آیت میں تقویٰ اور ایمان کی تکرار سے اشارہ فرمایا اور سلوک کے آخری مقام "احسان" اور اس کے ثمرہ پر بھی تنبیہ فرما دی۔ اور جن حضرات صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا اس کا جواب ایک عام و تام ضابطہ بیان فرما کر ایسے عنوان سے دیا گیا جس میں ان مرحومین کی فضیلت و منقبت کی طرف بھی لطیف اشارہ ہو گیا۔ ذخیرہ احادیث صحیحہ میں دو موقع ایسے ہیں جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس قسم کا سوال کیا ہے۔ ایک موقع تو یہی "تحریم خمر" کے متعلق ہے اور دوسرا تحویل قبلہ کے وقت سوال کیا گیا تھا کہ یا رسول اللہ جو لوگ حکم تحویل سے پہلے وفات پا گئے اور ایک نماز بھی کعبہ کی طرف نہیں پڑھی ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا۔ اس پر آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ نازل ہوئی۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی دو مسئلے ایسے تھے جن میں صاف صاف قطعی حکم نازل ہونے سے پہلے بہت سے واضح آثار و قرائن پہلے سے موجود تھے جن کو دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کے نزول حکم صریح کا انتظار کر رہے تھے۔ خمر کے متعلق تو ابھی چند ورق پہلے ہم ایسی روایات نقل کر چکے ہیں جن سے ہمارے اس دعوے کا کافی وافی ثبوت ملتا ہے اور "تحویل قبلہ" کے باب میں قرآن کریم کی آیات قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا جو مقدمہ کے شروع میں آ چکی ہیں خبر دے رہی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت منتظر تھے کب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے واضح علامات صحابہ سے بھی مخفی نہیں رہ سکتے تھے۔ اسی لئے تحویل قبلہ کا حکم جب ایک آدمی نے کسی محلہ کی مسجد میں جا کر سنایا تو سارے نمازی محض خبر واحد کو سن کر بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھر گئے۔ حالانکہ بیت المقدس کا استقبال قطعی طور پر انہیں معلوم تھا اور خبر واحد حکم قطعی کے لئے ناسخ نہیں بن سکتی اس لئے ہم نے اصول میں تصریح کی ہے کہ یہ خبر واحد محفوف بالقرائن ہونے کی وجہ سے قطعی سمجھی گئی تھی۔ جو قرائن و آثار کی وجہ سے پہلے سے معلوم تھے کہ "تحریم خمر" یا "تحویل قبلہ" کا حکم عنقریب آیا چاہتا ہے۔ گویا ایک طرح سے صحابہ کرام اس حکم سے پہلے مرضی الٰہی پر علی الاجمال مطلع ہو رہے تھے اسی لئے ان دو مسئلوں میں نزول حکم سے قبل کی حالت کے متعلق سوال کرنا کچھ مستبعد نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً تحریم خمر کی نسبت جس کی ممانعت کے نہایت واضح اشارات وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وغیرہ میں موجود تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ

اے ایمان والو البتہ تم کو آزماوے گا اللہ ایک بات سے اس شکار

مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

میں سے جس پر پہنچتے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے

ربطِ آیات:

پچھلے رکوع میں تحریم طیبات اور اعتداء سے منع فرما کر بعض چیزوں

سے اجتناب کا حکم دیا تھا جو رائج صورت پر حرام ہیں۔ اس طرح بعض ایسی اشیاء کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے جن کی حرمت دائمی نہیں۔

امتحان:

یعنی بعض احوال وواقعات سے تمہاری یعنی بحالت احرام شکار کر کے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے مطیع وفرمانبردار بندوں کا یہ امتحان ہے کہ وہ حالت احرام میں جب کہ شکار ان کے سامنے ہو اور خصوصیت سے اس کے مارنے یا پکڑنے پر بھی قادر ہوں۔ کون ہے جو ان دیکھے خدا سے ڈر کر اس کے حکم کا امتثال کرتا اور اعتداء (احکام خداوندی سے تجاوز کرنے) کی خدائی سزا سے خوف کرتا ہے۔ "اصحاب سبت" کا قصہ سورۂ بقرہ میں گزرا۔ چونکہ ان کو حق تعالیٰ نے خاص ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کی ممانعت فرمائی تھی۔ مگر انہوں نے مکاری اور حیلہ بازی سے اس حکم کی مخالفت کی اور حد سے تجاوز کر گئے۔ خدا نے ان پر لعنت ومسخ کا عذاب نازل فرمایا۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے امت محمدیہ کو تھوڑا سا امتحان اس مسئلہ میں لیا کہ حالت احرام میں شکار نہ کریں۔ حدیبیہ کے موقع پر جب یہ حکم بھیجا گیا تو شکار اس قدر کثیر اور قریب تھا کہ ہاتھوں اور نیزوں سے مار سکتے تھے مگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کر دکھایا کہ خدا کے امتحان میں ان کے مقابلہ دنیا کی کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر عثمانی)

جن چیزوں کا قتل احرام میں جائز ہے:

صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فاسق ہیں احرام میں بھی ان کو قتل کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ تکلیف پہنچانے والے موذی ہیں: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پانچ کو قتل کرنا محرم کے لئے گناہ نہیں۔

حالت احرام میں شکار کا کفارہ:

ابن ابی حاتم کی حدیث ہے کہ ایک اعرابی حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے بحالت احرام ایک شکار کر لیا ہے اب مجھ پر کیا جزا ہے۔ آپ نے ابی بن کعب سے جو پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کہ تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ تو اعرابی نے کہا کہ میں تو تمہارے پاس آیا کہ تم خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو لیکن تم خود دوسرے سے پوچھتے ہو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ تم کیوں اعتراض کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ دو عادل مسلمان مل کر کوئی حکم کریں چنانچہ میں نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا۔ ہم دونوں جس بات پر متفق ہو جائیں گے تجھ کو اپنا فیصلہ سنا دیں گے۔ یہاں اسی بات کا احتمال تھا چنانچہ صدیقؓ نے جب دیکھا کہ اعرابی جاہل ہے اور عادلین کے مسئلہ سے واقف نہیں تو نرمی اور ملاطفت سے اسے سمجھا دیا کیونکہ جاہل کی دوا تعلیم ہے۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حالت احرام میں ایک ہرن کا شکار کر لیا۔ حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دو ساتھیوں کو لاؤ تاکہ وہ دونوں تم پر اپنا فیصلہ صادر کریں۔ میں عبدالرحمٰن اور سعد کو لے آیا۔ انہوں نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ ایک موٹا تازہ بکرا قربان کر دو۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ طارق نے ایک ہرن کو حالت احرام میں مار کر قتل کر دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس فیصلہ لینے کے لئے آیا تو عمرؓ نے کہا کہ ہر دو حضرات فیصلے کے لئے ایک اور حکم تجویز کیا جائے چنانچہ ان دونوں نے ایک بکری تجویز کی جو کہ کفارے میں قربانی ہو گھر کا پلا اور چارہ کھا کر خوب تازہ ہو گئی ہو۔ پھر عمرؓ نے عادلین والی آیت پڑھی۔ یہ واقعہ اس بات کے جواز پر دلالت کرتا ہے کہ قاتل خود حکمین عادلین میں سے ایک ہو سکتا ہے جیسا کہ شافعی اور احمد کا مذہب ہے۔

اور جس شے میں صحابہ کا کوئی حکم موجود نہ ہو تو پھر اپنے زمانے کے عادلین کی طرف رجوع کریں۔ مالک اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ حکم اپنے اپنے زمانے کے ہر ہر فرد پر الگ الگ لگے گا اور اپنے زمانے ہی کے عادل قرار پائیں گے خواہ صحابہ کا کوئی حکم اور فتویٰ موجود ہو کیونکہ اللہ پاک نے حکم کا اطلاق کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ

تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے

لیعلم اللہ کے لفظ سے جو حدوث علم باری کا وہم گزرتا ہے اس کے ازالہ کے لئے پہلے سورۂ بقرہ کے دوسرے پارہ کے شروع میں الا لنعلم من یتبع الرسول کا فائدہ ملاحظہ کر لو۔ (تفسیر عثمانی)

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

پھر جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کیلئے عذاب دردناک ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو نہ مارو شکار جس وقت تم ہو

حُرُمٌ

احرام میں

اس کے متعلق بعض احکام سورۂ مائدہ کے شروع میں گزر چکے۔ (تفسیر جلالین)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ تین سو آدمی تھے میں بھی شامل تھا۔ ہم راستے ہی میں تھے کہ زادِ راہ ختم ہو گیا۔ تو ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ سارے لشکر میں سے سب کا زادِ راہ جمع کر دیں۔ میرے پاس کھجور زادِ راہ تھی۔ ہم اس میں سے ہر روز تھوڑا تھوڑا کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا اور روزانہ کے طور پر ہم کو صرف ایک کھجور ملتی تھی۔ ہم لوگ قریب مرنے کے قریب ہو گئے لیکن سمندر تک آ پہنچے تھے۔ ساحل پر دیکھا کہ ایک مچھلی ٹیلے کے مانند پڑی ہوئی ہے۔ اٹھارہ روز سارے لشکر نے اس کو تیرہ دن تک کھایا۔ ابو عبیدہؓ نے اس مچھلی کی دو پسلیوں کو کھڑا کر کے کمان بنانے کا حکم دیا۔ اس کمان کے نیچے سے ایک اونٹنی سوار گزر گیا اور اس کے بالائی حصے کو چھو نہ سکا۔ ابو عبیدہؓ نے اس کی آنکھ کے گڑھے میں تیرہ آدمیوں کو بٹھایا تھا۔ اس کی ایک پسلی لے کر صورت یہ کی کہ سب سے بڑا اونٹ جو ہے اس کے نیچے سے نکل گیا۔ غرض یہ کہ وہ مچھلی اس قدر بڑی تھی۔ پھر ہم نے اس کا گوشت سکھا کر زادِ راہ بنا لیا۔ جب مدینے پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ تمہارے لئے خدا کا رزق تھا جو تمہارے ساتھ ہو۔ بچا ہوا ہمیں بھی کھلاؤ! ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا۔

مینڈک کو نہ مارو:

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کو مارنے کی ممانعت کی ہے اور فرمایا کہ اس کی آواز خدا کی تسبیح ہے۔

دوبارہ جرم کرنے کی سزا:

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک صاحبِ احرام نے شکار کیا اس پر فدیہ کی سزا عائد کی گئی۔ اس نے دوبارہ یہ جرم کیا تو آسمان سے آگ اتری جل کر اس کو راکھ بنا دیا۔ یہی معنی وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ کے ہیں۔ اللہ اپنی سلطنت میں غالب ہے کوئی اس کو مغلوب نہیں کر سکتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ نے آزمودہ امتحان کی پہلے سے اطلاع دو حرمتوں کی اطاعت کے طور پر دی تاکہ تم نافرمانی سے کامل طور پر بچتے رہیں۔

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ اس (امتحان و اطلاع) کے بعد جو شخص زیادتی کرے گا یعنی شکار کرے گا۔

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس کو خصوصیت کے ساتھ دردناک عذاب ہوگا کیونکہ حقیر چیز سے جب وہ اپنے نفس کو نہ روک سکا اور اللہ سے غیب کا ڈر اس نے پاس لحاظ نہیں کیا تو بڑی چیز میں سے اپنے کو کیسے روک سکے گا جس کی طرف طبعی میلان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ (آیت مذکورہ کے نزول کے بعد) ایک شخص نے جس کو ابو الیسر کہا جاتا تھا (احرام کی حالت میں) ایک گورخر پر حملہ کر کے قتل کر دیا اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ

"اے مسلمانو! بحالتِ احرام شکار کو نہ مارو۔"

شکار کی تعریف

یعنی اس حیوان کو قتل نہ کرو جو اصل خلقت کے لحاظ سے جنگلی اور محفوظ الحفظ ہو۔ خواہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو۔ کذا فی القاموس۔ امام ابو حنیفہؒ نے صید کی یہی تعریف کی ہے اسی کو مراد لیا ہے، لیکن ان جانوروں کو حکم سے الگ قرار دیا ہے جن کے قتل کا جواز احادیث میں آیا ہے یعنی سانپ، بچھو، چوہا، چیل، کوا اور کاٹنے والا کتا۔ ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اسی بنا پر کتے کو خصوصاً کاٹنے کے کتے کو قتل کرنا جائز قرار دیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ کتا شکار ہے (یعنی اصل خلقت کے اعتبار سے جنگلی ہے) کتے کا پالتو بن جانا عارضی ہے (سکھانے سے پالتو بن جاتا ہے) کچھ لوگ کہتے ہیں کتا طبعاً جنگلی نہیں ہے اس لئے اس کو صید نہیں قرار دیا جا سکتا۔

صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا محرم کن جانوروں کو قتل کر سکتا ہے فرمایا ان (مندرجہ ذیل) جانوروں کو (بحالت احرام) قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں بچھو، چوہا، کوا، چیل، کٹ کھنا کتا۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں بھی انہی پانچ کا ذکر ہے۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ کلب سے مراد درندہ ہے کلب کا اطلاق عام درندہ پر ہوتا ہے عتبہ بن ابی لہب کے قصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی الٰہی اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو (یعنی کسی درندہ کو) اس پر مسلط فرما دے (چنانچہ عتبہ کو شیر نے پھاڑ کھایا) اللہ نے فرمایا مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اگر حدیث لفظ کلب کا اطلاق ہر درندہ پر تسلیم کر لیا جائے تب بھی عرف میں اس لفظ کا غالب استعمال صرف کتے ہی کے لئے ہے اور حدیث مذکورہ بالا (یعنی جس حدیث میں پانچ جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت ہے) عرف عام پر محمول کرنا اولیٰ ہے لہٰذا کلب سے مراد کتا ہی ہے ہر درندہ مراد نہیں ہے۔ امام طحاوی نے حضرت عائشہؓ کی

روایت سے چھ جانوروں کا ذکر کیا ہے سانپ کا ذکر ہے ...

[illegible]

کی ہے مگر اس روایت میں مادہ درندہ کا ذکر نہیں ہے

سعید بن مسیب کی مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...

[illegible]

... شہر کے پالتو جانوروں میں نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ۔ شکار کی طرف اشارہ سے شکار ...

[illegible]

وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

احرام میں شکار پکڑنے اور مارنے کا کفارہ

[illegible]

کس قسم کی مثل واجب ہے

[illegible]

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ

[illegible]

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ

[illegible]

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا

[illegible]

اگر شکار کی قیمت پوری بکری کی قیمت سے کم ہو۔ مثلاً بجو، جنگلی چوہا، جنگلی کبوتر، فاختہ وغیرہ تو بکری کے بچے قطعے مرکے (جیسے شکار کی قیمت ہو) قربانی میں پیش کرے۔ لیکن بکری کے بچے ایسے ہوں کہ ان کی قیمت شکار کی قیمت سے کم نہ ہو۔

لیکن امام ابو حنیفہ اور ان کے بعض شاگرد کہتے ہیں کہ اگر قربانی دینا چاہے تو بکری کی قربانی دے مگر بکری ایسی ہو جس پر لفظ بکری کا اطلاق ہوسکتا ہو (یعنی وہ بچہ نہ ہو کیونکہ شرعاً بچے کی قربانی درست نہیں) اور یہ قول ہمارے نزدیک قابل ترجیح ہے اور جمہور کے مسلک کے مطابق بھی ہے۔

بخاری (شیخ جمہور کی) دلیل یہ ہے کہ صحابہؓ نے بکری کا چھوٹا بچہ واجب قرار دیا ہے (اور ہم کہتے ہیں کہ قربانی شرعاً درست نہیں ہے)

ابن ابی شیبہ نے عطاء کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک انڈا توڑ دیا اور چوزے کو ضرورت کے لئے بند کر کے اپنے ساتھ لے گیا، جب بڑا ہو گیا تو وہ مر گیا۔ وہ شخص حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اس پر تین بکریوں کی قربانی لازم قرار دی اور آپ نے دو ایک اور شخص سے بھی یہی فیصلہ کیا (کیونکہ قرآنی آیت کی مطابقت کی جانچ کے لئے دو صالح مسلمانوں کی رائے کو ضروری قرار دیا ہے)

دو معتبر مسلمانوں کا فیصلہ:

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کریں یعنی کسی جانور کی مثل ہونے کا فیصلہ دو معتبر مسلمان کریں۔ مگر صرف قول ہی نہیں بلکہ مثل ہونے کی جانچ کے لئے ایک شخص کا فیصلہ کافی ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک فیصلے کرنے ہیں۔ یہ بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ ہر ایک کا الگ الگ فیصلہ ہونا چاہیے تاکہ کسی سے غلطی نہ ہو جائے۔

میمون بن مہران کی روایت ہے کہ ایک بدو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے بحالت احرام ایک شکار مار ڈالا ہے اس کی پاداش کیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابی بن کعب سے دریافت کیا، آپ کی کیا رائے ہے؟ بدو نے کہا کہ آپ سے پوچھنے آیا ہوں آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں اور آپ دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ تم کون ہو سکتے ہو؟ اس کا انکار کرو گے؟ اللہ نے فرمایا يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ۔ اس لئے میں نے تمہاری تسلی کے لئے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا، پس جب ہم دونوں ایک بات پر متفق ہو جائیں گے تو ہم تمہیں حکم دیں گے۔

ابو جریر حرثی کی روایت ہے کہ ہم لوگ احرام میں تھے، ایک نے ایک ہرن کو شکار کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر ہم دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا میری رائے میں بکری ہونی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے۔ پھر فرمایا دونوں بکری کی قربانی دو۔ جب ہم وہاں سے لوٹے تو ایک نے دوسرے سے کہا یہ امیرالمؤمنین کو جواب معلوم نہ تھا تو دوسرے سے دریافت کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن لی، فرمایا تم دونوں میں سے کہنے والے کو استنباط کرنا خوب نہیں آتا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کریں، اس لئے میں نے عبدالرحمن سے بھی مشورہ کیا۔ (آپ نے فرمایا) يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اس لئے فیصلہ کرنے کے لئے میں نے ان سے بھی مشورہ کیا۔"

چنانچہ اسی میں دو عادل مسلمان مستقل فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

کفارہ کی تین صورتیں:

أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ قصداً شکار کرنے والے کو اختیار ہے قربانی کرے یا بطور کفارہ مسکینوں کو کھانا دے یا روزے رکھے۔ یعنی اس کی ترتیب سے کیا جائے گا یا جس ترتیب سے آیت میں ہے (یعنی قربانی، قربانی کا جانور نہ ملے تو مساکین کو کھانا اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو روزے۔)

شکار کرنے والے کو کفارہ ادا کرنے کے لئے ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار ہے جیسے قسم کے کفارہ میں اختیار ہے۔ یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے۔

اور جب دو آدمی قیمت کا اندازہ کر دیں تو اب مجرم کو اختیار ہے کہ تینوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو پسند کرے اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید کر ذبح کرے یا اس قیمت کا غلہ خرید کر مساکین کو دے یا ہر مسکین کے کھانے کے بدلے ایک روزہ رکھے۔

قربانی کیلئے شرط

هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ کعبہ تک پہنچنے والی قربانی کے لئے حرم شرط ہے یعنی حرم میں قربانی ہونی چاہیے۔ جب کفارہ کی قربانی ہو تو حرم میں ذبح کی جائے۔ کسی اور جگہ قربانی کا گوشت صدقہ کر دیا جائے تو ادا نہیں ہوگا۔

[illegible]

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ

اللہ نے معاف کر دیا جو کچھ ہو چکا

اسلام یا نزول حکم سے پہلے کا جرم معاف ہے

[illegible]

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ

[illegible]

ذُو انْتِقَامٍ

[illegible]

[illegible]

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ

[illegible]

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ

[illegible]

دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ

جب تک کہ تم حالت احرام میں رہو اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم

تُحْشَرُوْنَ

جمع کئے جاؤ گے

ٹڈی کا شکار

[illegible]

شکار کے گوشت کا احرام میں کھانا

[illegible]

دریا کا شکار اور دریا کا کھانا [illegible]

حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا صید البحر وہ ہے جس کا شکار کیا جائے [illegible] اور طعامہ [illegible] وہ ہے جس کو سمندر خود باہر پھینک دے [illegible] حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت [illegible] سے منقول ہے کہ طعام البحر وہ ہے جس کو پانی مردہ حالت میں [illegible] پھینک دے [illegible] سعید بن مسیبؒ، عکرمہ، قتادہ [illegible] اور مجاہدؒ نے کہا صید البحر وہ ہے [illegible] اور طعام البحر وہ ہے جس کو [illegible]

مسئلہ: اگر جانور کے قتل ہونے کی جگہ [illegible] سے تو جو آبادی اس سے قریب ہو وہاں کے اعتبار سے قیمت کیا جائے گا۔

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

معارف و مسائل

مسئلہ: [illegible] ان جانوروں کو کہا جاتا ہے جو [illegible] وہ [illegible] انسانوں کے پاس نہ رہتے ہوں [illegible] بعض [illegible] اور ان کا شکار [illegible] درست ہے۔

مسئلہ: [illegible] سے متعلق ہیں [illegible] اور ان کا [illegible] حلال [illegible] جانور [illegible] و بعض [illegible] کے جانور جیسے [illegible] اور بھیڑیا [illegible] سانپ [illegible] اور [illegible] اسی طرح [illegible] ان کا قتل بھی جائز ہے حدیث میں [illegible] معلوم [illegible] ہے۔

مسئلہ: جو حلال [illegible] اور [illegible] میں ایسے [illegible] محرم کو جائز ہے [illegible] کے قتل [illegible] حدیث میں [illegible] اور [illegible] آنکھ [illegible] کی طرف [illegible]

مسئلہ: [illegible] قتل کرنے [illegible] واجب ہے اسی طرح [illegible] واجب ہے۔

مسئلہ: [illegible] بار [illegible] دوسری تیسری بار قتل کرنے میں [illegible]

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا

اللہ نے کر دیا کعبہ کو جو کہ [illegible] قیام کا باعث لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ

[illegible]

کعبہ شریف لوگوں کے قائم رہنے کا سبب ہے

کعبہ شریف [illegible] حیثیت سے [illegible] کا باعث [illegible] جس [illegible] متعلق [illegible] بھی [illegible] اسی طرح [illegible] کے قیام کا سبب [illegible] باقی اخلاقی [illegible] [illegible] بیت [illegible] اس [illegible]

[illegible]

[illegible]

حرمت والے مہینے:

[illegible]

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

یہ اس لیے تاکہ تم جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

[illegible]

کعبہ کا معنی:

[illegible]

[illegible]

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ
جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے اور بیشک
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے

[illegible]

رغبت و خوف دونوں ضروری ہیں

[illegible]

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر میں کرتے ہو
مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ
اور جو چھپا کر کرتے ہو

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض پورا کر دیا

[illegible]

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ
تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے
كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ
ناپاک کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۧ
تاکہ تمہاری نجات ہو

ربط مضامین

[illegible]

پاک اور ناپاک برابر نہیں

[illegible]

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا اپنے گورنروں کو جواب

[illegible]

حلال سے تھوڑے کی خیرات

[illegible]

[illegible]

ایک نیک آدمی کی اہمیت

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ
[illegible]
اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا
[illegible]
حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ
[illegible]

ربط مضامین

[illegible]

[illegible]

ختم کر دیا گیا اور جو مسائل کہ ان [illegible] آ پڑا کوئی قید نہ تھی۔ یا ایسے سوالات جن کا اظہار ہوا جس سے تمہاری فضیحت ہو یا تمہیں دشواری ہو یا اللہ نے معاف کر دیا یہ سب سوالات عَفَا اللّٰہُ کے تحت میں داخل ہیں۔ باقی ضروری بات پوچھنے یا شرعی باتیں جن پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

شانِ نزول:

ان آیات کا شانِ نزول مسلم کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو اقرع بن حابسؓ نے سوال کیا کہ کیا ہر سال ہم پر حج فرض ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوال کا جواب نہ دیا، پھر دوبارہ سوال کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی سکوت فرمایا، انہوں نے تیسری مرتبہ پھر سوال کیا، تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ اگر میں تمہارے جواب میں کہہ دیتا کہ ہاں ہر سال حج فرض ہے تو ایسا ہی ہو جاتا اور پھر تم اس کو پورا نہ کر سکتے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جن چیزوں کے متعلق میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں ان کو اسی طرح رہنے دو، ان میں کھود کرید کر کے سوالات نہ کرو، تم سے پہلے بعض امتیں اسی کثرت سوال کے ذریعہ ہلاک ہو چکی ہیں، کہ جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نہیں کی تھیں سوال کر کر کے ان کو فرض کرا لیا اور پھر اس کی خلاف ورزی میں مبتلا ہو گئے۔ تمہارا وظیفہ یہ ہونا چاہئے کہ جس چیز کا میں حکم دوں اس کو مقدور بھر پورا کرو اور جس چیز سے منع کروں اس کو چھوڑ دو (مراد یہ ہے کہ جن چیزوں سے سکوت کیا جائے ان کے متعلق کھود کرید نہ کرو)۔

دو آدمیوں کے باہمی جھگڑے کے بارے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد

تفسیر درمنثور میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے سامنے کسی نے یہ ذکر کیا کہ فلاں فلاں حضرات میں باہمی سخت جھگڑا ہے، ایک دوسرے کو مشرک کہتے ہیں، تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تمہیں کہوں کہ جاؤ ان لوگوں سے قتال کرو، [illegible] جاؤ ان کو نرمی سے سمجھاؤ، قبول کریں تو بہتر ورنہ ان کی فکر چھوڑ کر اپنی فکر میں لگ جاؤ، پھر یہی آیت آپ نے جواب کی شہادت میں تلاوت فرمائی۔

گناہوں کی روک تھام کے بارہ میں
حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک خطبہ

آیت کے الفاظ [illegible] سے سرسری نظر میں جو شبہ ہو سکتا تھا اس کے پیش نظر حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو بے موقع استعمال کرتے ہو کہ امر بالمعروف کی ضرورت نہیں، خوب سمجھ لو کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو لوگ کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور باوجود قدرت کے اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ ان دوسرے لوگوں کو بھی عذاب میں پکڑ لے۔

یہ روایت ترمذی، ابن ماجہ میں مذکور ہے اور ابو داؤد کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ جو لوگ کسی ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کو ظلم سے (اپنی قدرت کے موافق) نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں پکڑ لیں گے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

ابو بکر صدیقؓ [illegible] کہ جو آیت پڑھتے ہو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر کوئی گناہ کی بات [illegible] عذاب [illegible] عذاب ہونے سے پہلے [illegible]

عَفَا اللّٰہُ کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] تم پر ایک بار [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم فرمایا [illegible] سوالات کلام کے الفاظ بیان کے بعد معلوم ہو جاتا تو یا امر مطلق [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان [illegible] مطلق کی [illegible] ہو جاتی [illegible] امر مطلق کا بیان [illegible] کیونکہ اگر اس کو بیان کیا جاتا تو ظاہر ہے کہ قبل نزول بیان [illegible] بلا سوال [illegible] بیان کی ضرورت سوال سے پہلے بھی تھی [illegible] وقت ضرورت سے بیان کا تاخیر جائز نہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا

اللہ نے ان [illegible] درگزر کی ہے

وہ مراد یہ ہے کہ ان اشیاء [illegible] سے درگزر کی [illegible] ان کے متعلق کوئی حکم [illegible] ان کے [illegible] اباحت [illegible] کرے گا [illegible] اسی سے [illegible] علماء کے اصول [illegible] ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے [illegible] سوالات سے جو پہلے [illegible] پچھلے واقعات [illegible] واضح [illegible]

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

[illegible]

قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝

[illegible]

[illegible]

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا

[illegible]

وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

[illegible]

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا

[illegible]

يَعْقِلُوْنَ ۝

[illegible]

حرام قرار دے کر ان کا گوشت کھانا اپنے اوپر حرام کر لیا تھا [illegible] یہ جرم ہے کہ جو اللہ کے حکم کے خلاف ہے [illegible] اور ان کو بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

بخاری نے سعید بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جس کا دودھ بتوں کے لئے روک دیا جاتا تھا کوئی اس کو دوہتا نہ تھا۔ اور سائبہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جو دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دی جاتی تھی کوئی اس پر سوار نہ ہوتا تھا اور وصیلہ وہ اونٹنی ہوتی تھی جو پہلی مرتبہ میں مادہ بچہ جنتی اور دوسری مرتبہ بھی مادہ بچہ جنتی تو بتوں کے نام پر اس کو آزاد چھوڑ دیتے تھے اور حام [illegible] وہ نر اونٹ ہوتا تھا [illegible] جب اس کی نسل سے مقررہ تعداد میں بچے پیدا ہو جاتے تو اس کو بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے تھے پھر اس پر کوئی بوجھ نہیں لادا جاتا اور اس کا نام حام رکھ دیتے تھے۔

جانوروں کے کان کاٹنے کی ممانعت

مالک بن نضلہ کہتے ہیں کہ میں پرانے بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ [illegible] ہر قسم کا مال ہے اونٹ، بکریاں اور گھوڑے [illegible] تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دولت دی ہے تو تجھ پر اس کا اثر ظاہر ہونا چاہئے۔ پھر فرمایا تمہارے اونٹوں کے بچے صحیح سالم کانوں والے پیدا ہوتے ہیں پھر تم نے کیا ان کے کان کاٹ کر [illegible] کہتے ہو کہ یہ بحیرہ ہیں [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] کان کاٹ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ اب یہ بحیرہ ہو گیا [illegible] ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دیا ہے سب حلال ہے کوئی حرام نہیں۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچہ جن چکی ہوتی اس کا کان چیر کر [illegible] اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس کو ذبح کر کے مرد کھا لیتے اور اگر مادہ ہوتا تو اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے [illegible] اور اگر مردہ ہوتا تو سب مل کر کھا لیتے [illegible] اس کا دودھ عورتوں پر حرام رکھا جاتا تھا۔

"وصیلہ" [illegible] تو اگر کسی بکری کے ساتھ [illegible] جڑواں بچے ہوتے [illegible] تو اس بچہ کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا [illegible] اس کو بھی ساتھ ملا ہوا پایا جاتا تھا [illegible]

بری رسم جاری کرنے کا عذاب

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا [illegible] عمرو بن لحی [illegible] اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلے سائبہ کی رسم نکالی۔

[illegible] کی روایت ہے کہ حضرت [illegible] نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] دیکھا کہ جہنم [illegible] اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے [illegible] عمرو بن لحی [illegible] سب سے پہلے [illegible] دین ابراہیم کو بدلا [illegible] اور سائبہ [illegible] بتوں کے نام پر [illegible] اس نے [illegible] حام [illegible] کی رسم نکالی تھی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہم کو وہی کافی ہے جس پر پایا ہم نے

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا

اپنے باپ دادوں کو بھلا اگر چہ ان کے باپ دادا نہ کچھ علم رکھتے ہوں

يَهْتَدُوْنَ

اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کریں گے

ایک جاہلانہ طریقہ

جاہلوں کی سب [illegible] ہوتی ہے [illegible]

سے ملتا آیا ہے اس کا خلاف کیسے کریں۔ ان کو بتایا گیا کہ اگر تمہارے اسلاف بے عقلی یا بے راہی سے قعر ہلاکت میں جا گرے ہوں تو کیا تم بھی ان ہی کی راہ چلو گے؟ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "باپ کا حال معلوم ہو کہ حق کا تابع اور صاحب علم تھا تو اسی کی راہ پکڑے، نہیں تو عبث ہے" یعنی کیف ما اتفق ہر کسی کی کورانہ تقلید جائز نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم
اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو
مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ
کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہوئے راہ پر

مسلمانوں کو تسلی اور کافروں کو تنبیہ

یعنی اگر کفار رسوم شرکیہ اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید سے باوجود اس قدر نصیحت و فہمائش کے باز نہیں آتے تو تم زیادہ اس غم میں مت پڑو۔ کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو۔ سیدھی راہ یہی ہے کہ آدمی ایمان و تقویٰ اختیار کرے، خود برائی سے بچے اور دوسروں کو روکنے کی امکانی کوشش کرے۔ پھر بھی اگر لوگ برائی سے نہ رکیں تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس آیت سے یہ سمجھ لینا کہ جب ایک شخص اپنا نماز روزہ ٹھیک کر لے تو "امر بالمعروف" چھوڑ دینے سے اسے کوئی مضرت نہیں، سخت غلطی ہے۔ لفظ "اہتدیتم" امر بالمعروف وغیرہ تمام وظائف ہدایت کو شامل ہے۔ اس آیت میں گو روئے سخن بظاہر مسلمانوں کی طرف ہے۔ لیکن ان کفار کو بھی متنبہ کرنا ہے جو باپ دادا کی کورانہ تقلید پر اڑے ہوئے تھے۔ یعنی اگر تمہارے باپ دادا راہ حق سے بھٹک گئے تو ان کی تقلید میں اپنے کو جان بوجھ کر کیوں ہلاک کرتے ہو۔ انہیں چھوڑ کر تم اپنی عاقبت کی فکر کرو اور نفع نقصان کو سمجھو۔ باپ دادا اگر گمراہ ہوں اور اولاد ان کے خلاف راہ حق پر چلنے لگے تو آباؤ اجداد کی یہ مخالفت اولاد کو قطعاً مضر نہیں۔ یہ خیالات محض جہالت کے ہیں کہ کسی حال میں بھی آدمی باپ دادا کے طریقہ سے قدم باہر رکھے گا تو ناک کٹ جائے گی۔ عقلمند کو چاہیے کہ انجام کا خیال کرے۔ سب اگلے پچھلے جب خدا کے سامنے پیش ہوں گے تب ہر ایک کو اپنا عمل اور انجام نظر آ جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق ہدایات

ابن مسعودؓ سے کسی نے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ آج تو خیر تمہاری بات مان بھی لی جاتی ہے لیکن قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ تم خیر خواہی کی بات کہو گے اور وہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ کرنے لگیں گے اس وقت چپ چاپ اپنے کو بچاؤ، کچھ نہ بولو۔

ابن عمرؓ کے پاس ایک آدمی آیا جو جوان اور تیز زبان اور کہنے لگا یا ابا عبدالرحمن چھ آدمی ہیں سب کے سب قرآن کے حافظ عالم ہیں، کوئی خیر کے سوا شر والے نہیں لیکن ایک دوسرے پر شرک کا الزام لگاتا ہے۔ تو ایک آدمی اندر کہنے لگا کہ اس سے بڑھ کر شرارت اور کیا ہوگی کہ ایک دوسرے کو مشرک کہے تو اس آدمی نے کہا میں تم سے نہیں پوچھ رہا میں تو شیخ سے یعنی ابن عمرؓ سے پوچھ رہا ہوں۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ سے مسئلہ پوچھا کہ ایسے لوگوں کو کیا کہیں؟ تو ابن عمرؓ نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جاؤ انہیں قتل کر دو۔ تم کو چاہیے کہ انہیں نصیحت کرو، اس پر کوئی سر اٹھاتا نہیں تو تم پر کچھ نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

احمد اور طبرانی نے حضرت ابو عامر اشعری کا بیان نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تشریح دریافت کی (کہ من ضل سے کون لوگ مراد ہیں) فرمایا کافر جو گمراہ ہیں تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے جب کہ تم راہ راست پر ہو گے۔

روایت میں آیا ہے کہ لوگ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے باز داشت کریں ورنہ شریر لوگوں کو اللہ تم پر مسلط کر دے گا پھر وہ تم کو بدترین عذاب کی تکلیفیں دیں گے اس وقت تم میں سے نیک لوگ بھی اگر تمہارے لئے دعا کریں گے تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔

بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو جب تک تمہاری بات مانی جائے اگر تمہاری بات نہ مانی جائے تو پھر (تم) اپنی (اصلاح کی) فکر کرو۔ (تفسیر مظہری)

آیت کی تفسیر حضرت سعید کی زبانی:

تفسیر بحر محیط میں حضرت سعید بن جبیرؒ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم اپنے واجبات شرعیہ کو ادا کرتے رہو جن میں جہاد اور امر بالمعروف بھی داخل ہے یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی جو لوگ گمراہ رہیں تو تم پر کوئی نقصان نہیں، قرآن کریم کے الفاظ اذا اہتدیتم میں غور کریں تو یہی تفسیر خود واضح ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تم راہ پر چل رہے ہو تو دوسروں کی گمراہی تمہارے لئے مضر نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص امر بالمعروف کے فریضہ کو ترک کر رہا ہے وہ راہ پر نہیں چل رہا ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

آیت کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی کا بیان نقل کیا ہے، حضرت ابو ثعلبہ نے کہا کہ میں نے اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ امر بالمعروف ترک کر کے بیٹھ رہو) بلکہ مطلب یہ ہے کہ بھلائی کی ہدایت اور برائی سے باز رہنے کی نصیحت کرتے رہو، یہاں تک کہ جب لوگ بخل کے مطیع ہو گئے ہوں، خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں، دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہو، اور ہر شخص صرف اپنی رائے میں مست ہو اور تم کو کوئی چارہ کار نہ ہو (اور وعظ و پند بیکار ہو) تو اس وقت میں صرف اپنے نفس (کی اصلاح) کی فکر رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔ یہ امر بھی ہے کہ تمہارے آگے صبر کا زمانہ آنے والا ہے، اس زمانہ میں صبر رکھنا اتنا مشکل ہوگا جیسے انگارہ ہاتھ میں لینا، اس وقت نیک عمل کرنے والے کو ثواب ان پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جو نیک عمل کرتے ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں کے پچاس آدمیوں کے برابر؟ فرمایا تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر۔ (ترمذی)

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا

اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتلا دے گا تم کو

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

جو کچھ تم کرتے تھے

یعنی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہر ایک نے اپنے اپنے عمل کا بدلہ پایا اور تمہاری تکذیب کا وبال ان پر نہ پڑا اور نہ ان کی گمراہی کا وبال تم پر پڑے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ

اے ایمان والو گواہ درمیان تمہارے جبکہ پہنچے کسی کو

أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ

تم میں موت وصیت کے وقت دو شخص معتبر

ذَوَا عَدْلٍ

ہونے چاہئیں

مِنكُمْ

تم میں سے

یعنی مسلمانوں میں سے (معتبر)

أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ

یا دو شاہد اور ہوں تمہارے سوا

یعنی غیر مسلم (معتبر)

إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم

اگر تم نے سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم کو

وصیت کے احکام

ربط آیات: سابق آیات میں اصلاح نفس کا ذکر تھا اور یہاں وصیت کا بیان ہے، اس میں بھی اصلاح نفس اور ادائے حقوق کی تعلیم ہے۔

مسئلہ (۱) وصیت میں گواہی اور ثبوت کی تاکید اس لئے ہے کہ جو حقوق ہوں وہ ادا ہو سکیں اور کسی کا حق ضائع نہ ہو۔

مسئلہ (۲) گواہی کے لئے مسلمان اور عادل ہونا شرط ہے اور غیر مسلم کی گواہی افضل نہیں۔

مسئلہ (۳) [illegible]

مسئلہ (۴) اگر وصی یا گواہوں پر خیانت کا شبہ ہو تو ان سے قسم لی جائے گی اور اگر بعد میں خیانت ثابت ہو تو ورثاء کی قسم معتبر ہوگی۔

مسئلہ (۵) میت کی وصیت کے ثبوت میں اگر اختلاف ہو تو ورثاء کو قسم دی جائے گی۔

مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ

[illegible]

الصَّلٰوةِ

[illegible]

[illegible]

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ

[illegible]

بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ

[illegible]

اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ

[illegible]

وصیت کا بہترین طریقہ

[illegible]

شہادت کا مطلب

[illegible]

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ

[illegible]

يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

[illegible]

[illegible]

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ

[illegible]

بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

[illegible]

وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ

[illegible]

[illegible]

شانِ نزول

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ

ایمانہم

[illegible]

کہ کہیں یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ جانتے ہیں کہ آخر اما نتی شہادتیں پر سکیں گی۔ (معارف القرآن)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ نہیں چلاتا

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

سیدھی راہ پر نافرمانوں کو

خدا کی نافرمانی کرنے والے انجام کار دو اور فلاح کی منزل تک پہنچ کر کامیابی کا چہرہ نہیں دیکھتا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ

جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا تھا

محشر میں پیغمبروں سے سوال

یہ سوال محشر میں امتوں کے روبرو پیغمبروں سے کیا جائے گا کہ خدا کی طرف سے جب تم ان کے پاس پیغام حق لے کر گئے تو انہوں نے کیا جواب دیا اور کہاں تک دعوت حق کی اجابت کی؟ گزشتہ رکوع میں بتلایا تھا کہ خدا کے یہاں جانے سے پہلے بذریعہ وصیت وغیرہ یہاں کا انتظام ٹھیک کرو، اب متنبہ فرماتے ہیں کہ وہاں کی جوابدہی کے لئے تیار رہو۔ (تفسیر عثمانی)

پانچ چیزوں کا سوال

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تزول قدما ابن ادم يوم القيامة حتى يسئل عن خمس عن عمره فيما افناه وعن شبابه فيما ابلاه وعن ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وماذا عمل فيما علم.

"کسی آدمی کے قدم محشر میں اس وقت تک نہ سرک سکیں گے جب تک اس سے پانچ سوالوں کا جواب نہ لیا جائے، ایک یہ کہ اس نے اپنی عمر کے طویل و کثیر حصہ کو کس کام میں خرچ کیا۔ دوسرے یہ کہ خصوصیت سے جوانی کا زمانہ جو قوت عمل کا زمانہ تھا، اس کو کن کاموں میں خرچ کیا۔ تیسرے یہ کہ ساری عمر میں جو مال اس کو حاصل ہوا وہ کہاں اور کن حلال یا حرام طریقوں سے کمایا۔ چوتھے یہ کہ مال کو کن جائز یا ناجائز کاموں میں خرچ کیا۔ پانچویں یہ کہ اپنے علم پر کیا عمل کیا؟"

امتحان کا پرچہ: خلاصہ یہ کہ اس آیت میں قیامت کے ہولناک منظر کی ایک جھلک سامنے کر دی گئی ہے، کہ موقف حساب میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ برگزیدہ و مقبول رسول کھڑے ہیں، اور ان سے جب یہ سوال ہو تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے ہر روز کی گھڑیاں ہیں سے پوچھے اور فرصت عمر کو اس حساب کی تیاری کے لئے غنیمت سمجھتا رہے۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) حوض پر میرے پاس کچھ لوگ آ رہے ہوں گے کہ میں ان کو پہچان لوں گا لیکن ان کو میرے پاس پہنچنے سے پہلے ہی روک لیا جائے گا میں کہوں گا یہ تو میرے پیارے صحابی ہیں یہ تو میرے پیارے ساتھی ہیں۔ تو جواب ملے گا تم کو علم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا باتیں دین میں نکال رکھی تھیں۔ (رواہ مسلم، بخاری، بحوالہ مظہری)

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا

وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں

سوال کا جواب

محشر کے ہولناک دن میں جب خدا کے قہر کی شان جلال کا انتہائی ظہور ہوگا، اکابر اولوالعزم کے بھی ہوش باختہ رہیں گے، اور اللہ العزوۃ ان پر خوف کی سی کیفیت طاری ہوگا۔ اس وقت انتہائی خوف و خشیت سے حق تعالیٰ کے سوال کا جواب "لا علم لنا" (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوا نہ دے سکیں گے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں سب کی طرف خدا کی نظر لطف و رحمت ہوگی تب کچھ عرض کرنے کی جرأت کر سکیں گے۔ حسن بصری وغیرہ سے یہ ہی منقول ہے۔ لیکن بعض علماء کے نزدیک "لا علم لنا" کا مطلب یہ ہے کہ خداوندا تیرے علم کامل و محیط کے سامنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں۔ گویا یہ الفاظ "تادب مع اللہ" کے طور پر ہیں۔ ابن جریج کے نزدیک لا علم لنا سے یہ مراد ہے کہ ہم کو معلوم نہیں کہ ہمارے پیچھے لوگوں نے کیا کچھ کیا۔ ہم صرف ان ہی اعمال و احوال پر مطلع ہو سکتے ہیں جو ہمارے سامنے ظاہری طور پر پیش آتے تھے۔ باطن و سرائر کا علم علام الغیوب ہی کو ہے۔ آئندہ رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی جو جواب نقل فرمایا ہے "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا" الخ، اس آخری معنی کی تائید ہوتی ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ جب حوض پر بعض لوگوں کی نسبت حضور فرمائیں گے "اصحابی" تو جواب ملے گا "لا تدری ما احدثوا بعدک" یعنی آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے پیچھے انہوں نے کیا حرکات کیں۔ (تفسیر عثمانی)

☆ قالوا لا علم لنا پیغمبر عرض کریں گے کہ ہم کو اس کا کچھ علم نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ، حسن، مجاہد اور سدی نے کہا قیامت کی ہولناکیاں اور شدید گھبراہٹ وہاں دلوں کو ان کی جگہ سے ہلا دیں گی اور پیغمبر گھبرا جائیں گے۔ پھر امت میں کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور عرض کریں گے ہم کو معلوم نہیں پھر جب ہوش و حواس ٹھکانے آجائیں گے تو اپنی اپنی امتوں کے متعلق شہادت دیں گے۔ (تفسیر مظہری)

إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ إِذْ قَالَ اللَّهُ

تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا جب کہے گا اللہ

غالباً یہ پورا رکوع آنے والے رکوع کی تمہید ہے۔ احسانات یاد دلا کر جو سوال ہوگا جو آگے مذکور ہے۔ (تفسیر عثمانی)

يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَ

اے عیسٰی مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ

عَلَىٰ وَالِدَتِكَ

پر اور تیری ماں پر

حضرت عیسٰیؑ سے خطاب:

ان کی والدہ پر احسان کرنا عین بیٹے پر احسان ہے۔ دوسرے ظالم لوگ جو تہمت مریم صدیقہ پر لگاتے تھے حق تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ان کی برات و نزاہت کے لئے [illegible] بچے اور معجزہ عجیب [illegible] حضرت مریم کو [illegible] تسکین کا باعث ہوئے۔ [illegible] (تفسیر عثمانی)

إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ

جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے تو کلام کرتا تھا لوگوں سے

فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ

گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ وَإِذْ

اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب

تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي

تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے

فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ

پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا

الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ

مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا

الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي

مردوں کو میرے حکم سے

حضرت عیسٰیؑ کے امتیازات:

کاش عیسائی [illegible] "إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ" تعجب ہے کہ عیسائیوں نے حضرت مسیح کے "کلام فی المہد" کا معجزہ انجیل میں [illegible] بچپن اور بڑی عمر میں یہود کے سامنے انہوں نے ایسی [illegible] آیتیں بیان فرمائیں کہ تمام علماء عاجز و مبہوت رہ گئے اور تحسین پیش کرنے لگے۔

روح القدس اس سے تعلق اور اثرات:

یوں تو "روح القدس" سے حسب مراتب سب انبیاء علیہم السلام بلکہ بعض مومنین کی بھی تائید ہوتی ہے لیکن حضرت عیسٰی علیہ السلام کو جن کا وجود ہی "نفخ جبریل" سے ہوا کوئی خاص قسم کی فطری مناسبت اور تائید حاصل ہے جو تفضیل انبیاء کے صدد میں بیان فرمایا گیا۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۘ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ۚ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

(البقرہ، رکوع ۳۳) "روح القدس" کی مثال عالم ارواح میں ایسی سمجھو جیسے عالم مادیات میں قوت کہربائیہ (بجلی) کا خزانہ، جس وقت اس خزانہ کا [illegible] اصول کے موافق [illegible] جوڑ دیا [illegible] بجلی کا اثر پہنچا۔ جہاں کنکشن درست کر دیا [illegible] روشنی اور حرارت [illegible] ہیں۔ اگر کسی مریض پر بجلی کا عمل کیا گیا تو [illegible] بے حس ہو جانے والے اعصاب میں بجلی کے پہنچنے سے حس و حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ [illegible] قوت [illegible] سے قوت ایمانی [illegible] ہے۔ [illegible] قوت [illegible] کیا جا سکتا ہے (فوائد عثمانی، معارف [illegible])

معمولی مادی [illegible] حال یہ ہے تو اس قدر [illegible] "عالم ربانی" کی گمراہی ہے
میں جس طرح [illegible] حق تعالیٰ نے حضرت
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کا تعلق روح قدس سے کسی ایک
خاص نوعیت اور اصول کے ماتحت رکھا ہے جس کا اثر کھلے ہوئے طور پر
روحیت مسیح والی مخصوص آثار و حیات کی شکل میں ظاہر ہوا ان کا "روح اللہ"
سے ملقب ہونا بچپن، جوانی اور کہولت میں یکساں کلام کرنا خدا کے حکم سے
افاضہ حیات کے قابل کالبد خاکی تیار کر لینا پھر اس میں باذن اللہ روح حیات
پھونکنا، لاعلاج امراض مریضوں کو صحت دینا باذن اللہ بدون توسط اسباب
عادیہ کے مادر زاد اندھے کو بے عیب بینا کر دینا حتیٰ کہ مردہ لاشوں میں باذن اللہ دوبارہ
روح حیات کو [illegible] آپ کا [illegible]
کر آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور آپ کی حیات طیبہ کا اس قدر طویل ہونا
کوئی اثر [illegible] وغیرہ یہ سب آثار اسی تعلق خصوصی سے پیدا ہوئے
ہیں جو رب العزت نے کسی مخصوص نوعیت و اصول سے آپ کے اور روح
قدس کے درمیان قائم کر دیا ہے ہر پیغمبر کے ساتھ کچھ امتیازی معاملات خدا
تعالیٰ کے ہوتے ہیں ان سے کلی [illegible]
ہی امتیازات کو [illegible] "تفاضل جزئی" کے نام سے موسوم کرتے
ہیں ایک چیز ان سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ الوہیت ثابت ہو
وہ تعلق [illegible] الفاظ [illegible] استعمال کیے گئے
ہیں [illegible] خالق حقیقی "احسن الخالقین" کے سوا کوئی نہیں۔ اسی لئے "باذنی" کا بار
بار اعادہ کیا گیا اور "آل عمران" میں حضرت مسیح کی زبان سے باذن اللہ کی
تکرار کرائی گئی۔ بہرحال [illegible] آیات [illegible] سے پہلے "آل عمران"
میں حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب ہوئے ہیں ان کا انکار یا تحریف
صرف ان کا کام ہو سکتا ہے جو "آیات اللہ" [illegible] کے تابع کرنا
چاہتے ہیں۔ باقی جاہل قادیانی [illegible] "معجزات و خوارق" کا انکار کرنا
چاہتے ہیں ان کا جواب ہم نے ایک مستقل مضمون میں دیا ہے اس کے
مطالعہ سے ان شاء اللہ تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے گا۔ (تفسیر حقانی)

[illegible] جب یہ چاہتے کہ کوئی مردہ زندہ ہو جائے تو دو رکعت نماز
پڑھتے [illegible] اس کے بعد وہ مردہ زندہ ہو جاتا اس حالت کو دیکھ
کر ہر شخص [illegible] یہ مردہ [illegible] حق تعالیٰ کی قدرت اور پھر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے زندہ ہوا ہے۔ (تفسیر [illegible])

مرزا قادیانی کے خرافات:

مرزا غلام احمد قادیانی نے سرسید علی گڑھی کی تقلید میں ان معجزات کا
انکار کیا اور [illegible] ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے [illegible]

مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتا ہے [illegible] مرزا [illegible] خدا تعالیٰ کی ان
آیات کا منکر ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے معجزات ذکر کیے ہیں۔
مرزائے قادیان ان کو مسمریزم کی قسم قرار دیتا ہے قادیان [illegible]
[illegible] کو یہ خبر نہیں کہ معجزات سے کسی [illegible] معجزات
نبوت و رسالت کی دلیل ہوتے ہیں ان سے نبوت و رسالت ثابت ہوتی
ہے قرآن کریم میں حضرت مسیح کے معجزات کے ذکر کرنے سے یہودیوں کا
مقصود ہے جو حضرت مسیح کی نبوت و رسالت کے منکر تھے۔ مرزائے
قادیان کہتا ہے [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] تھے۔
مسیح کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع یہ کہتے ہیں کہ
یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا اور سولی سے مرے نہیں بلکہ بے
ہوش ہو گئے تھے یہود نے ان کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفن کر دیا مگر چونکہ وہ
مرے نہ تھے [illegible] بے ہوش ہو گئے تھے اس لئے قبر سے نکل آئے
اور چھپ کر ملک شام سے کشمیر چلے گئے اور وہاں جا کر اپنے زخموں کا علاج
کرایا اور اچھے ہو گئے اور زندگی پوری کر کے اپنی موت سے مر گئے اور کشمیر
کے شہر [illegible] محلہ خان یار میں دفن ہوئے۔ یہ سب [illegible]
[illegible] حضرت مسیح پر [illegible] یہود [illegible] قتل اور صلیب کے [illegible]
[illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] قادیان کے [illegible]
[illegible] بہتان کے کوئی دلیل نہیں۔ [illegible]

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم
اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لے کر آیا
بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ
ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں
إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ
اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح

یہودیوں کی غلط فہمی اور ناکامی:

معجزات [illegible] خوارق عادت تصرفات کو جادو کہنے لگے [illegible]
حضرت مسیح کے قتل کے درپے ہوئے حق تعالیٰ نے [illegible]
حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس طرح یہودیوں کو ان کے ارادے [illegible]

مقصود میں کامیاب ہونے سے روک دیا گیا۔ (تفسیر حقانی)

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ
اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ
وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا
مجھ پر اور میرے رسول پر تو کہنے لگے ہم
مُسْلِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى
ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ
ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ
مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا ہے

"کر سکتا ہے" اس لئے کہا کہ آپ کی عبادت اور دعا سے ہمارے لئے بطور "خرق عادت" ایسا معلوم ہوا کہ کر سکتا ہے۔

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ
کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے

یعنی آسمان کی طرف سے بے محنت روزی پہنچ جایا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ خوان جنت ہی کا ہو۔ (تفسیر حقانی)

طاقت رکھنے کا مطلب:

حضرت عائشہ نے فرمایا حواری اللہ (کے مرتبہ) سے خوب واقف تھے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ نَّدْعُوَهٗ (کیا آپ کا رب طاقت رکھتا ہے کہ آپ اس سے دعا کریں اور وہ پوری کر سکے) کہنے سے بہت بعید تھے۔ رواہ ابن ابی شیبہ وابو الشیخ وغیرہما۔ (حضرت عائشہ کی قراءت میں تستطیع ربک آیا ہے یستطیع ربک نہیں آیا یعنی استطاعت کا مخاطب حضرت عیسیٰ ہیں استطاعت کا فاعل اللہ نہیں ہے اس لئے آپ نے اس قراءت کی تغلیط کی جس میں یستطیع آیا ہے اور استطاعت کا فاعل اللہ کو قرار دیا ہے) بعض علماء نے کہا کہ اس جگہ استطاعت سے مراد ہے حکمت و ارادہ کا تقاضا ہو سکنا۔ قدرت رکھنا مراد نہیں ہے اللہ کی قدرت میں تو حواریوں کو شک نہیں تھا مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ کی حکمت و ارادہ بھی ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں کہ آسمان سے خوان نازل فرما دے) جیسے کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے کیا آپ میرے ساتھ اٹھ کر بازار کو جا سکتے ہیں (اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ آپ میں اٹھ کر جانے کی طاقت بھی ہے یا نہیں بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ اٹھ کر چلنے کو مناسب سمجھتے ہیں یا نہیں) (مظہری)

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے

ایماندار ہونے کا تقاضا:

یعنی ایماندار بندوں کو لائق نہیں کہ ایسی غیر معمولی فرمائشیں کر کے خدا کو آزمائے خواہش کی طرف سے کسی بے صبری کا اظہار ہو روزی ان ہی ذرائع سے طلب کرنا چاہئے جو قدرت نے اس کی تحصیل کے لئے مقرر فرما دیئے ہیں۔ خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اس کا ایمان و اعتماد ہو کہ حق تعالیٰ ایسی جگہ سے اس کو روزی پہنچائے گا جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ الخ

(الطلاق، رکوع ۱) (تفسیر عثمانی)

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور مطمئن ہو
قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ
جاویں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ تو نے
عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝
ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر گواہ

حواریوں کے مطالبوں کی وضاحت:

یعنی آزمانے کو نہیں مانگتے بلکہ برکت کی امید پر مانگتے ہیں کہ غیب سے بے محنت روزی ملا کرے تاکہ اطمینان قلب اور دلجمعی سے عبادت میں لگے رہیں۔ اور آپ نے جو غیبی خبریں نعمائے جنت وغیرہ کے متعلق دی ہیں ایک جزو کا مشاہدہ کر کے ان کی بھی عین الیقین حاصل ہو جائے اور ایک عینی شاہد کے طور پر ہم اس کی گواہی دیں جس سے یہ معجزہ ہمیشہ مشہور رہے۔ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم خدا کے لئے تیس دن کے روزے رکھ کر جو کچھ طلب کرو گے وہ دیا جائے گا حواریین نے روزے رکھ لئے بعد مائدہ طلب کیا۔ وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا سے یہی مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا
کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر
مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا
خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور
لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا
پچھلوں کے واسطے

آسمان سے خوان اترنے کا دن:

یعنی وہ دن جس میں وہ خوان آسمانی اترے ہمارے لیے اور ہمارے بعد میں آنے والوں کے لیے عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے۔ اس تقریر کے موافق شرعی عید کا اطلاق کیا ہو جیسے کہ آیۃ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کے متعلق بخاری میں یہودی کا قول نقل کیا ہے [illegible] جس طرح آپ کو عید منانے کا [illegible] ... (کما ہو مصرح فی الاحادیث الاخر) اس پر مائدہ کے عید ہونے کی [illegible] جس روز خوان اترا تو وہ روز جمعہ تھا [illegible] کے لیے بھی ہے جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ [illegible]

دستر خوان کے کھانے

ترمذی کی حدیث میں عمار بن یاسر سے منقول ہے کہ وہ خوان آسمان سے نازل ہوا اس میں روٹی اور گوشت تھا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان لوگوں نے (یعنی بعض نے) خیانت کی اور اگلے دن کے لیے اٹھا کر رکھا، پس بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیے گئے [illegible] اور اس حدیث میں ان کی یہ خیانت بھی مذکور ہے کہ اگلے دن کے لیے رکھ لینا منع کیا تھا۔ [illegible]

مائدہ مرزوقہ [illegible] کا صیغہ ہے یعنی اور کھانا کھلانے والا خوان بھی کہا جاتا ہے [illegible] خوان پر ہوتا ہے اس کو بھی مائدہ کہہ دیا جاتا ہے جیسے [illegible] کی طرف [illegible] جاتی ہے۔ (مصباح)

تَكُونُ لَنَا عِيدًا: جو ہمارے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے۔

لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا: یعنی ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے۔ مطلب یہ کہ یعنی ہمارے زمانہ والوں کے لیے اور آئندہ لوگوں کے لیے خوشی کا دن ہو

جائے گا [illegible] ہمارا کھانا اس دن [illegible] جو خوشی کم سے ہو آنے والی اس عید کو [illegible] ہیں بعض لوگوں نے کہا عید خوشی کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی تبدیلی غم سے خوشی کی طرف لوٹتا ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ وہ اتوار کا دن تھا اس کے عید بنانے کو [illegible] کہا ہے بعض لوگوں نے کہا عید ہو [illegible] اللہ کی طرف سے ثبوت اور نشانی۔

[illegible] سے مراد ہیں اول سے مراد [illegible] ہیں اور آخر سے مراد ہیں مستقبل میں آنے والے لوگ [illegible] حضرت ابن عباس نے فرمایا (لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا) سے یہ مراد ہے کہ اس کھانے کو جس طرح پہلے لوگ کھائیں اسی طرح آخری لوگ بھی کھائیں (یعنی خوان پر برکت ہو کہ سب کے لیے کافی ہو اول سے آخر تک سب لوگ اس میں سے کھا لیں) (تفسیر مظہری)

وَآيَةً مِنْكَ
اور نشانی ہو تیری طرف سے

یعنی تیری قدرت کی اور میری نبوت و صداقت کی نشانی ہو۔ (تفسیر عثمانی)

وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ
اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر روزی دینے والا

یعنی وہ خوان بغیر کسی محنت کے روزی عطا فرمائے۔ آپ نے بیان کیا کی [illegible] مشکل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ
کہا اللہ نے میں بیشک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں
بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا
ناشکری کرے گا اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ
مِنَ الْعَالَمِينَ
دوں گا جہان میں

نزالی نعمت کا غیر معمولی شکریہ

جب نعمت غیر معمولی اور نرالی ہو تو اس کی شکر گزاری کی تاکید بھی معمول سے بہت بڑھ کر ہونی چاہیے۔ اور ناشکری پر عذاب بھی غیر معمولی اور نرالا آئے گا۔ موضح القرآن میں ہے کہ بعض کہتے ہیں وہ خوان اتر

[illegible]

شدید عذاب والے

[illegible]

سات روٹیاں سات مچھلیاں

[illegible]

حضرت عیسیٰ کی دعا

[illegible]

[illegible] کا قصہ

[illegible]

ایک پر روغن زیتون ہے اور دوسری پر کھجوریں ہیں اور باقی پر انار ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ اور رحمت پسند فرمائی:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ صفا کی پہاڑی کو ہمارے لئے سونا بنا دو تو ہم تم پر ایمان لائیں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا ایمان لاؤ گے؟ کہا ہاں۔ اسی وقت جبرئیلؑ آئے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تم چاہو تو صفا کو سونا کر دیا جائے لیکن اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو ایسا عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دیا ہوگا اور اگر تم چاہو تو میں ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دوں۔ آپ نے فرمایا اے پروردگار! توبہ اور رحمت چاہتا ہوں۔ (احمد، ابن کثیر)

حضرت عیسیٰؑ کی ناگواری

ابن ابی حاتم نے ... نے ... ابو اسحاق ... سلمان فارسیؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے مائدہ کی درخواست کی تو آپ کو سخت ناگوار ہوا اور آپ نے فرمایا اللہ نے زمین میں جو کچھ عطا فرمایا ہے اسی پر قناعت کرو، مائدہ کی درخواست نہ کرو کیونکہ مائدہ اگر نازل ہو گیا تو خدا کی طرف سے وہ ایک نشان ہوگا اور ثمود نے جب اپنے پیغمبر سے نشانی طلب کی تھی تو وہ جو اونٹنی ملی وہی ان کی تباہی کا سامان ہو گئی (جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا)۔

خوان اترنے کی کیفیت

جب حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی تو ایک سرخ رنگ کا خوان دو بدلیوں کے درمیان اوپر سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ لوگ اس کو دیکھ رہے تھے۔ خوان آ کر لوگوں کے سامنے گر پڑا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عیسیٰ رونے لگے اور فرمایا اے اللہ مجھے شکر گزاروں میں سے کر دے، اے اللہ اس کو رحمت بنا دے عذاب نہ بنانا۔ یہودی بھی ایسی چیز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جس کی مثل انہوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ خوان میں سے ایسی خوشبو آ رہی تھی جس کی مثل کبھی کوئی خوشبو نہیں پائی گئی۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم میں سے جو سب سے زیادہ نیک اعمال والا ہو وہ اٹھے اور بسم اللہ کہہ کر اس کا سرپوش کھولے۔ حواریوں کے سردار شمعون صفا نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت عیسیٰ اٹھے، وضو کیا، ایک لمبی نماز پڑھی اور خوب روئے

پھر اللہ کا نام لے کر سرپوش ہٹا دیا اور فرمایا بسم اللہ خیر الرازقین۔ خوان میں ایک بریاں مچھلی تھی جس پر کوئی سنا نہ تھا اور مچھلی سے روغن بہہ رہا تھا۔ اس کے سر کی طرف نمک رکھا تھا اور دم کی طرف سرکہ اور چاروں طرف ہر رنگ کی ترکاریاں رکھی تھیں سوائے گندنا کے۔ اور پانچ روٹیاں تھیں، ایک پر زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچویں پر گوشت کے ٹکڑے تھے۔ شمعون نے عرض کیا یا روح اللہ کیا یہ دنیا کا کھانا ہے یا جنت کا؟ فرمایا یہ نہ دنیا کا کھانا ہے نہ جنت کے کھانے کی قسم کا (بلکہ) اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کو تیار کیا ہے، اب تم اس کو کھاؤ۔ تم نے جس چیز کی درخواست کی تھی اس کو اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ حواریوں نے عرض کیا یا روح اللہ آپ ہی سب سے پہلے کھائیں۔ فرمایا میں اس کے کھانے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، جس نے اس کی درخواست کی ہے وہی پہلے کھائے۔ حواری اس کو کھانے سے ڈرے (اس لئے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا)۔ حضرت عیسیٰ نے کھانے کے لئے فقیروں، بیماروں اور اپاہجوں کو بلا کر فرمایا اللہ کا بھیجا ہوا رزق کھاؤ، یہ تمہارے لئے مبارک ہے اور دوسروں کے لئے مصیبت۔ چنانچہ سب نے کھایا، ایک ہزار تین سو مرد اور عورتوں نے شکم سیر ہو کر کھایا لیکن مچھلی جوں کی توں رہی۔ پھر خوان اٹھا لیا گیا اور لوگوں کی نظروں کے سامنے اوپر چڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ جس بیمار نے کھایا تھا تندرست ہو گیا اور جس فقیر نے کھایا تھا غنی ہو گیا۔ ... خوان اترنے کے بعد ... چالیس روز ... چاشت کے وقت ... خوان نازل ہوتا ... سب لوگ ... کھاتے ... جب سب کھا کر فارغ ہو جاتے تو خوان سب کی نظروں کے سامنے اٹھ جاتا ... ایک دن ... حضرت عیسیٰ کو وحی ... میرا خوان اور رزق صرف فقراء کے لئے مخصوص رہنا چاہئے ... مالدار ... ان میں شک پیدا ہوا ... کہنے لگے ... (اگر یہ بات) ... ہوتی تو ... نہ ... ان میں ... اللہ نے ... تین سو ...

پانی رکھی گئی اور فرمایا ہیں۔ یہ شرط لگا دی تھی کہ خوان نازل ہونے کے بعد جو کفر کرے گا میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی کو نہ دوں گا (جب انہوں نے کفر کیا تو ایسے عذاب کے مستحق ہو گئے)

کفر کرنے والوں پر عذاب:

حضرت عیسیٰ نے عرض کیا اگر تو ان کو عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں (تجھے عذاب دینے کا حق ہے) اور اگر معاف کر دے تو بلاشبہ تو ہی غالب دانا ہے (مغفرت کر سکتا ہے اور مغفرت کی مصلحت سے بھی واقف ہے) الغرض ان میں سے ۳۳۳ آدمیوں کی صورتیں مسخ کر دی گئیں۔ رات کو بیویوں کے ساتھ (اچھے بھلے) سوئے اور صبح کو سوروں کی شکل میں اٹھے اور راستوں اور کوڑا گھروں میں دانے ڈھونڈتے پھرنے اور گندگی کھانے لگے لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روئے۔ سوروں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا تو آپ کے گرد گھومنے اور رونے لگے حضرت عیسیٰ ان کے نام لے کر پکارتے تھے اور وہ سر سے اشارہ کرتے اور رو رہے تھے بات نہیں کر سکتے تھے۔ اسی حالت میں تین روز زندہ رہے پھر سب مر گئے۔

خوان کے ساتھ شرط:

بغوی نے لکھا ہے کہ خلاس بن عمرو نے حضرت عمار بن یاسر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوان اترا تو اس میں گوشت اور روٹی تھی اور بنی اسرائیل سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ مائدہ تمہارے لئے تا قیامت رہے گا جب تک تم اس میں خیانت نہ کرو گے اور چھپا کر نہ رکھو گے لیکن (دوسرا دن بھی) نہیں گزرا تھا کہ انہوں نے خیانت کی اور (کچھ حصہ) چھپا کر رکھ لیا آخر بندروں اور سوروں جیسی شکلیں ان کی کر دی گئیں۔

خوان سے پہلے روزے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا تیس روزے رکھو پھر اللہ سے جو چاہو مانگو گے وہ تم کو عطا فرما دے گا۔ حسب الحکم لوگوں نے روزے رکھے اور روزوں سے فراغت کے بعد عرض کیا اگر ہم کسی کا کام کرتے ہیں اور کام پورا کر دیتے ہیں تو وہ ہم کو کھانا دیتا ہے (آپ اللہ کے لئے ہم نے روزے رکھے ہیں اور اللہ سے کھانا مانگتے ہیں) چنانچہ انہوں نے خوان اترنے کی درخواست کی (دعا قبول ہوئی) ملائکہ ایک خوان اٹھائے ہوئے آئے خوان پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں لوگوں کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اول سے آخر تک سب لوگوں نے اس کو کھایا (اور جس طرح اول ناشتہ کرنے کے وقت تھا ویسا ہی آخر والوں کے کھانے کے بعد رہا)

نزول مائدہ کے بارے میں علماء کا اختلاف رائے:

قتادہ کا قول ہے کہ جہاں کہیں بنی اسرائیل ہوتے تھے خوان اترتا تھا جیسے من وسلویٰ کی طرح اترتا تھا۔ نزول مائدہ کے متعلق اکثر علماء کے یہ مختلف اقوال تھے جو ذکر کر دیئے گئے۔ مجاہد اور حسن نزول مائدہ کی نفی کے قائل تھے ان کا خیال تھا کہ جب ان کو تنبیہ کی گئی کہ نزول مائدہ کے بعد اگر کفر کرو گے تو تم کو ایسا عذاب ملے گا تو وہ ڈر گئے اور اندیشہ ہو گیا کہ کہیں کوئی کفر نہ کر بیٹھے (اور عذاب میں پڑ جائے) اس لئے انہوں نے معافی طلب کی اور عرض کیا ہم مائدہ کے طالب نہیں۔ (یعنی درخواست کے بعد مائدہ نازل نہیں ہوا۔ رہا آیت انی منزلها (میں نازل کرنے والا ہوں) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس تنبیہ کے بعد بھی اگر تم خواہش مائدہ کے طلبگار رہو گے تو ضرور نازل کروں گا۔ صحیح قول وہی ہے جو اکثر علماء کا مختار ہے کہ مائدہ نازل ہوا کیونکہ اللہ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ میں ضرور نازل کروں گا اور اللہ کی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی۔ پھر نزول مائدہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحابہ کے آثار اور تابعین کے اقوال بکثرت آئے ہیں جن کو (معنوی طور پر) متواتر کہہ سکتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ
اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو
لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ
کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے

قیامت میں حضرت عیسیٰ سے الوہیت کے بارے میں سوال:

پچھلا رکوع حقیقت میں اس مضمون کی تمہید تھی۔ پچھلے رکوع کی ابتداء میں يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فرما کر آگاہ کیا تھا کہ قیامت کے دن تمام مرسلین سے ان کی امتوں کے جواب کے متعلق سوال ہو گا اور جواب ہوں گے پھر ان میں سے خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جن کو کروڑوں آدمیوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے کہ ان سے بالخصوص ان کے عقیدہ باطلہ کی نسبت دریافت کیا جائے گا جن کو تعظیم عطا فرمائی اور متعدد انعامات یاد دلائے گئے جو ان کی ذات پر فائض

ہوئے۔ چنانچہ ارشاد ہوگا، ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ (کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے سوا معبود بنا لو) حضرت مسیح علیہ السلام اس سوال پر کانپ اٹھیں گے اور وہ عرض کریں گے جو آگے آ رہا ہے۔ آخر میں ارشاد ہوگا ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ "ہذا" کا اشارہ اسی یوم کی طرف ہے جو یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ میں مذکور تھا۔ بہر حال یہ سب واقعہ روز قیامت کا ہے جسے متحقق الوقوع ہونے کی وجہ سے قرآن و حدیث میں صیغۂ ماضی (قال) سے تعبیر فرمایا ہے۔ (تفسیر حقانی)

نکتہ: اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ: کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔ مریم کی جگہ امی کا لفظ اس امر پر روشنی ڈال رہا ہے کہ تو پیدا شدہ ہے اور مریم تیری والدہ ہے پھر الوہیت کے دعوے کا کیا جواز ہو سکتا ہے اللہ کو تو تولد اور تناسل سے پاک ہونا چاہیے۔

ترکیب نحوی:

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ: اللہ کے علاوہ، یہ الٰہین کی صفت ہے یعنی اللہ کے علاوہ معبود یا اتخذوا کے فاعل یا مفعول سے حال ہے۔

نکتہ: لفظ دون مغایرت پر دلالت کرتا ہے اس لفظ سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں کی عبادت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا عبادت نہ کرنے کی طرح ہے جو شخص اللہ کی عبادت کے ساتھ عیسیٰ اور مریم کی بھی عبادت کرتا ہے وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا۔ دون کا معنی کم بھی ہو سکتا ہے یعنی مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو مگر اللہ کی معبودیت سے کم درجہ کا۔ اس مطلب کی وجہ یہ ہے کہ عیسائی عیسیٰ اور مریم کو مستقل معبود تو جانتے نہیں ہیں بلکہ ان کی پرستش کو عبادت الٰہی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

اس سوال پر حضرت عیسیٰؑ کی حالت:

ابو روق نے کہا عیسیٰ یہ کلام سن کر لرز جائیں گے ان کا جوڑ جوڑ کانپ جائے گا اور ہر بن مو سے خون پھوٹ نکلے گا۔ (تفسیر مظہری)

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ

کہا تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق

لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ

نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو

مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ

میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے بیشک

اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب:

یعنی میں ایسی کھلی بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں کسی کو اس کا شریک کیا جائے۔ اور جس کو آپ پیغمبری کا منصب جلیل عطا فرمائیں۔ اس کی یہ شان نہیں کہ کوئی ناحق بات منہ سے نکالے۔ پس آپ کی سبوحیت اور میری عصمت دونوں کا اقتضاء یہ ہے کہ میں ایسی ناپاک بات کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اور سب دلائل کو چھوڑ کر آخری بات یہ ہے کہ آپ کے "علم محیط" سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی۔ اگر فی الواقع میں ایسا کہتا تو آپ کے علم میں ضرور موجود ہوتا۔ آپ خود جانتے ہیں کہ میں نے خفیہ یا علانیہ کوئی ایسا حرف منہ سے نہیں نکالا۔ بلکہ میرے دل میں اس طرح کے گندے خیال کا خطور بھی نہیں ہوا۔ آپ سے میرا یا کسی کے دل کے چھپے ہوئے ہواجس یا ظاہر بھی پوشیدہ نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

امت محمدیہ پر خصوصی مہربانی:

حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن دیر سے تشریف لائے اور پھر سجدے میں گر پڑے اتنی دیر تک کہ گویا روح ہی پرواز ہو گئی ہو۔ پھر آپ نے جب سر اٹھایا تو فرمایا کہ میرے رب نے امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو میں نے کہا اے رب! یہ تیرے ہی بندے اور تیری ہی مخلوق ہیں۔ دوسری بار پوچھا، پھر بھی میں نے یہی کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد میں امت کے بارے میں تم کو رسوا نہ کروں گا۔

قَالَ سُبْحٰنَكَ: عرض کریں گے تو پاک ہے یعنی میں تیری پاکی کا اعتراف کرتا ہوں ہر طرح کے شرک سے یا میں تیرے پاک ہونے کا اقرار کرتا ہوں کہ حقیقت واقعہ جاننے کے لئے سوال اور جواب کا ضرورت مند ہو (حقیقت سے تو خود ہی واقف ہے تجھے مجھ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں)

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ: میرے لئے سزاوار نہ تھا کہ جس حق کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا وہ بات کہتا۔

اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ: اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو تجھے اس کا علم ضرور ہوتا یعنی مجھے معذرت پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو تجھے علم ہوتا اور تو واقف ہے کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ: جو میرے نفس میں ہے اس کو تو

[illegible]

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا

میں نے ان کو نہیں کہا مگر وہی جو تو نے مجھ کو حکم کیا کہ بندگی کرو

اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ

اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا

میں نے توحید کی دعوت دی:

[illegible]

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا

اور میں ان سے خبردار تھا جب تک

تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ

ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا

وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے

میں نے ان کی نگرانی کی:

[illegible]

ترجمہ کی لطافت:

[illegible]

ایک حدیث اور اس کی تشریح

[illegible]

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ

اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو

تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا

آپ قادر، غالب اور حکیم ہیں

[illegible]

ان کو سزا دیں گے تو یہ عین عدل و حکمت پر مبنی ہوگی اور اگر انہیں معاف کر دیں تو یہ معافی بھی زور بازو سے نہ ہوگی۔ چونکہ آپ عزیز (زبردست اور غالب) ہیں اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضہ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پا سکیں۔ اور چونکہ "حکیم" (حکمت والے) ہیں۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہرحال جو فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا جہاں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعا رحم وغیرہ نہیں ہو سکتی اس لئے حضرت مسیح نے غفور رحیم کی جگہ عزیز حکیم وغیرہ صفات کو اختیار فرمایا۔ برخلاف اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں اپنے پروردگار سے عرض کیا تھا رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (اے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا تو جو ان میں سے میری راہ پر چلا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ غفور رحیم ہیں) یعنی ابھی موقع ہے کہ آپ اپنی رحمت سے آئندہ کو توبہ اور اصلاح کی توفیق دے کر پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے

امت محمدیہ کے لیے بشارت:

ابن مردویہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ قربان رات آپ نے نماز کے اندر قیام کی حالت میں قرآن کی ایک آیت (بار بار) اتنی پڑھی کہ اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو ہم اس پر غصہ کرتے فرمایا میں نے اپنی امت کے لئے دعا کی تھی۔ راوی نے پوچھا پھر کیا جواب عطا فرمایا گیا؟ فرمایا ایسا جواب ملا کہ اگر اس کی اطلاع لوگوں کو ہو جائے تو بہت لوگ نماز چھوڑ دیں۔ راوی نے عرض کیا کیا میں اس کی بشارت لوگوں کو نہ دے دوں فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ بات آپ لوگوں کو بتا دیں گے تو وہ عبادت کو چھوڑ کر اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دے کر راوی کو واپس بلا لیا وہ آیت إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ تلاوت فرمائی تھی (نماز میں بار بار) ۱۱۸ آیت پڑھ رہے تھے مسلم اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

ابن کثیر نے روایت ... نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ پوری رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے۔ اور وہ آیت إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہی آیت پڑھتے رہے رکوع بھی اسی سے اور سجدہ بھی اسی سے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اپنے واسطے شفاعت کی درخواست کی تو مجھے عطا فرمائی۔ اور وہ ان شاء اللہ ملنے والی ہے اپنے ہر امتی کے واسطے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللھم امتی امتی یعنی اے پروردگار میری امت کی طرف نظر رحمت فرما اور آپ رونے لگے تو خدا تعالیٰ نے جبرئیل کو دریافت حال کو بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا اس کا جو کہا تھا، جبرئیل نے جا کر اس قول سے آگاہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہہ دو کہ ہم عنقریب آپ کی امت کے بارے میں آپ کو خوش کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔ (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ
فرمایا اللہ نے یہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کے ان کا سچ

جو لوگ اعتقاد اور قول و عمل میں سچے رہے ہیں (جیسے مسیح علیہ السلام) ان کی سچائی کا پھل آج ملے گا (تفسیر عثمانی)

سچا آدمی

حدیث میں خلوت و جلوت میں اچھی طرح نماز پڑھنے والے کو سچا بندہ کہا گیا ہے ارشاد ہے "ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ فاحسن وصلی فی السر فاحسن قال اللہ تعالیٰ ھذا عبدی حقا" (مشکوٰۃ) "جب کوئی بندہ ظاہر میں بھی اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرا سچا بندہ ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جنت کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ میں تم سے راضی ہوا اب کبھی تم پر ناخوش نہ ہوں گا۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
ان کے لئے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا ان سے

وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی

رضاءِ الٰہی:

بڑی کامیابی حق تعالیٰ کی رضا ہے اور جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الٰہی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس روز رب کریم جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا مانگو میں دینے پر آمادہ ہوں۔ لوگ اس کی رضامندی مانگیں گے تو فرمائے گا کہ میری رضامندی ہی نے تمہیں میرے گھر اتارا ہے۔ مانگو کیا مانگتے ہو۔ لوگ پھر اس کی رضامندی مانگیں گے۔ فرمائے گا گواہ رہو کہ میں اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہ بڑی زبردست کامیابی ہے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ عمل کرنے والوں کو ایسا ہی عمل کرنا چاہئے۔ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ۔ کیونکہ محبت دونوں جانب سے ہوگی۔ صوفیہ نے یہی تشریح کی ہے لیکن عام اہل تفسیر نے توضیح مطلب اس طرح کی ہے کہ اللہ ان کی مخلصانہ کوشش کو پسند فرمائے گا یا اللہ کی رضامندی ہوگی اور اللہ کی طرف سے عطا کئے ہوئے کامل ثواب سے اہل جنت خوش ہو گئے یعنی رضامندی ہوگی یعنی ایک طرف سے سعی مشکور ہوگی اور دوسری طرف سے عطا (موفور) مقبول ہوگی۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ

اللہ ہی کیلئے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

یعنی جو وفادار اور مجرم کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو ایک شہنشاہ مطلق کی حکمت و جلال کے مناسب ہے۔ (تفسیر عثمانی)

سورۂ مائدہ الحمد للہ ختم ہوئی

سورۃ انعام

جس نے خواب میں اس کی تلاوت کی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دینی حفاظت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو بھاری رزق ملے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

نزول کی شان عجب کی:

سورۂ انعام مکہ میں ایک ہی رات کے اندر ایک ہی وقت میں نازل ہو گئی۔ اس کو ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے تھے اور تسبیح پڑھتے جا رہے تھے۔ اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ پر سوار تھے اور سورۂ انعام اتر رہی تھی۔ میں ناقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باگ تھامے ہوئے تھی۔ وحی کے بوجھ سے ناقہ ایسی دب گئی تھی کہ گویا اس کی ہڈیاں ہی ٹوٹ جائیں گی۔ ملائکہ زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ سورۂ انعام اترنے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح پڑھتے تھے اور فرمایا اس سورت کی مشایعت میں فرشتے افق تک گھیرے ہوئے تھے۔ فرشتوں کی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی گونج سے زمین و آسمان میں ہنگامہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پوری سورۂ انعام ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی ہے اور ستر ہزار فرشتوں کی تسبیح و تحمید کی گونج کے ساتھ اتری ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور بنایا اندھیرا اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ

رب کے ساتھ اوروں کو برابر کئے دیتے ہیں

خدا کے متعلق کافر قوموں کے تصورات:

مجوس دنیا کیلئے دو خالق مانتے ہیں "یزدان" جو خالق خیر ہے اور

"ابرمن" معبود ٹھہرے۔ یہ روشنی کو نور و ظلمت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرک تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ آریہ سماج باوجود ادعائے توحید "مادہ" اور "روح" کو خدا کی طرح غیر مخلوق اور ازلی کہتے ہیں اور خدا کو اپنی صفت تکوین و تخلیق وغیرہ میں ان دونوں کا محتاج بتلاتے ہیں۔ عیسائیوں کو باپ بیٹے کا توازن درست قائم رکھنے کے لئے روح کو ایک اور ایک تین کا مشہور عقیدہ اختیار کرنا پڑا ہے۔ یہودیوں نے خدا تعالیٰ کے لئے وہ صفات تجویز کیں کہ ایک معمولی انسان کی صورت اس کا جسم بلکہ اس سے بدتر ہو سکتا ہے۔ عرب کے مشرکین نے تو خدائی کی تقسیم میں یہاں تک سخاوت دکھائی کہ شاید ان کے نزدیک ہر ذرہ پتھر اور ہر انسانی کا معبود بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ غرض کہ پانی، سورج، ستارے، درخت، پتھر، حیوان کوئی چیز لوگوں نے نہ چھوڑی جسے خدائی کا کچھ حصہ دیا ہو، عبادت و استعانت وغیرہ سے وقف اس خدا کے برابر نہ ٹھہرایا ہو، حالانکہ وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال کی جامع اور ہر قسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر طرح کی حمد و ثنا کا بلا شرکت غیرے مستحق ہے جس نے آسمان و زمین جیسی کل عظیم مخلوقات کو پیدا کیا اور رات دن، اندھیرا، اجالا، علم و جہل، ہدایت و ضلالت، موت و حیات، غرض متقابل کیفیات اور متضاد احوال ظاہر فرمائے، کسے اپنے افعال میں کسی مددگار کی ضرورت ہو سکتی ہے جو بیوی اور اولاد کی، نہ اس کی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک ہو سکتا ہے نہ ربوبیت میں نہ اس کے ارادہ پر کوئی غالب آ سکتا ہے اور نہ اس پر کسی کا زور اور دباؤ چل سکتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ایسے حقائق دیکھنے کے بعد بھی کس طرح لوگ کسی چیز کو خدائی کا مرتبہ دیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

سورۂ انعام کی ایک خصوصیت:

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: سورۂ انعام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ پوری سورت مکہ معظمہ میں رات کے ایک وقت میں یکبارگی اس طرح نازل ہوئی ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے جلو میں تسبیح پڑھتے ہوئے آئے تھے۔ ائمہ تفسیر میں سے مجاہد، کلبی، قتادہ وغیرہ کا بھی تقریباً یہی قول ہے۔

یہ سورۃ توحید کے تمام اصول و قواعد پر مشتمل ہے

ابو اسحاق اسفرائنی نے فرمایا کہ یہ سورت توحید کے تمام اصول و قواعد پر مشتمل ہے اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا، جس میں خبر دی گئی ہے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اور مراد اس خبر سے لوگوں کو حمد کی تعلیم دینا ہے اور تعلیم کے اس خاص انداز میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ کسی کی حمد و تعریف کا محتاج نہیں، کوئی حمد کرے یا نہ کرے وہ اپنی ذات و افعال کے اعتبار سے خود بخود محمود ہے۔

توحید ہی سچا راستہ اور صراط مستقیم ہے اور وہ ایک ہی ہے اور ظلمت تعبیر جہالت اور ضلالت کی ہے وہ ہزاروں ہیں۔ ([illegible])

آسمان و زمین کی تخلیق خدا کی حمد کی دلیل ہے

اللہ کے وصف خالقیت کا ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے محمود ہونے کے لئے کسی خارجی استدلال کی ضرورت نہیں۔ آسمان و زمین کی تخلیق خود ثبوت حمد کے لئے کافی ہے۔ مخلوقات میں سے آسمان و زمین کا خصوصیت کے ساتھ ذکر اس لئے کیا کہ تمام مخلوقات میں سب سے بڑے یہی نظر آتے ہیں اور انہی کے اندر دیکھنے والوں کے لئے ہزاروں عجائب عبرت ہیں اور انہی سے بظاہر لوگوں کے مصالح وابستہ ہیں پھر شب و روز کا حدوث اور زوال ہر شخص دیکھ رہا ہے (اور کسی چیز کا حدوث بغیر محدث کے ممکن نہیں ہو سکتا) اسی لئے بعض لوگ ان آسمانوں کو قدیم یا زمان کہتے ہیں۔

نکتہ: سموات کا ذکر بصیغہ جمع اور ارض کا بصیغہ مفرد ذکر کرنے سے اس امر پر تنبیہ ہے کہ آسمانوں کی جنس اور اشکال باہم مختلف ہیں اور زمین (باوجودیکہ اس کے طبقات متعدد ہیں) پھر بھی ایک ہی ماہیت اور ایک ہی شکل رکھتی ہے۔

تورات کی پہلی اور آخری آیت

کعب احبار کا قول ہے کہ تورات کی سب سے پہلی یہی آیت ہے اور سب سے آخری آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الخ ہے۔

آغاز و اختتام دونوں حمد سے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ نے آغاز تخلیق کا ذکر بھی حمد سے کیا اور فرمایا الحمد للہ الذی خلق السموات والارض اور انسانوں کے خاتمہ کا ذکر بھی حمد کے ساتھ ہی ذکر فرمایا:

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اندھیرے اور نور کا مطلب:

حسن بصریؒ نے فرمایا: ظلمات سے مراد کفر اور نور سے مراد ایمان ہے اس قول پر ظلمات کا بصیغہ جمع اور نور کا بصیغہ مفرد لانا یہ ہے کہ کفر کے طریقے بکثرت ہیں اور ایمان کا صرف ایک راستہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ

کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس لکیر کے دائیں بائیں مختلف لکیریں کھینچیں اور فرمایا ان راستوں میں سے ہر راستہ پر شیطان موجود ہے جو لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ

تلاوت فرمائی۔ (رواہ احمد والنسائی والدارمی)

ظلمت کا وجود چونکہ نور سے پہلے ہوتا ہے (عدم وجود سے مقدم ہے) اس لئے ظلمات کا ذکر نور سے پہلے کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا پھر ان پر اپنے نور کا ایک حصہ ڈالا جس پر نور کا کوئی حصہ پڑ گیا وہ ہدایت یاب ہو گیا جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ اللہ کے علم کے مطابق (لکھ کر) قلم خشک ہو گیا۔ (رواہ احمد والترمذی۔ تفسیر مظہری)

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا ایک

أَجَلًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ثُمَّ أَنتُمْ

وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم

تَمْتَرُونَ ﴿٢﴾

شک کرتے ہو

تخلیق انسان کا بیان:

اوپر "عالم کبیر" کی پیدائش کا ذکر تھا یہاں "عالم صغیر" (انسان) کی خلقت کو بیان فرماتے ہیں کہ پہلے شروع میں بے جان مٹی سے آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کر کے کس طرح حیات اور تمام تر قوتیں عطا کیں اور آج بھی مٹی سے غذا بنتی ہے پھر اس سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بنتے رہتے ہیں۔ غرض اس طرح تم کو عدم سے وجود میں لانے کے بعد ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا جب کہ اس کا وجود اسی مٹی میں جا ملتا ہے جس سے پیدا کیا گیا تھا اسی پر قیاس کر سکتے ہو۔ کہ عالم کبیر کی فنا کا بھی ایک وقت مقرر ہے جسے "قیامت کبریٰ" کہتے ہیں۔ قیامت صغریٰ یعنی شخصی موتیں چونکہ ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں ان کا علم بھی لوگوں کو ہوتا رہتا ہے لیکن قیامت کبریٰ کی ٹھیک مدت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ تعجب ہے کہ تم عالم صغیر یعنی انسانوں میں موت اور زندگی کا سلسلہ دیکھتے ہوئے بھی عالم کبیر کی قیامت میں کوئی تردد کرتے ہو۔ (تفسیر عثمانی)

آدم علیہ السلام کی تخمیر:

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی کی ایک خاص مقدار سے پیدا فرمایا جس میں پوری زمین کے اجزاء شامل کئے گئے۔ یہی سبب ہے کہ اولاد آدم رنگ و روپ اور اخلاق و عادات میں مختلف ہیں کوئی کالا کوئی گورا کوئی سرخ، کوئی سخت کوئی نرم، کوئی پاکیزہ خصلت کوئی خبیث اخلاق ہوتا ہے۔ (طبری بروایت ابن مسعود)

سدی نے کہا کہ اللہ نے جبرئیل کو زمین پر مٹی لانے کے لئے بھیجا۔ زمین نے جبرئیل سے کہا میں اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس بات سے کہ تو میرا کچھ حصہ کم کرے (یعنی میرے بدن کا کچھ حصہ مجھ سے جدا کر دے) جبرئیل لے نہیں گئے بلکہ لوٹ کر عرض کیا اے مالک زمین نے مجھ سے تیری پناہ مانگی تھی اس لئے میں خالی لوٹ آیا۔ پھر اللہ نے میکائیل کو بھیجا۔ زمین نے ان سے بھی اللہ کی پناہ مانگی، میکائیل بھی لوٹ گئے، آخر اللہ نے ملک الموت کو بھیجا۔ زمین نے ان سے بھی اللہ کی پناہ مانگی۔ ملک الموت نے کہا میں اللہ کی نافرمانی کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ غرض ملک الموت نے کل روئے زمین سے مٹی تھوڑی تھوڑی لی۔ سرخ، سیاہ، سفید ہر طرح کی مٹی ملا دی۔ اسی وجہ سے آدمی ایک رنگ کے نہیں جدا جدا ہوئے پھر اس مٹی کو چپکنے والی اور بدبو دار پانی سے گوندھا گیا اسی وجہ سے انسانوں کے اخلاق مختلف ہو گئے پھر اللہ نے فرمایا جبرئیل اور میکائیل نے زمین پر رحم کیا۔ تو نے ایسا نہیں کیا لہٰذا جو مخلوق میں اس مٹی سے بناؤں گا اس کی روحیں تیرے ہی ہاتھ میں رہیں گی۔ (تفسیر مظہری اردو جلد ۴)

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ اللہ نے آدم کی تخلیق خاک سے اس طرح کی کہ خاک کو گارا بنایا پھر (کچھ مدت) اسے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ گارا سڑ کر لیس دار کیچڑ بن گیا پھر اس کا پتلا بنایا اور پتلے کی صورت بنائی پھر (کچھ) مدت اسے چھوڑے رکھا۔ وہ ٹھیکرے کی طرح خشک ہو کر کھنکھنانے لگا پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی۔ (کذا فی البغوی)

حضرت ابو موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ نے تمام زمین سے ایک مٹھی (مٹی) لے کر آدم کی تخلیق کی اس لئے زمین کے مطابق آدمی بھی سرخ، سفید، سیاہ اور مختلف رنگ کے اور نرم خو، بد خلق، خبیث اور پاکیزہ اخلاق والے بنے گئے۔ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

جنت کے پانی سے گوندھا:

حضرت ابو ہریرہ کی مرفوع روایت ہے کہ اللہ نے آدم کو ... کی مٹی سے بنایا اور جنت کے پانی سے اس کو گوندھا [illegible] ... جہاں پانی جمع ہو جاتا ہے ... اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اللہ ... جنت کے پانی سے ... (رواہ ...)

ایک وقت مقرر کرنے کا مطلب:

ثم قضى اجلا۔ پھر ایک وقت معین کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ جب ... فرشتہ اس کی پیدائش کی ... حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا مادہ تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک نطفہ کی صورت میں جمع رہتا ہے ... پھر اتنی ہی مدت ... کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ اس کے پاس ... کا حکم دے کر فرشتہ کو بھیجتا ہے ... فرشتہ اس کے ... عمل، رزق اور ... نیک بخت ... لکھ دیتا ہے ... جنت والوں کے سے کام کرتا ہے ... اور دوزخیوں جیسا عمل کرتا ہے اور دوزخ میں چلے جاتے ہیں ... (مرتے دم تک) دوزخیوں کے سے کام کرتے ہیں ... (الشوریٰ) ... سامنے آتی ہے اور وہ جنت والوں جیسے عمل کرتے ہیں اور جنت میں چلے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

ہر شخص کی دو میعادیں ہیں:

حضرت ... نے فرمایا ہر شخص کی دو میعادیں ہیں ایک پیدائش سے موت تک ... سے ... آخرت تک ... [illegible] ... کی طرف منتقل کر دیتا ہے ... آدمی کو ... زندگی میں ... ہے۔

چھ لعنتی شخص:

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ شخص ہیں جن پر میں نے اور اللہ نے لعنت کی ہے اور ہر مستجاب الدعوات پیغمبر نے لعنت کی ہے (۱) اللہ کی کتاب میں (لفظی و معنوی) زیادتی کرنے والا (۲) تقدیر خداوندی کی تکذیب کرنے والا (۳) زبردستی تسلط حاصل کرنے والا ... جس کو اللہ نے ذلیل کیا ہو اس کو عزت دے اور جس کو اللہ نے عزت دی ہو اس کو ذلیل کرے (۴) اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال سمجھنے والا (۵) ... (۶) اور میرے طریقہ کو ترک کرنے والا ...

رافضی، معتزلہ، خارجی، مرجیہ اور ظالم بادشاہ اور بدعتی:

... جو اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والے ... قرآن کے ... اور کہتے ہیں کہ ... ان کا خیال یہ بھی ہے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ... حلال سمجھنے والے خارجی ہیں ... تقدیر خداوندی کی تکذیب کرنے والے معتزلہ ہیں ... آیت میں اشارہ ہے ... جبری ... فرقہ مرجیہ ہے ... ظالم بادشاہ ہیں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنے والے ... (... اعلان)

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ

اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں

یعنی تمام آسمانوں اور زمینوں میں ... وہی معبود ... ایک ... اللہ ... اسی کی ذات ... کے لئے ... (... کہاں سے ...)

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ

جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

غیر اللہ کی عبادت اور مدد کس لئے

جب تمام آسمانوں ... میں ... کی حکومت ہے ... اور ... تمام ... ہیں ... [illegible]

کہ اپنی عبادات و استعانت وغیرہ میں کسی غیر اللہ کو شریک ٹھہرانے کی صراحت نہیں رہتی۔ شروع میں جو تعجب ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یہاں تک درمیان کے شبہات کا جواب ہو کر پھر ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ سے اسی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ یہاں مسئلہ توحید پر متنبہ فرمایا کہ زمین و آسمان میں حکومت اسی کی ہے اور تمہارے سب کھلے چھپے احوال بھی اس کے علم میں موجود ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ تم اس کو چھوڑ کر دوسرے کے بن جاؤ۔ (تفسیر عثمانی)

زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کا وجود:

بیضاوی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں ہے [illegible] اس لئے مجازاً کہا جا سکتا ہے کہ خدا ان میں موجود ہے۔

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وہ تمہارے پوشیدہ اور ظاہر حال کو جانتا ہے۔ یعنی جو باتیں تم دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہو ان کو بھی جانتا ہے اور جو ظاہر کرتے ہو ان سے بھی واقف ہے۔ یہ دوسری خبر ہے یا پہلی ہی خبر ہے اور فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ سے متعلق ہے۔ یعنی آسمان اور زمین میں اللہ کے معلومات ہیں۔ (تفسیر مظہری)

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے

كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝

مگر کرتے ہیں اس سے تغافل

"آیات" میں احتمال ہے کہ تکوینی آیات مراد ہوں یا تنزیلی۔ (تفسیر عثمانی)

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ

سو بیشک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب ان تک پہنچا سو اب آئی

يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

جاتی ہے ان کے آگے حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے

حقیقت سامنے آنے والی ہے:

حق سے مراد قرآن کریم ہے یا نشانہائے قدرت۔ [illegible] کرنے والوں کی بد اعمالی اور [illegible] بیان کرتا ہے [illegible] منکر ہیں کہ جب [illegible] پر توجہ

اور قیامت وغیرہ کی خبریں ہنسی میں اڑاتے تھے، وہ حقیقت عنقریب ظاہر ہو کر سامنے آ جائے گی [illegible] اعمال کی دولت [illegible] (تفسیر عثمانی)

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ

کیا دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں

مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ

جن کو جما دیا تھا ہم نے ملک میں اتنا کہ تم کو نہیں جمایا

وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا

اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم

الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم

نے نہریں بہتی ہوئی ان کے نیچے پھر ہلاک کیا ہم نے

بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا

ان کو ان کے گناہوں پر اور پیدا کیا ہم نے ان کے بعد

آخَرِينَ ۝

اور جماعتوں کو

عاد و ثمود ہلاک ہو گئے تم کیا چیز ہو؟

یعنی عاد و ثمود وغیرہ جن کو تم سے زیادہ طاقت اور مال و اسباب دیا گیا تھا۔ بارشوں اور نہروں کی وجہ سے ان کے باغ اور کھیت شاداب تھے [illegible] جب انہوں نے بغاوت و تکذیب پر کمر باندھی [illegible] قدرت [illegible] ان [illegible] پھر [illegible] کے ساتھ [illegible] جاتی ہے [illegible] (تفسیر عثمانی)

"قرن" کا معنیٰ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے [illegible] قرن [illegible] تمام [illegible] قرن کے معنی [illegible] زمانہ کا ایک حصہ چالیس سال [illegible] سال یا [illegible]

[illegible]

إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ

[illegible]

[illegible]

تاریخ عالم عبرت کی کتاب ہے

[illegible] تو اُس کا جواب حاصل ہوگی، اگر عمل [illegible]

[illegible]

قدرت الٰہی کے کرشمے

[illegible]

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی

[illegible]

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ

[illegible]

سوال کرنے والوں کی بے وقوفی

[illegible]

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ

[illegible]

[illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا

[illegible]

يُنظَرُونَ

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا

[illegible]

عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ

[illegible]

[illegible]

فرشتوں [illegible] شکل میں انبیاء [illegible] بھیجے [illegible] ہیں

[illegible]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ

[illegible]

بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

[illegible]

[illegible]

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُل لِّلَّهِ

كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا

أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

دنیوی اور اخروی رحمت کا ظہور:

کافروں کی محرومی کا سبب:

حضرت ام ... کی روایت ... حدیث ...

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ

وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ تعالیٰ کی نعمت ... ہے

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ

اللہ تعالیٰ ہی کھلاتے پلاتے ہیں

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنِّي

اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم

[illegible]

[illegible]

من یصرف عنہ یومئذ فقد رحمہ

[illegible]

وذلک الفوز المبین

[illegible]

عذاب سے بچ جانا بڑی بات ہے

[illegible]

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ

اور اگر پہنچائے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں

الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علی

[illegible]

کل شیء قدیر وھو القاھر فوق

[illegible]

عبادہ وھو الحکیم الخبیر

[illegible]

تکلیف وراحت اللہ ہی دیتا ہے:

[illegible]

اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

[illegible]

براہِ راست مخلوق سے حاجتیں طلب کرنا قرآنی حکم کے خلاف ہے

آج ایسے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو مصیبت کے وقت بجائے خدا تعالیٰ سے رجوع کرنے کے اور اسی سے دعا مانگنے کے مختلف ناموں کی دہائی دیتے اور انہیں سے مدد مانگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف دھیان تک نہیں جاتا، انبیاء و اولیاء کے توسل سے دعا مانگنا درست ہے اور بزرگ ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل تو اس سے بھی بڑھ کر ہے، لیکن براہِ راست مخلوق سے مدد مانگنا اور ان سے حاجتیں طلب کرنا قرآنی حکم کے خلاف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ
(آپ) پوچھئے سب سے بڑھ کر (گواہ) کون ہے؟ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی گواہ ہے
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ
میرے اور تمہارے درمیان

اللہ سب سے بڑا گواہ ہے۔

جب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ سب سے بڑا گواہ ہے تو ہم غور کریں کہ اس کی گواہی کس طرح ہے تو اس کی شہادت سے زیادہ بڑی شہادت کس کی ہو سکتی ہے جس کی بھی اپنے نبیوں اور رسولوں کی گواہی ہوئی۔ کیونکہ جس نے دعویٰ نبوت کیا ہو اس نے خیالات ظاہر کئے اور بعد میں ان کے جواب بھی دیئے اور خود بخود ہی اس کے ساتھ بڑا معجزہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے، وہ خود ہی تمہارے مطابق ہے اور تمہارا فیصلہ کر دے گا۔

اہلِ مکہ کے وفد کا مطالبہ:

مفسرین نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اہلِ مکہ کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اس پر آپ کا گواہ کون ہے؟ کیونکہ ہمیں کوئی آدمی ایسا نہیں ملا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، حالانکہ ہم نے یہود و نصاریٰ سے اس کی تحقیق کی پوری کوشش کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً الخ۔

اللہ کی شہادت معجزات ہیں۔

نبی کی صداقت کا ثبوت عقلی طور سے اس کی نبوت کی علامت ہونے سے ہو سکتا ہے، یعنی نبی کی علامت سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس کے دعوے کی تصدیق خدا کی شہادت سے ہو، اور اللہ کی شہادت وہ معجزات ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اللہ نے ظاہر فرمائے۔ اور چونکہ تمام معجزات سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے اس لئے فرمایا:

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن
اور اتارا گیا مجھ پر یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے ڈراؤں اور جس کو
بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً
یہ پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود
أُخْرَىٰ ۚ قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ
بھی ہیں کہہ دو کہ میں تو گواہی نہیں دیتا کہہ دو کہ وہی ایک معبود ہے
وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ
اور میں بیزار ہوں تمہارے شرک سے

یعنی اگر مجھ کو تم میرے صدق پر تمہاری تسلی نہیں ہوتی تو قرآن مجید ہی شہادت کے لئے کافی ہے جو خود ہی اپنی دلیل ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کام:

میرا کام یہ ہے کہ تم کو اور جن کو یہ پہنچے ان سب کو اللہ کا پیغام پہنچا دوں، اس میں اصول دین کی ہدایت درج کر دی گئی ہے، اب تم اپنا راستہ چن لو۔ میں نے اپنا پیغام تو پہنچا دیا، اب اگر تم یہی کہتے رہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں تو تم کو اختیار ہے جو چاہو کہو۔ میں تو کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا، بلکہ صاف صاف اعلان کرتا ہوں کہ عبادت کے لائق صرف وہی ایک ہے۔ جن کو تم شریک کرتے ہو میں ان سے قطعاً بری اور بیزار ہوں۔

(تنبیہ) "ومن بلغ" نے بتا دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن و انس اور مشرق و مغرب کے لئے ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو قرآن پہنچا گویا اس نے خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا جہنم میں جانا ہے

[illegible]

جو یہودی مسلمان ہوئے ان کی روایتوں کی حیثیت

[illegible]

حدیث یاد کرنے اور پڑھانے کی فضیلت

[illegible]

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا

[illegible]

يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

[illegible]

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

[illegible]

اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

بہت اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں

[illegible]

حضرت زید کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا

[illegible]

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

[illegible]

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

[illegible]

سب سے بڑا ظالم:

یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر افترا کرے یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے دلائل واضح موجود ہوں خدائی پیغام کا انکار کرے، سب تو خراب ہو جائے۔ ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اللہ ہے کہ ظالموں کو انجام کار کامیابی اور فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ یعنی اگر فرض کرو معاذ اللہ میں مفتری ہوں تو ہرگز کامیاب نہ ہونگا۔ اور تم کذب جھٹلانے کو دلائل سے ظاہر ہے تو تمہاری خیر نہیں۔ لہٰذا اعلانات میں غور کر کے انجام سوچ کر عاقبت کی فکر کرو۔ اور اس دن سے ڈرو جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ابن کثیر نے آیت کے یہی معنی لئے ہیں اور بعض مفسرین نے "تفلح ظالمون" سے مشرکین کا شرک مراد لیا ہے جیسا کہ آگے "ثم لم تکن فتنتھم" میں اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ
اور جس دن ہم جمع کریں گے ان سب کو پھر کہیں گے ان لوگوں کو
أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ
جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں شریک تمہارے جن کا تم دعویٰ کرتے تھے

جھوٹے معبود غائب ہو گئے:

یعنی جن کی نسبت تم کو دعویٰ تھا کہ وہ خدائی کے حصہ دار ہیں اور تمہارے شفیع ہوں گے، آج وہ کہاں ہیں، ان کی حقیقت کھلی تو معلوم ہوا کہ کہیں چلے گئے کہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ (تفسیر عثمانی)

میدانِ قیامت کی وحشت:

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تم کو میدان حشر میں اسی طرح جمع کر دے گا جیسے تیروں کو ترکش میں جمع کر دیا جاتا ہے، اور پچاس ہزار سال اسی طرح رہو گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ قیامت کے روز ایک ہزار سال سب اندھیرے میں رہیں گے، آپس میں بات چیت بھی نہ کر سکیں گے۔ یہ روایت حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے ذکر کی ہے۔

اب سب سے بڑی امتحان گاہ میں یہ ایک طرح دراز عرصہ گذرے گا کہ امتحان شروع ہی نہ ہوگا، یہاں تک کہ یہ لوگ تمنا کرنے لگیں گے کہ کسی طرح امتحان اور حساب جلد ہو جائے، انجام کچھ بھی ہو، یہ تو دوامِ انتظار کی تکلیف تو جائے۔ (معارف مفتی اعظم)

گویا یوں فرمایا کہ جس روز ہم سب کو جمع کریں گے اس روز سب پر ایسی وحشت طاری ہو جائے گی کہ ... اور جس کی موت قریب آ جائے گا پسینہ کی لگام لگ جائے گی۔ یعنی بعض لوگ پسینہ میں غرق ہو جائیں گے پسینہ بہہ کر ... وغیرہ وغیرہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کو اللہ پچاس ہزار برس تک جمع کرے گا جیسے تیر ترکش میں جمع کئے جاتے ہیں (اس مدت میں) تمہاری طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ بیہقی نے بھی حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا قیامت کے دن ایک ہزار برس تک تم لوگ اندھیرے میں رہو گے کوئی بات بھی نہ کر سکو گے۔ رواہ البیہقی عن ابن عمرؓ۔ (تفسیر مظہری)

ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ
پھر نہ رہا ان کے پاس کوئی فریب مگر یہی کہ بولے قسم ہے اللہ کی
رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ
جو رب ہمارا ہم نہ تھے شرک کرنے والے

آخر کار انکار ہی کرنا پڑے گا۔

یعنی بجز انکار واقعات کے کچھ نہ بن پڑے گی۔ باطل معبودوں کی جس محبت اور عقیدت میں مفتون ہو رہے تھے، اس کی حقیقت صرف اتنی رہ جائے گی کہ ساری عمر کے عقیدے اور تعلق سے بھی انکار کر بیٹھیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

خفیہ پولیس کی گواہی

محشر میں جب یہ قسمیں کھا کر اپنے کفر سے انکاری ہو جائیں گے تو اس وقت قادر مطلق ان کے منہوں پر مہر سکوت لگا دیں گے، اور ان کے اعضاء و جوارح، ہاتھ پاؤں کو حکم دیں گے کہ تم شہادت دو کہ یہ کیا کیا کرتے تھے۔ اس وقت ثابت ہوگا کہ ہمارے ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان یہ سب کے سب خدا تعالیٰ کی خفیہ پولیس تھی جو سارے اعمال و افعال کو ایک ایک کر کے سامنے کر دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی بتایا کہ پہلے پہل تو خوب جھوٹ

بولیں گے، جھوٹی قسمیں کھائیں گے لیکن جب خود ان کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے تو اس وقت کوئی بات چھپانے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

ان دونوں آیتوں میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ جل شانہ نے مشرکین کو حشر کے ہولناک میدان میں [illegible] یہاں تک کہ جھوٹی قسم کھا کر شرک سے انکار کر دیا۔

جھوٹ بولنے کی بری عادت:

اس میں شاید اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جھوٹ بولنے کی عادت ایک خبیث عادت ہے جو چھوٹتی نہیں، یہاں تک کہ یہ لوگ جو دنیا میں مسلمانوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھایا کرتے تھے یہاں بھی باز نہ آئے [illegible] اسی لئے قرآن و حدیث میں جھوٹ بولنے پر شدید وعید اور مذمت ارشاد کی گئی ہے۔ قرآن میں جا بجا کاذب پر لعنت کے الفاظ آئے ہیں، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فجور کا ساتھی ہے، اور جھوٹ اور فجور دونوں جہنم میں جائیں گے۔ (ابن حبان فی صحیحہ)

دوزخ میں لے جانے والا عمل:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ وہ عمل کیا ہے جس سے آدمی دوزخ میں جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عمل جھوٹ ہے۔ (احمد)

جھوٹ بولنے والوں کو عذاب:

شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی دونوں باچھیں چیری جاتی ہیں اور پھر درست ہو جاتی ہیں، پھر چیری جاتی ہیں، اسی طرح یہ عمل اس کے ساتھ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ جھوٹ بولنے والا ہے۔ (معارف القرآن)

کافروں کا حیلہ اور ناکامی:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قیامت کے دن جب کفار دیکھیں گے کہ اللہ مسلمانوں کے گناہ معاف فرما رہا ہے اور شرک کو معاف نہیں فرماتا تو مشرک ہونے سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے ہم تو مشرک نہیں تھے، اس وقت اللہ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی شہادت دیں گے، ایسی حالت میں ان کی تمنا ہو گی کاش ہم زمین کا پیوند ہو جاتے [illegible] اس وقت اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے

ایک لطیف معنی:

[illegible] اس میں ایک لطیف معنی کی طرف اشارہ کیا [illegible] جب کسی چیز پر فریفتہ ہوتے ہیں، لیکن جب اس کی حقیقت ان پر منکشف ہوتی ہے تو وہ محبوب سے بیزار ہو جاتے ہیں، اس وقت ان سے کہا جاتا ہے تمہارا عشق کیا ہوا [illegible] قیامت کے دن ان کی محبت [illegible] کافور ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں [illegible] (تفسیر مظہری)

انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ

دیکھو تو کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں ان سے وہ

مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

باتیں جو بنایا کرتے تھے

یعنی اس صریح جھوٹ سے مشرکین کی انتہائی بدحواسی اور شرکاء کی کامل بے چارگی اور درماندگی کا اظہار ہوگا [illegible] (تفسیر عثمانی)

مسلمان جھوٹ نہیں بولتا:

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی پورا مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک جھوٹ کو بالکل نہ چھوڑ دے، یہاں تک کہ مزاح و مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے [illegible] کہ مسلمان کی طبیعت میں اور بری خصلتیں تو ہو سکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ نہیں ہو سکتا، اور ایک حدیث میں ہے کہ جھوٹ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ (معارف القرآن ملخص)

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ

اور بعضے ان میں کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف اور ہم نے ڈال رکھے ہیں

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ

ان کے دلوں پر پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے

وَقْرًا ۚ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا

کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں ان پر

اعتراض و عیب جوئی ہدایت سے محرومی کا سبب ہے

[illegible]

[illegible]

مشرک سرداروں کا قرآن پر تبصرہ

[illegible]

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ

[illegible]

كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

[illegible]

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ ۖ وَإِن

[illegible]

يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

[illegible]

یہ سردار بے عملی اور بے انصافی کے مریض ہیں

[illegible]

قریشیوں کا حضرت ابوطالب سے مطالبہ

[illegible]

ابوطالب کا اسلام کی دعوت

[illegible]

اسلام کی دعوت دی۔ ابو طالب نے کہا اگر قریش کے [illegible] کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں (مسلمان ہو کر) تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ مگر جب تک میں زندہ ہوں دشمنوں کو تمہاری طرف سے دفع کرتا رہوں گا۔

ابو طالب کے اشعار:

ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی دعوت کے سلسلے میں یہ شعر کہے۔

ترجمہ: "میں [illegible] قبر میں دفن ہونے تک یہ لوگ اپنے جتھوں کے ساتھ بھی آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ آپ کھل کر اعلان اپنا کام کریں آپ کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی اور اس کام سے آپ خوش اور ٹھنڈی آنکھ رہیں۔ آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں اور سچے ہیں اور ایسا دین پیش کر رہے ہیں جو سب قوموں کے مذاہب سے اچھا ہے مگر مجھے ملامت کا اندیشہ ہے اگر لوگوں کے ملامت کرنے اور عار دلانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ مجھے کھلا اعلان قبول کرنے والا پاتے۔ (تفسیر مظہری)

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا
اور اگر آپ دیکھیں جس وقت کہ وہ کھڑے کئے جائیں گے دوزخ پر تو کہیں گے اے کاش
نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ
ہم کسی طرح پھر بھیج دیئے جاویں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو
الْمُؤْمِنِينَ
جاویں ہم ایمان والوں میں

دوزخ دیکھتے ہی کافروں کی خوش فہمی ختم ہو جائے گی:

یعنی آیات اللہ کی تکذیب و استہزاء اور [illegible] ساری [illegible] اسی وقت تک ہے جب تک خدائی سزا کا ہولناک [illegible] منظر سامنے نہیں۔ جس وقت دوزخ کے [illegible] ہوں گے ساری شیخی کرکری ہو جائے گی۔ اور [illegible] درخواست کریں گے کہ ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تاکہ آئندہ کبھی اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور سچے ایماندار بن کر رہیں۔ [illegible] (تفسیر عثمانی)

بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ
کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو چھپاتے تھے پہلے

جن کا اپنا کفر عذاب بن کر آیا:

یعنی اب بھی دنیا میں واپس جانے کی تمنا [illegible] اور ایمانی رغبت [illegible] سے نہیں بلکہ جب [illegible] کا [illegible] منظر سامنے آ گیا جسے [illegible] کے پردہ میں چھپایا کرتے تھے، عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھ لیا، تو [illegible] اقوال شنیعہ کا جو چھپ چھپ کر کئے جاتے تھے [illegible] ہو گیا [illegible] اس جھوٹ کی قلعی کھل گئی [illegible] دوبارہ دنیا میں واپس کئے جانے کی تمنا کرنے لگے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ
اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کئے گئے تھے
لَكَاذِبُونَ
اور وہ بیشک جھوٹے ہیں

یہ دوبارہ دنیا میں جا کر بھی کفر ہی کریں گے:

یعنی اب بھی جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں واپس ہو کر سچے ایماندار بن جائیں گے اور ہرگز آیات اللہ کی تکذیب نہ کریں گے [illegible] دنیا میں واپس کر دیئے جائیں تو [illegible] پھر [illegible] جیسا کہ [illegible] اس وقت کیا عہد و پیمان کئے تھے [illegible] (تفسیر عثمانی)

کافروں کو دوزخ میں بھیجنے کے تین عذر:

قرطبی نے [illegible] لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں کو دوزخ میں بھیجنے کے تین عذر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آدم کے سامنے بیان فرمائے گا۔ ارشاد فرمائے گا [illegible] میں کافروں کو رحمت سے دور کر چکا ہوں اور ان کا وعدہ کر چکا ہوں اور جھوٹ بولنے اور وعدہ خلافی [illegible]

اگر یہ بات نہ ہوتی تو آج تیری تمام اولاد پر میں جنت حرام کر دیتا کیونکہ وہ دوزخ
میں نے سمجھا تھا مگر میری یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ اگر میرے پیغمبروں کی
تکذیب کی گئی اور میری نافرمانی کی گئی تو جہنم کو جنات اور انسانوں سب
سے بھر دوں گا۔ اے آدم میں کسی کو دوزخ میں داخل نہیں کروں
گا نہ کسی کو عذاب دوں گا سوائے ان لوگوں کے جن کے متعلق مجھے اپنے علم
سے معلوم ہے کہ اگر ان کو دنیا میں دوبارہ بھیج دیا گیا تب بھی یہ اپنی شرارت کی
طرف رجوع کر چکے جو ان کے نزدیک شر سے نہیں لوٹیں گے۔ اے آدم
میں آپ اپنے اور تیری اولاد کے درمیان تجھے ہی فیصلہ کن (ثالث) بناتا
ہوں۔ اعمال کی وزن کشی کے وقت میزان کے پاس جا کر خود دیکھ لو جس
جس کی نیکیاں شر کے پلڑے سے ذرہ برابر بھی جھکا ہوا ہو اس کے لئے
جنت ہے (میں نے یہ باتیں تجھے اس لئے کہی ہیں) تا کہ تجھے معلوم ہو
جائے کہ میں صرف ظالم کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ (تفسیر مظہری)

وَقَالُوٓا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ

اور کہتے ہیں ہمارے لئے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر

بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾

نہیں زندہ ہونا

یعنی خوب جی بھر کر عیش اڑاؤ۔ دنیوی عیش کو غنیمت سمجھو۔ فکر آخرت سے بے فکر ہو کر مست رہو۔ یہی حال آج کل یورپ کے مادہ پرستوں کا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا۟ عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ

اور کاش تو دیکھے جس وقت وہ کھڑے کئے جائیں گے اپنے رب کے سامنے

هَـٰذَا بِٱلْحَقِّ ۚ قَالُوا۟ بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا۟

فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی فرمائے گا

ٱلْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾

تو چکھو عذاب بدلے اپنے کفر کے

یعنی جب حقیقت آنکھوں کے سامنے آ جائے گی اور بعث، جزاء، حساب وغیرہ کے اقرار کے سوا چارہ نہ رہے گا تب کہا جائے گا کہ اب انکار حقیقت اور "کفر بالمعاد" کا مزہ چکھو۔ (تفسیر عثمانی)

قَدْ خَسِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِلِقَآءِ ٱللَّهِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا

تباہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ

جَآءَتْهُمُ ٱلسَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا۟ يَـٰحَسْرَتَنَا عَلَىٰ

جب آ پہنچی ان پر قیامت اچانک تو کہنے لگے اے افسوس کیسی کوتاہی کی

مَا فَرَّطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ

ہم نے اس میں اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر

عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا سَآءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٣١﴾

خبردار ہو جاؤ کہ برا بوجھ ہے جس کو وہ اٹھائیں گے

سب سے بڑی بدبختی:

انسان کی بڑی شقاوت اور بدبختی یہ ہے کہ "ساعۃ" سے انکار سے مبتلا ہو گئے اس جگہ ساعۃ سے مراد ہے یعنی یہ ہے کہ جب موت یا قیامت سر پر آ کھڑی ہو تب بے فائدہ کف افسوس ملتے ہوئے کہیں گے کہ ہائے ہم نے اپنی دنیوی زندگی میں اس قیامت کے لئے کچھ تیاری نہ کی کیسی کوتاہی کی، اس وقت اس افسوس و حسرت سے کیا ہو گا۔ جرموں اور شراتوں کے بار گراں ان کی پشت پر لدے ہوں گے جس وقت کا انجام سوائے جہنم کے کچھ نہ ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

قبر میں برے عمل بری شکل میں آئیں گے:

روایت ہے کہ جب کوئی گناہ گار قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک نہایت بدشکل صورت والا شخص آتا ہے۔ کالا رنگ، بدبودار، میلے کپڑے، اس کے ساتھ قبر میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تیرا چہرہ کیسا برا ہے؟ وہ کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں، ایسے ہی تیرے اعمال برے اور گندے تھے۔ تمام عمر دنیا میں تو مجھ پر سوار رہا اب میں تجھ پر سوار رہوں گا۔ پھر وہ قیامت تک اس کے ساتھ قبر میں رہے گا اور قیامت میں اس سے کہے گا کہ لذات و خواہشات کی شکل میں تو دنیا میں مجھے اٹھائے ہوئے تھا آج قیامت کے میدان میں تجھے اٹھانا ہوگا۔ پھر اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اس کو دوزخ کی طرف لے جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

معتزلہ کی گمراہی:

معتزلہ بھی جو گمراہ فرقہ ہے حضرت شفاعت کے منکر ہیں ان کے

جن کو پیارا [illegible] شفاعت سے محروم [illegible] اللہ نے فرمایا [illegible] (وہ عجیب مشتاق نہ ہو)

حضرت ابراہیم صائغ رحمہ اللہ کا شوق:

طبرانی [illegible] کی روایت سے ابراہیم صائغ کا قول نقل کیا ہے [illegible] مجھے [illegible] آیات کی تلاوت کی:

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ

ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ

[illegible]

مُردوں کے بُرے عمل
اور نیکوں کے نیک عمل ان پر سوار ہوں گے

[illegible] ابن ابی حاتم نے عمرو بن قیس ملائی کا بیان نقل کیا ہے کہ مومن جب قبر سے برآمد ہوگا تو [illegible] نیک عمل [illegible] تیری صورت [illegible] دنیا میں [illegible] آپ کا نیک عمل ہوں [illegible] قیامت کی [illegible] کافر کا عمل [illegible] دنیا میں [illegible] (رواہ [illegible])

مال غنیمت میں چوری کا مال قیامت کے دن گردن پر ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت [illegible] عذاب [illegible]

ضرورت سے زائد مکان،

طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے [illegible] قیامت کے دن [illegible] اس مکان کو اپنے کندھے پر اٹھائے۔

کسی کی زمین غصب کرنا:

صحیحین میں حضرت [illegible] کی مرفوع روایت ہے کہ جس نے بالشت بھر زمین بھی ناحق لی قیامت کے دن اللہ اس کو سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔ اس حدیث کی [illegible] حضرت [illegible] طبرانی [illegible] حضرت [illegible] اشعری [illegible]

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ
اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور [illegible] اور آخرت کا
الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ
گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لیے کیا تم نہیں سمجھتے

کافروں کے نزدیک دنیا کی قدر ہے

[illegible]

بزرگوں کے حالات میں ہے کہ ان حضرات نے کسب معاش کا جو وقت بھی صرف کیا وہ بھی ذکر اللہ ہی تھا، جیسا کہ عارف رومی نے فرمایا ہے:

با دو روز زندگی جامی نشد سیر از غمت
وہ چہ خوش بودے اگر عمر جاودانی داشتے

وہ لمحات قابل ماتم ہیں جو یادِ الٰہی کے بغیر گذر جائیں

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مذکورہ آیات میں جس دنیاوی زندگی کو لہو و لعب فرمایا ہے یا حدیث میں دنیا کی جو مذمت آئی ہے اس سے مراد دنیا کے وہ لمحات اور حالات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور فکر سے غفلت میں گزریں، ورنہ جو وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت و ذکر میں گذرتا ہے اس کے برابر دنیا کی کوئی نعمت و دولت نہیں۔

دنیا کی دولت ہے شب وصل کی شب ہے
جو تیری یاد میں گذرے وہ گھڑی اچھی ہے

ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے:

الدنیا ملعون و ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ و عالم او متعلم

"یعنی دنیا بھی ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے بجز اللہ کی یاد اور عالم یا طالب علم کے۔"

اگر غور سے دیکھا جائے تو عالم اور طالب علم بھی ذکر اللہ ہی میں داخل ہو جاتے ہیں، کیونکہ علم سے وہی علم مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بنے تو بے علم کے سکھانا اور سکھانا دونوں ہی ذکر اللہ میں داخل ہیں، بلکہ ہر جزوی کام شریعت کے مطابق ہو وہ سب ذکر اللہ ہی میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت یعنی احکام شرعیہ کے مطابق عمل کیا جائے وہ سب ذکر اللہ ہی میں داخل ہے، اس سے معلوم ہو گیا کہ سب ضروری کام، کسب معاش کے کام ہوں یا کھانے پینے اور دوسری ضروریات جو حدود شریعت کے اندر ہوں وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہیں، اہل و عیال اور اقرباء و احباب کے حقوق کی ادائیگی کو احادیث صحیحہ میں صدقہ و عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ اس دنیا میں حق تعالیٰ کی اطاعت اور ذکر اللہ کے سوا کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں، اسی مضمون کو حضرت مولانا شاہ صاحب قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے:

یک دم ز یاد کس نہ بجز یاد تو مست
در زمین و آسمان جز ذکر حق آباد نیست

اب ہر انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ زندگی کے جو لمحات اور ساعات ذکر اللہ میں گزریں وہی کامیاب و مقبول ہیں باقی سب عبث اور ضائع، بلکہ وہ لمحات اور ساعات جن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی گزار دیا ہے اور بیکار یا ناجائز باتوں میں صرف کر دیا تو وہ ان کے لئے حسرت و ندامت اور وبال کا سبب بنیں گی، اسی لئے ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت

"یعنی عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور بعد موت کے لئے عمل کرے"، اور بیوقوف وہ ہے جو خواہشات کا تابع ہو کر ...

موت ہر انسان کی تمنا ہے

ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے آیا ہے کہ ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سامنے یہ کہا کہ ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے (کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ صادق ہیں) ہاں اس کتاب کو جھٹلاتے ہیں جس کو آپ لائے ہیں، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ
ہم کو معلوم ہے کہ تجھ کو رنج میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو
لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ
نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا
يَجْحَدُونَ ۞ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن
انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول
قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا
تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ
حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ
پہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں
اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ۞
اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں کچھ حالات رسولوں کے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے دشمنوں کی حیثیت

[illegible]

ابوجہل کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

سچائی کا دل سے اعتراف تھا

[illegible]

[illegible]

انجام کار غلبہ و فتح آپ کی ہوگی

[illegible]

[illegible]

جانوروں کو بھی انصاف ملے گا

[illegible]

وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ
[illegible]
اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ
[illegible]
أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ وَلَوْ
[illegible]

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ

اور اگر اللہ چاہتا تو جمع کر دیتا سب کو سیدھی راہ پر سو تو مت ہو

مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝

نادانوں میں

کافروں کا ایک مطالبہ اور اس کا جواب

[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ

ماننا وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرے گا

يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝

اللہ پھر اسکی طرف لائے جاویں گے

[illegible]

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ

اور کہتے ہیں کیوں نہیں اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے

کافروں نے کہا ہماری منہ مانگی نشانی کیوں نہ اتری

[illegible]

وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۝

[illegible]

[illegible]

قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً وَ

تو کہہ کہ اللہ کو قدرت ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی

لَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے

اللہ تعالیٰ عاجز نہیں مگر اس کا ایک قانون ہے

[illegible]

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ

اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے

بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم ۚ مَّا فَرَّطْنَا فِي

اپنے دو بازوؤں سے مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نے نہیں چھوڑی

الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝

لکھنے میں کوئی چیز پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے

فرمائشی نشانات نہ دکھانے کی بعض حکمتیں

ان آیات میں بعض حکمتوں پر تنبیہ کیا گیا ہے جو فرمائشی نشانات نہ دکھائے جانے میں مرعی ہیں۔ یعنی تمام حیوانات خواہ زمین پر چلنے والے ہوں یا ہوا میں اڑنے والے ہوں وہ بھی انسانوں کی طرح ایک امت ہیں۔ انسان سے [illegible] تعلق ہے [illegible] اور فطرت پر پیدا کیا [illegible] کے بعض خواص و افعال کے [illegible] کا [illegible] ہے کوئی [illegible] اپنے [illegible] حرکات کے [illegible] طریقے سے جو قدرت نے [illegible] کی فطرت [illegible] کے مطابق کر رہے ہیں [illegible] آج تک کسی حیوان نے [illegible] کی طرح کی ترقی نہیں کی [illegible] حق تعالیٰ کے [illegible] اور لوح محفوظ میں تمام احوال [illegible] شریعت کے اصول و فروع [illegible] زندگی میں [illegible] مرنے کے بعد [illegible] حیوان میں "با اختیار اور ترقی کرنے" [illegible] عقل [illegible] کے "اقدام" [illegible] دوسرے تمام حیوانات [illegible] اور [illegible] بنا دیا ہے [illegible] کہتے ہیں [illegible] ترقی [illegible] کی طرف ترقی کر رہا ہے [illegible] جانچ [illegible] چھوڑنے میں [illegible] خدا کی جانب سے ایسے نشانات دکھائے جاتے ہیں جن میں [illegible] کی فطری آزادی [illegible] باطل اور نیک و بد میں تمیز کرنے [illegible] ایسے فرمائشی نشانات کی درخواست [illegible] دیں [illegible] انسان کی فطری آزادی [illegible] انسان کو [illegible] اس لیے [illegible] شبہات [illegible] فرمائشی نشانات میں [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible]

سب سے پہلے [illegible]

[illegible] روایت ہے کہ حضرت [illegible] ایک [illegible] آپ نے [illegible] دریافت کی [illegible] آپ [illegible] ان سے [illegible] کوئی [illegible] آیا [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible] رسول اللہ [illegible] [illegible] سب سے پہلے [illegible]

سب کے حقوق دلوائے جائیں گے

ابن ابی حاتم اور [illegible] حضرت [illegible] نقل کیا ہے کہ [illegible] حقوق [illegible] اور [illegible] حقوق کے [illegible] (بقول [illegible] حضرت [illegible] روایت سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] حقوق [illegible] طبرانی نے [illegible] حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] سب سے پہلے [illegible] دوسری [illegible] روایت [illegible] اور [illegible] روایت [illegible]

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي
اور جنہوں نے [illegible] جھٹلایا [illegible]
الظُّلُمَاتِ
اندھیروں میں

[illegible] نہ پوچھتے [illegible] جیسے [illegible]

[illegible]

اندھیرے میں بھٹکو رہے ہیں۔ جب یہ سرکشی ہی اب ختم ہونے سے بے کار کر دیتے ہیں تو حق کی قدر وقبول کا مادہ کہاں رہے؟

مَنْ يَشَإِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ
جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے

گمراہ کرتا اسی کو چاہتا ہے جو خود اپنے لئے ہدایت کے دروازے اپنے اوپر مسدود کر دیتے ہیں۔ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (الصف، رکوع ۱، تفسیر حقانی)

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ
اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر تو کہہ
اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ
دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر
السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ
قیامت کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم
صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ
سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کے لئے اس کو
مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝
پکارتے ہو اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے ہو جن کو شریک کرتے تھے

مصیبت کے وقت کون کام آتا ہے:

جب تم سے پوچھا جائے کہ اگر تم پر آیات اللہ کا انکار اور قرآن کے حق نہ ماننے کا عذاب آجائے یا قیامت ہی بپا ہو جائے تو بتاؤ کس کو پکارو گے۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی مصیبتوں میں بھی جب گھر جاتے ہو تو پھر ہر طرف سے کٹ کر اللہ کو پکارتے ہو اور سب شرکاء کو بھول جاتے ہو۔ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ پھر اگر خدا چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور بھی کر دیتا ہے۔ اسی سے اندازہ کر لو کہ بڑے عذاب و ہول قیامت سے بچانے والا بجز خدا کے اور کون ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کس قدر حماقت اور ہٹ دھرمی ہے کہ ایسے خدا کی حکمت اور جلال کو فراموش کر کے من مانی آیات کی فرمائش کرتے ہیں اور فرمائشی آیات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ
اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تجھ سے پہلے پھر ان کو پکڑا ہم نے
بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ
سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑائیں پھر کیوں نہ گڑگڑائے
اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ
جب آیا ان پر عذاب ہمارا لیکن سخت ہو گئے دل ان کے
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ
پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی کھول دیئے ہم نے ان
كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا
پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ان چیزوں پر
اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝
جو ان کو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے ان کو اچانک تب وہ رہ گئے ناامید

عذاب آنے کی ترتیب:

گزشتہ آیت میں مطلب آیت کا مختصر بیان ہوا تھا۔ اب واقعات کا حوالہ دیتے ہیں کہ پہلے رسولوں کی امتوں پر اس طرح کے عذاب آچکے ہیں۔ یعنی متنبہ فرمایا کہ جب مجرم کو ابتداءً کچھ سختی پہنچائی جائے تو اس کو خدا کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ سخت دل اور شیطانی وسوسے بہکانے لگے۔ سورۂ اعراف میں ہے کہ تنبیہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ گڑگڑائیں اور عاجزی کریں مگر جب نہ مانے تو پھر ان کو ڈھیل دی اور ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ جب خوشحالی میں مگن ہو کر احسان سے متاثر ہونے کے بجائے خوب گناہوں میں غرق ہو گئے تو اچانک پکڑ لئے گئے۔ یہ ارشاد ہے کہ نعمتوں پر اترانے پر عذاب آیا کرتا ہے یہاں تک کہ ان کی امیدیں منقطع ہو گئیں۔

قوم نوح، قوم ثمود اور قوم لوط پر عذاب:

نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی نے آلیا۔ طوفان ہوا۔ ثمود نے ایک چیخ سنی

سے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بھی [illegible] طوفان [illegible]
[illegible] آواز [illegible] علیہ السلام کی [illegible]
آج تک [illegible] ایک عجیب [illegible] پانی کی [illegible]
[illegible] قوم سے [illegible] ہے۔

دنیا کی راحت و تکلیف سزا و جزا کے نمونے ہیں

الغرض دنیا کی راحت و کلفت در حقیقت جزا و سزا کے [illegible] دنیا [illegible] کا [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible] ہے۔

[illegible]

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا [illegible]

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سب جہان کا

ظالموں کی ہلاکت بھی اللہ کی رحمت ہے

ظالموں [illegible] رحمت [illegible]
[illegible] ہلاک [illegible] عذاب [illegible]

[illegible] ظالموں کی [illegible] بات پر [illegible]
[illegible] (روح المعانی)

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے [illegible]
[illegible]

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ

تو کہیے کہ بھلا دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کر دے تمہارے دلوں پر

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ

تو کون ایسا رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دے

[illegible]
[illegible] (روح)

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً

دیکھ ہم کس طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک

اچانک آپہنچے وہ عذاب جس کی کوئی علامت پہلے سے ظاہر نہ ہوئی ہو، اور "جهرة" سے مراد وہ عذاب ہوگا جس کے آنے سے پہلے علامات ظاہر ہونے لگیں۔ (مظہری)

أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٧﴾

یا ظاہر ہو کر تو کون ہلاک ہوگا ظالم لوگوں کے سوا

یعنی تم پیش دعوت رد کرتے چلے جا رہے ہو تمہاری اس روش پر عذاب آپہنچے تو اس کا خمیازہ صرف ظالموں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر پہلے ہی ظلم سے باز آ جاؤ تو اس عذاب سے بچ جاؤ گے۔ (تفسیر ...)

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی

وَمُنذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

اور ڈر سنانے کو پھر جو کوئی ایمان لایا اور سنور گیا تو نہ ڈر ہے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا

ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں اور جنہوں نے جھٹلایا

بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٤٩﴾

ہماری آیتوں کو ان کو پہنچے گا عذاب اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے

پیغمبر ﷺ کا مقصد تمہاری فرمائشیں پوری کرنا نہیں ہے:

یعنی تم جو عذاب ... سے نڈر اور بے فکر ہو کر بیہودہ فرمائشیں اور دور از کار سوالات کرتے ہو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وقت دے اور ان کی تصدیق کے لئے خود ساختہ معیار تراشتے ہو خوب سمجھ لو کہ پیغمبر اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری منہ مانگی فرمائشیں پوری کرتے رہا کریں۔ ان کی بعثت کی غرض صرف "تبشیر و انذار" اور "تبلیغ و ارشاد" ہے وہ خدا کی طرف سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو بشارات سنائیں اور نافرمانوں کو ان کے انجام بد پر متنبہ کر دیں۔ آگے ہر شخص کی کمائی اس کے ساتھ ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر یقین کیا اور اعتقاد و اخلاق کی حالت درست کر لی ... اور جس نے خدا کی آیات کو جھٹلا کر ہدایت الٰہی سے روگردانی کی وہ نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے سخت تباہی اور عذاب الیم کے پنجے میں گرفتار ہو گیا۔ العیاذ باللہ۔ (تفسیر عثمانی)

قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ

تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ

اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں

منصب رسالت کی حقیقت:

اس آیت میں منصب رسالت کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے یعنی کوئی شخص جو دعوٰی نبوت کرے اس کا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الٰہیہ کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں کہ جب اس سے کسی امر کی فرمائش کی جائے وہ ضرور ہی کر دکھلائے یا تمام معلومات غیبیہ خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو اس کو عطا کر دی گئی ہیں کہ جو کچھ تم پوچھو فوراً بتلا دیا کرے یا نوع بشر کے علاوہ وہ کوئی اور نوع ہے ... اپنی برأت و نزاہت کا ثبوت پیش کرے۔ جب ان باتوں میں سے وہ کسی چیز کا مدعی نہیں تو فرمائشی معجزات اس سے طلب کرنا یا ازراہ تعنت و عناد اس قسم کا سوال کرنا کہ "قیامت کب آئے گی" یا کہنا کہ "یہ رسول کیسے ہیں جو کھانا کھاتے اور بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے جاتے ہیں" اور ان ہی امور کو معیار تصدیق و تکذیب ٹھیرانا کہاں تک ٹھیک ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے

تمام امت سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا علم محیط صرف حق تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت ہے جس طرح اس کی قدرت ... مطلق ہونے میں کوئی فرشتہ یا رسول اس کے برابر نہیں ہو سکتا، اسی طرح اس کے علم محیط میں بھی کوئی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی فرشتہ یا پیغمبر کو غیب کی لاکھوں چیزیں معلوم ہونے کے باوجود عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دو جہاں کی کائنات سید الرسل امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے ... حصہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کمالات علمی میں بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوقات اور انبیاء میں سب سے آپ کا علم بڑھا ہوا ہے مگر خدا تعالیٰ کے برابر نہیں، برابری کا دعوٰی کرنا عیسائیت کے غلو کی بات ہے۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع)

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس حکم آتا ہے تو کہہ دے

الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ

کہیں برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا سو کیا تم غور نہیں کرتے

علم و عمل دونوں میں پیغمبر کا درجہ بہت بلند ہوتا ہے:

یعنی اگرچہ پیغمبر نوع بشر سے ہوتا ہے کوئی دوسری نوع نہیں لیکن اس کے اور عام انسانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انسانی قوتیں دو قسم کی ہیں علمی و عملی۔ قوت علمیہ کے اعتبار سے نبی اور غیر نبی میں اتنا ہی تفاوت (اندھے اور دیکھنے) کا تفاوت سمجھنا چاہیے۔ نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیات الٰہی اور تجلیات ربانی کے دیکھنے کے لئے کھلی رہتی ہیں جس کے بلاواسطہ مشاہدہ سے دوسرے انسان محروم ہیں اور قوت عملیہ کا حال یہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اپنے قول و فعل اور ہر ایک حرکت و سکون میں رضائے الٰہی اور حکم خداوندی کے تابع و منقاد ہوتے ہیں۔ وحی سماوی اور ارادہ الٰہیہ کے خلاف نہ کبھی ان کا قدم اٹھ سکتا ہے نہ زبان حرکت کر سکتی ہے۔ ان کی مقدس ہستی اخلاق و اعمال اور کل واقعات زندگی میں تعلیمات ربانی اور مرضیات الٰہی کی روشن تصویر ہوتی ہے جسے دیکھ کر غور و فکر کرنے والوں کو ان کی صداقت اور مامور من اللہ ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

مشرکوں کے مطالبوں کا جواب:

بغوی نے اس آیت کی تشریح میں کہا ہے کہ مشرکوں نے جب (اوپر والا) معجزات کی طلب کی تو ان آیات کا نزول ہوا مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ کے خزانے میرے قبضہ میں ہیں یہاں تک کہ میں تم کو منہ مانگی نشانیاں دے دوں جو تم چاہتے ہو اور نہ تم کو غیب کی اطلاع دے سکتا ہوں کہ گزشتہ آئندہ کی بغیر اللہ کی وحی کے تم کو بتا دوں اور نہ فرشتہ ہونے کا میں دعویٰ کرتا ہوں کہ مجھے کھانے پینے اور نکاح کرنے کی ضرورت نہ ہو میں تو اسی پر چلتا ہوں جو وحی سے میرے پاس آ جاتا ہے۔

وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا

اور خبردار کر دے اس قرآن سے ان لوگوں کو جن کو ڈر ہے اس کا کہ

إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ

وہ جمع ہوں گے اپنے رب کے سامنے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا

وَلَا شَفِيعٌ

کوئی ان کا حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا

جو خوف رکھتے ہیں ان کو ڈرائیے:

یعنی جو لوگ فرمائشی معجزات طلب کرتے ہیں ان کو چھوڑئیے اور براہ راست آیات اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ان سے قطع نظر کیجئے۔ کیونکہ تبلیغ کا فرض ادا ہو چکا اور ان کے ماننے کی توقع نہیں۔ اب وحی الٰہی (قرآن) کے ذریعہ سے ان لوگوں کو متنبہ کرنے کا مزید اہتمام رکھیے جن کے دلوں میں حشر کا خوف اور عاقبت کی فکر ہے۔ کیونکہ ایسے ہی لوگوں سے امید ہو سکتی ہے کہ نصیحت سے متاثر اور ہدایت قرآنی سے منتفع ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

مسئلہ شفاعت:

اس آیت میں بغیر اذن شفاعت کی نفی ہے یعنی دوسری آیت میں اذن خداوندی شفاعت ہونے کا ثبوت موجود ہے (اسی طرح مومنوں کے لئے مومنوں کا حامی ہونا بھی ثابت ہے) کہ کافروں کے لئے شفاعت (کسی اہل حق) کی طرف سے کیا جائے گا کہ اللہ کے اذن سے شفاعت ہوگی بھی بعض میں خداوندی کی رحمت ہے (اور آیت میں کی ولایت و شفاعت سے جو ولایت اور حمایت و شفاعت کی نفی ہے (وہ) اپنی طرف سے ولایت و شفاعت ہے جو اذن خداوندی کے بغیر ہوگی اور اسی کی آیت میں نفی کی گئی ہے۔ (تفسیر مظہری)

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

تاکہ وہ بچتے رہیں

یعنی بچنا ہو تو وہ ڈرتے رہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ

اور مت دور کر ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح

وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

اور شام چاہتے ہیں اس کی رضا

یعنی رات دن اس کی عبادت میں حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ہما مرنے کی تو کی ہی سودا
مرا کام اللہ اللہ میں تھا آیا

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق:

[illegible]

انبیاء کے ابتدائی متبعین غریب عوام ہوتے ہیں

[illegible]

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا

[illegible]

مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

[illegible]

فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ

[illegible]

انہیں غریبوں کی دلداری مقدم ہے

[illegible]

[illegible]

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهٰؤُلَاءِ

[illegible]

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللّٰهُ

[illegible]

بِأَعْلَمَ بِالشّٰكِرِينَ

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيٰتِنَا

[illegible]

فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ

[illegible]

الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ

[illegible]

ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ

[illegible]

رَحِيمٌ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ

[illegible]

سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۝

آیتوں کو اس طرح کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جاوے طریقہ مجرموں کا

مؤمنوں کیلئے خوشخبری:

پہلے فرمایا تھا کہ پیغمبر تنبیہ و انذار کے لئے آتے ہیں، چنانچہ اس رکوع کے شروع میں انذار ہے (وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ الخ) سے شان انذار کا استعمال تھا۔ اب مومنین کے حق میں شان تبشیر کا اظہار ہے یعنی مومنین کو کامل سلامتی اور رحمت و مغفرت کی بشارت۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان غریبوں کا دل بڑھے اور ریاست منش متکبرین کے حسن و تحقیق اور تحقیر آمیز تذکرہ سے شکستہ خاطر نہ ہوں۔ اسی لئے ہم اپنی آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں نیز اس لئے کہ مومنین کے مقابلہ میں مجرمین کا طریقہ بھی واضح ہو جائے۔ (حبیب) جو فرمایا کہ "جو کوئی کرے تم میں سے برائی نادانی سے" اس سے مراد یہ نہیں ہو کہ مومن جو برائی یا معصیت کرتا ہے خواہ دانستہ ہو یا نادانستہ ہو وہ فی الحقیقت اس برائی اور گناہ کے انجام بد سے ایک حد تک ناواقف اور بےخبر ہی ہو کر کرتا ہے اگر گناہ کے تباہ کن نتائج کا پوری طرح استحضار ہو تو کون شخص ہے جو اس اقدام کی جرأت کرے گا۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے:

صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد میں بروایت ابوہریرہؓ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور ہر ایک کی تقدیر کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب میں جو عرش پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے یہ لکھا کہ اِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي "یعنی میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے"۔

"اور حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے تورات میں یہ مضمون دیکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور انسان کی ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا تو صفت رحمت کے سو حصے کر کے ان میں سے ایک حصہ ساری مخلوقات کو تقسیم کر دیا اور نناوے اپنے پاس رکھے، دوسری مخلوقات میں جہاں بھی کوئی اثر رحمت کا پایا جاتا ہے وہ اسی حصہ تقسیم شدہ کا اثر ہے ماں باپ اولاد، دوست، بھائی بہنوں میں، شوہر بیوی میں، عام رشتہ داروں میں، پڑوسیوں اور عام دوستوں میں جو باہمی ہمدردی اور محبت و رحمت کے تعلقات مشاہدہ کئے جاتے ہیں وہ سب اسی ایک حصہ رحمت کے نتائج ہیں، باقی ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لئے رکھے ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی بیشمار نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ توبہ کرنے سے ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے خواہ غفلت و جہل کی وجہ سے سرزد ہوا ہو یا جان بوجھ کر شرارت نفس اور شامت اعمال کی وجہ سے۔

رحمت و مغفرت کیلئے دو شرطیں:

اس جگہ یہ بات خاص طور پر قابل نظر ہے کہ اس آیت میں گناہگاروں سے مغفرت اور رحمت کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے وہ دو چیزوں کے ساتھ مشروط ہے، ایک توبہ، دوسرے اصلاح عمل، توبہ کے معنی ہیں گناہ پر ندامت کے، حدیث میں ارشاد ہے "اِنَّمَا التَّوْبَةُ النَّدَمُ" "یعنی توبہ نام ہے ندامت کا"۔

دوسرے آگے وعدہ کے اصلاح عمل، اور اصلاح عمل میں یہ بھی داخل ہے کہ آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا عزم اور پورا اہتمام کرے اور یہ بھی شامل ہے کہ سابقہ گناہ سے جو حقوق کسی کے ضائع ہوئے ہیں تا حد امکان ان کو ادا کرے، خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، حقوق اللہ کی مثال نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ فرائض میں کوتاہی کرنا ہے۔ اور حقوق العباد کی مثال کسی کے مال پر ناجائز قبضہ، تصرف کرنا کسی کی آبرو پر حملہ کرنا، کسی کو گالی گلوچ کرنا، یا ایسی کسی دوسری صورت سے ایذا پہنچانا ہے۔

اسی طرح حقوق العباد میں اگر کسی کا مال ناجائز طور پر لیا ہے تو اس کو واپس کرے، یا اس سے معاف کرائے اور کسی کو ہاتھ یا زبان سے ایذا پہنچائی ہے تو اس سے معاف کرائے اور اگر اس سے معاف کرانا اختیار میں نہ ہو مثلاً وہ مر جائے یا ایسی جگہ چلا جائے جس کا اس کو پتہ معلوم نہیں، تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتے رہنے کا التزام کرے، اس سے امید ہے کہ صاحب حق راضی ہو جائے گا، اور یہ شخص سبکدوش ہو جائے گا۔ (معارف مفتی اعظم)

اللہ کے آزاد کئے ہوئے بندے:

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر اپنی تقدیر قائم کی تو عرش پر جو اس کی کتاب لوح محفوظ ہے اس میں تحریر فرما دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی، چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مخلوق سے فارغ ہو چکا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تحت عرش سے کتاب نکال کر اس میں لکھا ہوا تھا کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ پھر مٹھی بھر مخلوق کو دوزخ سے نکالے گا جنہوں نے کوئی خیر کے کام نہ کئے ہوں گے اور ان کی آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا عتقاء اللہ یعنی یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔

بندوں پر اللہ کا حق:

معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا

حق ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر پوچھا کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ پھر کہا یہ ہے کہ خدا انہیں معاف کر دے اور جنت سے عذاب دور کرے (تفسیر ابن کثیر)

مشرک سرداروں کے مطالبات اور جواب:

بغوی کا بیان ہے کہ حضرت سلمان اور حضرت خباب بن ارت نے فرمایا اس آیت کا نزول ہمارے متعلق ہوا۔ اقرع بن حابس تمیمی، عیینہ بن حصن فزاری اور کچھ دوسرے لوگ جو مؤلفۃ القلوب (مسلم نو) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلال، صہیب، عمار اور خباب وغیرہ غریب مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ان بیچاروں (غریبوں) کو دیکھ کر تحقیر کی نظر سے دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صدر مقام پر تشریف فرما ہوں اور ان لوگوں کو وہاں سے الگ کر دیں تو ہم لوگ آپ کے پاس آ کر بیٹھیں گے اور آپ سے علم حاصل کریں گے۔ ان غریب مسلمانوں کے اوپر جبے تھے جن سے پسینے کی بو آتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومنوں کو اپنے پاس سے نہیں نکال سکتا۔ کہنے لگے اچھا تو ہمارے لئے الگ جگہ مقرر کر دیجئے کہ (آنے والے) عرب ہماری بزرگی کو پہچانیں کیونکہ آپ کے پاس عرب کے وفد آتے رہتے ہیں۔ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھنے سے شرم آتی ہے ہم جب آپ کے پاس آیا کریں تو آپ ان کو اٹھا دیا کریں اور جب ہم فارغ ہو کر چلے جائیں تو آپ کو اختیار ہے پھر ان کو اپنے پاس بٹھا لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا (یہ ہو سکتا ہے) کہنے لگے تو ایک تحریر لکھ دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ طلب فرمایا اور حضرت علی کو بلایا۔ راوی کا بیان ہے ہم ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے (اور تحریر لکھی نہ گئی تھی) کہ جبرئیل آیت وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ .... بِالشَّاكِرِينَ لے کر نازل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے کاغذ پھینک دیا اور ہم کو طلب فرمایا ہم خدمت میں پہنچے تو آپ پڑھ رہے تھے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھنا چاہتے تو اٹھ جاتے اور ہم کو بیٹھا چھوڑ جاتے اس پر اللہ نے نازل فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ اس کے بعد ہم ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بیٹھے ... ہم اتنے قریب بیٹھ جاتے کہ ہمارے زانو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو سے چھونے لگتے تھے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کا وقت آ جاتا تو ہم اٹھ جاتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھا چھوڑ دیتے تاکہ آپ بھی اٹھ جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرمایا کرتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حکم دیا کہ میری امت کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا کروں۔ تمہارے ساتھ ہی میرا جینا مرنا ہے۔ کلبی نے کہا اقرع اور عیینہ نے عرض کیا تھا آپ ایک دن ان غلاموں کے لئے اور ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسا نہیں کر سکتا کہنے لگے اچھا تو مجلس ایک ہی رکھئے مگر ہماری طرف رخ اور ان کی طرف پشت رکھئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قرأت قرآن کی مجلس میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرما ہونا

بغوی نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا میں مہاجروں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا برہنگی کی وجہ سے بعض لوگ بعض کی آڑ لئے ہوئے تھے اور ایک قاری پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا دیکھ کر قاری چپ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور فرمایا تم کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قاری قرآن مجید پڑھ رہا تھا ہم خدا کا کلام سن رہے تھے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے ہیں کہ ان کے ساتھ مجھے اپنے آپ کو جمائے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے وسط میں بیٹھ گئے پھر ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو لوگوں نے گول حلقہ بنا لیا اور سب کے چہرے سامنے ہو گئے (کوئی آڑ میں نہیں رہا) میرا خیال ہے کہ میرے علاوہ حضور نے کسی کو نہیں پہچانا۔ فرمایا نادار مہاجروں کے گروہ قیامت کے دن تم کو پورا نور حاصل ہونے کی بشارت ہو مالداروں سے آدھے دن پیشتر تم جنت میں جاؤ گے۔ یہ آدھا دن پانچ سو برس کی مقدار کا ہو گا۔ (رواہ ابو داؤد)

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ

تو کہہ دے مجھ کو روکا گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں ان کی جن کو

مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ

تم پکارتے ہو سوا اللہ کے تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک

ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۞

تب تو میں بہک جاؤں گا اور نہ رہوں گا ہدایت پانے والوں میں

پیغمبر کبھی باطل کی پیروی نہیں کر سکتا:

گزشتہ آیت میں وہ چیزیں بیان ہوئی ہیں جو مومنین سے کہنے کے لائق ہیں۔ اس رکوع میں ان امور کا تذکرہ ہے جو مجرمین اور مکذبین کے حق میں قابل غضب ہیں۔ یعنی آپ فرما دیجئے کہ میرا ضمیر، میری فطرت، میری عقل، میرا شعور اور وحی الٰہی جو مجھ پر اترتی ہے یہ سب مجھ کو اس سے روکتے ہیں کہ میں تمہارے کہنے کے موافق کوئی قدم بڑھاؤں۔ خواہ تم کتنے ہی حیلے اور تدبیریں کرو میں کبھی تمہاری خوشی اور خواہش کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بالفرض بمحال اگر پیغمبر کسی معاملہ میں وحی الٰہی کو چھوڑ کر عوام کی خواہشات کا اتباع کرنے لگیں تو خدا نے جنہیں ہادی بنا کر بھیجا تھا معاذ اللہ وہ ہی خود بہک گئے، پھر ہدایت کا کیا ٹھکانا رہ سکتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ

تو کہہ دے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی اور تم نے اس کو جھٹلایا

یعنی میرے پاس خدا کی صاف و صریح شہادت اور واضح دلائل پہنچ چکیں جن کے قبول سے میں سرمو انحراف نہیں کر سکتا۔ تم اس کو جھٹلاتے ہو تو اس کا انجام سوچ لو۔ (تفسیر عثمانی)

مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ

میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو

یعنی عذاب الٰہی۔ چنانچہ کفار کہتے تھے اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً (اگر یہ حق ہے جس کی یہ محمد تبلیغ کر رہے ہیں تو آپ آسمان سے ہم پر پتھروں کی بارش کر دیجئے یا ہم پر اور کوئی سخت عذاب بھیج دیجئے)۔ (تفسیر حقانی)

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ ۖ وَهُوَ

حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے بہتر فیصلہ

خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ۞ قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي

کرنے والا ہے تو کہہ اگر ہوتا میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کر

مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا جھگڑا درمیان میرے اور درمیان تمہارے

مجرموں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق فرماتا ہے:

یعنی جس پر چاہے جب چاہے اور جس قسم کا چاہے عذاب بھیجے یا نہ بھیجے، ایسے ہی توبہ کی توفیق مرحمت فرما دے۔ یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ کسی کا حکم اور زور اس کے سامنے نہیں چلتا۔ وہ دلائل و براہین کے ساتھ حق کو ظاہر کر دیتا ہے۔ پھر عملاً بھی ان سے متعلق بہترین فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔ اگر ان کا فیصلہ کرنا یا سزا دینا میرے قبضہ و اختیار میں ہوتا اور نزول عذاب میں جلدی چاہنے والے مجھ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تو اب تک کبھی کا جھگڑا ختم ہو چکا ہوتا۔ یہ خدائے علیم و حلیم اور حکیم مطلق کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا ہی اثر ہے کہ بے شمار مصالح و حکم کی رعایت کرتے ہوئے باوجود پوری طرح جاننے اور قدرت رکھنے کے ظالموں پر فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔ گویا آیات میں اس کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا ذکر ہے تاکہ معلوم ہو کہ تاخیر عذاب جہل یا عجز کی بنا پر نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا سخت دن:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا یوم احد سے بھی کوئی شدید دن آپ پر گزرا تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ تمہاری اس قوم سے سخت ترین تکلیف جو مجھے پہنچی وہ یوم عقبہ میں پہنچی جب کہ میں نے ابن عبد یالیل بن کلال پر اپنے آپ کو پیش کیا تو میری دعوت اس نے قبول نہیں کی۔ میں نہایت غمگین ہو کر چلا گیا۔ جب قرن ثعالب میں آ کر میرے حواس ٹھیک ہوئے اور میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک ابر مجھ پر سایہ کئے ہوا ہے اس میں جبرئیل دکھائی دیئے وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! تمہاری قوم نے جو تم سے کہا اللہ تعالیٰ نے سن لیا۔ ملک الجبال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم جو چاہو اس کو حکم دو۔ ملک الجبال نے بھی آواز دی اور سلام عرض کیا اور کہا کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف اس لئے بھیجا ہے کہ اگر تم حکم دو تو دونوں پہاڑ تمہاری قوم پر گرا دوں۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ خدا ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ بھی پیدا کرے جو صرف اکیلے خدا کی عبادت کریں اور کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ (صحیح بخاری و مسلم، تفسیر ابن کثیر)

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۞ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ

اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں

الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ

غیب کی کنجیاں کہ ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل

وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا

اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں

حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا

گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ

يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٥٩﴾

کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے

سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے:

یعنی لوحِ محفوظ میں ہے۔ اور لوحِ محفوظ میں جو چیز ہوگی وہ علم الٰہی میں پہلے ہوگی۔ اس اعتبار سے مضمون آیت کا حاصل یہ ہوا کہ عالم غیب و شہادت کی کوئی خشک و تر اور چھوٹی بڑی چیز حق تعالیٰ کے علم ازلی محیط سے خارج نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا علیم ان کاموں کے ظاہری و باطنی احوال و اعمال کی سزا دہی کے لئے سب وقت و محل کا پورا پورا علم اسی کو ہے۔

غیب کے خزانے اور غیب کی کنجیاں:

(تنبیہ) "مفاتح" کو جن علماء نے مفتح بفتح المیم کی جمع قرار دیا ہے انہوں نے "مفاتح الغیب" کا ترجمہ "غیب کے خزانوں" سے کیا اور جن کے نزدیک مفتح بکسر المیم کی جمع ہے وہ "مفاتح الغیب" کا ترجمہ مترجم رحمہ اللہ کے موافق کرتے ہیں یعنی "غیب کی کنجیاں" مطلب یہ ہے کہ غیب کے خزانے اور ان کی کنجیاں صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی ان میں سے جس خزانہ کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول سکتا ہے کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اپنے حواس و عقل وغیرہ آلاتِ ادراک کے ذریعہ سے علوم غیبیہ تک رسائی پا سکے یا جتنے غیوب اس پر منکشف کر دیئے گئے ہیں ان میں از خود اضافہ کر لے کیونکہ علوم غیبیہ کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں۔ خواہ لاکھوں کروڑوں جزئیات و واقعات غیبیہ پر کسی بندے کو مطلع کر دیا گیا ہو جو علم غیب کے اصول و کلیات کا علم جن کو "مفاتح غیب" کہنا چاہئے حق تعالیٰ نے اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے:

تمام دنیا کے مذاہب میں اسلام کا طغرائے امتیاز اور اس کا رکن اعظم عقیدۂ توحید ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایک اور اکیلا جاننے کا نام توحید نہیں، بلکہ اس کو تمام صفاتِ کمال میں یکتا و بے مثل ماننے اور اس کے سوا کسی مخلوق کو ان صفاتِ کمال میں اس کا سہیم و شریک نہ سمجھنے کو توحید کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمال: حیات، علم، قدرت، سمع، بصر، ارادہ، مشیت، خلق، رزق وغیرہ وہ ہیں سب صفت میں ایسا کامل ہے کہ اس کے سوا کوئی مخلوق کسی صفت میں اس کے برابر نہیں ہو سکتی، پھر ان صفات میں بھی دو صفتیں سب سے زیادہ ممتاز ہیں، ایک علم دوسرے قدرت۔ اس کا علم بھی تمام موجود و غیر موجود، ظاہر و مخفی، بڑے اور چھوٹے ذرہ ذرہ پر حاوی اور محیط ہے اور اس کی قدرت بھی ان سب پر پوری پوری محیط ہے۔ مذکورہ دو آیتوں میں انہی دو صفتوں کا بیان ہے، اور یہ دو صفتیں ایسی ہیں کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی ان دو صفتوں پر مکمل یقین ہو اس کے استحضار کی کیفیت پیدا کر لے تو اس سے کوئی جرم و گناہ سرزد ہونا ممکن نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر انسان کو اپنے ہر قول و عمل اور نشست و برخاست میں ہر قدم پر یہ مستحضر رہے کہ ایک علیم و خبیر قادر مطلق مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے، وہ میرے ظاہر و باطن اور دل کے ارادہ اور خیال تک سے واقف ہے تو یہ استحضار کبھی اس کو اس قادر مطلق کی نافرمانی کی طرف نہ جانے دے گا، اس لئے یہ دونوں آیتیں انسان کو انسان کامل بنانے اور اس کے اعمال و اخلاق کو درست کرنے اور درست رکھنے میں نسخۂ اکسیر ہیں۔

نجومیوں کی پیشین گوئیوں کی حقیقت:

علم نجوم و جفر و رمل یا ہاتھ کی لکیروں وغیرہ سے جو آئندہ واقعات کا علم حاصل کیا جاتا ہے، یا کشف و الہام کے ذریعہ کسی شخص کو واقعاتِ آئندہ کا علم ہو جاتا ہے، یا مون سون ہواؤں کا رخ اور اس کی قوت پہچان کر محکمہ موسمیات کے ماہرین ہونے والے بارش وغیرہ کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے ہیں، اور ان میں بہت سی باتیں صحیح بھی ہو جاتی ہیں، یہ سب چیزیں عوام کی نظر میں علم غیب ہوتی ہیں اس لئے آیت مذکورہ پر شبہات ہونے لگتے ہیں کہ قرآن حکیم نے تو علم غیب کو ذات حق جل شانہ کی خصوصیت بتایا ہے اور مشاہدہ یہ ہے کہ دوسروں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

جواب واضح ہے کہ کشف و الہام یا وحی کے ذریعہ اگر اللہ تعالیٰ نے

اپنے کسی بندہ کو کسی آئندہ بات کی اطلاع دے دی تو قرآنی اصطلاح کی رو سے علم غیب نہ رہا۔ اس طرح اسباب و آثار سے جو علم حاصل کیا جائے وہ بھی اصطلاح قرآنی کے لحاظ سے علم غیب نہیں، جیسے علامات دیکھ کر یا کسی آلہ کی خبر سے کوئی موسم کی بات یا ایسی آثار و علامات کا جو پیدا ہو کر ظاہر ہو گئے ہیں۔ جب آثار ہی سامنے آ گئے تو وہ غیب نہ رہا، بلکہ شہادت ہو گئی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آثار سے نتائج اخذ کرنا بھی یقینی نہیں کیونکہ کبھی ان میں غلطی ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کسی رسول یا نبی کو بذریعہ وحی یا کشف و الہام جو غیب کی کچھ چیزوں کا علم دے دیا گیا تو وہ غیب کی حد سے نکل گیا اس کو قرآن میں غیب کی بجائے انباء الغیب کہا گیا ہے۔ (معارف القرآن ملخصاً)

غیب کے خزانے اور چابیاں کیا ہیں:

ابن جریر نے کہا کہ اللہ نے دوات کو پیدا کیا اور الواح پیدا کئے اور دنیا میں تا قیامت ہونے والے سب امور لکھ دئیے ... ابن ابی حاتم نے بروایت اسدی ... سے روایت کی ہے ... نہیں ... ظاہر ہوتا ... کی ... سے ... بیان فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو تمہاری حفاظت کرتا ہے (مظہری مختصراً)

بخاری نے حضرت ابن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب پانچ چیزیں ہیں جن کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ رحموں کے اندر کیا ہے، سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی، سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا اور سوائے اللہ کے کوئی واقف نہیں کہ قیامت کب برپا ہوگی۔ امام احمد اور بخاری کی روایت بھی اسی طرح ہے صحیحین کی حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے حضرت جبرئیل کے سوال کے سلسلہ میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت (پانچ چیزیں امور غیب میں سے ہیں) اس کے بعد حضور نے آیت تلاوت فرمائی إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ... میں کہتا ہوں کہ ان غیب کی پانچ چیزوں کا ذکر تمثیلاً نہیں بلکہ ...

جو چیزیں اب غیب ہیں خواہ ابھی موجود نہ ہوئی ہوں یا موجود ہوں مگر اللہ نے ان کا علم کسی کو نہیں دیا وہ سب اس کے علم میں ہیں۔ (تفسیر مظہری)

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ

اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں

یعنی نیند میں سوتے وقت تمہاری روح کی ادراکی قوت بالکل سلب کر لیتا ہے اور آدمی بے شعور ہو جاتا ہے اور جسم کے اعضاء حرکت سے رک جاتے ہیں گویا اس وقت روح کو قبض کر لیا گیا۔ (تفسیر عثمانی)

وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ

اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں

یعنی دن میں جو کچھ کرتے ہو سب اس کو معلوم ہے اور کسب و اکتساب کی وجہ سے سب کاموں کی تفصیل اس کے علم میں ہے۔ (تفسیر مظہری)

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى

پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے

یعنی اگر وہ چاہتا تو تم سوتے کے سوتے رہ جاتے مگر جو وقت کا وعدہ مقرر ہے اس کے پورا کرنے کو اٹھا دیتا ہے (تفسیر عثمانی)

ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

پھر اسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے پھر خبر دے گا

تَعْمَلُونَ

تم کو جو کچھ تم کرتے تھے

زندگی اور موت کا چھوٹا سا نمونہ:

نیند میں کہ مدار ادراک ختم ہو جاتا ہے پھر بیدار ہو جانا۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی کا مختصر سا نمونہ ہے۔ اس زندگی کے بعد موت پھر بعث ہونے والا ہے۔ اس کے چند ... (تفسیر عثمانی)

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ

اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے

حَفَظَةً

تم پر نگہبان

یعنی وہ فرشتے جو تمہاری [illegible] تمہارے اعمال کی نگہداشت کرتے ہیں۔

([illegible])

حَتّٰىٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ
یہاں تک کہ جب آپہنچتی ہے کسی کو تم میں سے موت تو قبضہ کر لیتے ہیں
رُسُلُنَا
ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے

یعنی ہمارے فرشتے [illegible] کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ [illegible]

موت کے فرشتے اور ان کا نظام

[illegible] ابن ابی حاتم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن [illegible] کا قول نقل کیا [illegible] ہیں ملک الموت کے مددگار فرشتے۔ [illegible] سے بھی نقل کیا ہے۔ [illegible] وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ جو فرشتے انسان کے قریب رہتے ہیں وہی ان کی [illegible] ہیں اور جب [illegible] ملک الموت کے [illegible] ہیں (کیونکہ اعمال نامے لکھنے والے ملک الموت کے ماتحت ہوتے ہیں) ملک الموت [illegible] کی طرح ہے [illegible] ہیں۔

[illegible] ملک الموت [illegible] ملک الموت [illegible] فرشتہ موت کا [illegible] مشرق [illegible] سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

[illegible] فرشتے اترتے ہیں [illegible] پاؤں [illegible] جان کھینچتے [illegible]

روح رحمت یا عذاب کے فرشتوں کے پاس

[illegible] ملک الموت روح [illegible] رحمت و عذاب کے فرشتوں [illegible] حضرت ابن [illegible] کا قول نقل [illegible] ملک الموت [illegible]

[illegible] عذاب کے فرشتے [illegible] پاس [illegible] روح عذاب کے فرشتوں [illegible] ابو الشیخ [illegible] روایت [illegible] بیان کیا ہے

مومن کی موت

[illegible] ابن ابی شیبہ [illegible] ان کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] جب [illegible] ہوتا ہے [illegible] آخرت [illegible] آسمان [illegible] چہرے [illegible] سورج [illegible] ملک الموت [illegible] اے پاکیزہ روح [illegible] مغفرت اور رضامندی کی طرف [illegible] روح [illegible] طرح [illegible] مشک [illegible] اور [illegible] روح کو [illegible] حدیث میں [illegible] متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] ملک الموت [illegible] (طالب [illegible] ہے [illegible]

ملک الموت مشرق و مغرب میں روحیں کیسے قبض کرتا ہے

[illegible] رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ملک الموت [illegible] مشرق مغرب [illegible] ملک الموت [illegible] ملک الموت [illegible] ملک الموت [illegible] ابن ابی الدنیا [illegible] ابو الشیخ [illegible] کا قول نقل [illegible] ملک الموت [illegible]

دوسرا تکلی ہے اور جس کی دو آنکھیں آگے چہرہ میں اور دو آنکھیں پیچھے گدی میں تھیں جو بات کرتا تھا جب ایک شخص مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہو اور وبا نہیں نہ مٹا پھیلی ہوئی ہو (یہ) اور لشکر باہم لڑ رہے ہوں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ عزرائیل نے کہا میں روحوں کو باذن اللہ پکارتا ہوں اور تمام روحیں میری ان دونوں انگلیوں میں آ جاتی ہیں۔ اشعث بن اسلم نے کہا ملک الموت کے سامنے زمین ایسی رکھی ہے جیسے طشت کی طرح رکھا ہوا ہوتا ہے جس جگہ سے چاہتے ہیں وہیں سے پکڑ لیتے ہیں۔

یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت یعقوب کے سوال کے جواب میں ملک الموت نے کہا کہ اللہ نے دنیا کو میرا تابع بنا دیا ہے جس طرح تمہارے سامنے طشت رکھا ہو اور تم اس میں سے جس جگہ سے چاہو (گوشت یا کھانا وغیرہ) لے سکتے ہو اسی طرح میں لے لیتا ہوں۔

ابو الشیخ اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے اور ابن سعد نے بھی مجاہد کا یہ بیان لکھا ہے کہ ملک الموت کے لئے زمین ایک طشت کی طرح رکھی گئی ہے وہ جہاں سے چاہتا ہے روح کو لے لیتا ہے اور اس کے کچھ مددگار ہوتے ہیں جو روحوں کو قبض کرتے ہیں پھر ان سے ملک الموت روحیں لے لیتا ہے۔

مسئلہ کی تحقیق:

میں کہتا ہوں احادیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جس طرح محسوسات میں سورج کا تعلق (ایک وقت میں) ہر چیز سے برابر ہے اسی طرح ملک الموت کے لئے تمام زمین دسترخوان کی طرح ہے۔ (ایک ہی وقت اس کا تعلق ہر گوشۂ زمین سے ہے) ایک کام میں مشغول رہنا اس کو (اسی وقت میں) دوسرے کام میں مشغول ہونے سے نہیں روکتا (اگر ایک وقت میں مشرق کے کسی گوشہ میں وہ کسی روح کو قبض کرنے میں مشغول ہو تو اسی وقت اسی آن مغرب، جنوب، شمال اور ہر حصہ زمین میں دوسری روحوں کو قبض کر لیتا ہے (اللہ نے بعض اولیاء کو بھی یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ ایک آن میں وہ مختلف مقامات میں اپنے اختیار کردہ جسم میں نمودار ہو سکتے ہیں)۔ اللہ نے ملک الموت کے کچھ مددگار بھی بنا دیئے ہیں جو ملک الموت کے اعضاء کی طرح ہیں اور روحیں قبض کرتے ہیں۔ جو مرنے والے کے پاس قوم مومن ہو تو رحمت کے فرشتوں کی ایک جماعت جنت سے روح کا کفن لے کر آتی ہے اور اس کی روح کو ملک الموت سے لے کر آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ پس اس آیت میں رسل سے مراد یا ملک الموت کے مددگار ہیں یا وہ سب مراد ہیں جو ملک الموت سے روحیں لے کر آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ رسل اگرچہ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد تنہا ملک الموت ہے۔

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝
اور وہ کوتاہی نہیں کرتے

فرشتے کوتاہی نہیں کرتے:

یعنی جس وقت اور جس طرح جان نکالنے کا حکم ہوتا ہے اس میں وہ کسی طرح کی رعایت یا کوتاہی نہیں کرتے۔ (تفسیر مظہری)

ان کی طرف سے کوتاہی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سستی اور تاخیر نہیں کرتے ملائکہ میں بغیر اذن الٰہی کے روح قبض کرنے کی قدرت نہیں ہے۔

اے ملک الموت! میرے صحابی سے نرمی کرنا:

طبرانی اور ابن منده اور ابو نعیم نے حضرت حارث بن خزرج کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کے سر کے قریب ملک الموت کو دیکھا اور فرمایا اے ملک الموت میرے صحابی سے نرمی کرنا یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دل خوش اور آنکھیں ٹھنڈی رکھئے اور سمجھ لیجئے کہ میں ہر مومن سے نرمی کرتا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں جب کسی آدمی کی روح قبض کرتا ہوں اور اس کے گھر والوں میں سے کوئی چیخ چلاتا ہے تو میں میت کی روح لے کر ان کے گھر میں کھڑا ہو کر کہتا ہوں اے چیخنے والے خدا کی قسم ہم نے کوئی ظلم نہیں کیا نہ اس کی اجل سے پہلے اس کو مارا نہ اس کی قضا طلب کرنے میں جلدی کی اس کو قبض کرنے میں ہمارا کوئی گناہ نہیں (یہاں کا کیا جا سکتا) اگر تم اللہ کے کئے ہوئے کام پر راضی رہو گے تو اجر پاؤ گے اور ناراض ہو گے تو گنہگار ہو گے اور ثواب بھی ضائع ہو گا اور ہم کو تمہارے پاس لوٹ لوٹ کے بار بار آنا ہی ہے تم کو خوف اور احتیاط بھی چاہئے کوئی ڈیرے خیمہ میں رہنے والا ہو یا مستقل مکانوں کا باشندہ اہل شعر (بالوں والا) اہل مدر (گارے ڈھیلوں والا) اول سے مراد خانہ بدوش جو کہیں بھی مستقل طور پر نہیں رہتے اور دوسرے سے مراد وہ لوگ ہیں جو گھر بنا کر رہتے ہیں۔ عرب میں خیمے بالوں سے بنائے جاتے تھے اس لئے اہل شعر سے مراد اہل خیام ہو گئے۔ خیمہ ہو یا میدانی علاقہ کا باشندہ ہو یا پہاڑ کا سب کو صبح و شام میں تلاش کرتا ہوں یہاں تک کہ چھوٹے بڑے کو ان سے زیادہ میں پہچانتا ہوں۔ محمد خدا کی قسم اگر ایک مچھر کی روح بھی قبض کرنا چاہوں تو بغیر اللہ کے اذن کے نہیں کر سکتا جب تک اللہ اس کے قبض کرنے کا حکم نہ دے۔ ابن ابی الدنیا

اور ابن ماجہ نے بھی حسن سند روایت سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

نمازیوں کے ساتھ ملک الموت کا حسن سلوک:

حضرت [illegible] نے فرمایا [illegible] ملک الموت [illegible] نماز کے اوقات پر (مسجدوں میں) لوگوں کی [illegible] رکھتا ہے [illegible] مرتے وقت [illegible] اگر مرنے والا نمازوں کی پابندی کرنے والوں میں سے ہو تو ملک الموت اس کے قریب [illegible] شیطانوں کو بھگا دیتے ہیں اور مرنے والے کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتے ہیں۔

مومن کی روح:

ایک طویل حدیث میں ہے کہ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] مومن کی روح کو فرشتے اوپر چڑھا کر لے جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کی طرف سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں یہ پاکیزہ روح کون ہے [illegible] اس کو [illegible] سب سے اچھے نام سے [illegible] یہاں تک کہ آسمان [illegible] تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں [illegible] ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس کے ساتھ ہو لیتے ہیں [illegible] آسمان تک اس کو پہنچا دیا جاتا ہے پھر یہاں اللہ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمال نامہ علیین میں [illegible] کرلو [illegible] زمین کی طرف [illegible]

کافر کی روح:

کافر کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] فرشتے [illegible] ہیں تو وہ دریافت کرتے ہیں یہ گندی روح کون ہے [illegible] فرشتے [illegible] برے نام [illegible] فلاں ہے یہاں تک کہ اس کو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر [illegible] پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا لا تفتح لهم ابواب السماء [illegible] زمین [illegible] اس کی روح [illegible] پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ

ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ

پھر پہنچائے جائیں گے اللہ کی طرف جو مالک ان کا ہے سچا، سن رکھو

الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾

حکم اسی کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے

[illegible]

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ

تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے

وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَئِنْ

اور دریا کے [illegible]

أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾

[illegible]

قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ

[illegible]

ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾

پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

ہر انسان کے باوجود اللہ فریاد سنتا ہے:

[illegible]

سب تکالیف گناہوں کا اثر ہیں۔

[illegible]

گئی ہے یا تو قوم کی ہلاکت میں واقع ہوتی ہے یا کسی اور شکل میں ظاہر ہوتی ہے، یہ سب کچھ گناہ کا اثر ہوتا ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں وہ بہت ہیں۔ مولانا روم نے خوب فرمایا ہے

[illegible]

جب انسان اللہ کو چھوڑتا ہے تو مصیبتیں بڑھ جاتی ہیں

تجربہ شاہد ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر صرف مادی سامانوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو جوں جوں یہ سامان بڑھتے ہیں پریشانیاں اور مصائب اور بڑھتے ہیں۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کسی مریض پر کسی دوا یا انجکشن کو کسی وقت مفید ثابت ہو جانا یا کسی مادی تدبیر کا کامیاب ہو جانا غفلت و معصیت کے ساتھ بھی ممکن ہے لیکن جب مجموعی حیثیت سے پوری خلق خدا کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ سب تدبیریں ناکام نظر آتی ہیں۔ موجودہ زمانے میں انسان کو راحت پہنچانے اور اس کی ہر تکلیف کو دور کرنے کے لئے جیسے جیسے آلات اور سامان ایجاد کئے گئے ہیں اور کئے جارہے ہیں آج سے پچاس سال پہلے کا انسان ان کا وہم و گمان بھی نہ کرسکتا تھا امراض کے علاج کے لئے نئی نئی دوائیں اور طرح طرح کے انجکشن اور بڑے بڑے ماہر ڈاکٹر اور ان کے لئے جابجا شفاخانوں کی بہتات کون نہیں جانتا۔ آج سے پچاس سال پہلے کا انسان ان سب سے محروم تھا لیکن مجموعی حالات کا جائزہ لیا جائے تو ان آلات و سامان سے محروم انسان اتنا بیمار اور کمزور نہ تھا، جتنا آج کا انسان بیماریوں کا شکار ہے۔

مؤمن کا کام:

مؤمن کا کام یہ ہے کہ اپنے تمام مصائب اور تکلیفوں کے دور کرنے کے لئے مادی سامان اور تدبیروں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے ورنہ انجام وہی ہوگا جو روزمرہ مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ہر تدبیر مجموعی حیثیت سے الٹی پڑتی ہے، بیماریوں، حادثات اور ان کے نقصانات سے بچنے کی ہر تدبیر کی جاتی ہیں مگر وہ آتے ہیں اور بار بار آتے ہیں، امراض کے علاج کی نئی نئی تدبیریں کی جاتی ہیں، مگر امراض روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، اشیاء کی گرانی دور کرنے کے لئے ہزاروں تدبیریں کی جاتی ہیں اور وہ وقتی طور پر مؤثر بھی معلوم ہوتی ہیں لیکن مجموعی حیثیت سے نتیجہ یہ ہے کہ گرانی روز بروز بڑھتی جاتی ہے، چوری، ڈاکہ، اغوا، رشوت ستانی، چور بازاری کو روکنے کے لئے کتنی مادی تدبیریں آج ہر حکومت استعمال کر رہی ہے، مگر حساب لگائیے تو ہر روز ان جرائم میں اضافہ ہی نظر آتا ہے، کاش آج کا انسان صرف شخصی اور جزئی واقعات پر نظر کرنے کی بجائے مجموعی حالات کا جائزہ لے تو اس کو ثابت ہوگا کہ مجموعی حیثیت سے ہماری مادی تدبیریں سب ناکام ہیں بلکہ ہمارے مصائب میں اضافہ کر رہی ہیں، پھر اس قرآنی علاج پر نظر کرے کہ مصائب سے نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے، مادی تدبیریں بھی اسی کی عطا کی ہوئی نعمت کے طور پر استعمال کی جائیں اس کے سوا نجات کی کوئی صورت نہیں۔ (معارف القرآن)

عاجزی اور خلوص سے دعا کرو:

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً: کہ تم اس سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرتے ہو۔

تضرع کے معنی ہیں گڑگڑانا، اظہار عاجزی کرنا اور خفیہ، دونوں مصدر ہیں لیکن حال کے معنی میں استعمال کئے گئے ہیں۔ چپکے چپکے دعا اور ذکر کرنا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو (یعنی اللہ نہ بہرا ہے نہ غائب کہ اس کو زور سے پکارا جائے بلکہ ہر وقت وہ قریب ہے، سمیع ہے، آواز بھی سنتا ہے) آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم عاجزی اور خلوص سے اس سے دعا کرتے ہو (خفیۃ چپکے چپکے دعا کرنے سے مراد ہے خلوص کے ساتھ دعا کرنا) کیونکہ چپکے چپکے دعا کرنے میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہوتا بلکہ خلوص ہوتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا
تو کہہ اسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب

[illegible] جس طرح وہ شدائد و مصائب سے نجات دے سکتا ہے اسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی گناہ پر سخت عذاب تم پر مسلط کر دے۔ (تفسیر عثمانی)

اوپر اور نیچے سے عذاب:

ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس اور مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ اوپر کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ اور بے رحم حکام تم پر مسلط ہو جائیں، اور نیچے کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ تمہارے نوکر، غلام، ماتحت ملازم بے وفا، غدار، کام چور، خائن ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات سے بھی حضرت عبداللہ

عذاب ہی کی ایک تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ شعب الایمان بیہقی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ کما تکونون کذالک یؤمر علیکم یعنی جیسے تمہارے اعمال بھلے برے ہوں گے ویسے ہی حکام اور امراء تم پر مسلط کئے جائیں گے۔ اگر تم نیک اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہوگے تو تمہارے حکام اور امراء بھی رحم دل، منصف پیدا ہوں گے، اور تم بدعمل ہوگے تو تم پر حکام بھی بے رحم اور ظالم مسلط کر دیئے جائیں گے۔ مشہور مقولہ اعمالکم عمالکم کا بھی یہی مفہوم ہے۔

حدیث قدسی:

اور مشکوٰۃ میں بحوالہ حلیۃ ابی نعیم روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں سب بادشاہوں کا مالک اور بادشاہ ہوں، سب بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں، جب میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں اور حکام کے قلوب میں ان کی شفقت و رحمت ڈال دیتا ہوں، اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حکام کے دل ان پر سخت کر دیتا ہوں، وہ ان کو ہر طرح کا برا عذاب چکھاتے ہیں، اس لئے تم حکام اور امراء کو برا کہنے میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اپنے عمل کی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ، تاکہ تمہارے سب کاموں کو درست کر دے۔'' (معارف القرآن)

مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ
اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا
يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ
بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھا دے ایک کو
بَعْضٍ
لڑائی ایک کی

عذاب کی تین قسمیں:

اس میں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں (۱) اوپر سے آئے، جیسے پتھر برسانا، طوفانی ہوا اور بارش (۲) جو پاؤں کے نیچے سے آئے، جیسے زلزلہ یا خسف وغیرہ، اور تیسری قسم عذاب کی باہمی جنگ و جدال بتائی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے آپ کی امت عام عذاب سے محفوظ رہی لیکن تیسری قسم کا عذاب جو کہ فرقہ بندی اور آپس کی لڑائی ہے اس امت سے اٹھایا نہیں گیا، اور اس قسم کی سزا ان پر آتی رہے گی۔ پس تیسری قسم کے عذاب سے بچنے کی فکر کرنا چاہئے۔ اس امت کے حق میں باقی دو عذاب وعدہ خداوندی کے مطابق نہیں آئیں گے، یعنی عام آسمانی اور زمینی طور پر ہلاک کا عذاب نہیں۔ صحیح احادیث میں ہے کہ قرآن شریف میں اکثر لوگوں کو عذاب کا وعدہ ہے۔ یہاں فرمایا کہ عذاب ہوگی ہے جو کہ امتوں پر آیا۔ ان سے بڑھ کر سخت دوسری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو ماریں اور لڑائی کی آگ پھیلا دیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے کہ اس امت پر یہی ہوگا، اگرچہ ''عذاب الیم'' اور ''عذاب مہین'' اور ''عذاب شدید'' وغیرہ عذاب تفسیر میں بیان کئے گئے ہیں، ان سب میں بڑا عذاب یہی ہے جو ان پر جنگ و فرقہ بندی کا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اچھا وزیر نعمت ہے برا وزیر عذاب ہے

اسی طرح ابو داؤد و نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''جب اللہ تعالیٰ کسی امیر اور حاکم کا بھلا چاہتے ہیں تو اس کو سچا وزیر اور اچھا نائب دے دیتے ہیں کہ اگر امیر سے کچھ بھول ہو جائے تو وہ اس کو یاد دلا دے اور جب امیر صحیح کام کرے تو وہ اس کی مدد کرے اور جب کسی حاکم امیر کے لئے کوئی برائی مقدر ہوتی ہے تو برے لوگوں کو اس کے وزراء اور ماتحت بنا دیا جاتا ہے۔'' (الحدیث)

حکام اور ملازمین کی تکالیف عذاب ہیں

ان روایات اور آیت مذکورہ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو جو تکلیف اور مصیبت اپنے حکام کے ہاتھوں پہنچتی ہیں وہ اوپر سے آنے والا عذاب ہے اور جو اپنے ماتحتوں، نوکروں، ملازموں کے ہاتھ سے پہنچتی ہیں وہ نیچے سے آنے والا عذاب ہے۔ یہ سب کوئی اتفاقی حادثات نہیں ہوتے، بلکہ ایک قانون الٰہی کے تحت انسان کے اعمال کی سزا ہوتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ جب مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو میں اس کا اثر اپنے نوکر اور اپنی سواری کے گھوڑے اور بار برداری کے گدھے کے مزاج میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ سب میری نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

خلق را با تو چنیں بدخو کنند　　　تا ترا ناچار رو آں سو کنند

فرقہ پرستی عذاب ہے:

عذاب کی ایک قسم یہ ہے کہ قوم مختلف پارٹیوں میں بٹ کر آپس میں لڑ جائے، اس لئے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا

لاترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض

"دیکھو تم میرے بعد پھر کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو" (اخرجہ ابن ابی حاتم عن زید بن اسلم) (تفسیر مظہری)

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، بنو معاویہ کی مسجد پر گزر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھی، ہم نے بھی دو رکعت ادا کیں، اس کے بعد آپ اپنے رب سے دعا میں مشغول ہو گئے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے، جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں، ایک یہ کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمالی، دوسرے یہ کہ میری امت کو قحط اور بھوک کے ذریعہ ہلاک نہ کیا جائے یہ بھی قبول فرمالی، تیسری دعا یہ کہ میری امت آپس کی جنگ و جدال سے تباہ نہ ہو، مجھے اس دعا سے روک دیا گیا۔

(مظہری بحوالہ بغوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خدائے عزوجل سے دعا کی کہ میری امت کو چار چیزوں سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے میری امت کو [illegible] نہیں [illegible] میری امت [illegible] سے [illegible] کی دعا [illegible] قبول [illegible] اور [illegible] میں فرقہ بندی اور [illegible] قبول نہیں ہوئی۔

[illegible] کہتے ہیں کہ جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مانگنے لگے [illegible] عذاب نازل [illegible] کہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] عذاب نازل ہونے [illegible] کو محفوظ کر لیا ہے۔

علماء کا اختلاف رائے رحمت ہے:

علامہ [illegible] تحقیق سے مطابق تھا۔ امت کے مختلف [illegible] کی مختلف تراکیب کو [illegible] مختلف ہو [illegible] اللہ کے احکام [illegible] مختلف [illegible] قرآن [illegible] کے تحت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کئے۔

اس [illegible] اختلاف کی مثال [illegible] مختلف [illegible] ہو [illegible] طرح [illegible] (معارف القرآن [illegible])

اختلاف رائے [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] اختلاف [illegible] اختلاف ہے [illegible] مختلف [illegible] کے طریقہ [illegible] والے اور [illegible] ہیں۔

بہت سے لوگ [illegible] حقیقت سے [illegible] مذاہب [illegible] کی [illegible] کو [illegible] نظر سے دیکھتے ہیں [illegible] اختلاف [illegible] علم [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] اصول [illegible] ہے [illegible] علماء [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (تفسیر ابن کثیر)

انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ

دیکھ کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ

يَفْقَهُونَ

وہ سمجھ جاویں

یعنی قرآن کو [illegible] کہ یہ سب سمجھ [illegible] (تفسیر عثمانی)

وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَسْتُ

اور اس کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ

عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ

میں نہیں تم پر داروغہ ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ

تَعْلَمُونَ

اسکو جان لوگے

پیغمبر کا منصب کیا ہے:

یعنی میرا یہ منصب نہیں کہ تمہاری تکذیب پر فوراً عذاب نازل کر دوں یا اس کے وقت وغیرہ کی تفصیل بتلاؤں میرا کام صرف باخبر [illegible] کر دینا ہے۔ آگے ہر چیز کے وقوع کا علم الٰہی میں ایک وقت مقرر ہے۔ جب وقت آئے گا تم خود جان لو گے کہ میں جس چیز سے ڈراتا تھا وہ کہاں تک سچی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا

اور جب تو دیکھے ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ

تو ان سے کنارہ کر یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی

غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ

اور بات میں اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ

بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ

نکتہ چین لوگوں سے بچو:

یعنی جو لوگ آیات الٰہیہ میں طعن و استہزاء اور ناحق کی نکتہ چینی میں مشغول ہوں [illegible] عذاب [illegible] تم ان سے [illegible] کبھی تم بھی ان کے زمرہ میں داخل ہو کر [illegible] عذاب نہ بن جاؤ۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے "إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ" ایک مومن کی غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کرے اور اگر کبھی بھول کر شریک ہو گیا تو یاد آنے کے بعد فوراً وہاں سے اٹھ جائے [illegible] اور طعن و استہزاء کرنے والوں کے لئے بھی نصیحت اور تنبیہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ

اور پرہیزگاروں پر نہیں ہے کچھ ان کے حساب میں سے

مِنْ شَيْءٍ وَلَٰكِنْ ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

کوئی چیز لیکن ان کے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں

پرہیزگار احتیاط رکھیں:

اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگر پرہیزگار لوگ [illegible] طعن کرنے والوں کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو طاعنین کے کفر [illegible] کا کوئی مواخذہ ان متقین پر نہیں ہو سکتا۔ ہاں ان کے ذمہ [illegible] نصیحت کرتے رہنا ہے شاید وہ [illegible] اپنے انجام سے ڈر جائیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ پرہیزگار [illegible] کسی ضرورت سے ایسی مجلس میں جانے کا اتفاق ہو جائے تو ان [illegible] طاعنین [illegible] کا کوئی اثر نہیں پہنچتا۔ ہاں ان کے [illegible] نصیحت [illegible] ہے [illegible] کہ کسی وقت ان پر بھی صحبت کا اثر پڑ جائے۔ (تفسیر عثمانی)

اس امت کے قابل معافی کام:

حدیث میں وارد ہے کہ میری امت سے تین باتیں معاف ہیں خطا اور نسیان اور وہ کام جو [illegible] مجبور ہو کر کرے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا

[illegible]

گناہ کی مجلس سے دور رہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

[illegible]

وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ

[illegible]

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

[illegible]

وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا

[illegible]

[illegible]

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ

[illegible]

مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ

[illegible]

بری مجلس والوں کو نصیحت

[illegible]

قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا

[illegible]

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا

اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ

حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى

الْهُدَى ائْتِنَا

[illegible]

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى

[illegible]

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَاَنْ اَقِيْمُوا

الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ

قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

[illegible]

[illegible]

مختلف مقدموں کے فیصلے

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

[illegible]

[illegible]

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا اور وہی صاحب حکمت اور باخبر ہے

[illegible]

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ

اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ

[illegible]

[illegible]

لِأَبِيهِ آزَرَ

اپنے باپ آزر سے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد:

[illegible]

أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ

کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

صریح گمراہی میں ہو

والد کو نصیحت.

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ

اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ

اور زمین کے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عجائبات کائنات پر مطلع کر دیا گیا

[illegible]

[illegible]

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ

[illegible]

ستاروں کی کمزوری کا اعلان

[illegible]

حضرت ابراہیم ایک غار میں پیدا ہوئے

[illegible]

یقین کا اثر

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی شان

[illegible]

کی آمد ہوتا ہے (تفسیر ابن کثیر)

[illegible]

اس نے ایک ستارہ دیکھا [illegible]

حضرت ابراہیمؑ نے "ھذا ربی" [illegible]

[illegible]

[illegible] نعمان بادشاہ [illegible]

[illegible] (عراق کا بادشاہ تھا) اس نے سب سے پہلے [illegible]

[illegible]

کا مذہب تبدیل کر دے گا، آپ کی جان اور حکومت اس کے ہاتھوں سے تباہ ہو جائے گی۔ [illegible]

میں انہوں نے [illegible]

دیکھا تھا کہ ایک ستارہ [illegible]

[illegible]

آپ کی سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا۔ [illegible]

اس سال اس کے ملک میں جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے [illegible]

[illegible]

[illegible] حالت میں وہ لوگ قربت نہیں کرتے تھے اور جب [illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیمؑ [illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیمؑ [illegible]

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے جب حضرت ابراہیمؑ کی والدہ حاملہ [illegible]

[illegible]

[illegible] دودھ اور شہد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مسئلہ

[illegible]

[illegible]

ذاتی قابل عبادت نہیں ہے۔

[illegible]

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ
[illegible]
قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ
[illegible]
الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ
[illegible]

[illegible]

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ
[illegible]
اَكْبَرُ
[illegible]

[illegible]

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
[illegible]
تُشْرِكُوْنَ
[illegible]

ستارے، چاند، سورج سب خدا کے مزدور ہیں:

[illegible]

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
[illegible]
وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
[illegible]

اس مثل سے خدا کا دروازہ کھل گیا:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ

[illegible]

وَقَدْ هَدَانِ

[illegible]

قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ شروع کر دیا

[illegible]

وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي

[illegible]

شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا

[illegible]

تَتَذَكَّرُونَ

[illegible]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب

[illegible]

وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ

[illegible]

[illegible]

کامل ایمان والے کی شان

[illegible]

أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ

[illegible]

سُلْطَانًا

[illegible]

[illegible]

فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِن كُنتُمْ

[illegible]

تَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا

[illegible]

إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم

[illegible]

مُّهْتَدُونَ ۝

[illegible]

ہدایت والی ہے جس میں ذرہ بھر بھی شرک نہ ہو

[illegible]

حضرت مترجم کا کمال

[illegible]

یہاں ظلم سے مراد شرک ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو مسلمانوں پر بڑی شاق گزری۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون (بالخصوص) ایسا ہے کہ اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا (پھر ہم امن کے) مستحق کیسے ہوئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم (سے مراد) شرک ہے، کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا: یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیمٌ (متفق علیہ)

محفوظ رہنے کا مستحق کون ہے:

حضرت ابراہیمؑ نے مشرکوں سے سوال کیا تھا کہ محفوظ رہنے کا مستحق کون ہے۔ مشرکوں کی طرف سے جب کوئی جواب نہیں ملا تو حضرت ابراہیمؑ نے خود فرمایا الذین آمنوا الخ۔ اس صورت میں یہ ابراہیمؑ کا کلام ہوگا جو اللہ نے نقل فرمایا ہے۔ یا اللہ نے اپنی طرف سے فیصلہ فرمایا اور یہ براہ راست اللہ کا قول ہے۔

ایک عجیب شخص:

ابن ابی حاتم نے بکر بن سوادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک دشمن نے مسلمانوں پر حملہ کر کے ایک مسلمان کو مار ڈالا، پھر دوبارہ حملہ کر کے مسلمان کو قتل کر دیا پھر تیسری مرتبہ حملہ کر کے ایک اور مسلمان کو قتل کر دیا پھر (مسلمان ہونے کے ارادہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اس حالت میں بھی مجھے اسلام سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ وہ شخص فوراً مسلمانوں میں شامل ہو گیا (یعنی مسلمان ہو گیا) پھر اپنے (گزشتہ) ساتھیوں پر حملہ کر کے ایک کو پھر دوسرے کو قتل کر دیا پھر تیسرے کو مارا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ آیت مذکورہ کا نزول اسی شخص کے حق میں ہوا۔ (تفسیر مظہری)

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ءَاتَيْنَٰهَآ إِبْرَٰهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں

نَرْفَعُ دَرَجَٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ

درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں، تیرا رب حکمت والا ہے

عَلِيمٌ

جاننے والا

یعنی یہ کہ علم اسباب اور عطائے دلائل و حجج اسی کی طرف سے ہے۔ حق تعالیٰ جس کو چاہتا ہے فرماتا اور جس کو جس درجہ میں چاہے بلند کر دیتا ہے، وہ حکیم و علیم ہے، ہر شخص کی استعداد و قابلیت کو جانتا ہے اور اپنی حکمت سے ہر چیز کو اس کے مناسب موقع و مقام پر رکھتا ہے۔ (ماجدی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انداز تبلیغ

بت پرستی کے معاملہ میں حضرت خلیل اللہ نے عقلی دلائل اختیار فرمائے ہیں کیونکہ اس کی تردید مشاہدہ کی بات اور چیز تھی اور بت پرستی کے واسطے مگر اپنے عقائد اشتعال نہیں فرمائے بلکہ نہایت نرمی سے قوم کی حقیقت کو قوم کے ذہن نشین فرمایا کہ تم سب دلائل اور شواہد کا سبب اسباب اختیار کرو اور ان کا وضع اور تعلق بھی دیکھو تو جو قوت اور جو بات معلوم ہوا گر ہو اس کی عقل کی بنا پر جس کے ظلم کی بنا پر حق ہو وہ علم کے ٹکڑوں میں ہے تو ظالم اور مشرک کا حال یہ ہے کہ محفوظ رہنے کا مستحق نہیں۔

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا

اور دیے ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب، سب کو ہم نے ہدایت دی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں نبوت عطا کی گئی

یعنی یہ کہ ہم نے ابراہیم کو اولاد میں علم و فضل سے سرفراز کیا، یعقوب جس کی نسل بیٹا تھا اور یعقوب بیٹا تھا، دونوں نبی ہوئے، ان کی نسل میں بنی اسرائیل ہیں جن کی طرف بہت سے انبیاء علیہم السلام آئے۔ مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ اور یہ بھی کہ ابراہیم کے بعد حق تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے سب انہی کی نسل میں ہوئے۔ (ماجدی)

وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ

اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے

حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی تھے

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کا ذکر فرمایا۔ اب حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ سے پہلے تھے اور ان کے آباء و اجداد میں سے تھے، جس طرح ابراہیمؑ کے بعد نبوت ان کی اولاد میں رکھی گئی اسی طرح نوحؑ کے بعد نوع انسانی کا سلسلہ انہی کی نسل میں ہوا، گویا طوفان کے

[illegible]

وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَٰنَ وَأَيُّوبَ

[illegible]

وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَٰرُونَ

[illegible]

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ

[illegible]

وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّٰلِحِينَ ۝

[illegible]

وَإِسْمَٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا

[illegible]

عَلَى الْعَٰلَمِينَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ

[illegible]

وَاجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

[illegible]

ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَآءُ

[illegible]

مِنْ عِبَادِهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مشرکین کو تنبیہ:

حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پر انعامات الٰہیہ بیان فرما کر ایک طرف تو یہ قانونِ قدرت بتا دیا گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا میں اپنی محبوب چیزوں کو قربان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی اس سے بہتر چیزیں عطا فرما دیتے ہیں اور دوسری طرف مشرکین عرب کو یہ حالات سنا کر اس طرف ہدایت کرنا مقصود ہے کہ تم لوگ جو حضرت خلیل علیہ السلام کی بات نہیں مانتے تو دیکھو حق کو تم بھی سب بڑا مانتے ہو یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کا پورا خاندان وہ سب یہی کہتے چلے آتے ہیں کہ قابلِ عبادت صرف ایک ذات حق تعالیٰ ہے اس کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک کرنا یا اس کی مخصوص صفات کا ساجھی بنانا کفر و گمراہی ہے۔ تم لوگ خود اپنے مسلمات کی رو سے بھی ملزم ہو (معارف القرآن مفتی اعظمؒ)

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

شرک تمام اعمال کو غارت کر دیتا ہے:

یہ ہم کو بتایا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے اور کسی کی کوئی حقیقت نہیں ہے اگر بعض کامل انبیاء و مقربین سے معاذ اللہ کبھی شرک سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے (تفسیر عثمانی)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
یہی لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت
وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا
اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے ان باتوں
بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ
کیلئے مقرر کر دیئے ہیں ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں

حق کسی خاص قوم کا محتاج نہیں ہے:

اگر مکہ کے کافر یا دوسرے منکرین ان باتوں (کتاب، شریعت اور نبوت) سے انکار کریں تو خدا کا دین ان پر موقوف نہیں۔ ہم نے دوسری قوم یعنی مہاجرین و انصار اور ان کے تابعین کو ان چیزوں کی تعلیم و قبول اور حفاظت و ترویج کے لئے مستعد فرما دیا ہے جو ہماری کسی بات سے بھی منکر (نہیں)

صفت ۔ [illegible] (تفسیر عثمانی)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ
یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر

انبیاء کا اصولی راستہ ایک ہی ہے:

تمام انبیاء علیہم السلام کا اصول دین اور مقاصد کلیہ میں متحد ہیں۔ سب کا دستور اساسی ایک ہے جو ہر زمانے میں چلے آئے ہیں آپ بھی اسی طریق مستقیم پر چلتے رہیے کہ جس پر وہ چلتے رہے ہیں۔ گویا اس آیت میں متنبہ کر دیا کہ اصول میں جو آپ کا راستہ ہے وہ تمام سابقین کے راستہ سے جدا نہیں۔ رہا فروع کا اختلاف وہ جزوی اور ضمنی ہے ہاں جو کچھ مقصود ہے وہ اس اعتبار سے پہلے بھی واقع ہوا ہے اور اب بھی واقع ہو رہا ہے (فوائد) علمائے اصول نے اس آیت کے عموم سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملہ میں شرائع سابقہ کا ذکر فرما دیں اور اس امت کے حق میں کوئی صریح تبدیلی شرع نہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا (تفسیر عثمانی)

بیضاوی نے لکھا ہے کہ ھدھم سے مراد عقیدہ توحید اور دین کے وہ اصول ہیں جو تمام ادیان آسمانی میں مشترک ہیں فروعی، مانی مراد نہیں ہیں کیونکہ فروعی مسائل میں تو انبیاء میں اختلاف ہے اور ھدھم میں ہدیٰ کی اضافت کل انبیاء کی طرف کی گئی ہے لہٰذا ایسی ہدایت مراد ہوگی جو سب کے درمیان مشترک ہو فروعی مسائل میں سب انبیاء کی ہدایت ایک نہیں (کیونکہ فروعی احکام میں انبیاء میں اختلاف ہے) اب یہ کہنا غلط ہے کہ اس آیت میں گزشتہ انبیاء کی شریعتوں پر چلنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اور آپ گزشتہ شرائع کے پابند تھے۔

فروعی احکام:

میں کہتا ہوں تمام انبیاء اور صاحب شریعت مکلف تھے اگر سابق فروعی مسائل کا کسی طرف سے منسوخ نہیں کیا گیا تو ان فروعی مسائل پر بھی عمل کرنا ضروری تھا اور اگر قطعی یا غیر قطعی طور سے ثابت ہو جائے تو وہ احکام جزئیہ منسوخ کر دیئے جب وہ احکام کسی دوسری طرح ثابت ہو گئے تو جدید احکام کی تعمیل لازم ہے۔ حاصل یہ کہ تمام انبیاء گزشتہ فروعی احکام کے بھی پابند تھے بشرطیکہ جدید شریعت میں ان کو منسوخ نہ کر دیا گیا ہو۔ پس گزشتہ شریعتوں کے فروعی احکام کی تعمیل بھی ہم پر واجب ہے بشرطیکہ ہماری شریعت میں اللہ نے ان کو منسوخ نہ کر دیا ہو (تفسیر مظہری)

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى

[illegible]

لِلْعٰلَمِيْنَ

[illegible]

پیغمبر کسی دنیاوی مفاد کا طالب نہیں ہوتا

[illegible]

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ

اور انہوں نے اللہ کی قدر [illegible]

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ

[illegible] اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز

جاہلوں کی تردید

[illegible]

کافروں نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ

[illegible]

مُوْسٰي نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

[illegible]

قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ

[illegible]

مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ

[illegible]

یہود کو بتاؤ تورات کس نے اتاری؟

[illegible]

[illegible]

یہودی توراۃ کے احکام کو چھپاتے تھے۔

[illegible]

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ

[illegible]

آپ نے فرض پورا کر دیا

[illegible]

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ

[illegible]

بَيْنَ يَدَيْهِ

[illegible]

خدا نے نہیں اتارا تو قرآن کہاں سے آیا ہے؟

[illegible]

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا

[illegible]

مکہ تمام دنیا کا مرکز ہے:

[illegible]

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

[illegible]

وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

[illegible]

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

[illegible]

اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ

[illegible]

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

[illegible]

خدا پر بہتان باندھنا:

خدا پر بہتان باندھنے سے شاید یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کرے جو اس کی شان و شایان کے لائق نہیں۔ مثلاً کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے یا یہ کہے کہ اس کے بیٹے ہیں یا یوں کہے کہ ما انزل اللہ علی بشر من شیء یعنی اس نے بندوں کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں کیا۔ جیسا کہنے والا کافر ہے۔ اسی طرح جو شخص نبوت و پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ یا یہ دعویٰ کرے کہ ایسا کلام تو میں لا سکتا ہوں جیسے بعض مشرک کہتے تھے لو نشاء لقلنا مثل ھذا یہ سب باتیں انتہائی ظلم ہیں اور ظالموں کی سزا کا تذکرہ اس آیت کے بعد ہے۔ (تفسیر حقانی)

اس آیت کا نزول کس کے بارے میں ہوا:

میں کہتا ہوں اس سے مراد نضر بن حارث ہے جو سورۃ والنازعات کے مقابلہ میں (بطور استہزاء) والطاحنات طحنا والعاجنات عجنا والخابزات خبزا کہا کرتا تھا (قسم ہے آٹا پیسنے والیوں اور گوندھنے والیوں اور روٹی پکانے والیوں کی)

بغوی نے لکھا ہے کہ بقول قتادہ اس آیت کا نزول مسیلمہ کذاب کے حق میں ہوا۔ یہ شخص کاہن تھا اور کاہنوں کی طرح بکواس کیا کرتا تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ ابن جریر نے عکرمہ کا بھی یہی بیان نقل کیا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں اس نے دو قاصد بھیجے تھے۔ حضور نے دونوں قاصدوں سے دریافت کیا کیا تم مسیلمہ کو نبی مانتے ہو۔ قاصدوں نے کہا ہاں۔ حضور نے فرمایا اگر قاصدوں کو قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔

دو جھوٹے:

بغوی نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا سونے کی حالت میں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں اور سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈال دیئے گئے۔ مجھے اس سے بڑی ناگواری اور رنج ہوا تو مجھے وحی کی گئی کہ ان دونوں پر پھونک مارو۔ میں نے پھونک ماری، کنگن فوراً غائب ہو گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دی کہ دونوں کنگنوں سے مراد دو کذاب ہیں، ایک صنعا (یمن) والا دوسرا یمامہ والا۔ صنعا والے سے عنسی مراد ہے اور یمامہ والے سے مراد مسیلمہ کذاب تھا (ان دونوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا)۔ (تفسیر مظہری)

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ

اور اگر آپ دیکھیں جس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں

کافروں کی موت:

یعنی موت کی باطنی اور روحانی سختیوں میں۔ (تفسیر حقانی)

وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ

اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں

یعنی روح قبض کرنے اور مارنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور وہ کہتے جاتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں (جنہیں بہت عزیز سمجھ کر ان میں بسائے پھرتے تھے) (تفسیر حقانی)

ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ

آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب

یعنی ایسی تکلیف جس میں ذلت و رسوائی بھی ہو گی۔ (تفسیر حقانی)

بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ

اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں

وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ

اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے

یعنی اور ان کے آیات اللہ کو جھٹلاتے تھے۔ (تفسیر حقانی)

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَٰدَىٰ كَمَا خَلَقْنَٰكُمْ أَوَّلَ

اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے جیسے ہم نے تم کو پیدا کیا تھا پہلی

مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُورِكُمْ

بار اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے

آدمی سب کچھ یہیں چھوڑ جائے گا:

یعنی نہ بیوی بچے نہ دوست ساتھ چلے اور نہ مال و دولت، سب کچھ پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ (تفسیر حقانی)

صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال، حالانکہ تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا

[illegible]

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ [illegible]

اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ

[illegible]

وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ

[illegible]

آج وہ تمہارے شفیع کہاں گئے

[illegible]

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

[illegible]

الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

[illegible]

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ

[illegible]

خدا کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو۔

[illegible]

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

اور اسی نے رات کو [illegible] آرام [illegible] اور سورج اور چاند

حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

حساب کے لیے [illegible]

[illegible]

حضرت صہیب کی شب بیداری

[illegible]

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا

[illegible]

بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

[illegible]

[illegible]

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَهُوَ

[illegible]

الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

[illegible]

[illegible]

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۚ

[illegible]

ٹھہرنے اور سپرد ہونے کی جگہ:

[illegible]

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ۞ وَهُوَ

[illegible]

الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ

[illegible]

نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ

[illegible]

[illegible]

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا

[illegible]

مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا

[illegible]

قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ

[illegible]

کھجوروں اور انگوروں کے باغ

[illegible]

وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

[illegible]

مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ

[illegible]

[illegible]

اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ۚ

[illegible]

[illegible]

اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے بدن کے لیے جسمانی غذا کے ساتھ روحانی غذا کا بندوبست بھی فرمایا ہے

[illegible]

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ

اور ٹھہراتے ہیں شریک اللہ کے جن حالانکہ اسی نے ان کو پیدا کیا ہے

[illegible]

لوگوں نے شیطان کو خدا بنا رکھا ہے

[illegible]

وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور تراشتے ہیں اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں جہالت سے

[illegible]

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ

وہ پاک ہے اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں

[illegible]

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا

خدا کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں

[illegible]

أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ

کیونکر ہو سکتا ہے اس کے بیٹا حالانکہ اس کی کوئی عورت نہیں

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف ہے

اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے:

تعجب ہے کہ عرب کے مشرکین [illegible] حقیقت خدا کی اولاد [illegible] بجائے [illegible] سے تجویز کرتے کے اولاد اس [illegible] کا تعلق خدا کے ساتھ کس قسم کا تھا۔ عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ لیکن وہ وضاحت نہیں کر سکتے کہ مسیح (معاذ اللہ) خدا کی بیوی سے [illegible] کے قائل ہو [illegible] ایسا نہیں تو عورت کے بطن سے پیدا ہونے والا خدا کا بیٹا کیونکر بن گیا۔ دوسرے بچوں کو بھی خدا تعالیٰ ان ہی کا [illegible] وجہ سے پیدا کرتا ہے اور وہ معاذ اللہ خدا کی اولاد نہیں کہلاتے۔ یہ فرق [illegible] سے پیدا [illegible] ہوتے ہیں۔ سبب [illegible] عادی اسباب کے مطابق پیدا کرے یا خلاف [illegible] کے مسئلہ پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ اسباب [illegible] علاوہ سب کو اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی جو شے کو کسی چیز کو [illegible] کسی طرح پیدا کرنا مصلحت و حکمت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ
یہی ہے تمہارا رب جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پیدا کرنے والا
كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر
شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝
چیز پر کارساز ہے

اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے:

اس کی عبادت کرو [illegible] کوئی چیز [illegible] اس کے سوا [illegible] ذاتی طور پر حقیقی معبود ہونے کا رکھتا ہے اور اس نے جس طرح تمام مخلوق کی کارسازی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ
نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو
الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝
اور وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے

آنکھ اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی:

حضرت شاہ صاحب نے اس کا مطلب بیان [illegible] آنکھ کی یہ طاقت نہیں کہ اس کو دیکھ [illegible] ہاں وہ خود [illegible] لطف [illegible] اپنے دیدار کا چاہے مخصوص [illegible] میں اس کی قوت بڑھا دے اور [illegible] آخرت میں مومنین کو حسب مراتب روئیت ہوگی جیسا کہ صحاح کی کتاب سنت سے ثابت ہے [illegible] روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں روئیت ہوئی [illegible] [illegible] دونوں [illegible] روئیت ہی کا اعتقاد رکھا جائے گا۔ حضور [illegible] اور اس کو اجمالی طور پر ہے جس کا [illegible] کی کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ آخرت میں بھی روئیت ہوگی احاطہ نہ ہوگا۔ ہاں اس کی شان یہ ہے کہ وہ تمام [illegible] کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وہی ذات "لطیف" کا تعلق [illegible] ہے اور "خبیر" کا [illegible] سے [illegible]

جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ کیا تمہیں کسی [illegible] بھی چیز کی [illegible] وہ عرض کریں گے کیا آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات دے کر جنت میں داخل فرمایا؟ اس سے زیادہ ہم اور کیا چاہیں؟ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] جائے گا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی اور جنت کی ساری نعمتوں سے [illegible] ہوگی۔ یہ حدیث مسلم میں حضرت صہیب سے منقول ہے۔

پوری مخلوق اپنی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتی:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اگر جن اور انسان اور شیاطین اور فرشتے [illegible] جب سے پیدا ہوئے [illegible] سب کے سب مل کر ایک صف میں [illegible] اس کی ذات کا اپنی نگاہ سے احاطہ نہیں کر سکتے۔ [illegible]

نگاہ کی طاقت

اور یہ خاص صفت حق جل وعلا شانہٗ کی ہی ہو سکتی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت بخشی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے جانور کی چھوٹی سے چھوٹی آنکھ [illegible] سے بڑے بڑے [illegible] دیکھ سکتی اور نگاہ سے [illegible]

[illegible]

آپ ... ذات وصفات کا کوئی ... [illegible]

[illegible]

... [illegible] ... زیارت کریں گے

[illegible]

معتزلہ کا استدلال اور اس کا جواب

[illegible]

لطیف و خبیر کا معنی

[illegible]

[illegible]

کافروں کا شبہ اور جواب:

[illegible]

خلاصہ کلام

[illegible]

دیدارِ الٰہی کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ:

[illegible]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر:

[illegible]

زجاج کی تفسیر:

[illegible]

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ

[illegible]

أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا

[illegible]

أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ

[illegible]

خدا کے نشانات واضح موجود ہیں:

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ

[illegible]

وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

[illegible]

آیات کو واضح کرنے کا مقصد

یعنی اپنی آیتوں کو مختلف پہلوؤں اور عجیب و غریب انداز سے اس لیے کھولتے ہیں کہ آپ سب لوگوں کو پہنچا دیں اور ان میں دانشمند و احوال کے اختلاف سے دو فریق ہو جائیں۔ ضدی اور بدفہم تو یہ کہیں کہ ایسے علوم و معارف اور موثر مضامین ایک امی سے کیسے ممکن ہیں ضرور مختلف اوقات میں کسی سے سیکھتے رہے ہوں گے۔ پھر چڑھا کر ہمارے سامنے پیش کر دیئے۔ لیکن سمجھدار اور انصاف پسند لوگوں پر حق واضح ہو جائے گا اور شیطانی شکوک و شبہات زائل ہو جائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَا إِلٰهَ
تو چل اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں
إِلَّا هُوَ ۚ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝
سوا اس کے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے

آپ خدائے واحد پر بھروسہ کر کے اس کے حکم پر چلتے رہیں اور مشرکین کے جہل و عناد کی طرف خیال نہ فرمائیں کہ ایسے روشن دلائل و بیانات سننے کے بعد بھی راہ راست پر نہ آئے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ
اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ شرک نہ کرتے

اللہ تعالیٰ زبردستی مومن نہیں بناتا:

یعنی حق تعالیٰ کی تکوینی حکمت اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ سب کو زبردستی مومن بنا دے۔ بیشک وہ چاہتا تو سارے زمین پر ایک مشرک کو باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن شروع سے انسانی فطرت کا نظام ہی اس نے ایسا رکھا ہے کہ آدمی کوشش کر کے ہدایت قبول کر سکے۔ اور قبول کرنے میں بالکل مجبور و مضطر نہ ہو پہلے اس مسئلہ کی تقریر گزر چکی۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۚ وَمَا أَنْتَ
اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر نگہبان اور نہیں ہے
عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝
تو ان پر داروغہ

آپ کا فرض تبلیغ اور احکام الٰہی کا ابلاغ ہے۔ ان کے اعمال کے ذمہ دار اور جوابدہ آپ نہیں ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اور تم لوگ برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا
اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ
تو وہ برا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بدون سمجھے

تبلیغ ضروری ہے مگر خواہ مخواہ کافروں کو چڑانا نہیں:

یعنی تم تبلیغ و نصیحت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے اب نہ تم شرک یہ لوگ کریں اس کے خود ذمہ دار ہیں۔ تم پر ان کی ذمہ داری نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ تم اپنی جانب سے بالقصد ان کو چڑانے اور ان کی وحشت کا سبب نہ بنو۔ مثلاً فرض کیجئے کہ تم اپنی تقریر یا بحث مناظرہ کے سلسلہ میں تم غصہ ہو کر ان کے معبودوں اور پیشواؤں کو سب و شتم کرنے لگو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جواب میں تمہارے معبود برحق اور محترم بزرگوں کی بے ادبی کریں گے۔ اور جہالت سے انہیں گالیاں دیں گے۔ اس صورت میں اپنے واجب التعظیم معبود اور قابل احترام بزرگوں کی اہانت کا سبب تم ہی بنے اس سے بچنا ضروری ہے۔ کسی مذہب کے اصول و فروع کی معقول طریقہ سے غلطیاں ظاہر کرنا یا اس کی کمزوریوں اور رکاکت پر تحقیقی و الزامی طریقہ سے متنبہ کرنا جداگانہ چیز ہے لیکن کسی قوم کے پیشواؤں اور معبودوں کی نسبت جارحانہ تحقیر و توہین (فخر الانبیاء علیہ السلام کا) قرآنی تعلیم نے کسی وقت بھی جائز نہیں رکھا۔ (تفسیر عثمانی)

بتوں کی ہجو سے ممانعت:

بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب آیت إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا تو ہمارے معبودوں کی ہجو کرنے سے تم باز آ جاؤ ورنہ ہم بھی تمہارے رب کی ہجو کریں گے۔ اس پر اللہ نے مسلمانوں کو بتوں کی ہجو کرنے سے منع فرما دیا۔

بوقت وفات ابی طالب کے پاس وفد:

سدی کا بیان ہے کہ جب ابوطالب کے انتقال کا وقت آ پہنچا تو قریش نے کہا چلو اس شخص سے چل کر کہیں کہ اپنے بھتیجے کو ہم سے روک دے

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ان سے ملیں (یا) کسی فیصلے [illegible]

نہ تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایا اور اپنی باتوں کو ماننے [illegible] [illegible]

[illegible] یہ بات کہ یہ تاب پاک شان ہے۔ [illegible]

[illegible]

> كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم
>
> [illegible]
>
> مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
>
> [illegible]

ہر قوم اپنے طریقہ پر خوش ہے

[illegible] [illegible]

> وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن
>
> [illegible]
>
> جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا
>
> [illegible]

[illegible]

صفا پہاڑ سونے کا بن جائے

[illegible] [illegible]

> قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ
>
> [illegible]

أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾

[illegible]

[illegible]

وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا

[illegible]

لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي

[illegible]

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ

[illegible]

الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا

[illegible]

مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ

[illegible]

أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا

[illegible]

[illegible]

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ

[illegible]

يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ

[illegible]

غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ

[illegible]

وَمَا يَفْتَرُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شیطان [illegible]

[illegible]

انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں

[illegible]

شیطان جن اور انسان کی کارروائی

[illegible]

[illegible]

وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا

[illegible]

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا

[illegible]

مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ

[illegible]

شیطانوں کی فریب کاریاں

[illegible]

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ

[illegible]

اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

[illegible]

الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ

[illegible]

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَتَمَّتْ

[illegible]

كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ

[illegible]

لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ

[illegible]

يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ

[illegible]

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ

[illegible]

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

[illegible]

اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ

اور کیا سبب ہے کہ تم نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا [illegible]

عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

[illegible]

إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ

[illegible] ہو جاؤ اس کے کھانے پر

[illegible]

وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں اپنے خیالات پر بغیر تحقیق

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ

تیرا رب ہی خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو

حلال و حرام کی حکمت

[illegible]

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ

اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا جو لوگ

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا

گناہ کرتے ہیں عنقریب سزا پائیں گے

يَقْتَرِفُونَ

اپنے کیے کی

[illegible] ظاہری عمل [illegible] دل میں [illegible]

کذا فی موضح القرآن [illegible]

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا

[illegible]

وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ

[illegible] شیطان دل میں ڈالتے ہیں

إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ

[illegible] تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر

أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ

تم نے ان کا کہنا مانا تو تم بھی مشرک ہوئے

شرعی حکم چھوڑ کر خواہشات کی پیروی بھی شرک ہے

[illegible]

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ

بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا [illegible]

نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ

[illegible]

فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ

[illegible]

زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

[illegible]

اہل حق کو کوئی نہیں ہٹا سکتا:

[illegible]

مومن زندہ ہے اور کافر مردہ ہونے کی وجہ

[illegible]

یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی

[illegible]

[illegible]

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكٰبِرَ مُجْرِمِيهَا

اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار

لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ

کہ ان میں حیلے کیا کریں اور جو حیلے کرتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُونَ

سو اپنی ہی جان پر اور نہیں سمجھتے

کافر ہمیشہ حیلے نکالتے رہے

[illegible]

غداروں کے جھنڈے

[illegible]

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ

اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں ہم ہرگز نہ مانیں گے

حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ

[illegible]

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ

[illegible]

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِندَ

[illegible]

اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ

[illegible]

کافروں کے حیلے کی مثال

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ

لِلْإِسْلَامِ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ

صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ

كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ

[illegible]

[illegible]

(قرطبی) حضرت ابن عباس نے فرمایا ... [illegible]

[illegible]

شرح صدر اور اس کی پہچان

... نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو

صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح صدر کی ...

... [illegible] آپ نے فرمایا ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... نے عرض کیا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور تفسیر ... ایمان ... مطلب ...

[illegible]

... حضرت عبداللہ بن عباس نے ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ

ان کے لیے ہے سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور وہ ان کا مددگار

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

ہے بسبب ان کے اعمال کے

[illegible]

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ

اور جس دن جمع کرے گا ان سب کو، فرمائے گا اے جماعت جنات کی تم

قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ

نے بہت کچھ تابع کر لیے اپنے آدمیوں میں سے

[illegible]

وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا

اور کہیں گے ان کے دوست آدمیوں میں سے اے رب ہمارے

اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا

کام نکالا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہنچے

الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا

اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا

غیر اللہ کی پوجا اصل میں شیطانوں کی پوجا ہے

[illegible]

[illegible]

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا

فرمایا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اسی میں مگر جب

مَا شَآءَ اللّٰهُ

چاہے اللہ

[illegible]

کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے

[illegible]

[illegible]

گے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت کو حرام کر دیا

(حاشیہ)

مولانا صاحب فتح الباری میں ۳۷۳ میں کافروں کے دائمی عذاب کی صحت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں بھی صریح تصریح ہے کہ کافروں کے خلود کی خبر کی کوئی حد اور نہایت نہیں ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے نہ ان کو موت آئے گی ... اور تخفیف ... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے [illegible]

[illegible]

دوزخ کبھی ختم نہ ہوگی:

علاوہ ازیں امام قرطبی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ خیال کیا کہ کفار دوزخ سے نکل جائیں گے اور دوزخ بالکل خالی رہ جائے گی یا پھر فنا ہو جائے گی وہ ... ہو جائے گی ... قائل ... دین اور شریعت سے خروج اور تحریف کی کہ جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لے کر آئے ... اس پر ... ہے ... جس پر تمام اہل سنت کا اجماع ہو چکا ہے۔ امام قرطبی کا کلام ختم ہوا (حاشیہ ...)

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

بے شک تیرا رب حکمت والا خبردار ہے

یعنی مجرموں کے جرائم سے پوری طرح خبردار اور حکمت والا ہے ... سب ... سزا دیتا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا

اور اسی طرح ہم ساتھ ملا دیں گے گنہگاروں کو ایک دوسرے سے

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

ان کے اعمال کے سبب

شیطان اور ظالم ایک دوسرے کے قریب ہیں:

جیسے ہم نے شیاطین الجن اور انس کے اولیاء کا حال ... اسی طرح تمام ظالموں اور گنہگاروں کو ان کے ظلم اور ... کی وجہ سے ... دوزخ میں ایک دوسرے کے قریب کر دیں گے۔ اور ... کا

ظالم ... اور ... ان ... کے ... اپنے ... ہیں۔

ظالم اور ظالم حکمران:

کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباس کا قول اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے راضی ہو جاتا ہے تو نیک لوگوں کو ان کا حاکم بنا دیتا ہے اور ... ناراض ہو جاتا ہے تو برے لوگوں کو ان کا حاکم بنا دیتا ہے ... اسی طرح ... ظالموں کو ... ظالموں پر ... ہے ... سے ... ہے ... ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اس پر ظالم کو مسلط کر دیتا ہے ... حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جب ... حضرت علی ... کسی کو ... تو آپ نے ... اللہ ... کو ... فرمایا ... کہ ظالم ... اللہ کا ... سے ... ہے۔

یہ اس ظالم کو ... (...)

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ

اے جماعت جنوں کی اور انسانوں کی کیا نہیں پہنچے تھے تمہارے

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي

پاس رسول تم ہی میں سے کہ سناتے تھے تم کو میرے حکم

وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا

اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے

حجت پوری ہو چکی ہے:

اور جن و انس ... اور ... کا ... اور ... فی اللہ معذرت ... کو ... کا کوئی عذر ... اور ... خدا کی حجت ... کو ... خود ... بھی اقرار کرنا پڑے گا۔

ایک وہم کا ازالہ

[illegible]

کیا جنات میں سے بھی پیغمبر آئے ہیں؟

[illegible]

[illegible]

قالوا شهدنا على انفسنا وغرتهم

[illegible]

الحيوة الدنيا

[illegible]

[illegible]

وشهدوا على انفسهم انهم كانوا

[illegible]

کفریت

[illegible]

ذلك ان لم يكن ربك مهلك القرى

[illegible]

بظلم واهلها غافلون ولكل درجت

[illegible]

مما عملوا وما ربك بغافل عما يعملون

[illegible]

اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

وربك الغني ذو الرحمة ان يشأ يذهبكم

[illegible]

وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ

[illegible]

أَنشَأَكُم مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ ءَاخَرِينَ ۝ إِنَّ مَا

[illegible]

تُوعَدُونَ لَءَاتٍ وَمَآ أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝

[illegible]

خدا تمہارا محتاج نہیں ہے

[illegible]

قُلْ يَٰقَوْمِ ٱعْمَلُوا۟ عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّى

[illegible]

عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن تَكُونُ لَهُۥ

[illegible]

عَٰقِبَةُ ٱلدَّارِ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ۝

[illegible]

پیغمبر نے کام پورا کر دیا اب تم خود سمجھو گے

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلُوا۟ لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ ٱلْحَرْثِ وَٱلْأَنْعَٰمِ

[illegible]

نَصِيبًا فَقَالُوا۟ هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَ

[illegible]

هَٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ

[illegible]

فَلَا يَصِلُ إِلَى ٱللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ

[illegible]

يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

[illegible]

کافروں کے برے فیصلے

[illegible]

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ قَتْلَ

[illegible]

أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا

اولاد کے قتل کو ان کے شریکوں نے آراستہ کر دکھایا ہے تاکہ ان کو ہلاک کریں اور

عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ

دین ان پر گڈمڈ کر دیں

اولاد کو قتل کرنا۔ یہاں شرکاء سے مراد شیاطین ہیں یہ مشرکین کی انتہائی جہالت اور سنگدلی کا ایک نمونہ تھا کہ بعض اپنی بیٹیوں کو صرف بیٹی ہونے کے خوف سے اور بعض اس اندیشہ پر کہ ان کو کھلانا پڑے گا قتل کر دیتے تھے اور بعض اوقات منت مانتے تھے کہ اگر اتنے بیٹے ہو جائیں تو ایک بیٹا فلاں بت پر یا فلاں دیوی پر قربان کریں گے۔ پھر اس ظلم و بے رحمی کو بڑی عبادت اور قربت سمجھتے تھے شاید یہ رسم شیطان نے حضرت خلیل اللہ کے خواب سے نکالی ہوگی۔ ہندوؤں میں بھی بعض قتل اولاد کی رسم بطور ایک عبادت و قربت کے چلی رہی ہے جس کا انجام بالکل ہے ... یہ حال ان لوگوں کا ہے جن کی شناعت بیان فرمائی ہے۔ بعض اولاد کو قتل کرتے تھے اور بعض اس لئے کرتے تھے کہ اس طرح لوگوں کو دنیا کی حرمت و افلاس کا ڈر ہو جانا کر کے چھوڑ دیں اور ان کے دین میں گڑبڑ ڈال دیں جو کام ملت ابراہیمی کے بالکل منافی ہے اسے نیکی کا کام اور قربت و عبادت بنا دیا گیا۔ یا علیحدہ غلط رسومات ایجاد کیں اور کئی خرافات جہالت کا نتیجہ ہیں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں

وَمَا يَفْتَرُونَ

اور ان کا جھوٹ

اسی طرح کی آیت "وما" سورۃ انعام میں گزر چکی۔ وہاں جو کچھ بھی کہا ہے تقریباً اسی مضمون کی دوسری آیات کے تحت بھی لکھ دیا گیا ہے۔ وہ ذکر کر لیا جائے تو سمجھنا۔

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا

اور کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے اس کو کوئی نہ

يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ

کھائے مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے مطابق

حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ

اور بعض مویشی کی پیٹھ پر چڑھنا حرام کر دیا اور بعض مویشی ایسے ہیں کہ ان پر

اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِمْ

نام نہیں لیتے اللہ کا اللہ پر بہتان باندھ کر وہ سزا دے گا

بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

ان کو ان کے بہتان کی

مشرکوں کی خرافات۔

یعنی مشرکوں کی رسوم میں یہ بھی تھا کہ یہ صرف منت مانتے تھے جو بت خانوں کے مجاور تھے یہ فقط اپنے خیال میں بعض مویشی اور کھیتوں کے متعلق نامزد کر رکھی تھیں جو بتوں کے نام پر وقف کئے جاتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کی پیٹھ پر سواری اور بار برداری کو حرام سمجھتے تھے۔ بعض جانوروں کی نسبت یہ قرار دیا تھا کہ ذبح کرنے کے وقت یا سواری لینے وغیرہ کے وقت ان پر خدا کا نام نہ لیا جائے تاکہ بتوں کی خالص خدائی کی حرمت نہ ہو جائے۔ پھر غضب یہ تھا کہ ان خرافات اور جہالتوں کو خدا کی طرف نسبت کرتے تھے گویا اس نے معاذ اللہ یہ احکام دیئے ہیں اور ان کی خوشنودی ایسی ہی چیزوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ نے ان کے بہتانوں کا جواب دیا کہ عنقریب ان کو ان کی افتراء پردازی کی سزا ملے گی۔

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ

اور کہتے ہیں جو بچہ ان مویشی کے پیٹ میں ہے اس کو

خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا

تو خاص ہمارے مردوں کی خاطر ہے اور حرام ہے ہماری عورتوں پر

وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ

اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب برابر ہیں

سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

ان کو ان کی تقریروں کی وہ ضرور سزا دینے والا ہے

ایک اور گمراہانہ مسئلہ

ایک مسئلہ یہ جاری تھا کہ جو جانور ذبح ہو [illegible] اس کے پیٹ میں سے زندہ بچہ نکلا تو اسے صرف مرد ہی کھا سکتے ہیں عورتیں نہیں اور مردہ نکلے تو سب کھا سکتے ہیں۔ اسی طرح [illegible] [illegible]

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا

بیشک خراب ہوئے جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً

نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرا لیا جو اللہ نے ان کو روزی دی تھی جھوٹ باندھ کر

عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے سیدھی راہ پر

سب سے بڑی گمراہی و نقصان:

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ

اور اسی نے پیدا کئے باغ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو

مَعْرُوشَاتٍ

ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے

[illegible]

وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ

اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور زیتون اور

وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ

اور انار ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی

كُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ

کھاؤ ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو

يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

ان کا حق جس دن ان کو کاٹو اور بے جا خرچ نہ کرو بیشک اس کو نہیں بھاتے

الْمُسْرِفِينَ

بے جا خرچ کرنے والے

کھیتی کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو

[illegible]

حضرت ثابت بن قیس کا خرچ کرنا:

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] سے متعلق [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازوں کا [illegible] [illegible] [illegible] (رواہ [illegible])

پھلوں اور کھیتوں کا عشر

حضرت [illegible] رضی اللہ عنہما [illegible] سے [illegible] منقول ہے [illegible] فیما سقت السماء والعیون العشر وما سقی بالنضح نصف العشر [illegible] جن کھیتوں کی آبپاشی بارش یا چشموں سے ہو ان میں دسواں حصہ [illegible] بیسواں حصہ واجب ہے۔

قانونِ زکوٰۃ

قانونِ زکوٰۃ میں شریعت اسلامیہ نے [illegible] زکوٰۃ [illegible] اصول کے طور پر [illegible] محنت اور خرچ [illegible] زکوٰۃ کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے [illegible] [illegible] [illegible] حصہ زکوٰۃ [illegible] محنت اور خرچ [illegible] اس لئے [illegible] زکوٰۃ [illegible] [illegible] [illegible] محنت اور خرچ [illegible] زکوٰۃ [illegible] چاندی [illegible] [illegible] چالیسواں حصہ مقرر کر دیا۔

تجارتی اموال اور [illegible] نصاب [illegible] چاندی [illegible] زکوٰۃ نہیں۔ چالیس بکریوں [illegible] پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ [illegible] کوئی نصاب نہیں [illegible]

[illegible] زکوٰۃ [illegible] اس [illegible] حصہ کا [illegible] ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

[illegible] آیت میں فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا [illegible] [illegible] [illegible] (رواہ البخاری)

پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا

ایک بار حضرت ابوذر نے حضرت عثمان سے [illegible] اجازت چاہی۔ حضرت عثمان نے اجازت دے دی۔ [illegible] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف [illegible] [illegible] حضرت کعب [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

خرچ کرو اور اللہ سے ہی کا اجر ... کرو:

[illegible]

افضل صدقہ:

[illegible]

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ

[illegible]

كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو شیطان کے

الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

[illegible]

اللہ کی نعمتوں سے نفع اٹھاؤ

[illegible]

[illegible]

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ

[illegible]

[illegible]

وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

[illegible]

أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ

[illegible]

الْأُنْثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

[illegible]

حلال و حرام کرنے کا اختیار فقط اللہ کو ہے

[illegible]

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ

[illegible]

قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا

[illegible]

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ ۖ أَمْ

[illegible]

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا

کیا تم موجود تھے جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

پھر اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا

لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے بغیر تحقیق بیشک اللہ راہ نہیں دکھاتا

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٤﴾

ظالم لوگوں کو

اشیاء کی تحلیل و تحریم کا حق ... [illegible] ... خدا کا حکم پایا جاتا تھا ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ کی وحی ... [illegible] ... دونوں صورتیں نہیں ہیں۔ پہلی شق کے انتفاء پر ... [illegible] ... سے متنبہ فرمایا ... [illegible] ... معاذ اللہ ... [illegible] ... زیادہ ظالم کون نہیں ہو سکتا جو خدا پر بہتان باندھے اور علم و تحقیق سے تہی ... [illegible] ... لوگوں کو گمراہ کرنے ... [illegible] ... جس شخص نے اس قدر ظلم اختیار کر لیا اور اپنے ظلم عظیم پر ... [illegible] ... باندھ دی اس کے ہدایت پانے کی توقع کیا ہو سکتی ہے ... [illegible]

قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ

تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی کسی چیز کو حرام

طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا

کھانے والے پر جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا

مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ

خون یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ... [illegible]

فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

... [illegible] ... اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوکا ہو ... [illegible]

بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی کرے تو تیرا رب معاف کرنے والا ہے نہایت مہربان

حرام چیزیں

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ... [illegible] ... اس آیت میں ... [illegible] ... کہ یہ چیزیں ... [illegible] ... حرام ٹھہرا لیا ... [illegible] ... جو واقعی حرام ہیں ... [illegible] ... تفسیر ... [illegible] ... حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ ... [illegible]

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي

اور یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا

ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

جانور اور گائے اور بکری میں سے حرام کی تھی

شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ

ان کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر یا انتڑیوں پر یا

الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم

جو چربی کہ لگی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی

بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾

ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں

بعض چیزیں جو عارضی طور پر حرام قرار دی گئیں

... [illegible] ... بعض چیزیں ... [illegible] ... حرام ... [illegible] ... جیسے اونٹ ... [illegible] ... گائے بکری کی چربی ... [illegible] ... پشت یا انتڑیوں ... [illegible]

[illegible]

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ

[illegible]

وَّاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ

[illegible]

الْمُجْرِمِينَ

[illegible]

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا

[illegible]

أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ

[illegible]

كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ

[illegible]

ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ

[illegible]

فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ

[illegible]

وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ

[illegible]

الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ

[illegible]

[illegible]

دلیل کا جواب

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھوڑا تھوڑا [illegible] [illegible]

[illegible] ہیں کہ کسی چیز کی صلاحیت نہ ہو۔

[illegible] انسان کی ساخت کی [illegible]

[illegible]

[illegible] کوئی چیز اختیار نہ کر سکے۔

جواب اگر غور کیا جائے تو اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ایسا کیوں نہ پیدا کر دیا گیا کہ وہ انسان ہی نہ رہتا۔ [illegible] کسب و اختیار سے بالکل خالی ہو [illegible]

[illegible]

[illegible] کی قوتیں اور کسب و اختیار [illegible]

[illegible]

کسب و اختیار کی قوتیں [illegible] انسان سب کے سب [illegible]

[illegible]

خلاصۂ کلام

[illegible]

[illegible]

مشرکین کی معذرت

[illegible]

معذرت کا جواب

[illegible]

مشیت خداوندی

[illegible]

اچھی چیزیں اللہ کی پسندیدہ ہیں

[illegible]

مشیت جواز کی دلیل نہیں

[illegible]

[illegible]

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ

[illegible]

أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا

[illegible]

تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِينَ

[illegible]

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ

[illegible]

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ

[illegible]

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

[illegible]

أَلَّا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

[illegible]

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ مِّنْ إِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ

[illegible]

نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ

[illegible]

بچے مار ڈالے جائیں یا انہیں زندہ جلا دیا جائے۔

والدین کی خدمت:

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ یعنی وہ ذلیل ہو گیا، ذلیل ہو گیا، ذلیل ہو گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون ذلیل ہو گیا؟ فرمایا وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانے میں پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا۔

مطلب یہ ہے کہ بڑھاپے کے زمانہ میں والدین کی خدمت سے جنت کا ملنا یقینی ہے۔ جو اس کو نہ حاصل کر سکے وہ ذلیل ہے کہ اس نے اتنی سستی جنت کو ہاتھ سے کھو دیا۔ سستی اس لئے کہ والدین تو اولاد پر طبعی طور پر ہی مہربان ہوتے ہیں وہ تو ادنیٰ خدمت سے بہت خوش ہو جاتے ہیں۔ ان کا خوش رکھنا کسی بڑے عمل کا محتاج نہیں۔ اور بڑھاپے کی قید اس لئے کہ جس وقت والدین تندرست اور قوی ہیں وہ اپنی ضروریات خود پوری کرتے ہیں بلکہ اولاد کی بھی مالی اور بدنی امداد کرتے ہیں اس وقت تو خدمت کے محتاج نہیں ان کی خدمت کا کوئی خاص وزن نہیں ہے۔ اصل خدمت اس وقت کی ہو سکتی ہے جبکہ وہ بڑھاپے کی عمر میں ہوں۔ (معارف القرآن مفتی شفیع)

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
اور پاس نہ جاؤ بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو
وَمَا بَطَنَ
پوشیدہ ہو

ہر قسم کی بے حیائی سے دور رہو۔

"پاس نہ جاؤ" سے مراد یہ ہے کہ ایسے کاموں کے ابتدائی وسائل سے بھی بچتے رہو۔ ... (تفسیر عثمانی)

ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی نہیں، اسی لئے اس نے ظاہری و باطنی فواحش حرام کر دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت مند ہے:

سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو تلوار سے اسے قتل ہی کر دوں۔ جب حضرت نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ تمہیں سعد کی غیرت پر تعجب کیوں ہے؟ خدا کی قسم! میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اسی نے تو فحش باتیں حرام کر دی ہیں۔ (صحیح بخاری)

ظاہری اور باطنی فواحش:

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ظاہری فواحش سے وہ بے حیائی کے کام مراد ہیں جن کا برا ہونا عام طور پر مشہور و معلوم ہے اور سب جانتے ہیں اور باطنی فواحش سے مراد وہ افعال ہیں جو اللہ کے نزدیک بے حیائی کے کام ہیں اگرچہ عام طور پر لوگ ان کو برا نہیں سمجھتے یا عام لوگوں کو ان کا حرام ہونا معلوم نہیں۔ جیسے بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بیوی بنا کر رکھ چھوڑا یا کسی ایسی عورت سے نکاح کر لیا جو شرعاً اس کے لئے حلال نہیں۔

آیت کا عموم:

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت فواحش کے اصل مفہوم کے اعتبار سے تمام بڑے اور باطنی گناہوں کو اور مشہور عام مفہوم کے اعتبار سے بدکاری و بے حیائی کے تمام طریقے کھلے یا چھپے ہوئے ان سب کو شامل ہے اور حکم یہ دیا گیا ہے کہ ان چیزوں کے پاس بھی نہ جاؤ۔ پاس نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ ایسی مجلسوں اور ایسے مقامات سے بھی بچو جہاں جانے سے اس کا خطرہ ہو کہ ہم گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور ایسے کاموں سے بھی بچو جن سے ان گناہوں کا راستہ کھلتا ہو۔ حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من حام حول الحمی اوشک ان یقع فیہ۔

"یعنی جو شخص کسی ممنوعہ جگہ کے گرد گھومتا ہے بعید نہیں کہ وہ اس میں داخل بھی ہو جائے"۔

اس لئے احتیاط کا مقتضیٰ یہی ہے کہ جس جگہ کا داخلہ ممنوع ہے اس جگہ کے اردگرد سے بھی پرہیز کرے۔ (معارف القرآن مفتی شفیع)

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
اور نہ مار ڈالو اس جان کو جس کو حرام کیا ہے اللہ نے
إِلَّا بِالْحَقِّ
مگر حق پر

تین آدمی جو واجب القتل ہیں:

الا بالحق: کی تفسیر وہ حدیث ہے جس میں قاتل، مرتد اور شادی شدہ زانی تین آدمیوں کا قتل ہے جیسا کہ اوپر حدیث گزری، اس کی تصریح موجود

کی ادا ہو۔ مجھے یہ نہیں پہنچتا کہ مجھے قتل کرو (ترمذی)

حضرت عثمانؓ جس وقت باغیوں کے نرغہ میں محصور تھے اور باغی ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اس وقت بھی حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو یہ حدیث سنا کر کہا کہ خدا کی قسم میں ان تینوں چیزوں میں سے کسی کا مرتکب نہیں ہوا، میں نے زمانہ اسلام میں تو کیا زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی بدکاری نہیں کی اور نہ میں نے کسی کو قتل کیا اور جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی اپنے دین اسلام کو چھوڑا اور پھر تم مجھے کس بناء پر قتل کرتے ہو؟

مملکت اسلامیہ کے کافر شہری کو بھی قتل کرنا حرام ہے۔

اور بے وجہ قتل کرنا جیسے مسلمان کا حرام ہے اسی طرح اس غیر مسلم کا قتل بھی ایسا ہی حرام ہے جو کسی اسلامی ملک کے قانون کا پابند ہو کر رہتا ہے یا جس سے مسلمانوں کا معاہدہ ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں بروایت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جو شخص کسی ذمی غیر مسلم کو قتل کرے اس نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ دیا، اور جو شخص اللہ کے عہد کو توڑ دے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (معارف القرآن مفتی صاحب)

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۔ اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہ کرو خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم معاہد ہاں اگر کسی سے کوئی ایسا جرم ہو جائے جس کی وجہ سے اس کو قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے مثلاً کوئی مسلمان مرتد ہو جائے یا کوئی کسی کو قتل کر دے یا کوئی محصن زنا کرے یا مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدہ کو کوئی غیر مسلم توڑ دے یا اسلامی حکومت کے خلاف کوئی باغی ہو جائے یا کوئی رہزنی کرے تو ان صورتوں میں بحکم شرع قتل کرنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون حلال نہیں مگر تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے شادی شدہ زانی ہو، جان کے بدلے جان، اپنے دین کو چھوڑنے والا اور (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جانے والا (بخاری و مسلم)

جنگ میں جا کر قبائل کو دعوت دینا:

حضرت علی بن ابی طالب کی روایت ہے کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب کے پاس جانے اور ان کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا تو آپ بھی نکل کر چلے گئے۔ میں اور حضرت ابوبکرؓ ہمراہ تھے حضرت ابوبکرؓ انساب عرب سے واقف تھے۔ حضور والا منیٰ میں قبائل کی فرودگاہوں اور ڈیروں پر جا کر کھڑے ہوئے اور سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا ان لوگوں میں مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک موجود تھے حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ قریب بیٹھے ہوئے مفروق تھا جو خوش بیان اور لسانی میں سب پر غالب تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا قریشی بھائی آپ ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنے کپڑے سے سایہ کر لیا، پھر حضورؐ نے فرمایا میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ تم اس امر کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہ لاشریک ہے اور میں اس کا رسول ہوں اور تم لوگ مجھے پناہ دو اور مدد کرو اور میری حفاظت کرو تاکہ میں اللہ کی طرف سے اس چیز کو پہنچا دوں جس کا حکم اس نے مجھے دیا ہے کیونکہ قریش نے اللہ کے امر کے خلاف اتحاد کر لیا ہے اور اس کے رسول کو جھوٹا قرار دیا ہے اور حق کے خلاف باطل کی مدد کی ہے۔ وہ تو حمید ہے غنی ہے۔ مفروق نے کہا اور آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ حضورؐ نے جواب میں آیت قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ سے تَعْقِلُونَ تک تلاوت فرمائی۔ مفروق نے کہا قریشی بھائی اور کس چیز کی طرف بلاتے ہو۔ خدا کی قسم یہ زمین والوں کا کلام نہیں ہے اگر اہل زمین کا کلام ہوتا تو ہم ضرور پہچان لیتے۔ اس پر حضورؐ نے تلاوت فرمایا إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ آخر تک۔ مفروق نے کہا قریشی بھائی قسم ہے بخدا آپ نے اعلیٰ اخلاق اور اچھے کاموں کی دعوت دی ہے۔ جو تمہاری قوم جھوٹی ہے جس نے تمہاری تکذیب کی اور تمہارے خلاف گٹھ جوڑ کیا۔ ہانی بن قبیصہ کہنے لگا قریشی بھائی میں نے تمہاری بات سنی اور تمہارا کلام پسند کیا اور جو کچھ تم نے کہا میرے دل نے اس کو اچھا سمجھا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے ان سے فرمایا تم لوگوں کو زیادہ وقت نہیں گزرنے پائے گا کہ اللہ تم کو ان کے ملک اور ان کی اولاد کا وارث کر دے گا۔ کیا تم اس وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو گے اور ان کی عورتوں کو تمہاری باندی بناؤ گے۔ یہ سنتے ہی اللہم لک ذاک کہا۔ نعمان بن شریک نے کہا اللہ قریشی بھائی یہ بات سن کر معلوم ہوا۔ حضور نے آیت يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا تلاوت فرمائی۔ پھر آپ حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے

[illegible]

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝

[illegible]

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

[illegible]

اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

[illegible]

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا

[illegible]

نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

[illegible]

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى

[illegible]

[illegible]

جھوٹی گواہی

[illegible]

حق کے خلاف فیصلہ کرنا

[illegible]

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا

[illegible]

ایک جامع حکم

[illegible]

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

[illegible]

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا

[illegible]

ہا رہے مجھے ہر کہ شد در راہ عشق — ہر گذشت دفتہ آگاہ عشق
کر ہوئے ایسا سفر راہ کی راہ — الامن رہبر بگیر رہ کس ہر آ

نجات فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے (معارف القرآن کاندھلوی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس لکیر سے دائیں بائیں مختلف لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ مختلف راستے ہیں ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان بیٹھا ہے جو لوگوں کو اس راستہ کی طرف بلاتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه تلاوت فرمائی۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش اس (دین) کے تابع نہ ہو جو میں لے کر آیا ہوں۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ نووی نے اربعین میں لکھا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ (مظہری)

سیدھے راستے کی مثال

نواس بن سمعانؓ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال پیش کی ہے راستہ کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں ان میں کھلے دروازے ہیں دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور سیدھے راستے کے دروازے پر ایک داعی الی اللہ بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے اے لوگو! تم سیدھے راستے کے اندر چلے جاؤ ادھر ادھر بھٹکو نہیں۔ اور ایک داعی دروازے کے اوپر بیٹھا پکار رہا ہے جب کوئی انسان ان دروازوں میں سے کوئی دروازہ کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے افسوس ہے نہ کھول اگر اسے کھولا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔ یہ سیدھا راستہ تو اسلام ہے اور دونوں دیواریں اللہ کی حدود ہیں اور یہ کھلے دروازے اللہ کے محارم ہیں اور راستے کے سرے پر بیٹھنے والا داعی کتاب اللہ ہے اور اوپر سے پکارنے والا ہر مسلمان کے دل میں اللہ کا واعظ ہے۔ (رواہ احمد)

ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم بچتے رہو

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي

پھر دی ہم نے موسیٰ کو کتاب واسطے پورا کرنے نعمت کے

أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى

نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے اور ہدایت اور

وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ

رحمت کے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا یقین کریں

مذکورہ احکام کا تاریخی پس منظر

معلوم ہوتا ہے کہ جو احکام اوپر قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ سے بیان کئے گئے یہ ہمیشہ سے جاری تھے۔ تمام انبیاء اور شرائع کا ان پر اتفاق رہا ہے۔ بعدہ حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری جس میں احکام شرعیہ کی مزید تفصیل درج تھی۔ تو گویا فرمایا اس وقت کے نیک کام کرنے والوں پر خدا نے اپنی نعمت پوری کر دی۔ ہر ضروری چیز کو شرح و بسط سے بیان فرما دیا اور ہدایت و رحمت کے ابواب مفتوح کر دیئے تاکہ لوگ سمجھ کر اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین حاصل کریں۔ (تفسیر عثمانی)

میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ خطاب کا رخ تمام انسانوں کی طرف ہو حضرت آدم کے وقت سے اب تک کے تمام انسان مخاطب ہوں خطاب حاضرین کو ... ہر ... اس وقت تم کو ... کے ... مطلب اس طرح ہوگا ... سے ... ہر شریعت میں ... احکام بھی ... سے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کتاب میں مزید احکام بھی بیان کئے۔ (تفسیر مظہری)

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا

اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اتاری برکت والی سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

تاکہ تم پر رحمت ہو

قرآن کریم یعنی تورات دے کر ہی بس نہیں ہو گئی بلکہ ایک یہ کتاب ہے (قرآن کریم) جو اپنے لفظی اور معنوی محاسن و جمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے جس کو بڑی خیر و برکت والی کتاب ... ظاہری و باطنی برکات ... ہے۔

بہر عالم حسنش دل و جان جملہ صید
بیگ احکام صدقت را بہ جو ابواب مستی را

اب ان کی باتیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ گر خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو اس آخری اور مکمل کتاب پر عمل پیرا ہو اور خدا سے ڈرتے رہو کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ (تفسیر حقانی)

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿١٥٥﴾

(قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے بڑی خیر و برکت والی سو اس پر چلو اور (گناہوں سے) بچو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ یعنی موسیٰ کے بعد اللہ نے قرآن نازل کیا جو خیر و برکت والا ہے۔ بہت سے برکات جمع کرنے والا ہے کیونکہ اس کے الفاظ مختصر ہیں اور مختصر عبارت میں علوم کا ذخیرہ موجود ہے گویا یہ ایک دائرہ کا مرکز ہے۔ پس تم بھی اس کی پیروی کرو اور اس کی مخالفت کرنے سے بچو۔ اور اللہ کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ

اس واسطے کہ کبھی تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی سو دونوں ہی دو

مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو تو ان کے پڑھنے پڑھانے کی

لَغٰفِلِيْنَ ﴿١٥٦﴾

خبر ہی نہ تھی

اب سب کے عذر ختم کر دیئے گئے:

یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے امیین کے لئے یہ کہنے کا بھی موقع نہیں رہا کہ ہم سے پہلے جو آسمانی کتابیں اور شرائع الہیہ آئے تھے وہ تو دوسری قوموں یہود و نصاریٰ پر آئے تھے اور وہ ان کی زبان میں تھیں ہم ان کو پڑھنے پڑھانے سے ناواقف تھے۔ اس کا ترجمہ بھی عربی میں نہ تھا چنانچہ ورقہ بن نوفل وغیرہ بہت سے مدت تک اس کی تلاش میں لگے رہے کہ عرب کو یہودی یا نصرانی بنا دیں لیکن ان میں دین کی تعلیم و تدریس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ اس سے بحث نہیں کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے وہ چیز کہاں تک اپنی اصلی صورت میں محفوظ تھی۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ ان شرائع و کتب کی اصلی مخاطب فقط قوم بنی اسرائیل تھی۔ گو وہ اس تعلیم کے بعض اجزاء خلق

توحید اور اصول دینیہ کی دعوت کو وسعت دے کر بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کے حق میں بھی عام کر دیا ہو تاہم جو شریعت و کتاب حدود اور جزئیات عملی کسی خاص قوم یا اسی کے مخصوص فائدے کے لئے اتری ہو اس کے درس و تدریس سے اگر دوسری اقوام خصوصاً عرب کے امیین غیر متعلق اور ناواقف رہیں اور ان کا دھیان تک نہ جائے تو ان پر الزام نہیں۔ وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہماری طرف نہیں آئی۔ اور جو کسی خاص قوم کے لئے آئی اس سے ہم کو چنداں واسطہ نہیں۔ لہٰذا ہم اس سے ناواقف و بے خبر رہے۔ قرآن کریم اس کا ماخوذ ہے۔ گر قرآن ان کے لئے اس طرح ہے جیسے حوالوں کا موقع نہیں رہا۔ خدا کی حجت ان کی زبان میں قرآن اور ہدایت و رحمت عامہ کی بارش خاص ان کے گھر میں ہو رہی تھی۔ تاکہ وہ اولاً اس سے مستفید ہوں پھر اس امانت الٰہیہ کو تمام عالم و سود اور مشرق و مغرب کے باشندوں تک حفاظت و احتیاط کے ساتھ پہنچا دیں۔ کیونکہ یہ کتاب کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں اتری تھی۔ اس کو تو سب قوموں کا حامل بننا ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل و توفیق سے عرب کے ذریعہ سے اکابر خاص اللہ آخری پیغام تمام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ والحمد للہ علی ذالک (فوائد عثمانی)

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ

یا کہنے لگو کہ اگر ہم پر اترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے

اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ

بہتر سو آ چکی تمہارے پاس حجت تمہارے

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ

رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت

کتاب موجود ہے عمل کر کے دکھاؤ:

یعنی پہلی امتوں کا حال سن کر شاید تم کو یوں خیال ہو یا کہو کہ اگر ہمارے پاس خدا کی کتاب آتی تو ہم ان دونوں سے بڑھ کر عمل کر کے دکھلاتے۔ سو تم کو ان سے بہتر کتاب دے دی گئی اب دیکھیں تم کیا کام کر کے دکھلاتے ہو۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ

اب اس سے زیادہ ظالم کون جو جھٹلا دے اللہ کی آیتوں کو

[illegible]

عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ

[illegible]

آيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿١٥٧﴾

[illegible]

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

[illegible]

اَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ

[illegible]

يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا

[illegible]

اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

[illegible]

اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلِ

[illegible]

انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ

[illegible]

[illegible]

کا یقین بھی کامل نہ ہوگا جیسا کہ انسان کے دل پر گواہی دیتے کا وقت آجاتا ہے گا اور اس سے پہلے کی جو حالت ایمان تھا اور نیک عمل بھی کرتا تھا تو وہ باقی رہے گی، بیگانہ اور غریب ہو اور توبہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب ایمان کے ساتھ عمل ہو سکے۔ لیکن اس وقت نہ ایمان قبول ہوگا نہ عمل۔ مطلب یہ کہ اب عمل کرنا قبول نہیں کیا جائے گا جب تک وہ اس سے پہلے عمل صالح نہیں کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دو اس دن کا تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔ یہ کافروں کے لئے سخت وعید ہے جو بے ایمان ہو رہے ہیں غافل ہیں کہ کیا ہے آپ نے دیکھا جیسے کہ فرمایا ہے کہ وقت قیامت کا انکار کرتے ہیں کہ کہاں وہ ہو جائے گا اور جب دیکھا جائے گا تو پھر وہ تمہاری کہاں باقی رہے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ جب وہ ہمارا عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور شرک سے منکر ہو گئے، پھر ان کا یہ ایمان ان کو کچھ نفع نہ دے گا۔ ایمان کی حالت باتیں بیکار ہیں۔

علامات قیامت کی احادیث:

حدیث: تین مسلمان مدینہ میں مروان کے پاس تھے اور وہ آیات قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ سب سے اول قیامت کی نشانی ہے۔ اب یہ لوگ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور مروان سے جو سنا تھا بیان کیا۔ انہوں نے کہا مروان نے تو کچھ نہیں کہا۔ میں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد رکھا ہے تم کو سناتا ہوں۔ پہلی نشانی یہ کہ سورج مغرب سے نکلے۔ پھر دابۃ الارض کا نکلنا یا کوئی ایک پہلے ہو پھر دوسری نشانی اس کے بعد ظاہر ہوگی۔

حدیث: صفوان بن عسالؓ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مغرب کی طرف ایک دروازہ کھول رکھا ہے جس کا عرض ستر برس کی مسافت ہے۔ وہ توبہ کا دروازہ ہے۔ سورج کے مغرب سے نکلنے سے پہلے بند نہ ہوگا۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو لکھا ہے۔

معاویہ اور عبدالرحمن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت دو قسم کی ہے۔ ایک تو برائیوں سے ہجرت کرنے کے لئے اور دوسری اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف ہجرت کرنا اور یہ باقی رہے گی جب تک کہ توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا اور سورج جب مغرب سے نکلے گا تو ہر شخص کے دل پر مہر لگ جائے گی جو کچھ اس کے اندر ہے سو ہے اور جو عمل اس نے کیا سو کیا ہوگا۔ یہ حدیث احمد نے روایت کی ہے۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آیات قیامت میں سے سب گزر گئے، چار نشانیاں باقی ہیں۔ طلوع شمس مغرب سے، دجال، دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا نکلنا اور وہ نشانی جس پر اعمال ختم ہوں گے وہ طلوع شمس ہے۔

حدیث: مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے بیٹھے تھے۔ حضرتؐ فرمانے لگے کہ اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں گی قیامت قائم نہ ہوگی۔ سورج کا مغرب سے طلوع کرنا، ایک دھواں، دابۃ الارض کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا نکل آنا، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، دجال کا نکلنا، تین جگہ زمین کا دھنس جانا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک جزیرۃ العرب میں۔ عدن سے ایک آگ کا نمودار ہونا جس کی وجہ سے لوگ ہانکے جائیں گے۔ پھر جہاں رات گزاریں گے وہ بھی ساتھ رہے گی اور جہاں کہیں سو جائیں گے، جہاں دوپہر کو ٹھہریں گے وہاں ٹھہرے گی اور جہاں لوگ آرام کریں گے تو وہ بھی حاضر۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مغرب کی طرف سے طلوع شمس کی کیا نشانی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دن رات اتنی طویل ہو جائے گی کہ دو راتوں کے برابر۔ جو لوگ نماز پڑھنے والے ہیں جاگ اٹھیں گے اور جس طرح نماز تہجد پڑھتے تھے پڑھیں گے۔ ستارے اپنی جگہ قائم دکھائی دیں گے۔ پھر وہ لیٹ جائیں گے، پھر اٹھیں گے، پھر نماز پڑھیں گے، پھر سو جائیں گے، پھر اٹھیں گے، پہلو ان کے چھلنی ہو جائیں گے۔ رات بہت لمبی ہو جائے گی، لوگ گھبرا جائیں گے اور صبح ہو گی نہیں۔ اس انتظار میں ہوں گے کہ سورج مشرق سے ہی طلوع کرے گا کہ یکایک وہ مغرب سے نکل آئے گا۔ اب اعمال سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر)

صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں بروایت ابوہریرہؓ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ واقعہ پیش نہ آجائے کہ آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہو، جب لوگ یہ نشانی دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ یہی وہ وقت ہوگا جس کے لئے قرآن میں یہ ارشاد ہے کہ اس وقت کسی کافر کو ایمان لانا نفع نہیں دے گا۔"

اس کی تفصیل صحیح مسلم میں بروایت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام علامات قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اس وقت آپ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ آفتاب کا جانب مغرب سے نکلنا، اور ایک خاص قسم کا دھواں، اور دابۃ الارض، اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، دجال کا نکلنا، اور تین جگہوں پر زمین کا دھنس جانا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں،

جزیرۃ العرب میں اور ایک آگ جو عدن کے قعر سے نکلے گی اور لوگوں کو آگے آگے ہنکا کر لے جائے گی۔

اسی آیت کی تفسیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جس وقت قیامت کی آخری نشانیوں میں یہ نشانی ظاہر ہوگی کہ آفتاب مشرق کے بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا اور اس کو دیکھتے ہی سارے جہان کے کافر ایمان کا کلمہ پڑھنے لگیں گے اور سارے نافرمان فرمانبردار بن جائیں گے لیکن اس وقت کا ایمان اور توبہ قابل قبول نہ ہوگی۔ [illegible]

امام علامہ محقق قرطبی وغیرہ نے فرمایا کہ یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں ہے کہ ایمان اور توبہ قبول نہ ہونے کا یہ حکم جو آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے وقت ہوگا آخر زمانہ تک باقی نہ رہے بلکہ کچھ عرصہ کے بعد یہ حکم بدل جائے اور ایمان و توبہ قبول ہونے لگے۔ (معارف القرآن) واللہ اعلم

نزع کے وقت بھی توبہ قبول نہیں ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان توبۃ العبد تقبل ما لم یغرغر "یعنی بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک اس کی روح حلق میں آ کر غرغرہ موت کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نزع روح کے وقت جب ہر نفس آخرت ہو اس وقت بھی چونکہ فرشتے موت کے سامنے آ جاتے ہیں اس وقت بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ (معارف القرآن بحوالہ قرطبی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطاب:

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا لوگو! اس امت میں عنقریب کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو رجم کا انکار کریں گے۔ خروج دجال کی تکذیب کریں گے، پچھم کی طرف سے آفتاب کے طلوع (کی احادیث) کو جھوٹا قرار دیں گے۔ عذاب قبر کی بھی تکذیب کریں گے۔ شفاعت کے بھی منکر ہوں گے اور اس بات کو بھی نہیں مانیں گے کہ دوزخ سے کچھ لوگوں کو جلنے کے بعد نکالا جائے گا۔

دس نشانیاں: حضرت حذیفہ بن اسید غفاری کا بیان ہے کہ ہم قیامت کے متعلق باہم گفتگو میں مشغول تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا جب تک تم دس نشانیاں نہیں دیکھ لو گے قیامت نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے (مندرجہ ذیل امور) کا ذکر فرمایا دھواں، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے سورج کا طلوع، عیسیٰ بن مریم کا اترنا، یاجوج ماجوج کا خروج، تین مرتبہ زمین کا دھنسنا، ایک بار مشرق میں ایک بار مغرب میں، ایک بار جزیرۃ العرب میں۔ آخر میں یمن سے ایک آگ کا نکلنا جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف کھدیڑ کر لے جائے گی۔ دوسری روایت میں ہے کہ قعر عدن سے ایک آگ برآمد ہوگی جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف ہنکا کر لے جائے گی۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ دسویں چیز ایک ہوائی طوفان ہوگا جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گا۔ رواہ مسلم

سب سے پہلی نشانی:

حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب سے پہلی نشانی مغرب سے طلوع آفتاب اور دن چڑھے دابۃ الارض کا خروج ہوگا ان دونوں میں سے جو بھی پہلے ہو جائے گی فوراً اس کے پیچھے دوسری علامت بھی آ جائے گی۔ رواہ مسلم۔

دجال: حضرت نواس بن سمعان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اگر میری موجودگی میں وہ آ گیا تو میں تمہاری طرف سے اس سے بحث کروں گا اور اگر میں نہ ہوا اور وہ نکلا اس وقت ہر شخص اپنا دفاع کرے گا اور ہر مسلمان کا میری جانب سے (نگہبان) اللہ نگہبان ہے۔ دجال جوان گھونگریالے بالوں والا ہوگا جس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی یعنی پھولی ہوئی ہوگی گویا عبدالعزیٰ بن قطن سے میں اس کو تشبیہ دے سکتا ہوں۔ اگر تم میں سے کوئی اس کو پائے تو سورۂ کہف کی ابتدائی آیات اس پر پڑھے، وہ وقت دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے پناہ ہو جائیں گی۔ دجال شام و عراق کے درمیان راستہ سے نکلے گا اور دائیں بائیں تباہی مچائے گا۔ اللہ کے بندو تم (ایمان پر) ثابت رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا قیام زمین پر کتنی مدت ہوگا۔ فرمایا چالیس روز۔ ان میں ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ کے برابر ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی۔ فرمایا نہیں اس کا اندازہ کر لینا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زمین میں اس کی تیز رفتاری کتنی ہوگی۔ فرمایا جیسے ہوا کے پیچھے بادل ہو۔ بعض لوگوں کی طرف سے جب اس کا گزر ہوگا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ [illegible] اس کے حکم سے آسمان پر مینہ برسائے گا اور زمین سبزہ پیدا کرے گی ان کے مویشی شام کو [illegible] واپس آئیں گے کہ ان کے تھن (دودھ سے)

خوب بھرپور اور کوکھیں بھری ہونگی (یعنی موٹے ہو جائیں گے) پھر کچھ لوگوں کی طرف سے گزرے گا اور ان کو دعوت دے گا مگر وہ دجال کی دعوت کو رد کر دینگے جب دجال ان کے پاس سے واپس جائیگا تو وہ سب کال میں مبتلا ہو جائیں گے مال بالکل ختم ہو چکا ہوگا ان کے پاس کچھ نہ ہوگا دجال ویرانے کی طرف سے گزرے گا وہ اسے کہے گا اپنے خزانے نکال دے تو زمین کے سارے خزانے اس کے پیچھے ہولیں گے جیسے شہد کی مکھیاں یعسوب کے پیچھے ہوتی ہیں۔ پھر دجال ایک شخص کو بلائے گا جو جوانی سے بھرپور ہوگا تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر کے (الگ الگ) بقدر نشانہ تیر پھینک دے گا پھر اس کو بلائے گا تو وہ شخص روشن چہرہ ہنستا ہوا سامنے سے آ جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور یاجوج ماجوج۔

دجال اپنی اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ مسیح بن مریم کو بھیج دے گا۔ مسیح دمشق کے شرقی جانب سفید منارہ کے پاس دو فرشتوں کے بازوؤں پر دونوں ہاتھوں کا سہارا دیئے اتریں گے سر جھکائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرح (پسینے کے) قطرے ٹپکیں گے سر اٹھائیں گے تب بھی موتیوں کی طرح (پسینے کے) قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کے سانس کی رسائی وہاں تک ہوگی جہاں تک نظر کی پہنچ ہوگی۔ مسیح دجال کو ڈھونڈیں گے اور باب لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ کے پاس کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ عیسیٰ ان کے چہروں سے غبار صاف کرینگے اور جنت میں (ملنے والے) ان کے مراتب بیان کرینگے۔

اس کے بعد اللہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجے گا کہ اب میں نے اپنے بندے ایسے پیدا کر دیئے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں تم میرے ان بندوں کو سمیٹ کر طور کی طرف لے جاؤ۔ اس کے بعد اللہ یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا جو ہر ٹیلے کے پیچھے سے چھپٹے جا نکلیں گے (ان کی تعداد اتنی ہوگی کہ) ان کا اگلا گروہ جب بحیرہ طبریہ پر گزرے گا تو سب پانی پی جائے گا اور آخری لوگ جب وہاں سے گزریں گے تو کہیں گے یہاں کبھی پانی تھا۔ یاجوج ماجوج چلتے پھرتے جب کوہ خمر یعنی کوہ بیت المقدس تک آئیں گے تو کہیں گے ہم نے زمین کے باشندوں کو تو قتل کر دیا اب ہم آسمان والوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے چھوٹے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے اور اللہ ان کے تیروں کو خون سے رنگین کر کے واپس کر دے گا (تو بہت خوش ہو گے) اللہ کا نبی اور اس کے ساتھی (اس پوری مدت میں کوہ طور پر) محصور رہیں گے یہاں تک کہ ایک بیل کی سری ان کے لئے اس سے زیادہ بہتر ہوگی جتنے آج کل سو دینار تمہارے لئے۔

یاجوج ماجوج کی موت۔

اس کے بعد اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں گلٹیاں پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے سب کے سب ایک آدمی کی طرح صبح کو مر جائیں گے۔ پھر عیسیٰ نبی اللہ اور ان کے ساتھی نیچے اتر کر آئیں گے لیکن زمین پر بالشت بھر جگہ ان کو ایسی نہیں ملے گی جو سڑاند اور تعفن سے بھری نہ ہو۔ عیسیٰ نبی اللہ اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ کچھ پرندوں کو بھیج دے گا جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح (لمبے لمبے) ہوں گے۔ یہ پرندے ان کو اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ کی مرضی ہوگی پھینک دیں گے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ ان کو نہبل میں پھینک دے گا اور مسلمان یاجوج ماجوج کی کمانوں تیروں اور تیر دانوں کو سات برس تک ایندھن کے طور پر استعمال کرینگے۔ پھر اللہ بارش کرے گا جو ساری زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح کر دے گی۔ کسی کچے مکان یا اون کے بالوں کی چھت محفوظ نہیں رہے گی۔

بے مثال خوشحالی:

اس کے بعد زمین کو حکم ہوگا اپنی سبزی اگا اور پیداوار کو لوٹا کر دے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا اور انار کے چھلکے سے لوگ سائبان بنائیں گے۔ دودھ میں برکت ہو جائے گی دودھ دینے والی ایک اونٹنی ایک بڑے گروہ کے لئے دودھ دینے والی ایک گائے ایک قبیلے کے لئے اور دودھ دینے والی ایک بکری قبیلے کے ایک خاندان کے لئے کافی ہوگی۔

مومنوں کا اٹھ جانا:

اسی حالت میں اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور ہر مومن و مسلم کی روح قبض ہو جائے گی صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو کھلم کھلا گدھوں کی طرح جفتی کرتے ہوئے آپس میں گڈ مڈ ہوں گے۔ انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

دجال کے فتنے:

حضرت حذیفہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خروج کرے گا اس کے ساتھ پانی بھی ہوگا اور آگ بھی۔ لوگ جس کو پانی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امام مہدی کا ظہور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آیت کا ایمان سے مراد ایمان ہے

[illegible]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قبر

[illegible]

بعض آیات

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا

[illegible]

شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا

[illegible]

أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا

[illegible]

كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ

ان کاموں کو جو وہ کرتے تھے

تمام انبیاء متحد تھے:

پچھلے رکوع میں فرمایا تھا وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ اسی سے بہت سے مقام پر بھی قرآن کریم میں فرمایا: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ - یہی سیدھا راستہ (میری سیدھی راہ) ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے اس سے ہٹ کر گمراہی کے راستے بہت ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین اصولی حیثیت سے اسی ایک راہ پر چلے اور لوگوں کو چلاتے رہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (شوریٰ، رکوع ۲)

اصول دین میں ان کے باہم کوئی تفریق نہیں۔ ہاں زمان و مکان اور حالات و احوال کے اختلاف سے فروعات شریعہ میں جو تفاوت ہوا وہ تفریق نہیں۔ بلکہ ہر وقت کے مناسب رکھنے میں فی الحقیقت سب کا مشترک مقصد ایک ہی تھا یعنی حصول رضا و خوشنودی۔ ہر ایک دین انبیاء سابقین نے گزرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی اسی کی ہدایت کے لئے تھی جس میں ہر ایک کی تکمیل و تفصیل کی غرض سے اتاری گئی۔ سب کے آخر میں قرآن آیا جو تمام کتب سابقہ کی تکمیل و تصدیق اور ان کے علوم و معارف کی حفاظت کرنے والا ہے۔ درمیان میں ان کتب و شرائع سے اعراض کرنے والوں کا حال بیان کر کے اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ سے پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کیا گیا یعنی دین کا راستہ (صراط مستقیم) ایک ہے۔

فرقہ بندی کرنے والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی واسطہ نہیں ہے

جو لوگ اصل دین میں پھوٹ ڈال کر جدا جدا ہو گئے اور فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار ہوئے ہیں خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مدعیان اسلام جو مستقبل میں عقائد دینیہ کی چادر کو پھاڑ کر پارہ پارہ کرنے والے تھے، ان لوگوں سے آپ کو کچھ واسطہ اور سروکار نہیں۔ یہ سب لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ کی وعید میں داخل ہیں۔ آپ ان سے بیزاری اور برأت کا اظہار کر کے خدا کے اسی ایک راستہ (صراط مستقیم) پر گامزن رہیے۔ ان کا انجام اللہ کے حوالے ہے۔ وہ ان کو دنیا و آخرت میں جتلا دے گا جو کچھ وہ دین میں گڑبڑی کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو باتیں یقینی ہیں، نبی کی پیروی صحیح ہے ان میں فرق نہ چاہئے اور جو لوگوں نے کی ہیں اور فرما دیں کہ ان کے طریقے کی ہوں تو فرق نہیں وہ گنجائش ہے۔

اہل بدعت: حکیم ترمذی اور ابن جریر و طبرانی وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا سے اہل بدعت، اہل شبہات اور اہل ضلالت مراد ہیں۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر ص ۱۹۴ ج ۲ اور روح المعانی ص ۷۰ ج ۸ و تفسیر قرطبی ص ۱۵۰ ج ۷۔

غرض یہ کہ اس آیت کے عموم میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے علاوہ دعویداران اسلام میں سے اہل بدعت جیسے خوارج اور روافض اور قدریہ و مرجئہ وغیرہ سب داخل ہیں جو اہل سنت کے طریقہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔

ائمہ مجتہدین:

ائمہ مجتہدین کا اختلاف اس میں داخل نہیں کیونکہ ان کا اختلاف رحمت تھا جس طرح تمام صحابہ اصول دین میں متفق تھے اور فروعات میں مختلف تھے اسی طرح ائمہ مجتہدین اصول دین میں متفق ہیں اور فروعات میں مختلف ہیں۔

غیر مقلدین:

بعض غیر مقلدین کا گروہ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا کا مصداق حنفیوں کو ٹھہراتا ہے حالانکہ ہر غیر مقلد ایک مستقل مجتہد ہے اور ہر ایک کا مذہب جدا ہے تو ان کے اختلاف کی حد نہیں۔ ہر ایک دوسرے کو گمراہ سمجھتا ہے اور ان کے اختلافات اور افتراق کی کوئی حد نہیں ہے غیر مقلد جبکہ ہر ایک مستقل امام اور مجتہد ہے اور دوسرے مقلدین کو گمراہ سمجھتا ہے اور اپنے علم و عقل کی بنا پر تقلید کو شرک کہتا ہے۔ (معارف القرآن)

بنی اسرائیل اور امت محمدیہ کے فرقے:

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور ترمذی و حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ یہودیوں کے اکہتر فرقے ہو گئے جن میں سے ایک کے سوا سب کے سب (دوزخ) میں جائیں گے اور عیسائیوں کے بہتر فرقے ہو گئے جن میں سے ایک کے سوا سب کے سب (دوزخ) میں جائیں گے اور میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے جن میں سے ایک کے سوا سب کے سب (دوزخ) میں جائیں گے۔ بغوی نے حضرت عمر بن الخطاب کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے

فرمایا جن لوگوں نے اپنے دین کو پارہ پارہ کیا اور گروہ گروہ بن گئے وہ اہل بدعت
میں جو خواہش پرست ہیں (یعنی اس امت کے بدعتی اور صاحب خواہشات
ہیں اور اس آیت کے مصداق شمار ہوتے ہیں) طبرانی اور بیہقی وغیرہ نے یہ
بیہقی نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بھی [illegible]
حدیث نقل کی ہے۔ امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عرباض
بن ساریہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو
نماز پڑھائی اور اس کے بعد ہماری طرف رخ کر کے ایک بلیغ وعظ فرمایا جس کو
سن کر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ارشاد فرمایا میں تم کو
اللہ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس بات کی کہ (امیر کی)
اطاعت کرو خواہ وہ حبشی غلام ہی ہو۔ میرے بعد تم میں سے جو شخص زندہ
رہے گا وہ مسلمانوں میں اختلاف دیکھے گا تم میرے طریقہ اور
خلفاء راشدین کے طریقے پر جمے رہنا اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہنا
اور دین میں نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ (دین میں) ہر نئی بات
بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں
[illegible] باقی حدیث موجود ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے
حضرت ابن عمر کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا [illegible] پھر انگوٹھا [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] روایت [illegible] ہے۔

جماعت کے ساتھ رہو

ترمذی نے حضرت ابن عمر کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو اللہ گمراہی پر جمع نہیں کرے گا
اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے (یعنی) اور جو علیحدہ ہو وہ دوزخ میں گیا۔
حضرت معاذ بن جبل کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا شیطان بھیڑیا ہے (انسان کا بھیڑیا ہے) [illegible]
[illegible] حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا [illegible] جماعت سے علیحدہ ہوا [illegible]
[illegible] جماعت سے [illegible]
[illegible] اپنی جماعت

امت محمدیہ یہودیوں کے قدم بقدم

حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت پر بھی قدم بقدم وہی حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر

آگے چل کر فرمایا [illegible] ان سے علیحدہ
ہو گیا ہے تو میری امت میں بھی کوئی ایسا ہو گا جو یہ حرکت کرے گا۔ بنی
اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت کے تہتر فرقے
ہو جائیں گے جن میں سے سوائے ایک کے سب دوزخی ہوں گے صحابہ نے
پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہے؟ فرمایا وہ فرقہ (وہ لوگ
جو) اس طریقہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ترمذی)

اس امت کے مجوس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قدریہ (یعنی منکرین تقدیر جو بندہ کو
اپنے تمام افعال کا خالق جانتے ہیں) اس امت کے مجوسی ہیں اگر یہ
بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور مر جائیں تو جنازہ میں شرکت نہ کرو۔
(احمد و ابوداؤد) [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے دو قسم کے لوگ
(یعنی دو فرقے) ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں [illegible]
[illegible] عذاب [illegible]
[illegible]

لعنت کئے گئے لوگ

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
چھ (طرح کے لوگ) ایسے ہیں جن پر میں نے بھی لعنت کی اور اللہ نے بھی اور
ہر نبی نے بھی۔ اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، تقدیر کا
انکار کرنے والا، زبردستی لوگوں پر مسلط ہو جانے والا تاکہ ان
لوگوں کو عزت دے جن کو اللہ نے ذلیل کیا اور ان کو ذلیل کرے جن کو اللہ نے
عزت دی، اللہ کے حرم میں [illegible] حلال قرار
دینے والا، میری عترت (اولاد) کے ساتھ اس بات کو حلال سمجھنے والا
جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور میری سنت کو چھوڑنے والا۔ یہ
حدیث بیہقی نے المدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

نجات والے لوگ:

[illegible] نجات پائے [illegible]

[illegible] ہوگا [illegible] ۱۰۲ [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible] شریعت [illegible]

پانچ قسم کے لوگ:

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

جو کوئی ۱۰ [illegible]

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۶۰)

[illegible]

مجازات کا عام قانون

[illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس امت کی دوسری اقوام سے نسبت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بہتر اور پاکیزہ عمل

[illegible]

افضل صدقہ

[illegible]

صرف ارادے پر ایک نیکی ہے

[illegible]

[illegible]

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ

[illegible]

مُسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

[illegible]

حَنِيفًا

[illegible]

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

[illegible]

سب انبیاء موحد تھے

[illegible]

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ

[illegible]

وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا

[illegible]

شَرِيكَ لَهُ ۚ

[illegible]

توحید کا اعلیٰ مقام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ

[illegible]

كُلِّ شَيْءٍ ۚ

[illegible]

[illegible]

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا

[illegible]

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ

[illegible]

إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

[illegible]

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

[illegible]

کوئی دوسرے کا ... نہیں اٹھا سکتا۔

[illegible]

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ

[illegible]

خدا کے نائب ... [illegible]

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ

[illegible]

لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ

[illegible]

لَعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ

[illegible]

[illegible] بڑا مہربان ہے۔

[illegible]

ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ

[illegible]

رواه الطبرانی فی المعجم الصغیر وابو نعیم فی الحلیة وابن مردویه فی التفسیر

[illegible]

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

سورۃ الاعراف

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

الٓمٓصٓ ۚ كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ

[illegible]

[illegible]

لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

[illegible]

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا

تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا

تَذَكَّرُونَ

غور اور دھیان رکھو

[illegible]

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا

بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ

إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا

[illegible]

ظَالِمِينَ

گذشتہ قوموں پر عذاب کا منظر

[illegible]

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَ

لَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ

امتوں سے سوال ہوگا

[illegible]

[illegible]

حساب کی کے وقت موت کا سوال

[illegible]

بحیرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

[illegible]

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ

[illegible]

کوئی عمل اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَن ثَقُلَتْ

مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ

خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا

أَنفُسَهُم

[illegible]

اعمال کا وزن ہوگا

قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ [illegible] حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ [illegible]

[illegible] آخرت میں [illegible] نیک کام بھاری ہوں [illegible] برائیوں [illegible]

اعمال کا وزن کیسے ہوگا؟

[illegible]

ایک نیکی ننانوے اعمال ناموں پر بھاری

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] اعمال [illegible]

[illegible]

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله [illegible]

[illegible]

اعمال کا تشکل

[illegible]

کلمہ طیبہ کا وزن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وزن اعمال کی طرح [illegible]

[illegible]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وزن

[illegible]

[illegible] سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

[illegible]

حسن خلق کا وزن

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میزان [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible]

خوف خدا کا ایک آنسو

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

دین کی تعلیم

[illegible]

جنازہ کے ساتھ جانا

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

اہل وعیال پر خرچ کرنا

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

علماء کی روشنائی اور شہداء کا خون

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

نیکی اور بدی کی شکل

[illegible]

قربانی کا وزن

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible] کا سبب ہوگا خوب ہے ان کا جو ان
اور گناہ [illegible] کرتے تھے یعنی [illegible] (قیامت کے دن [illegible]
وقت) رکھ دیا جائے گا۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] کے لیے [illegible] ہے اور
تمام مسلمانوں کے لیے بھی۔

وضو کا پانی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں [illegible] سعید بن مسیب نے
وضو کے بعد [illegible] (نیکیوں کے ترازو)
میں [illegible]۔

انگلی اور اس کا بچہ [illegible] حضرت [illegible] نے
فرمایا [illegible] انگلی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] فرمایا کہ
قیامت کے دن [illegible] تمہاری [illegible]۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصیحت

[illegible] حضرت ابوبکر [illegible]
نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا قیامت کے دن جس کی [illegible] بھاری
ہوگی [illegible] اتباع کرتے تھے
جس [illegible] جائے گا اس [illegible]
قیامت کے دن [illegible] کی وجہ صرف یہ
ہوگی [illegible] باطل کو [illegible]
جائے گا اس [illegible]۔

یہی [illegible]
[illegible] ہے
[illegible]
[illegible] یہ
[illegible] جائے
[illegible]۔

ایک شخص کا رونا

[illegible] ایک شخص کی روایت سے نقل ہے کہ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص [illegible] حضرت
جبرئیل [illegible]
حضرت جبرئیل نے کہا اللہ [illegible] کے تمام اعمال کا وزن ہوگا [illegible]

رونے کا وزن نہیں ہوگا کیونکہ [illegible]۔

ایک آنسو

[illegible] حضرت [illegible] روایت [illegible] رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]
[illegible]
[illegible] (قیامت [illegible])
[illegible]
[illegible] جاتا ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]۔

ایمان اور الحمد للہ

[illegible] حضرت ابو مالک اشعری کی روایت [illegible] رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ایمان ہے اور الحمد للہ [illegible]۔

درود شریف کا وزن

ابن ابی الدنیا [illegible] کا بیان [illegible] قیامت
کے دن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا (قیامت کے دن) میری امت میں سے ایک شخص کو سب کے سامنے نکالا جائے گا، اس کے سامنے ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو ان میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے، کیا میرے لکھنے والے محافظوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے، وہ کہے گا نہیں اے رب، اللہ فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے، وہ کہے گا نہیں اے رب، اللہ فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا، وہ کہے گا اے رب ان دفتروں کے مقابلہ میں اس پرچہ کی کیا حیثیت ہے، فرمایا جائے گا تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر دفتر ایک پلڑے میں اور پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور پرچہ بھاری ہوگا، اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

کلمہ طیبہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ... ایک آدمی کو لا کر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور اس کے گناہ بھی اس پلڑے میں رکھے جائیں گے ... اس کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا ... (طبرانی)

بیہقی اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حضرت موسیٰ نے عرض کیا) اے رب ... اللہ نے فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کے رہنے والے میرے سوا اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ ہو تو (آسمان و زمین کا پلڑا) لا الہ الا اللہ کے پلڑے سے ہلکا رہ جائے گا۔

میزان پر ایمان ضروری ہے

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن ایک میزان قائم کی جائے گی جس میں کفہ (پلڑے) اور ایک لسان (کانٹا) ہوگا ... اس پر ایمان لانا ضروری ہے ...

میزان کے ... کی وسعت ... کی کیفیت ... نظر آئے گی ... اعمال ... (انوار البیان)

بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝
اس واسطے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے

... کا انکار ان کی حق تلفی ہے جس کو یظلمون سے تعبیر فرمایا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا
اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور مقرر کر دیں
لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝
اس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو

انفسی اور آفاقی نشانیاں

پہلے سے بعض آیات الٰہیہ آفاقیہ کا بیان تھا، جس سے غرض حق تعالیٰ کے وجود و کمالات علم و حکمت و قدرت ... انعامات الٰہیہ کا تذکرہ ... انسان کی شکر گزاری کی طرف توجہ دلائی گئی ... اور ... طرف توجہ کرنے ... کے لئے ... تمہید کے طور پر ... (تفسیر حقانی)

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ
اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر
قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا
حکم کیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا
إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ
سوائے ابلیس کے وہ نہ تھا سجدہ والوں میں، کہا
مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا
کیا مانع تھا تجھ کو کہ سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا بولا میں

خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ

[illegible]

مِن طِينٍ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا

[illegible]

انسان کی پیدائش اور منصب

[illegible]

شیطان [illegible]

[illegible] **خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ** [illegible]

[illegible]

حضرت آدم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عاجزی کی فضیلت

[illegible]

فَمَا يَكُونُ لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ

[illegible]

إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ

[illegible]

[illegible]

قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ

[illegible]

إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ

[illegible]

انسان کیلئے آزادی ضروری ہے

[illegible]

[illegible]

کافر کا کوئی عمل قبول نہیں ہے

[illegible]

قَالَ فَبِمَآ أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ

[illegible]

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ

[illegible]

شیطان چاروں طرف سے حملہ کرتا ہے

[illegible]

وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

[illegible]

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ

[illegible]

تھوڑے شکر گزار ہی غالب ہوں گے

[illegible]

وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ

[illegible]

[illegible]

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا

[illegible]

مَا وُۥرِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَٰتِهِمَا وَقَالَ مَا

[illegible]

نَهَىٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةِ إِلَّآ أَن

[illegible]

تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ ٱلْخَٰلِدِينَ ۝

[illegible]

وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ ٱلنَّٰصِحِينَ ۝

[illegible]

فَدَلَّىٰهُمَا بِغُرُورٍ

[illegible]

حضرت آدمؑ نے حکم کیسے بھلایا؟

[illegible]

فَلَمَّا ذَاقَا ٱلشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَٰتُهُمَا

[illegible]

[illegible]

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

[illegible]

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

[illegible]

الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا

[illegible]

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا

[illegible]

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

[illegible]

الْخٰسِرِيْنَ ۔ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

[illegible]

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

[illegible]

زمین پر اترنے کا حکم

[illegible]

باہم دشمنی کا ہونا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت آدم علیہ السلام [illegible]

[illegible] علم آدم الاسماء [illegible]

[illegible] علم الاسماء [illegible]

[illegible] علم آدم الاسماء [illegible]

[illegible]

[illegible]

شیطان کا تکبر:

[illegible]

حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت:

[illegible]

تقدیر کا غلبہ:

[illegible]

اہلِ تقصیر کی مثال:

[illegible]

[illegible]

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ:

[illegible]

قضا کی مثال:

[illegible]

شیطان کا فریب:

[illegible]

توبہ کی قبولیت:

[illegible]

[illegible]

اہل بدعت کے معانی کا پردہ

[illegible]

قیاس حجت ہے

[illegible]

شیطان کا قیاس

[illegible]

[illegible]

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ

[illegible]

حِينٍ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ

[illegible]

زمین پر رہائش

[illegible]

وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ يَا بَنِي

[illegible]

آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ

[illegible]

وَرِيشًا

[illegible]

لباس اور اس کے اسباب

[illegible]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس پر شکر کرنا

[illegible]

وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ

[illegible]

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ

[illegible]

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا

[illegible]

شیطان سے ہوشیار رہو

[illegible]

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ

[illegible]

ترجمہ جالیہ [illegible]

[illegible]

لباس پہننے کے آداب

[illegible]

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ

جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے

[illegible]

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

[illegible]

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا

[illegible]

يُؤْمِنُونَ

[illegible]

جو شیطان کا دوست بنتا ہے

[illegible]

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا

[illegible]

آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا

[illegible]

يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا

[illegible]

تَعْلَمُونَ

[illegible]

شیطان بے حیائی کی تعلیم دیتا ہے

[illegible]

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ

[illegible]

[illegible] القسط [illegible] هو التوسط [illegible] طرفي الافراط والتفريط [illegible]

وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ

اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو

وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ

اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر

عبادت صحیح طریقہ سے کرو:

مترجم محقق نے "مسجد" کو غالباً مصدر میمی کے معنی میں لے کر ترجمہ کیا ہے اور "وجوہ" کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے۔ یعنی نماز ادا کرنے کے وقت اپنا منہ سیدھا (کعبہ کی طرف) رکھو۔ مگر دوسرے محقق مفسرین اقیموا وجوهکم سے یہ مراد لیتے ہیں کہ خدا کی عبادت کی طرف پوری استقامت کے ساتھ دل سے متوجہ رہو۔ ابن کثیر کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عبادات میں سیدھے رہو۔ جو راستہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اس سے نہ ہٹتے ہوئے چلو۔ عبادت کی مقبولیت دو چیزوں پر موقوف تھی۔ خالص خدا کے لئے ہو۔ جس کو آگے فرمایا وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اور اس مشروع طریق کے موافق ہو جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمایا ہے اس کو وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ میں ادا کیا گیا۔ بہرحال اس آیت میں اوامر شرعیہ کی تمام انواع کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جو بندوں کے معاملات سے متعلق ہیں وہ سب "قسط" میں آگئے اور جن کا تعلق خدا سے ہے اگر بدنی ہیں تو وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ میں درج ہیں اور قلبی ہیں تو وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ میں مندرج ہو گئے۔ (تفسیر عثمانی)

كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿٢٩﴾

جیسا تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہو گے

آخرت کی فکر کرو:

یعنی دین کو اعتدال، استقامت اور اخلاص کی راہوں پر چلنا اس لئے ضروری ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ملنے والی ہے جس میں موجودہ زندگی کے نتائج سامنے آئیں گے اس کی فکر ابھی سے ہونی چاہئے۔ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابو سعید خدری نے انتقال کے قریب نئے کپڑے طلب کئے اور پہن کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میت کو اسی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں [illegible]۔

حضرت جابر [illegible] ہر بندہ [illegible] اٹھایا جائے گا [illegible] (مسلم) [illegible]

فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ

ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر مقرر ہو چکی گمراہی

إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن

انہوں نے بنایا شیطانوں کو رفیق اللہ

دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٠﴾

کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں

گمراہی کے شیدائی:

یعنی [illegible] گمراہی مقرر ہو چکی [illegible] کہ شیطانوں کو اپنا دوست اور رفیق بنا [illegible] صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور تم خوب سمجھتے ہیں [illegible] حیثیت سے [illegible] سے اختیار کرتے [illegible] کہ [illegible] قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا [illegible]

تنبیہ: آیت کے مضمون سے ظاہر ہے [illegible] کی [illegible] علیہم الصلوٰۃ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] اس سے [illegible] استدلال [illegible] چیزوں [illegible] کے انکار [illegible] طرح ایک [illegible] کیا جائے [illegible] "ایمانیات" [illegible] اس مسئلہ میں [illegible] کیا ہے [illegible] اصول ایمانیات میں [illegible] "معتزلی" کہلانے جانے [illegible] معتزلہ [illegible] کے اسلام میں کلام ہے۔ اسی لئے صاحب [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ الصحۃ والعافیۃ [illegible] بعد البعث و ظہور [illegible]
[illegible]

توشہ آخرت

حدیث [illegible] صحیح [illegible] ہے کہ [illegible] قسم کو [illegible] جنت کے درمیان ایک [illegible] فاصلہ ہو جاتا [illegible] جاتا ہے اور [illegible] عمل [illegible] داخل [illegible] جنت [illegible] عمل [illegible] دوزخ [illegible] ہوتی ہے [illegible] جنتیوں [illegible] عمل کرنے [illegible] حضرت نے فرمایا کہ کوئی شخص [illegible] نظروں میں جنتیوں کے سے عمل کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے [illegible] ہوتا ہے اہل دوزخ [illegible] شخص [illegible] دوزخیوں کے سے عمل کرتا دکھائی دیتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] ان الاعمال [illegible] بے [illegible] وقت [illegible] خاتمہ پر ہے۔

صحیحین میں ہے کہ جو اہل سعادت ہیں ان کو اہل سعادت کے سے عمل کرنے میں [illegible] اور جو اہل شقاوت [illegible] شقی لوگوں کے سے عمل آسان ہو جاتے ہیں۔ [illegible]

حق کا سچا طالب

البتہ جو شخص طالب حق ہیں اپنی [illegible] کوشش خرچ کر چکا ہو [illegible] کی نظر صحیح [illegible] حق بات کی طرف [illegible] ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] جیسا کہ [illegible] نے اپنی کتاب [illegible] میں [illegible]

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ

اے اولاد آدم کی لے لو اپنی آرائش ہر نماز

مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے

[illegible] حضرت [illegible] کی [illegible]

[illegible] نے [illegible] بات تھے اور [illegible] بیٹھے تھے اور [illegible] سے [illegible] بچتے تھے [illegible] بہت [illegible] قوت [illegible] خدا کی [illegible] کو [illegible] اپنے پروردگار کے [illegible] کہ خدا [illegible] کھانے پینے [illegible] کہ اسراف [illegible]

اسراف کا معنی: "اسراف" [illegible] کی صورتیں [illegible] حد سے [illegible] حلال [illegible] بھی [illegible] کھانے [illegible] کے کھانے [illegible] اس قدر کم کھائے [illegible] قوت [illegible] باقی [illegible] ضرورت [illegible] اسراف [illegible] قرض [illegible] کی [illegible] قیمت [illegible] فرمایا کہ: جمع اللہ الطب کلہ فی نصف آیۃ (اللہ نے ساری طب آدھی آیت میں جمع کر دی [illegible])

حضرت حسنؓ کی عادت:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ [illegible] کے لیے [illegible] بہتر لباس پہنتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جمال کو پسند فرماتے ہیں اس لئے میں اپنے رب کے لئے زینت و جمال اختیار کرتا ہوں اور [illegible] خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

معلوم ہوا کہ اس آیت سے جیسا کہ نماز [illegible] ثابت ہوا ہے اسی طرح [illegible] اختیار کرنا [illegible] بھی ثابت ہوتا ہے۔

کھانے میں فضول خرچی

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی اسراف میں داخل فرمایا ہے کہ جب کسی چیز کو جی چاہے تو ضرور ہی کھالے [illegible] ان من الاسراف ان تاکل کل ما اشتھیت (ابن ماجہ)

اور بیہقی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں نے دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا تو فرمایا [illegible] اے عائشہ [illegible] پیٹ بھرنے کے سوا تمہارا کوئی مشغلہ نہیں رہا [illegible]

اسلام نے جالینوس کیلئے کوئی کام نہیں چھوڑا

تفسیر روح المعانی اور تفسیر مظہری میں ہے کہ امیر المؤمنین ہارون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب علاج کے لئے رہتا تھا اس نے علی بن حسین بن واقد سے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن میں علم طب کا کوئی حصہ نہیں، حالانکہ دنیا میں دو ہی علم ہیں، ایک علم ادیان دوسرا علم ابدان یعنی علم طب ہے۔ علی بن حسین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے فن طب کو آدھی آیت قرآن میں جمع کر دیا ہے وہ یہ کہ ارشاد فرمایا **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا** (اور تفسیر ابن کثیر کی یہ قول بعض سلف کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے) [illegible] نے کہا اچھا تمہارے رسول کے کلام میں بھی طب کے متعلق کچھ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات میں سارے فن طب کو جمع کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ معدہ بیماری کا گھر ہے اور مضر چیز سے پرہیز ہر دوا کی اصل ہے اور ہر بدن کو وہ چیز دو جس کا وہ عادی ہے (کشاف، روح) نصرانی طبیب نے یہ سن کر کہا کہ تمہاری کتاب اور تمہارے رسول نے جالینوس کے لئے کوئی طب نہیں چھوڑی۔

کم کھانا:

بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے [illegible] نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں [illegible] اس حوض سے سیراب ہوتی ہیں اگر معدہ درست ہے تو ساری رگیں یہاں سے صحت لے کر لوٹیں گی اور اگر خراب ہے تو ساری رگیں بیماری لے کر جائیں گی۔

محدثین نے اس حدیث کے الفاظ میں کچھ کلام کیا ہے لیکن [illegible] کے معانی اور [illegible] کے حکیمات [illegible] سب شہادت دیتے ہیں [illegible] ان سب کا اتفاق ہے۔ [illegible] (مظہری)

حضرت [illegible] روایت [illegible] کھاؤ [illegible] [illegible] اور [illegible] نے [illegible] [illegible]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے پرہیز کرو کیونکہ [illegible]

[illegible] طرف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] جب تک اپنے [illegible] [illegible]

ابن عباس سے مروی ہے کہ [illegible] بیت اللہ کا ننگا طواف کرتے [illegible] جب مسلمان اور [illegible] [illegible] تو یہ آیت نازل ہوئی [illegible] اللہ تعالیٰ کی زینت [illegible] [illegible]

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

تو کہہ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ

کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی تو کہہ نعمتیں اصل میں

اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ

ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا کی زندگی میں خالص انہی کے واسطے ہیں

الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

قیامت کے دن اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں آیتیں ان

يَّعْلَمُوْنَ

کے لئے جو سمجھتے ہیں

تمام چیزیں مومنوں کیلئے ہیں

یعنی یہ تمام چیزیں اصل میں [illegible] کے لئے [illegible] [illegible] فریقہ سے [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الحیٰوۃ الدنیا و زینتہا نوف الیہم [illegible]

[illegible] وھم فیہا لا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الآخرۃ [illegible]

[illegible] وحبط ما صنعوا فیہا [illegible]

اللہ کی نعمتوں سے حظ اٹھاؤ

[illegible]

[illegible]

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

[illegible]

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ

[illegible]

بے حیائی حرام ہے

[illegible]

[illegible]

اوڑھنی کے بغیر نماز:

[illegible]

برہنہ طواف کرنا

[illegible]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاداری:

[illegible]

ران کو ڈھانپنا ضروری ہے:

[illegible]

[illegible]

باندی اور آزاد عورت کا فرق

[illegible]

[illegible]

وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

[illegible]

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ

[illegible]

[illegible]

جھوٹ باندھنے والے بے فکر نہ ہوں:

[illegible]

کاش حضرت عمر دعا کرتے؟

[illegible]

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

[illegible]

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا

[illegible]

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ

[illegible]

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ

[illegible]

اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

[illegible]

زمینی زندگی کے لئے ہدایات

[illegible]

[illegible]

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ

[illegible]

كَذَّبَ بِآيَاتِهِ

[illegible]

[illegible]

أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ

[illegible]

ظالموں کو عذاب ہوگا

[illegible]

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ

[illegible]

قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

[illegible]

قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ

[illegible]

أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ

[illegible]

مرتے وقت فرشتے شرمسار کریں گے

[illegible]

قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم

[illegible]

مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ

[illegible]

[illegible]

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا

[illegible]

دوزخیوں کی ایک دوسرے پر لعنت

[illegible]

[illegible] وغیرہ ذلک

حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ

[illegible]

لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا

[illegible]

ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ

[illegible]

وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ

[illegible]

[illegible]

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

[illegible]

مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

[illegible]

تَكْسِبُوْنَ

[illegible]

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا

[illegible]

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

[illegible]

کافروں کے اعمال اور روحیں دونوں مردود

[illegible]

مومن اور کافر کی روح کا حال

[illegible]

وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ

فِي سَمِّ الْخِيَاطِ

کافروں کا جنت میں جانا محال ہے

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ

لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ وَالَّذِينَ

امنوا وعملوا الصلحت لا نكلف نفسا

[illegible]

الا وسعها اولئك اصحب الجنة هم

[illegible]

فيها خلدون

[illegible]

[illegible]

ونزعنا ما في صدورهم من غل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شراب طہور پینے کا اثر

[illegible]

تجري من تحتهم الانهر وقالوا الحمد

[illegible]

لله الذي هدىنا لهذا وما كنا لنهتدي

[illegible]

لولا ان هدىنا الله لقد جاءت رسل

[illegible]

ربنا بالحق

[illegible]

[illegible]

ونودوا ان تلكم الجنة اورثتموها بما

[illegible]

كنتم تعملون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لعنتہ اللہ کی رحمت سے دوری:

[illegible]

جنت میں کوئی تکلیف نہ ہوگی

[illegible]

وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ أَصْحَٰبَ ٱلنَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا۟ نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾ ٱلَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِٱلْءَاخِرَةِ كَٰفِرُونَ ﴿٤٥﴾

[illegible]

جنتیوں اور دوزخیوں کی گفتگو:

[illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتولین بدر سے خطاب

[illegible]

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ

[illegible]

جنت اور جہنم کے درمیان دیوار

[illegible]

ایک دوسرے کو دیکھنے کا اثر

[illegible]

وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا

[illegible]

بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ

[illegible]

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ

[illegible]

يَطْمَعُونَ

[illegible]

جنت اور جہنم کے درمیان دیوار پر رہنے والے

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ

[illegible]

قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

[illegible]

[illegible]

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ

[illegible]

بِسِيمَاهُمْ

[illegible]

دوزخیوں پر ملامت ہوگی

[illegible]

اعراف والوں کی معافی

[illegible]

قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ

[illegible]

تَسْتَكْبِرُونَ

[illegible]

أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ

[illegible]

بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ

رحمت نہیں پہنچائے گا جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ

اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

تم غمگین ہو گے

غریب لوگ جنت میں:

[illegible] عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْئٍ [illegible] اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ [illegible] (جاؤ جنت میں بے خوف [illegible]) [illegible]

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

اور پکاریں گے دوزخ والے جنت والوں کو

اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ

کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی

اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ نے کہیں گے اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ

جنہوں نے ٹھہرا لیا اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا

ان کو دنیا کی زندگی نے سو آج ہم ان کو بھلا دیں گے جیسا انہوں نے

لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

بھلا دیا اس دن کے ملنے کو اور جیسا کہ وہ ہماری آیتوں سے منکر تھے

بہترین صدقہ:

[illegible]

[illegible]

پانی کیلئے دوزخیوں کی فریاد:

[illegible]

تو نے مجھے بھلایا میں تجھے بھلاتا ہوں

[illegible]

دوزخیوں کے آنسو اور پیاس:

[illegible]

[illegible]

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

[illegible]

بے وقت پچھتانا بے کار ہوگا:

[illegible]

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

کافروں کی تدبیر کام نہ آئے گی:

[illegible]

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

مضامین کا ربط:

[illegible]

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

آسمان و زمین کی پیدائش کے چھ دن

[illegible]

قلبِ مطمئن کی برکت

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

صفاتِ الٰہی کے متعلق ضروری وضاحت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت امام مالک کا جواب

[illegible]

[illegible] کا قول

[illegible]

[illegible]

صوفیائے کرام کا ارشاد

[illegible]

> يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا
>
> [illegible]
>
> وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ
>
> [illegible]

رات اور دن کا تقابل

[illegible]

> مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ
>
> [illegible]

[illegible]

> أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ
>
> [illegible]
>
> الْعَالَمِينَ
>
> [illegible]

پیدا کرنا اور حکم دینا

[illegible]

عمل کرنے کا طریقہ

[illegible]

مسنون دعا

[illegible] اللهم لک الملک کله ولک الحمد کله والیک یرجع الامر کله اسئلک من الخیر کله واعوذبک من الشر کله

صوفیائے کرام کی تفسیر

[illegible]

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

دعا میں اصل اخفاء ہے

پست آواز سے دعا کی فضیلت

[illegible]

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

[illegible]

حد سے بڑھنے والے

[illegible]

[illegible]

حرام خوری ذریعہ ...

[illegible]

دعا قبول ہوتی رہتی

[illegible]

حد سے بڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے

[illegible] لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ [illegible]

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

[illegible]

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا

مالی مخلوق کے حقوق کی رعایت

[illegible]

اصلاح کا سامان [illegible]

[illegible]

آج کا انسان

[illegible]

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ
[illegible]
وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ
[illegible]
يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا
[illegible]
ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ
[illegible]

الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ
[illegible]
نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ وَالْبَلَدُ
[illegible]
الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي
[illegible]
خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ
[illegible]
الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ
[illegible]

رحمت الٰہی کے کرشمے

[illegible]

[illegible]

زندگی کی بارش

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ

[illegible]

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي

[illegible]

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥٩﴾

[illegible]

قَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ

[illegible]

مُّبِينٍ ﴿٦٠﴾

[illegible]

حضرت آدم اور حضرت نوح کی درمیانی مدت

[illegible]

حضرت نوح کا نسب نامہ

[illegible]

... اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ حضرت ادریس حضرت نوح سے پہلے ... [illegible] ... نے لکھا ہے کہ حضرت نوح کا نام ... [illegible] ... حضرت ... کے بعد ... کی طرف لوگوں کا ... [illegible] ...

... [illegible] ...

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ

بولا اے میری قوم مجھ میں کچھ بھی گمراہی نہیں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ

جہان کے پروردگار کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے

رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

رب کے اور نصیحت کرتا ہوں تم کو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

جو تم نہیں جانتے

قوم سے خطاب

... [illegible] ...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

... [illegible] ...

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى

کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے

رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ

ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے تاکہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو

تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

اور تاکہ تم پر رحم ہو

نبی کا آنا قابل تعجب کیوں ہے؟

... [illegible] ...

تقویٰ کے باوجود اللہ سے ڈرو

... [illegible] ...

فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي

پھر انہوں نے انکو جھٹلایا تو ہم نے بچا لیا انکو اور جو ان کے ساتھ

الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

تھے کشتی میں اور غرق کر دیا انکو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ

بیشک وہ تھے لوگ اندھے

کافروں کی ہلاکت:

یعنی [illegible] ہو کر بغاوت و سرکشی اور [illegible] پر قائم رہے اور بہت بڑی [illegible] سے باز نہ آئے تو ہم نے [illegible] چند مومنین کو جو کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی پر سوار ہو گئے تھے بچا لیا [illegible] غرق کر دیا۔ اب جس قدر انسان دنیا میں آباد ہیں وہ ان ہی کی اولاد ہیں بلکہ صرف حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ (تفسیر حقانی)

کشتی کے سوار:

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں کتنے آدمی تھے؟ ابن کثیر نے روایت ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ [illegible] آدمی تھے جن میں ایک [illegible] تھے جن کی زبان عربی تھی۔ (ابن کثیر)

بعض روایت میں یہ تفصیل بھی آئی ہے کہ ان کے ساتھ [illegible] مرد اور چالیس عورتیں تھیں۔ طوفان کے بعد یہ سب حضرات موصل میں جس جگہ مقیم ہوئے وہ بستی کا نام [illegible] مشہور ہو گیا۔ [illegible]

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا

اور قوم عاد کی طرف بھیجا انکے بھائی ہود کو

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ہود [illegible] علیہ السلام کے [illegible] کی اولاد میں تھے۔ [illegible] قوم عاد کی طرف [illegible] جن کی حکومت "احقاف" (یمن) تک تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام اسی قوم سے تھے۔ اسی لحاظ سے [illegible] بھائی ہونا [illegible] (تفسیر حقانی)

حضرت ہود کا باپ عبداللہ بن رباح بن [illegible]

[illegible] سے [illegible] حضرموت [illegible] بتایا جاتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ [illegible] یہی ہے کہ ہود کا نام [illegible] بتایا جاتا ہے! [illegible] تھے۔ تمام کتب [illegible] میں اسی طرح آیا ہے۔

[illegible] نے ۴۶۴ برس کی عمر بتائی ہے [illegible] لکھا ہے آپ کی قبر حضرموت میں [illegible] واللہ اعلم۔

حضرت ہود کی قبر:

بغوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے لکھا ہے کہ ہود کی قبر حضرموت میں سرخ ٹیلے پر واقع ہے۔ عبدالرحمن بن سابط کا بیان ہے کہ [illegible] اور مقام اور زمزم کے درمیان [illegible] پیغمبروں کی قبریں ہیں [illegible] ہود صالح اور شعیب کی بھی قبریں [illegible] روایت میں آیا ہے کہ جب کسی پیغمبر کی امت (عذاب سے) تباہ ہو جاتی تو وہ پیغمبر مومنوں کی جماعت کو لے کر مکہ میں چلا آتا تھا اور [illegible] عبادت [illegible] میں مشغول رہتے تھے [illegible] (تفسیر مظہری)

[illegible] ہود علیہ السلام [illegible] قوم عاد [illegible] کی بستیاں تھیں [illegible] بعض [illegible] ہو گئے [illegible]

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ

بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ

اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں

قوم عاد کی بت پرستی:

ان لوگوں میں بت پرستی پھیل گئی تھی۔ [illegible] مختلف مطالب و حاجات کے لئے [illegible] تھے۔ [illegible] ہود علیہ السلام [illegible] اس [illegible] سے ان کو روکا۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا

بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں

لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ

تجھ کو عقل نہیں اور ہم تو تجھ کو جھوٹا

الْكٰذِبِیْنَ

گمان کرتے ہیں

سرداروں کا جواب:

یعنی معاذ اللہ تم بے عقل ہو کہ باپ دادا کی رسم چھوڑ کر ساری [illegible] سے الگ ہوئے اور جھوٹے بھی ہو کہ اپنے اقوال کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہو اور عذاب کا ڈراوا دیتے ہو۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ

بولا اے میری قوم میں کچھ بے عقل نہیں لیکن

رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ

میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝

اپنے رب کے اور میں تمہارا خیرخواہ ہوں اطمینان کے لائق

حضرت ہود کی تبلیغ:

یعنی میری کوئی بات بے عقلی کی نہیں جو منصب رسالت [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] [illegible]۔ [illegible] بے عقلی [illegible] بے [illegible] [illegible] کی بات [illegible] چلے۔ [illegible] بے عقل [illegible] نقصان [illegible] (تفسیر [illegible])

[illegible] الہی، [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے مقابلے [illegible] [illegible] انبیاء اپنی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] خطاب [illegible] [illegible] طرف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کس طرح خطاب کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى

کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے

رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا

ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو

اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ

جبکہ تم کو سردار کر دیا پیچھے قوم نوح کے

قوم عاد پر انعامات الٰہیہ:

یعنی قوم نوح کے بعد دنیا میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ

اور زیادہ کر دیا تمہارے بدن کا پھیلاؤ

جسمانی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (تفسیر عثمانی)

فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا بھلا ہو

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ

بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ اکیلے کی

مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا [illegible]

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

[illegible]

یعنی جس عذاب کی ہم کو دھمکی دیتے ہو [illegible]

[illegible]

قوم ہود کے بتوں کے نام

[illegible]

قوم عاد کا وفد

حارث بکری سے روایت ہے [illegible]

[illegible]

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ

تم پر تو پڑ چکا تمہارے رب کی طرف سے عذاب

وَغَضَبٌ

[illegible]

أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ

[illegible]

وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ

[illegible]

فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا

پھر بچا لیا ہم نے اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

اور جڑ کاٹی ان کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو

وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ

اور نہیں تھے [illegible]

قوم عاد کا انجام:

[illegible]

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ

اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو، کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ

بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا [illegible]

جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ

[illegible] تمہارے رب کی طرف سے

حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم:

[illegible]

قوم ثمود کی بستی کا پانی نہ پیو:

[illegible]

قوم ثمود کی ہلاکت:

[illegible]

فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

[illegible]

عَذَابٌ أَلِيمٌ

[illegible]

خدا کی نشانی کی قدر کرو

[illegible]

اونٹنی کو قتل کرنے کا سبب

[illegible]

[illegible]

قوم ثمود کے مومن

[illegible]

حضرت صالح علیہ السلام کی وفات

[illegible]

هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ

[illegible]

[illegible]

حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا پروگرام

[illegible]

عذاب کی ابتدا اور انتہا:

[illegible]

[illegible]

ایک بڑی کافر عورت

[illegible]

حضرت صالح علیہ السلام کی تذکیر

[illegible]

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ

[illegible]

وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ

[illegible]

سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا

[illegible]

فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ

[illegible]

مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾

فساد مچاتے

[illegible]

[illegible]

احکام و مسائل:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ

کہنے لگے سردار جو متکبر تھے اس کی قوم میں

لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ

غریب لوگوں کو جو ان میں ایمان لا چکے تھے

أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ

کیا تم جانتے ہو کہ صالح کو بھیجا ہے اس کے رب نے

قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۷۵﴾ قَالَ

بولے ہم تو جو وہ لے کر آیا اس پر یقین رکھتے ہیں کہنے لگے

الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم

وہ لوگ جو متکبر تھے جس پر تم کو یقین ہے ہم

بِهِ كَافِرُونَ ﴿۷۶﴾

نہیں مانتے

قوم کے سرداروں کا کردار:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ

پھر انہوں نے کاٹ ڈالا اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے رب کے حکم سے

صالح علیہ السلام کی اونٹنی:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ

اور بولے اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ؀

[illegible]

قومِ [illegible]

یہ کمبخت انسان کی زبان سے [illegible] نکلے [illegible] جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے [illegible] کی طرح ثمود بھی [illegible] آ گیا ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ

پس آ پکڑا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں

جٰثِمِيْنَ ؀

اوندھے پڑے

[illegible] بیان فرمایا ہے [illegible]

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

پھر صالح الٹا پھرا ان سے اور کہا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو

رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا

پیغام اپنے رب کا اور خیر خواہی کی تمہاری لیکن تم کو

تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ؀

پسند نہیں خیر خواہ [illegible]

ہلاکت کے بعد خطاب:

[illegible] حضرت صالح علیہ السلام [illegible] ہلاکت کے بعد [illegible] کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے ان کی لاشوں [illegible] کو [illegible] خطاب فرمایا تو اس طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی بات [illegible] جب کوئی [illegible]

[illegible]

مُردوں سے خطاب کا مقصد

مُردوں سے خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ

اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ؀

کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں

حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم:

[illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے [illegible]

[illegible]

بدفعلی کی ابتداء

[illegible]

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ

[illegible]

بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ

[illegible]

قوم لوط کا جرم

[illegible]

غیر فطری فعل کی سزا

[illegible]

حضرت لوط علیہ السلام کی بعثت

[illegible]

[illegible]

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا

[illegible]

أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ

[illegible] چاہتے ہیں

يَتَطَهَّرُونَ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ

[illegible]

كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ

[illegible]

قوم لوط کا آخری جواب:

[illegible]

چند ایمان والے

[illegible]

[illegible]

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا

[illegible]

پتھروں کی بارش

[illegible]

[illegible]

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ

[illegible]

عبرت حاصل کرو

[illegible]

[illegible]

خلاصہ بیان و جواہر القرآن — [illegible]

(معارف القرآن [illegible])

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ

اور مدین کی طرف بھیجا اس کے بھائی شعیب

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم

قرآن کریم میں دو جگہ حضرت شعیب علیہ السلام کا "اصحاب مدین" کی طرف مبعوث ہونا ذکر ہے [illegible] اصحاب ایکہ [illegible] قوم ہے [illegible] قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور دونوں میں کم تولنے [illegible] کا مرض مشترک تھا [illegible] حضرت شعیب علیہ السلام [illegible] توحید و رسالت کی دعوت کے ساتھ معاملات کی اصلاح اور حقوق [illegible] کی طرف [illegible] حضرت شعیب علیہ السلام کو [illegible] "خطیب الانبیاء" کہا جاتا ہے۔ (تفسیر [illegible])

حضرت شعیب علیہ السلام [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے مدین کی اولاد میں [illegible] اور حضرت لوط علیہ السلام سے بھی رشتہ قرابت رکھتے ہیں [illegible] حضرت خلیل اللہ علیہ السلام [illegible] کی نسل [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت شعیب [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] کے بیٹے [illegible] [illegible]

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ

بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود [illegible]

قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ

[illegible] تمہارے رب کی طرف سے

قوم سے خطاب:

[illegible] نصیحت کی باتیں [illegible]

[illegible]

فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

سو پوری کرو ناپ اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ

ان کی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی

إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم

اصلاح کے بعد یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر

مُّؤْمِنِينَ ‎﴿٨٥﴾‏

تم ایمان والے ہو

حقوق و معاملات کا خیال رکھو:

بندوں کے حقوق کی رعایت [illegible] کی طرف [illegible] خدا کے نزدیک [illegible] اہم چیز ہے [illegible] حضرت شعیب [illegible] [illegible] ایمان [illegible]:

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ

وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ

وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ

[illegible]

[illegible]

وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُوا

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے پھر تم کو بڑھا دیا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

اور دیکھو کیا ہوا انجام فساد کرنے والوں کا

خدا کے احسانات کا شکر کرو

[illegible]

وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي

[illegible]

أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا

[illegible]

حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ

[illegible]

الْحَاكِمِينَ

[illegible]

[illegible]

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ

[illegible]

لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن

[illegible]

قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا

[illegible]

قوم کے سرداروں کی دھمکی

[illegible]

قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ

[illegible]

[illegible]

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي

[illegible]

مِنْكُمْ
تمہارے بیچ میں

اللہ پر جھوٹ باندھنا:

باطل اور جھوٹے مذہب کو سچا کہنا ہی خدا پر افترا کرنا اور جھوٹ باندھنا ہے۔ پھر بھلا ایک خلیل اللہ، پیغمبر اور ان کے متبعین سے یہ کب ممکن ہے کہ وہ معاذ اللہ سچائی سے نکل کر جھوٹ کی طرف واپس جائیں اور تو بھی اپنے سے اپنی قوت سے یا ... اللہ ہونے کے کر رہے تھے ان سب کا بھی جھوٹ افترا ہونا ظاہر کریں۔

بَعْدَ إِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا
بعد اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے

کسی کو ابتدا ہی سے دے جانا کہ اس میں داخل ہی نہ ہونے دیا۔ جیسے حضرت شعیب علیہ السلام۔ اور بعضوں کو داخل ہونے کے بعد اس سے نکالا جیسے ان کے متبعین۔

وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ
اور ہمارا کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر
يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ
یہ کہ چاہے اللہ رب ہمارا، احاطہ کئے ہوئے ہے ہمارا رب سب چیزوں کا
عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ
اپنے علم میں اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا اے رب ہمارے فیصلہ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
کر ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر
الْفٰتِحِينَ
فیصلہ کرنے والا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب:

میں اپنے اختیار سے تمہارے ... سے ممکن نہیں کہ ہم معاذ اللہ کفر کی طرف لوٹیں ... اور نہ ... خشیت ہم میں سے کسی کی

نسبت اگر کی جائے تو اس کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے اور اگر اس کی حکمت اس کی مشیت ہو تو پھر کوئی نہیں بول سکتا کیونکہ اسی کا علم تمام مصالح اور حکمتوں پر محیط ہے۔ ہم صرف تمہاری دھمکیوں سے ہم کو کوئی خوف نہیں کیونکہ ہمارا بالکل بھروسا اپنے خدائے واحد پر ہے کسی کے ... سے کچھ نہیں ہو سکتا جو ہو گا اس کی مشیت اور علم محیط کے تحت میں ہو گا۔ اس لئے ہم اپنے اور تمہارے فیصلہ کے لئے بھی اسی سے دعا کرتے ہیں، کیونکہ اس قادر و علیم و حکیم سے بہتر کسی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت شعیب کے ان الفاظ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انبیاء کے قلوب حق تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اپنی عبودیت و افتقار کے کس قدر عظیم و عمیق احساس سے معمور ہوتے ہیں اور کس طرح ہر آن اور ہر حال میں ان کا توکل اللہ پر اور تمام وسائط سے منقطع ہو کر ... اشد ... سے زیادہ ... پر ... ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

بعض عجیب لوگ

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے صحیحین میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض لوگ (ساری عمر) دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے (آخر میں) کتاب کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور وہ اہل جنت کے عمل کرنے لگتے ہیں اور جنت میں چلے جاتے ہیں۔

سب کے دل اللہ کے قبضے میں ہیں۔

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا اللہ ہی پر ہم بھروسا رکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ایمان پر قائم رکھے گا اور یقین میں زیادتی کی توفیق دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام بنی آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں ایک دل کی طرح ہیں جس طرف کو چاہتا ہے موڑ دیتا ہے پھر آپ نے دعا کی اے اللہ اے دلوں کو موڑنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر موڑ دے۔ رواہ مسلم (تفسیر مظہری)

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ
اور بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم میں اگر پیروی کرو گے
اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخٰسِرُونَ
تم شعیب کی تو تم بے شک خراب ہو گے

یعنی جب اپنا آبائی مذہب چھوڑا تو دین کی خرابی ہوئی اور تجارت میں ناپ تول گھٹانا چھوڑا تو دنیا کا نقصان ہوا۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ
پھر آ پکڑا ان کو زلزلے نے پس صبح کو رہ گئے اپنے گھروں کے اندر
جَاثِمِينَ ﴿۹۱﴾
اوندھے پڑے

قوم پر عذاب: مختلف آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان پر کئی طرح کے عذاب آئے۔ بعض اہل یا بادل نے سایہ کر لیا جس میں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک آواز اور نیچے پاؤں تلے زلزلہ آیا (ماخوذ از تفسیر عثمانی)

حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول تو ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو جس سے ان کا دم گھٹنے لگا۔ نہ کسی سایہ میں چین آتا تھا نہ پانی میں۔ یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہ خانوں میں گھس گئے تو وہاں اوپر سے بھی زیادہ سخت گرمی پائی۔ پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس وقت یہ سارا بادل آگ بن کر ان پر برسا اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ سب لوگ خاک کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ اس طرح اس قوم پر ظلہ اور عذاب رجفہ دونوں جمع ہو گئے۔ (مظہری)

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مختلف حصے ہوں کہ بعض پر زلزلہ آیا اور بعض عذاب ظلہ سے ہلاک کئے گئے ہوں۔ (معارف مفتی اعظم)

الرجفۃ: زلزلہ۔ رجف سے اسم ہے۔ فی دارہم: اپنے گھروں میں۔ جاثمین: اوندھے پڑے رہ گئے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ نے ان پر جہنم کا دروازہ کھول دیا اور ان کو سخت گرمی میں مبتلا کر دیا کہ دم گھٹنے لگے۔ نہ سایہ سے فائدہ ہوتا تھا نہ پانی سے ٹھنڈک حاصل کر سکتے تھے۔ تہ خانوں میں گھسے تو وہاں اوپر سے زیادہ گرمی پائی۔ گھبرا کر میدان میں چلے جاتے تھے ایک بادل ... میدان میں اٹھا کر بھیج دیا اللہ نے ایک بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ ان پر سایہ کر لیا الظلہ (جس کا ذکر دوسری آیت میں آیا ہے) یعنی بادل کے نیچے تو ٹھنڈک محسوس ہوئی تو ایک نے دوسرے کو پکار کر سب ابر کے نیچے جمع کر لیا جب سب مرد عورتیں بچے بڑے جمع ہو گئے تو (بادل سے آگ برسی) اللہ تعالیٰ

تک ایک ... سخت ... آگ ... بھی ... سب کے سب ... جل کر ... (مظہری)

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۛ
جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا کبھی بستے ہی نہ تھے وہاں
الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿۹۲﴾
جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خراب

دھمکی الٹی پڑ گئی: انہوں نے شعیب اور ان کے ہمراہیوں کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی تھی۔ ... ان کی بستیاں ... کہتے تھے کہ شعیب علیہ السلام کے اتباع کرنے والے خسارہ میں رہیں گے ... خود ہی خسارہ میں رہے۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ
پھر الٹا پھرا ان سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو
رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ
پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کر چکا تمہاری اب کیا
قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿۹۳﴾
افسوس کروں منکروں پر

یعنی اب ہلاک ہونے کے بعد ... کی قوم پر افسوس ... کس طرح ... افسوس ... میں نے بار بار ... سمجھایا ... نہ مانا ... کیا افسوس کروں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا
اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے
أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ
وہاں کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ
يَضَّرَّعُونَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ
وہ گڑگڑائیں پھر بدل دی ہم نے برائی کی جگہ

حَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا

[illegible]

الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

[illegible]

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

[illegible]

نصیحت و تنبیہ کا الٰہی نظام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

[illegible]

عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ

[illegible]

كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

[illegible]

تباہی و بدحالی کا اثر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہاں سے نہ ساتھ اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور نافرمانی کی وجہ سے ہلاکت کا راستہ اختیار کیا یا شدّاد کی تہذیب کی ایک صورت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا میں سے حالات سے عبرت حاصل کرے اور جو قومیں ان کے لئے ہلاکت رہی ان کا سبب ان کے گناہ ہیں ان کے زوال کا سبب ہے۔ (معارف القرآن)

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا

اب کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آ پہنچے ان پر آفت ہماری

وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ

راتوں رات جب سوتے ہوں اور کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے اس سے

أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝

کہ آ پہنچے ان پر عذاب ہمارا دن چڑھے جب کھیلتے ہوں

بدعملی کے باوجود عذاب سے کیوں غافل ہیں:

یعنی جب یہ حقیقت ان پر واضح ہو چکی ہے کہ گناہوں کے باعث کاروبار اور لہو و لعب میں مشغول ہوں اسی وقت عذاب ان کو آ لیتا ہے۔ ان باتوں سے یہ لوگ کیوں بے فکر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ان ہی اسباب کی بنا پر پچھلی اقوام پر عذاب آئے ہیں اور ان کا انجام سامنے ہے۔ یعنی تم کفر و تکذیب اور ظلم کے ساتھ مقابلہ کرو۔

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ

کیا بے ڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے

إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ۝

داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے

خدا کا داؤ: یعنی خوشحالی اور عیش کے بعد جو خدا کی ڈھیل ہے اس کو "مکر اللہ" (خدا کا داؤ) فرمایا۔ جیسے مکر میں آدمی غافل ہوتا ہے ایسے ہی یہ لوگ خدائی گرفت سے بے فکر رہتے ہیں جن کی قسمت اچھی نہیں ہے وہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی حال میں خدا سے نڈر نہ ہو۔

مگر اس سے آدمی نڈر ہو جائے کہ جو کیا اس نے سب تم ہو گئے
نہ عیش میں یاد خدا رہی نہ طپش میں خوف خدا رہا

(تفسیر عثمانی)

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ

کیا نہیں ظاہر ہوا ان لوگوں پر جو وارث ہوئے زمین کے

مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم

وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو

بِذُنُوبِهِمْ ۚ

پکڑ لیں ان کے گناہوں پر

جیسے پہلوں کو پکڑ لیا کسی کی نہیں سنتے ہیں۔

وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝

اور ہم نے مہر کر دی ہے ان کے دلوں پر سو وہ نہیں سنتے

تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَائِهَا ۚ

یہ بستیاں ہیں کہ سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے کچھ حالات

وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا

اور بے شک ان کے پاس پہنچ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر

كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ

پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے

يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ۝

یوں مہر لگا دیتا ہے اللہ کافروں کے دلوں پر

دلوں پر مہر لگنا:

یعنی جس چیز کا ایک دفعہ انکار کر بیٹھے تھے ان کی تکذیب پر اڑے رہے کبھی اس کو قبول نہیں کیا۔ جب حق واضح ہونے کے باوجود کسی قوم پر ضد اور عناد کی وجہ سے مہر لگ جاتی ہے۔ جب ان سے حق قبول کرنے کی استعداد باقی نہیں رہتی تو ان کی صحت کا علاج بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہم نے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے ان پر مہر لگا دینا ہی عذاب ہے۔ ولقد جاءتھم رسلھم بالبینٰت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام آئے۔ ان کی قوم اور ان کی بستیوں کی طرف ہدایت لے کر آئے تھے لیکن انہوں نے نہ مانا۔ (تفسیر عثمانی)

[illegible]

[illegible]

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ

[illegible]

مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا

[illegible]

بِهَا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

[illegible]

وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِم مِّنْ عَهْدٍ ۖ وَإِن

[illegible]

وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ

[illegible]

[illegible]

وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰفِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ

[illegible]

الْعَٰلَمِينَ حَقِيقٌ عَلَىٰٓ أَن لَّآ أَقُولَ عَلَى

[illegible]

اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن

[illegible]

رَّبِّكُمْ

[illegible]

[illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور فرعون:

[illegible]

[illegible]

سحر اور معجزے میں فرق

[illegible]

فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

سو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو

بنی اسرائیل کی آزادی

یہاں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کی طرف [illegible] آیات میں [illegible] هَلْ لَكَ إِلَىٰ أَنْ تَزَكَّىٰ [illegible] بنی اسرائیل کو [illegible] ظلم و ستم سے نجات [illegible] بنی اسرائیل [illegible] نجات [illegible] کے ساتھ اپنے [illegible] اپنے وطن [illegible] کے بعد [illegible] حضرت ابراہیم خلیل [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] طرف [illegible]

[illegible]

لاٹھی اژدہا بن گئی

[illegible]

حضرت [illegible] موسیٰ کی طرف [illegible]

حضرت موسیٰ [illegible] فرعون کی طرف [illegible]

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝

اور نکالا اپنا ہاتھ تو وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو

[illegible]

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝

بولے سردار فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا دانا جادوگر ہے

فرعون اور اس کے درباریوں کی رائے

معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے موسیٰ [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] جادو [illegible]

[illegible]

قَالَ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا

بولا اگر تو آیا ہے کوئی نشانی لے کر تو لا

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ

اگر تو سچا ہے تب ڈال دیا اس نے اپنا عصا

فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ۝

تو اسی وقت ہو گیا اژدہا صریح

جادو اور معجزہ کا فرق

[illegible]

يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ

[illegible]

قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ

[illegible]

يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ

[illegible]

نجومیوں کا فیصلہ

[illegible]

[illegible]

وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

[illegible]

إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ

[illegible]

جادوگروں کی پکی بات

[illegible]

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ

[illegible]

[illegible]

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن

[illegible]

نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ

[illegible]

[illegible]

قَالَ أَلْقُوا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پہلے تم ہی ڈالو

[illegible]

فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ

[illegible]

وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ

[illegible]

جادوگروں کا کارنامہ

[illegible]

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ

[illegible]

فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ

[illegible]

وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَغُلِبُوا

[illegible]

هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۝ وَأُلْقِيَ

[illegible]

السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝

[illegible]

[illegible]

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ

[illegible]

وَهَارُونَ ۝

[illegible]

[illegible]

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ

[illegible]

آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي

[illegible]

الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ

[illegible]

تَعْلَمُونَ ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ

[illegible]

خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ

[illegible]

قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ

[illegible]

فرعون کی بیکار دھمکی:

[illegible]

[illegible]

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا

[illegible]

جَاءَتْنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا

[illegible]

مُسْلِمِينَ

[illegible]

جادوگروں کا ایمان افروز جواب:

[illegible]

ساحروں میں ایمانی انقلاب:

[illegible]

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ

[illegible]

وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

[illegible]

شکست کے بعد مشورہ:

جب حق کے نشان دیکھ کر ساحرین سجدہ میں گر پڑے اور بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینا شروع کر دیا بلکہ بعض قبطیوں کا میلان بھی ان کی طرف ہونے لگا تو فرعونی لیڈر گھبرائے اور فرعون کو یہ کہہ کر اکسانے لگے کہ موسیٰ اور اس کی قوم بنی اسرائیل کو یہ موقع نہ دینا چاہئے کہ وہ آزاد رہ کر ملک میں دھوم مچاتے پھریں اور عام لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں اور آخر تیری اور تیرے مجوزہ معبودوں کی پرستش ملک سے موقوف کرا دیں۔

وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ
اور موقوف کر دے تجھ کو اور تیرے خداؤں کو ☆

فرعون اپنے کو "رب اعلیٰ" بڑا پروردگار کہتا تھا۔ جس کا یہی "اعلیٰ" کو بتلانے کے لئے کچھ ادنیٰ پروردگار بھی تجویز کئے ہوں گے۔ ان کو یہاں "آلھتک" کہا۔ بعض نے کہا کہ وہ گائے وغیرہ کی مجسم تصویریں تھیں۔ بعض نے سورج اور ستاروں کا ارادہ کیا ہے۔ بعض کے نزدیک خود فرعون نے اپنی تصویر کے مجسمے پرستش کے لئے تقسیم کر دیئے تھے۔ کچھ بھی ہو حال یہ اسے بڑا ہی کہلواتا تھا۔ اور مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي کہہ کر سب کے حقوق کی نفی کرتا تھا۔ العیاذ باللہ۔

قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي
بولا اب ہم مار ڈالیں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے
نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝
ان کی عورتوں کو اور ہم ان پر زور آور ہیں ☆

فرعون خوشخوارگی پر اتر آیا:

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم کر رکھا تھا کہ لڑکوں کو قتل کر دیتا۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ بنی اسرائیل نہ ہو جس کے ہاتھ پر اس کی سلطنت کے زوال کی خبر نجومیوں نے دی تھی۔ اور لڑکیوں کو خدمت وغیرہ کے لئے زندہ رہنے دیتا۔ اب موسیٰ علیہ السلام کا اثر دیکھ کر اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کی تربیت و اعانت سے بنی اسرائیل زور نہ پکڑ جائیں اس لئے انہیں خوف زدہ اور عاجز کرنے کے لئے اپنے زور و قوت کے نشہ میں پھر اسی پرانی اسکیم پر عمل کرنے کی ٹھہرائی۔ بنی اسرائیل اس سفاکانہ تجویز کو سن کر طبعی طور پر پریشان اور دہشت زدہ ہو گئے ہوں گے۔ اس کا علاج موسیٰ علیہ السلام نے آئندہ آیت میں بتلایا۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ موسیٰ کی پیدائش کے سال فرعون بچوں کو قتل کراتا تھا اب فرعون نے پھر قتل اطفال کا حکم دے دیا تا کہ بنی اسرائیل کو معلوم ہو جائے کہ موسیٰ وہ ہستی نہیں جس کے متعلق نجومیوں نے پیشگوئی کی تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کے ہاتھوں فرعون کی حکومت تباہ ہو گی اگر موسیٰ وہی شخص ہوتا تو اب جب کہ (موسیٰ موجود ہے) قبطی بنی اسرائیل پر کیوں غالب رہتے۔ (تفسیر مظہری)

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَ
موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے مدد مانگو اللہ سے اور
اصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن
صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی اس کا وارث کر دے جس کو
يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝
چاہے اپنے بندوں میں اور آخر میں بھلائی ہے ڈرنے والوں کیلئے ☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم سے خطاب:

یعنی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا۔ ملک اسی کا ہے جس کو مناسب جانے عطا فرمائے۔ لہٰذا ظالم کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگو۔ اسی پر نظر رکھو۔ اسی سے ڈرو۔ صبر و تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔ اور یقین رکھو کہ آخری کامیابی صرف متقین کے لئے ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مشکلات سے نجات کا نسخہ اکسیر:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جو عیسائی قدر دشمن پر

غالب آنے کے لئے تقویٰ اور پائدار صبر کیا جائے تو یہی دو نسخہ اکسیر ہیں جن کے بعد کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ اس نسخہ کا پہلا جز استعانت باللہ ہے، جو اصل روح اس نسخہ کی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خالق کائنات جس کی مدد پر ہو تو ساری کائنات کا رخ اس کی مدد کی طرف پھر جاتا ہے۔ کیونکہ ساری کائنات اس کے تابع فرمان ہے۔

خاک و باد و آب و آتش بندہ اند   با من و تو مردہ با حق زندہ اند

حدیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے اسباب خود بخود مہیا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لئے دشمن کے مقابلے میں کوئی چیز سے زیادہ مدد انسان کے لئے تقویٰ کا اہتمام ہوتا ہے، جس کی اللہ تعالیٰ سے مدد کی طالب، ترغیب کا سبب جانتے ہیں جو محض زبان سے یہ کلمات بولتے ہوں۔

یہ جو کچھ بتایا گیا یہ تعلیم سے اسباب و وسائل پر عمل کرنے والے پیش لئے تھی، جو وقت میں تھا کہ مسلمان جوانمردی اور قوت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ یہی وہ قوم ہے جو میدان جنگ میں سب سے زیادہ بہادر اور مصیبت و مشقت پر صبر کرنے میں سب سے آگے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس وقت بھی اقوام میں قوت و رعب نے اسی چیز کی تائید کرتے تھے کہ فتح میں بیداری اور خوف آخرت پیدا کرنے کی بھی کی جائے کیونکہ اس سے جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر المنار از علامہ رشید رضا)

قَالُوْا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ
وہ بولے ہم کو تکلیفیں رہیں تیرے آنے سے پہلے
بَعْدِ مَا جِئْتَنَا
اور تیرے آنے کے بعد

قوم کی پریشانی۔ یعنی ہم تو پہلے مصیبت ہی میں رہے۔ تمہاری تشریف آوری سے قبل ہم سے ذلیل بیگار لی جاتی تھی۔ اور ہمارے بچے قتل کئے جاتے تھے تمہارے آنے کے بعد طرح طرح کی سختیاں اب پہلے سے زیادہ ہم پر ایذاء کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ دیکھئے کب ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہو۔

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ
کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو
وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ
اور خلیفہ کر دے تم کو ملک میں پھر دیکھے تم کیسے
تَعْمَلُوْنَ ۝
کام کرتے ہو

موسیٰ علیہ السلام کی تسلی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی کہ زیادہ مت گھبراؤ۔ وقت کی وہ قریب آگئی ہے۔ تم دیکھو گے کہ تمہارا دشمن ہلاک ہو جائے گا اور تم ان کے اموال و املاک کا مالک بنا دیئے جاؤ گے تاکہ جس وقت تم کو زمین میں خلافت ملے تب تمہارا امتحان ہو جائے، اس وقت خوشحالی اور آزادی دے کر آزمایا جائے کہ کہاں تک نعمتوں کی قدر اور احسانات پر شکر گزاری کرتے ہو۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ کلام مسلمانوں کے سامنے آنحضرت نے فرمایا، یہ صورت تھی اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے۔ آخر وہ وقت آیا کہ اس سے بڑھ کر بشارت ان کو پہنچی۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ
اور ہم نے پکڑ لیا فرعون والوں کو قحطوں میں
وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝
اور میووں کے نقصان میں تاکہ وہ نصیحت مانیں
فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ
پھر جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق
وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى
اور اگر پہنچی برائی تو نحوست بتلاتے موسیٰ کی
وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ
اور اس کے ساتھ والوں کی، سن لو ان کی شامت تو اللہ کے پاس ہے پر
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
اکثر لوگ نہیں جانتے

فرعون کو بھی سنبھلنے کے مواقع دیئے گئے تھے:

گزشتہ آیت میں فرمایا تھا "قریب ہے کہ وہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے" یہاں سے اسی ہلاکت موعود سے پہلے تنبیہی تادیبی کی تفصیل شروع

[illegible] ... فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا

بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ

فرعونیوں کی ہٹ دھرمی [illegible]

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ

عذابِ الٰہی [illegible]

وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ

[illegible]

ٹڈی کی آفت [illegible]

ٹڈی حلال ہے [illegible]

[illegible]

ایسا گوشت جس میں ہڈی نہیں ہوتی

[illegible]

قوم فرعون کی فریاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عذاب بھی [illegible]

وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ

اور مینڈک اور خون بہت سی نشانیاں جدا جدا

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۱۳۳

پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ [illegible]

عذاب دعا سے ٹل گیا لیکن قوم نے پھر بد عہدی کی

[illegible]

مینڈکوں کو مسلط کر دیا:

[illegible]

مصیبت سے بھی فائدہ اٹھایا:

[illegible]

[illegible]

> وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى

[illegible]

> ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ

[illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست

[illegible]

طاعون کا عذاب:

[illegible]

خون اور مینڈک کا عذاب:

[illegible]

[illegible] موسیٰ علیہ السلام سے [illegible]

[illegible]

(مدارک [illegible])

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ

[illegible]

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ

[illegible]

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى

[illegible]

اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ

[illegible]

[illegible] غرق ہونے [illegible]

[illegible]

سرعام مقابلہ میں شکست کے بعد دوسری نشانیاں:

[illegible]

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ

[illegible]

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ

[illegible]

آخر کار دریا میں غرق ہو گئے:

[illegible] حضرت موسیٰ [illegible] غرق [illegible]

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ

[illegible]

یعنی بنی اسرائیل کو۔ [illegible]

مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا

[illegible]

برکت والی سرزمین:

[illegible] ملک شام [illegible]

[illegible]

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىٓ

[illegible]

اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا ۚ وَدَمَّرْنَا مَا

[illegible]

كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا

[illegible]

كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا

[illegible]

عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ

[illegible]

[illegible]

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ

[illegible]

اٰلِهَةٌ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ

[illegible]

[illegible]

وہ اور وہاں کے بت پرستوں کی صحبت کے اثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "جاہل آدمی نرے بے صورت معبود کی عبادت سے تسکین نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو۔ وہ قوم بچھڑے کی صورت پوجتی تھی ان کو بھی یہ ہوس آئی آخر بچھڑا بنایا اور پوجا"۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا

یہ لوگ جاہ ہونے والی ہے وہ چیز جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣٩﴾

غلط ہے جو وہ کر رہے ہیں

یعنی ان کا بت پرستی کا مذہب میرے اور اہل حق کے ہاتھوں سے تباہ ہونے والا ہے اور جو کچھ وہ بت پرستی کر رہے ہیں وہ بالکل غلط اور بے حقیقت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ

کہا کیا اللہ کے سوا ڈھونڈوں تمہارے واسطے کوئی اور معبود حالانکہ

عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٤٠﴾

اسی نے تم کو بڑائی دی تمام جہان پر

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا:

یعنی خدا کے انعامات عظیمہ کی شکر گزاری یہ ہے کہ کیا کسی کو اس کے سوا معبود نہیں ہو سکتی ہے غیر اللہ کی پرستش کرنے لگے۔ جس قوم کا یہ مقام ہے کہ جس مخلوق کو خدا نے سارے جہان پر فضیلت دی وہ اپنے ہاتھ سے گھڑی ہوئی مورتوں کے سامنے سر جھکائے؟ پھر اللہ کے سوا کوئی معبود ہو سکتا ہے؟ (عثمانی)

وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ

اور وہ وقت یاد کرو جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون والوں

سُوءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ

سے کہ دیتے تھے تم کو برا عذاب کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ

اور جیتی رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے

عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾

تمہارے رب کا بڑا

انسانی تفسیر پارہ اول کے رکوع کے بعد ملاحظہ کی جائے یہ مضمون ادھر گزر چکا ہے۔ لیکن جس خدا نے ایسی ایسی قدرت سے یہ عظیم الشان احسان فرمایا کیا اسے چھوڑ کر تم ان پتھروں کے سامنے جھکتے ہو؟ (تفسیر عثمانی)

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا

اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا ان کو اور دس

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ

سے پس پوری ہوئی مدت تیرے رب کی چالیس راتیں

توراۃ کا حصول:

جب بنی اسرائیل کو طرح طرح کی پریشانیوں سے اطمینان نصیب ہوا تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اب ہمارے لئے کوئی آسمانی شریعت نازل ہو جس پر ہم عمل کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کا معروضہ بارگاہ الٰہی میں پیش کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم تیس دن اور تیس رات روزہ رکھو تیس دن کا وعدہ فرمایا کہ جب اتنی مدت تم بے چینی روزے رکھو گے اور کوہ طور پر معتکف رہو گے تو تم کو توراۃ شریف عنایت کی جائے گی۔ (کذا فی موضح القرآن) [illegible] اللہ کا شاید یہ مطلب تھا کہ انتظار کے دوران میں وقف عبودیت اور ثواب [illegible] کی تمنا کو ہو [illegible] تفسیر عثمانی [illegible] ایک کافی ہوں گے۔ چالیس روز پورے کئے [illegible] ۔ وہ تیس روز میعاد کے اور دس روز ان پر [illegible] کی حیثیت سے اصل میعاد [illegible] شعیب نے [illegible] وقت فرمایا تھا، [illegible]

[illegible] تفسیر [illegible] یہی [illegible] تھی جیسا کہ سورۃ بقرۃ میں مذکور ہے اور یہاں کہ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہاں چالیس رات کے بیان کا ایک [illegible] ہے کہ سے پہلے تیس دن کا وعدہ کیا تھا بعد کو دس دن اور بڑھے۔ [illegible] کر ایک مجموعہ سامنے [illegible] [illegible]

[illegible]

چالیس راتوں کا حساب

[illegible]

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ

[illegible]

حضرت ہارون نائب

[illegible]

بنی اسرائیل کی گمراہی

[illegible]

قواعد انتظام کی پابندی

[illegible]

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ

[illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے دیدار کی درخواست

[illegible]

(کو دیکھ لیتے تھے۔ ابن کثیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر طرف سے کلام سن رہے تھے

بیضاوی نے لکھا ہے، روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ ہر طرف سے کلام سن رہے تھے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ کسی جہت سے نہیں سن رہے تھے (یعنی وہ کلام کسی جہت کا محتاج نہیں تھا تمام جہات اطراف کی طرف سے آواز تھا) جس طرف رخ کرتے تھے وہی کلام [illegible] جہت سے تھے۔ اس طرح سے موسیٰ پر کلام ہر جہت کا انکشاف ہو گیا اور اس سے آگے دیدار کے مشاہدہ کا اشتیاق پیدا ہو گیا۔ اور یہی [illegible] (تفسیر مظہری)

قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ
فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا

دنیا میں دیدار الٰہی ممتنع ہے:

یعنی دنیا میں کسی مخلوق کا یہ فانی وجود اور فانی قوتیں [illegible] تم ہرگز [illegible] کا تحمل نہیں کر سکتے۔ اس سے ثابت ہوا ہے کہ دنیا میں کسی کو موت سے پہلے دیدار خداوندی کا شرف حاصل ہونا شرعاً ممتنع ہے۔ گو عقلاً ممکن ہے۔ کیونکہ اگر امکان عقلی بھی نہ رہ جائے تو موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی جانب سے خیال تک نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک محال عقلی کی درخواست کرتے۔ اہل السنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ رویت باری دنیا میں عقلاً ممکن ہے شرعاً ممتنع الوقوع اور آخرت میں اس کا وقوع نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، رہی رسول اللہ ﷺ کی رویت شب معراج میں، وہ اختلافی مسئلہ ہے جس کا ذکر انشاء اللہ سورۂ نجم میں آئے گا۔ (تفسیر عثمانی)

لَنْ تَرٰىنِیْ (یعنی آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے) اس میں اشارہ ہے کہ رویت تو ممکن ہے مگر مخاطب اپنی حالت موجودہ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا، ورنہ اگر رویت ممکن ہی نہ ہوتی تو بجائے لن ترانی کے لن اُریٰ کہا جاتا کہ میری رویت نہیں ہو سکتی۔ (قرطبی)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں بھی عقلاً ممکن تو ہے مگر اس آیت سے اس کا ممتنع الوقوع ہونا بھی ثابت ہو گیا اور یہی مذہب ہے جمہور اہل سنت کا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رویت عقلاً ممکن ہے مگر شرعاً ممتنع، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے لن یری احد منکم ربہ حتی یموت یعنی تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔

پہاڑ بھی جھلک برداشت نہیں کر سکا:

وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ اس میں اس امر کی شہادت ہے کہ حالت موجودہ کا مخاطب رویت الٰہی کو برداشت نہیں کر سکتا اس لئے پہاڑ پر ادنیٰ سی جھلک ڈال کر بتلا دیا گیا کہ وہ بھی برداشت نہیں کر سکتا انسان تو ضعیف الخلقت ہے وہ کیسے برداشت کرے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ اللہ نے فرمایا تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ پاؤ گے کوئی انسان دنیا میں میری طرف نگاہ نہیں کر سکتا ہے جو شخص میری طرف دیکھے گا مر جائے گا۔ موسیٰ نے کہا الٰہی میں نے تیرا کلام سن کر تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔ اگر میں تیری طرف دیکھ لوں اور مر جاؤں تو بغیر دیکھے زندہ رہنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے کہ لَنْ تَرٰىنِیْ (تو مجھے نہیں دیکھ پائے گا) فرمایا لا اُریٰ (میں نہیں دیکھا جا سکتا) نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا دیدار ممکن ہے (اگرچہ اس عالم میں اس کا وقوع نہیں ہو سکتا)

اِلَی الْجَبَلِ یعنی اس پہاڑ کی طرف جو سب سے بڑا پہاڑ تھا جس کو زبیر کہا جاتا تھا۔

تجلی پڑنے کا منظر:

وہب بن منبہ اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جب موسیٰ نے دیدار کا سوال کیا تو [illegible] تک پہاڑ پر چھا گئی، بجلیاں [illegible] حکم دیا کہ موسیٰ کے سامنے آ جائیں [illegible] کے سامنے [illegible] آسمان کے [illegible] کی [illegible] (موسیٰ) ابن عمران اس منظر کو دیکھ کر [illegible] خوف [illegible] درخواست پر پشیمانی [illegible] اس مقام سے [illegible] سوال پر قائم [illegible] تو جبرئیل نے [illegible] تسبیح و تقدیس [illegible] شور کر رہے تھے [illegible] آسمان [illegible] کی طرح [illegible] موسیٰ [illegible]

[illegible]

وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ

لیکن تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا

فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ

تو تو مجھ کو دیکھ لے گا

[illegible]

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ

پھر جب تجلی کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھا کر برابر اور گر پڑا

مُوْسٰى صَعِقًا

موسیٰ بیہوش ہو کر

پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا

حق تعالیٰ کی تجلیات [illegible] طرح کی ہیں اور [illegible] جس پر جس طرح چاہے تجلی فرمائے۔ پہاڑ پر جو تجلی ہوئی اس نے [illegible] پہاڑ کے [illegible] ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام [illegible] تجلی [illegible] قریب تھے [illegible] پہاڑ کے [illegible] [illegible] ہو گر پڑے [illegible] تجلی [illegible] [illegible] خاک [illegible] اور [illegible] اس مقام کے قریب [illegible] اوقات [illegible] [illegible] ہو [illegible]

[illegible] ہو گیا [illegible] کا کچھ [illegible] چکا۔ [illegible] نے لکھا ہے کہ [illegible] کے [illegible] ظہور ہوا [illegible] کی [illegible] [illegible] صوفیہ کہتے ہیں کہ کسی چیز کا [illegible] کی صورت کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] برداشت کرنے کی صلاحیت کہاں [illegible] سبحانہ نے فرمایا:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ

حضرت ابن عباس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت عبداللہ [illegible] اور کعب [illegible] [illegible] [illegible] صرف [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پہاڑ کے ٹکڑے

[illegible] نے لکھا ہے [illegible] [illegible] [illegible] پہاڑ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] حضرت علی [illegible] نقل کیا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

توریت میں امت محمدیہ کا ذکر

[illegible] نے حضرت کعب احبار کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت [illegible] توریت [illegible] [illegible] (توریت میں) ایک امت کا ذکر پایا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میرے رب [illegible] [illegible] فرمایا [illegible] علیہ [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] (توریت میں) ایک امت کا ذکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] (توریت میں) ایک امت کا ذکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ

[illegible]

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

[illegible]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معذرت

[illegible]

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ

[illegible]

بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ

[illegible]

وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ

[illegible]

پیغمبری بہت بڑا اعزاز

[illegible]

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ

[illegible]

مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ

[illegible]

[illegible]

احکام کی تختیاں:

[illegible]

تورات کے الواح کلام اللہ کے تھے

[illegible]

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا

[illegible]

بِأَحْسَنِهَا سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ

[illegible]

احکام پر عمل کرنے کا حکم

[illegible]

[illegible]

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ

[illegible]

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ

[illegible]

آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ

[illegible]

الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا

[illegible]

سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَٰلِكَ

[illegible]

بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا

[illegible]

غَافِلِينَ

[illegible]

تکبر کی سزا:

جو لوگ خدا اور پیغمبروں کے مقابلہ میں ناحق کا تکبر کرتے ہیں اور ثبوت [illegible]

[illegible]

محرومی کا سبب:

[illegible]

[illegible]

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی [illegible]

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا

[illegible]

يَعْمَلُونَ

عمل کرتے تھے

ایمان کے بغیر کوئی نیکی کام نہ دے گی:

[illegible]

[illegible] حبطت اعمالهم [illegible] هل يجزون [illegible] إلا ما كانوا يعملون [illegible]

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ

اور بنا لیا موسیٰ کی قوم نے ان کے پیچھے

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا

زیوروں سے بچھڑا

زیورات سے بچھڑا بنا دیا:

[illegible] من زينة القوم [illegible]

[illegible]

جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ

ایک جسم کہ اس میں گائے کی آواز تھی، کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا [illegible]

وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا

کہ وہ انہیں سے بات بھی نہیں کر سکتا نہ راستہ دکھا سکتا ہے انہوں نے اس کو معبود بنا لیا

ظَالِمِينَ

اس کو اور وہ تھے ظالم

بنی اسرائیل کی جہالت:

سورۃ طٰہٰ میں اس بچھڑے کا مفصل قصہ آئے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ

حماقت و سفاہت پر متنبہ فرمایا ہے کہ ایک خود ساختہ دھات کے بچھڑے کے

کی آواز سن لینے پر مطمئن ہو گئے اور بچھڑے کو خدا سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ اس

کی بے معنی آواز میں نہ کوئی کلام و خطاب تھا نہ کوئی راہ نمائی و رہنمائی اس

سے ہو سکتی تھی۔ اس طرح کی صورت کو پوجنے کی بیوقوفی انسانیت کے درجہ

سے بھی بہت نیچا ہے چنانچہ خالق جل و علا سے مرتب پر کھڑا ہے۔ یہ اتنا

بڑا ظلم اور بے موقع کام ہے کہ ایک معمولی جاندار کی صورت کو خدا کر دیا

جائے۔ بات یہ ہے کہ اس قوم کو بچپن ہی سے ایسی بے موقع باتیں کرنے

کی عادت تھی۔ چنانچہ پہلے بھی اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ کی

درخواست موسیٰ علیہ السلام سے کر چکے تھے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ

اور	جب	پچھتائے	اور	سمجھے

قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا

کہ وہ بے شک گمراہ ہو گئے کہنے لگے اگر رحم نہ کرے ہم پر ہمارا رب

وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

اور نہ بخشے ہم کو تو بے شک ہم ہوں گے تباہ

اظہار ندامت: اپنی جہالت اور جرم سے انہوں نے ایسے بے ہودہ

اور بیہودہ کام کیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی غیبت کے بعد جب باطل کا جوش

ٹھنڈا ہوا اور عقل و ہوش بجا ہوئے تو خود بھی اپنی حرکت پر بہت

شرمائے۔ گویا وہ ندامت سے ہاتھ کاٹنے لگے اور خوف و دہشت کی وجہ

سے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ سمجھ گئے کہ بیشک ہم بہک گئے

ہیں اگر خدا رحم نہ کرے اور مغفرت کی کوئی صورت نہ نکلے تو ہم

خسران اور ہلاکت میں جا پڑیں گے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ

اور جب لوٹ آیا موسیٰ اپنی قوم میں غصہ میں بھرا ہوا

أَسِفًا

افسوس کرتا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اطلاع دے دی تھی کہ سامری نے تیری قوم

کو گمراہ کر دیا ہے۔ یہ سن کر غصہ اور رنج سے سخت بے تاب اور غضبناک تھے۔

قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي

بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری میرے بعد

واپسی پر موسیٰ علیہ السلام کا خطاب:

یہ خطاب یا مجموعہ قوم کو ہے جنہوں نے میرے پیچھے شرک کیا

یعنی بڑی تو موسیٰ کی جگہ ہے جیسا کہ سامری وغیرہ کہتے تھے هٰذَا إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوسٰى

(تمہارا اور موسیٰ کا خدا یہ ہے) اس کی جگہ تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی

هٰذَا إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوسٰى (تو حقیقت میں تمہارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے) اور ممکن

ہے یہ خطاب ہارون علیہ السلام کو بھی ہو کہ تم نے میری نیابت کا حق جو ادا نہیں

کی قوم کی جو گمراہ ہو گئے تھے ان کو کس طرح نہ سمجھایا اور روکا، ان کا جواب

ہارون علیہ السلام نے دیا جس کی تفصیل سورہ طٰہٰ میں مفصل آئے گی۔

أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ

کیوں جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے

یعنی میں پروردگار سے تورات کے احکام لینے گیا تھا چالیس

روز کی میعاد بھی حد سے متجاوز نہ ہوئی تھی۔ تم نے خدا کو چھوڑ کر شرک

کی بنیاد ڈالی اور اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ میں آ جاتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تو

غضب الٰہی کے آنے کی جلدی کی کہ قہر اور غضب الٰہی کو اپنی طرف

آنے کی دعوت دی۔ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ

مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي (طٰہٰ ۸۶)

وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ

اور ڈال دیں وہ تختیاں اور پکڑا سر اپنے بھائی کا کھینچنے

يَجُرُّهُ إِلَيْهِ

لگا اس کو اپنی طرف

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ

[illegible]

تورات کے ٹکڑے

[illegible]

حضرت ہارون بے قصور تھے

[illegible]

قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي

[illegible]

وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ

[illegible]

وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

[illegible]

حضرت ہارون کی معذرت

[illegible]

ثابت کرنے سے نکلا کہ ہر شخص پر واجب ہے ... آیت میں ایمان کی
معرفت کا ہونا ضروری ہے ... اپنے قصور کے موافق ان کو
پایا نہیں انہوں نے ... حقیقت تک پہنچے اس لئے مجھے قتل کرنے پر آمادہ
ہو گئے۔ اب آپ ایسا معاملہ کر کے ان کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے اور
مناسب طریقہ اختیار کرتے وقت مجھ کو ظالموں کے ذیل میں شامل نہ کیجئے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا

کہا اے میرے رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور داخل کر

فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا استغفار:

یعنی شدت غضب میں جو کے اختیار یا ... غلطی مجھ سے ہوئی
ہو اس میں ... بہت ہوں ... حالات دیکھنے اور میرے
بھائی ... کے ... ہو ... کی طرف کی
... کی حمایت میں ہوئی اس سے بھی درگزر فرما دیجئے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ

البتہ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ان کو پہنچے گا غضب

مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ

ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں

نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ

ہم بہتان باندھنے والوں کو

یہ غضب وہی ہے جس کا آگے ... ذکر ہے کہ توبہ ... کے بعد
... قتل کریں ... حرکت نہیں
کی ... معلوم ... کی
سزا ... (...)

بچھڑا بنانے والے کی سزا

تفسیر قرطبی میں بروایت قتادہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ... یہ
عذاب مسلط کر دیا تھا کہ جب کوئی ... ہاتھ لگانے ... تو
... جاتا (قرطبی)

... بیان میں ... صحت اس کی ... کی
... ہے۔

بدعتیوں کی سزا

... آیت ... جو لوگ
... کرتے ہیں ان کو ... سزا ... جاتی ہے ... سفیان بن عیینہ
نے فرمایا ... بدعت اختیار کرتے ہیں وہ بھی اس ... ولی
اللہ ... مستحق ہوتے ہیں۔ (...)

امام مالک نے اسی آیت سے استدلال کر کے ... میں کچھ
طریقے ... ایجاد کرنے والوں کی ... آخرت میں غضب
الٰہی کے مستحق ہوں گے ... (معارف مفتی اعظم)

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ

اور جنہوں نے کئے برے کام پھر توبہ کی اس کے بعد

بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا

اور ایمان لائے تو بے شک تیرا رب توبہ کے پیچھے

لَغَفُورٌ رَحِيمٌ

البتہ بخشنے والا مہربان ہے

توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے

یعنی ... آیت
غفور رحیم کے ... رحمت اور معافی کی ... معافی ...
آخرت سے متعلق ہے ... توبہ کی ...
... ان ... توبہ بھی ...
فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (...) ...
باقی ... ایسا ہی ہے
جیسے ... وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا ...
... فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ... (...)

اس ... سوال ہو گیا ... کے ... میں
... کر کے ... کے بارے میں
... کی ... لوگوں نے ... ہو چکی ہے۔

[illegible] ایمان لائے اور [illegible] ہو گئے اللہ تعالیٰ اس کے بعد بھی بخشنے والا اور رحیم ہے۔ [illegible]

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ

اور جب تھم گیا موسیٰ کا غصہ تو اٹھا لیا ان

الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ

تختیوں کو اور جو ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت اور رحمت تھی

لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ وَاخْتَارَ

ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور چن لئے

مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا

موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے کو

فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ

پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا تو بولا اے رب میرے اگر تو

شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ

چاہتا تو پہلے ہی ہلاک کر دیتا ان کو اور مجھ کو

اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا

کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو کیا ہماری قوم کے احمقوں نے یہ سب تیری

فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ

آزمائش ہے بچلاتا ہے تو اس سے جس کو چاہے اور سیدھا رکھے

مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا سو بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر

وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۝

اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے

ستر آدمیوں کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر جانا:

[illegible]

[illegible]

[illegible] ترتیب سے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] ایمان کے بعد [illegible] سورۂ نساء کی آیت

فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

[illegible]

[illegible] بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے [illegible] تسلیم کر سکتے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] کرنے [illegible] آخر انہوں نے [illegible] کا کلام سن لیا تھے [illegible] ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ [illegible] نہیں [illegible] آگ [illegible] کی حالت [illegible]

ان کے مرنے پر موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

موسیٰ نے [illegible] آپ [illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible]

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [illegible]

[illegible]

نہیں بچا رہا اور اسی بنا پر بعض سلف نے کہا ہے کہ جن ٹوٹی ہوئی تختیوں میں ہدایت اور رحمت کے احکام درج تھے یعنی تفصیل سے متعلق احکام ضائع ہو گئے گمان کیا گیا ہے کہ اسرائیلی بادشاہوں کے خزانوں میں اسلام کے زمانے تک وہ کچھ موجود تھے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

تختیوں کے ٹوٹنے کا کفارہ:

حضرت ابن عباس اور عمرو بن ابی الدنیا کا قول ہے کہ موسیٰ کے پھینکنے سے وہ تختیاں تو ٹوٹ گئیں (تاکہ دوبارہ قابل قرأت ہو سکیں) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن روزے رکھے تو وہ تختیاں پھر لکھی ہوئی تورات دوبارہ عطا کی گئی۔

ستر آدمی معافی کیلئے گئے تھے:

روایت میں آیا ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر لو اور بچھڑے کی پوجا کی معذرت پیش کرو۔ [illegible] آپ نے [illegible] آدمی چھانٹے [illegible] ستر آدمی [illegible] آپ نے فرمایا جو آدمی ساتھ [illegible] بڑا ثواب [illegible] پہاڑ کے قریب پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام اور سب [illegible] اپنی قوم میں سے [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] موسیٰ علیہ السلام [illegible] ہم کو آپ کی باتوں کا یقین نہیں آئے گا [illegible]

بعض [illegible] کا یہ مطلب ہے [illegible]

لیتے اور پھر بھی تہمت تراشی نہ کرتے۔

ان ستر آدمیوں کا جرم:

محمد بن [illegible] کہ ان لوگوں کا قصہ [illegible] سامری کے وقت یہ لوگ [illegible] پرستوں سے [illegible] تھے (الٰہی کی معاشرت میں لگے تھے۔ [illegible]) [illegible] اسی جرم کی وجہ سے عذاب میں پکڑے گئے۔

حضرت ہارون کی معذرت اور قوم کی ندامت [illegible] حضرت موسیٰ کا غصہ فرو ہوا۔ (تفسیر مظہری)

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ
[illegible]
فِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي
[illegible]
أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ
[illegible]
كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ
[illegible]
الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ
زکوٰۃ اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور جواب

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں "شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی بھلائی جو دعا مانگی تھی سب امتوں پر مقدم [illegible] آخرت میں [illegible] تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عذاب و رحمت کی قوم پر مخصوص نہیں۔ عذاب تو اسی پر ہے جس کو میں چاہوں اور رحمت عامہ سب مخلوق و شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص جس کو تم طلب کر رہے ہو انہی کے نصیب میں ہو گا [illegible] ہیں [illegible] اور خدا کی ساری باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ یعنی آخری امت [illegible] [illegible] حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو [illegible] کتاب پر یقین [illegible] وہ بھی اس رحمت [illegible] حضرت موسیٰ کی دعا [illegible]

رحمت کے وسیع ہونے کا معنی:

[illegible] شاہ صاحب نے [illegible] رحمت

[illegible]

اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں

[illegible]

شیطان رحمت سے مایوس ہے

[illegible]

یہود و نصاریٰ بھی محروم ہو گئے

[illegible]

[illegible]

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ

[illegible]

نبی اُمّی

[illegible]

منکر جنت میں نہ جا سکے گا

[illegible]

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] کے لقب سے پکارا جائے گا

[illegible]

قلاعہ کرے تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ امت کی طرف منسوب ہے، ای نے جو پیغمبر اپنے کو امتی سمجھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اللہ ای کی خصوصیت اس سے ہے کہ نبی کو کسی امت پیغمبر کی امت ہونا ... نبی ہادی امت والا)

یہودی مسلمان ہو گیا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ فلاں یہودی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ اشرفیاں قرض تھیں۔ اس نے حضور سے تقاضا کیا۔ حضور نے فرمایا میرے پاس (اس وقت) کچھ نہیں ہے جو تم کو دوں۔ یہودی بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تک ادا نہ کرو گے میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔ چنانچہ آپ اس کے پاس بیٹھ گئے اور (وہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ صحابہ اس یہودی کو دھمکانے لگے اور ڈرانے دھمکانے لگے۔ صحابہ کی اس حرکت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے (ہم سے یہ بات برداشت نہیں ہوتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے رب نے ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب دن چڑھ گیا تو (وہ یہودی) کہنے لگا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور میرا آدھا مال اللہ کے لئے (وقف) ہے۔ خدا کی قسم میں نے جو معاملہ آپ کے ساتھ کیا وہ صرف اس وجہ سے کیا کہ میں نے توریت میں پڑھا تھا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش مکہ میں ہوگی اور طیبہ ان کا مقام ہجرت ہوگا۔ ان کی حکومت شام تک ہوگی۔ وہ تند خو، سخت دل نہ ہوگا۔ بازاروں میں چیخ پکار نہ کرے گا۔ فحش کلام اور بے حیائی کی باتیں نہیں کرے گا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ میرا مال حاضر ہے، اللہ کے حکم کے مطابق اس میں تصرف کیجئے۔

یہ یہودی بڑا مالدار تھا۔ مذکورہ بالا روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کی ہے۔

توریت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف:

حضرت عبداللہ بن سلام سے قریب قریب توریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اوصاف لکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ان کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ... اور اس روضہ میں ایک قبر کی جگہ خالی رہ گئی ہے۔

حضرت کعب احبار نے توریت سے نقل کیا ہے کہ ہم نے توریت میں (اس طرح) لکھا پایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے برگزیدہ بندے ہیں نہ تند خو ہیں نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور مچانے والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ معاف کر دینے والے اور بخش دینے والے۔ ان کی پیدائش مکہ میں ہجرت طیبہ میں اور حکومت شام تک ہوگی۔ ان کی امت بکثرت حمد کرنے والی ہوگی وہ ہر حال میں اللہ کی حمد کریں گے۔ ہر بلندی پر تکبیر کہیں گے۔ سورج کے طلوع و غروب پر نظر رکھیں گے، نماز کا وقت آ جائے تو نماز پڑھیں گے۔ جب نماز کا وقت آئے گا تو نماز پڑھیں گے اپنی کمر پر تہبند باندھیں گے اور اپنے اعضاء کا وضو کریں گے (یعنی ہاتھ پاؤں دھوئیں گے) ان کا منادی آسمان کی فضا میں آواز دے گا۔ میدان جنگ میں ان کی صف اور نماز میں ان کی صف ایک ہی جیسی ہوگی۔ رات کو ان کی آواز ایسی ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ ... دارمی اور ابن سعد نے بھی یہ حدیث کچھ تغیر کے ساتھ نقل کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

اَلَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي

جس (کے اوصاف) کو وہ اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں

التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

توریت اور انجیل میں

توریت اور انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور اوصاف

یعنی آپ کی تشریف آوری کی بشارات اور نعوت و صفات کتب سابقہ میں مذکور ہیں۔ حتیٰ کہ اس وقت سے لے کر آج تک متعدد تحریف و تبدیل کے باوجود بھی موجودہ انجیل میں بہت سی بشارات و اشارات پائے جاتے ہیں۔ جن کو زمانہ کے علماء اہل کتاب بھی لکھ چکے ہیں۔ مثلاً ... (تفسیر مظہری)

یہودی نوجوان کی گواہی:

حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا ... رسول اللہ

علیہ السلام کے تو اس نے مکہ میں اس کو پہنچنے کے لئے روانہ کیا۔ تجارت سے فارغ ہونے کے بعد میں نے مدینہ کا قصد کیا (حضرت کعب احبار سے) کہ میں ان سے کچھ باتیں سنوں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ابوبکر و عمرؓ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ میں بھی پیچھے ہو لیا۔ یہ تینوں ایک یہودی کے گھر پہنچے جو تورات پڑھ رہا تھا۔ اس کا لڑکا قریب الموت تھا جو جوان اور خوبصورت تھا۔ اس کے پاس بیٹھا تورات اپنے نفس کی خاطر پڑھ رہا تھا۔ حضرت اس یہودی سے باتیں کرنے لگے اور کہا کہ تمہیں تورات نازل کرنے والے کی قسم ہے کیا اس میں میرا ذکر اور میری امت کی خبر بھی ہے کہ نہیں۔ اس نے سر سے کہا "نہیں" تو اس کا قریب الموت نوجوان لڑکا بول اٹھا کہ تورات کو نازل کرنے والے کی قسم کہ ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفت اور بعثت کی خبر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ مر گیا تو آپ نے کہا کہ یہ مسلمان ہے۔ یہودیوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ پھر آپ نے اس کے کفن اور نماز کا انتظام کیا۔ یہ حدیث جید اور قوی ہے اور صحیح بخاری میں انسؓ سے مروی ہے۔

روم کے بادشاہ نے تمام نبیوں کی تصویریں دکھائیں

ہشام بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ہرقل شاہ روم کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے میں اور ایک آدمی بھیجے گئے۔ ہم چلے اور غوطہ دمشق تک پہنچے، جبلہ بن الایہم الغسانی کے ہاں گئے۔ وہ صاحب تخت تھا۔ ہمارے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ بات کرے کہ کیا کہتے ہو۔ ہم نے کہا ہم تم سے بات چیت نہیں کریں گے۔ ہم بادشاہ سے بات کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اس سے بات کریں گے۔ ہمیں تم سے کچھ کہنا نہیں ہے۔ اس نے جا کر بادشاہ کو خبر کی۔ اس نے بلا لیا اور کہنے لگا: بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہشام بن العاصؓ نے اس سے گفتگو کی اور اسلام کی دعوت دی۔ وہ سیاہ کپڑے پہنے تھا۔ ہشام نے کہا سیاہ کپڑے کیوں پہنے ہیں؟ جبلہ نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ یہ سیاہ لباس نہ اتاروں گا جب تک کہ تم لوگوں کو شام سے نکال نہ دوں۔ ہم نے کہا خدا کی قسم ہم یہ تخت تم سے چھین لینے والے ہیں اور عنقریب ان شاء اللہ ہمارے قبضہ میں آ جائے گا۔ ہمارے نبی نے اس کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ اس نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں۔ تم بتاؤ تمہارا روزہ کیسا ہے۔ ہم نے روزے کا حال بتا دیا تو اس کے چہرے پر سیاہی دوڑ گئی۔ اس نے کہا جاؤ بادشاہ سے ملو اور ہمارے ساتھ ایک رہبر کر دیا۔ ہم اس کی رہنمائی میں چلے اور جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو ہمارے رہبر نے ہم سے کہا کہ تم ان سواریوں اور اونٹوں پر اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ تم چاہو تو ہم تمہارے لئے گھوڑے اور خچر مہیا کر دیں۔ ہم نے کہا خدا کی قسم ہم تو انہی پر سوار ہو کر داخل ہوں گے۔ اس نے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ انہوں نے دوسری سواری پر بیٹھنے سے انکار کر دیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں انہی سواریوں پر آنے دو۔ ہم اپنی تلواریں لٹکائے بادشاہ کے محل تک پہنچے۔ اپنی سواریاں وہاں بٹھا دیں۔ بادشاہ اپنے محل کے بالاخانے سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہم نے لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہا۔ خدا جانتا ہے کہ ہماری آواز تکبیر سے سارا محل لرز اٹھا، گویا کہ درخت نے جھٹکا کھایا ہو۔ بادشاہ نے بلا بھیجا کہ تمہیں اس طرح بلند آواز سے اپنے دین کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ پھر ہمیں بلا بھیجا۔ ہم داخل ہوئے۔ وہ اپنی مسند پر بیٹھا ہوا تھا۔ پاس ہی رومی امراء اور حکام سلطنت اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی مجلس کی ہر چیز سرخ تھی۔ سارا محل سرخ، اس کے کپڑے سرخ۔ ہم اس کے قریب گئے۔ وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تم آپس میں جس طرح سلام کیا کرتے ہو، مجھے کیوں نہیں کیا؟ اس کے پاس ایک فصیح عربی جاننے والا ترجمان موجود تھا۔ ہم نے اس سے ترجمہ کرایا کہ ہم جو سلام آپس میں کرتے ہیں وہ آپ سے کرنا جائز نہیں اور آپ کا جو طریقہ ادب و سلام ہے وہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ وہ طریقہ تعظیم ہم آپ کے لئے برتیں۔ اس نے کہا تمہارا آپس میں سلام کیا ہے؟ ہم نے کہا السلام علیک۔ اس نے پوچھا تم اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام کرتے ہو؟ ہم نے کہا انہیں بھی یہی۔ اس نے پوچھا کہ وہ کس طرح جواب دیتے ہیں؟ ہم نے کہا وہ بھی یہی الفاظ دہراتے ہیں۔ اس نے پوچھا تمہارا سب سے بڑا کلمہ کیا ہے؟ ہم نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ جب ہم نے یہ کلمہ کہا تو سارا محل لرز گیا حتیٰ کہ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر کہنے لگا کیا یہ وہی کلمہ ہے جو تم نے ابھی کہا تھا کہ مکان لرز گیا؟ اور جب کبھی تم اپنے گھروں میں کہتے ہو تو تمہارے گھر بھی کانپ اٹھتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں، ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا، آج آپ کے محل میں۔ کہا یہ اچھا ہوتا کہ جب بھی تم یہ کلمہ کہتے تمہاری ہر چیز گر پڑتی اور یہ کلمہ میری آدھی سلطنت کے بدلے میں ہوتا اور آدھا رہ جاتا۔ ہم نے پوچھا ایسا کیوں؟ تو کہا یہ اس بات سے کہ امر نبوت کا حکم ہے۔ تم لوگ... پھر ہم سے آنے کی غرض پوچھی۔ ہم نے مقصد بتلا دیا۔ پوچھا تمہارا نماز روزہ کیسا ہے؟ ہم نے معلوم کرا دیا۔ اس نے اب ہمیں رخصت کیا۔ ہمیں بہت عزت سے

میں ٹھہرایا۔ ہماری مہمانی کی۔ ہم وہاں تین دن ٹھہرے۔ پھر ایک رات ہمیں بلا بھیجا۔ ہم گئے پھر ہم سے دریافت کیا۔ پھر ہم نے اپنا مقصد دہرایا۔ اب اس نے ایک بہت بڑی چیز سونے چاندی سے جڑاؤ منگوائی۔ اس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے اس میں دروازے لگے ہوئے تھے اس نے ایک خانے کا قفل کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا اس میں ایک سرخ تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایک آدمی کی تصویر تھی جس کی بڑی بڑی آنکھیں تھیں، موٹی، گردن لمبی، داڑھی نہیں تھی، سر کے بال دو حصوں میں نہایت خوبصورت اور لمبے لمبے۔ کہنے لگا کیا اس کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہنے لگا یہ آدم ہیں ان کے جسم کے پر بہت بال تھے۔ پھر اور ایک دروازے کا قفل کھولا۔ اس میں سے بھی ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا۔ اس میں ایک گورے رنگ کے آدمی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ گھونگھر والے بال، سرخ آنکھیں، بڑا سا سر، خوبصورت داڑھی۔ کہنے لگا یہ نوح علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک ڈبے میں سے ایک اور تصویر نکالی۔ بہت ہی گورا رنگ، خوبصورت آنکھیں، کشادہ پیشانی، لمبا چہرہ، سفید داڑھی، ہنس مکھ صورت۔ کہا جانتے ہو کہ کون ہیں؟ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور دیکھا۔ ایک روشن اور گندمی رنگ کی تصویر تھی اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو ہم نے کہا ہاں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تصویر دیکھ کر ہم پر رقت طاری ہو گئی۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم کیا یہ وہی ہیں؟ ہم نے کہا ہاں یہ وہی ہیں اس تصویر کو کہ گویا تم ان کو دیکھ رہے ہو۔ پھر تھوڑی دیر تک اس صورت کو دیکھتا رہا۔ پھر کہا یہ آخری تھا۔ لیکن میں نے اس کو سب سے آخر میں نکالا [illegible] دوسروں سے پہلے [illegible] درمیان میں نکالا تاکہ تمہاری سچائی کا امتحان کروں۔ پھر اور ایک نکالی جو گندم گوں اور نرم صورت تھی۔ گھونگھر والے بال، اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں، تیز نظر، غصیلا چہرہ جڑے ہوئے دانت، ہونٹ سخت ہوئے۔ کہنے لگا یہ موسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ اس کے متصل ایک اور تصویر تھی شکل و صورت میں اس سے مشابہت رکھتی تھی۔ مگر یہ کہ بالوں میں تیل پڑا ہوا کنگھی کی ہوئی کشادہ پیشانی، آنکھیں بڑی۔ کہنے لگا یہ ہارون بن عمران ہیں۔ پھر ایک ڈبہ میں سے ایک تصویر نکالی گندمی رنگ، میانہ قامت، سیدھے بال والا۔ چہرے سے غضب آثار۔ کہنے لگا یہ لوط علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک سفید رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا۔ ایک گورے رنگ کا آدمی جس کی ناک اونچی تھی، رخسار

جھکے تھے چہرہ خوبصورت تھا۔ کہا یہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور دروازہ کھولا اس میں سفید ریشمی کپڑا نکال کر ہمیں دکھایا اس کی شکل اسحٰق کی تصویر سے بہت مشابہ تھی مگر اس کے ہونٹ پر تل تھا۔ کہا یہ یعقوب ہیں۔ پھر ایک سیاہ کپڑے پر کی تصویر نکالی۔ گورا رنگ بہت خوبصورت چہرہ چہرے پر نور اور انابت و خشوع کے آثار نمایاں۔ رنگ سرخی مائل کہا یہ اسمٰعیل ہیں۔ پھر اور ایک ڈبہ میں سے سفید ریشمی کپڑا نکالا۔ جس کے اندر کی تصویر آدم علیہ السلام کی تصویر سے ملتی جلتی تھی۔ چہرہ پر آفتاب چمک رہا تھا کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی۔ سرخ رنگ، پتلی پنڈلیاں، چھوٹی آنکھیں، بڑا پیٹ، [illegible] کہا یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی۔ موٹی رانیں، لمبے پاؤں، گھوڑے پر سوار۔ کہا یہ سلیمان علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور تصویر نکالی جوان، سیاہ داڑھی، گھنے بال، خوبصورت آنکھیں، خوبصورت چہرہ کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ ہم نے کہا یہ تصویریں آپ کو کہاں سے ملیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ تصویریں ضرور انبیاء کی ہوں گی کیونکہ ہم نے اپنے نبی کی تصویر بھی ٹھیک پائی ہے۔ پھر کہنے لگا کہ آدم علیہ السلام نے خود سے سوال کیا تھا کہ میری اولاد کے انبیاء کو مجھے دکھا تو اللہ نے ان انبیاء کی تصویریں حضرت آدم کو دیں وہ ان کو آدم [illegible] مغرب کے ملک میں رکھوا دیں۔ ذوالقرنین نے ان کو نکالا اور دانیال علیہ السلام کے سپرد کیں۔ پھر کہنے لگا کہ میرا جی تو یہ چاہتا تھا کہ اپنا ملک چھوڑ دوں اور تم میں سے کسی کمتر کا غلام ہو رہوں۔ حتیٰ کہ مجھے موت آ جائے۔

اب ہمیں رخصت کر دیا۔ انعام و اکرام دیا جو ضروریات کے لیے کافی تھے [illegible] کر دیئے۔ جب ہم ابوبکر صدیق کے پاس آئے ان سے یہ قصہ بیان کیا تو رو دیئے اور کہا اگر خدا اس کو توفیق دیتا تو وہ ضرور ایسا کرتا۔ پھر فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہود اپنی کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پاتے ہیں۔

تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی:

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو سے میں نے ملاقات کی اور تورات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پیش گوئی دریافت کی۔ کہا تو کہا ہاں خدا کی قسم تورات میں بھی آپ کا ایسا ہی ذکر ہے جیسے قرآن میں ہے کہ اے نبی! ہم نے تم کو امت کا گواہ بنایا اور جنت کی خوشخبری دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا اور عوام کا پشت پناہ بنایا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو تمہارا نام متوکل ہے۔ تم نہ تند خو ہو نہ سنگ دل، تم کو

اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کو نہ اٹھائے گا جب تک کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کر دے اور جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور ان کے دلوں سے پردے نہ اٹھا دیئے جائیں اور کان سننے اور آنکھیں دیکھنے نہ لگیں۔ پھر عطاءؒ کی ملاقات حضرت کعبؓ سے ہوئی تو یہی سوال ان سے کیا تو جواب میں ایک حرف کا بھی اختلاف نہ پایا سوائے اس کے کہ وہ اپنی زبان میں غلفا کو غلوفیا اور صما کو صمومیا اور عمیا کو عمومیا کہتے تھے۔ لیکن یہ کہنا بجا ہے کہ وہ بازاروں میں شور و شغب نہ کریں گے، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں۔ اور عبداللہ ابن عمروؓ کی حدیث کا ذکر کیا پھر کہا کہ سلف کے کلام میں توراۃ کا اطلاق عموماً کتب اہل کتاب پر ہوتا ہے اور کتب احادیث میں بھی ایسا ہی وارد ہے۔ واللہ اعلم

ایک اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دکھائی

جبیر ابن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلا۔ جب میں شام کے قریب پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے ملک میں کوئی نبی آیا ہوا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا کیا تم اس کی تصویر پہچان سکتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ تو وہ مجھے ایک گھر میں لے گیا جس میں تصویریں تھیں مگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نہیں دیکھی۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور شخص آیا۔ اس نے کہا کیا بات ہے؟ ہم نے خبر دی تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھی اور یہ بھی کہ تصویر میں ایک شخص آپ کی شبیہ کے پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے جو ان کے پیچھے ہاتھ تھامے کھڑا ہے؟ اس نے کہا یہ وہ نبی ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن یہ ان کا جانشین ہوگا۔

مردِ آہنی امیر شدید:

اقرع مؤذن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے ایک پادری کو بلانے کے لئے بھیجا۔ میں بلا لایا۔ پس حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم کتاب میں میرا بھی ذکر پاتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کتاب میں آپ کو قرن کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنا درہ اٹھا کر کہا قرن کیا بات ہے؟ اس نے کہا اس سے مراد ہے "مرد آہنی امیر شدید"۔ پھر عمرؓ نے پوچھا میرے بعد کیا ہوگا؟ کہا ایک نیک خلیفہ ہوگا لیکن وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔ تو عمرؓ نے کہا "اللہ عثمانؓ پر رحم کرے" تین بار کہا۔ پھر پوچھا اس کے بعد؟ کہا پارہ آہن کی طرح ایک شخص۔ عمرؓ ہائے افسوس کرتے تھے۔ آپ نے اپنا سر پکڑ کر ہائے افسوس کرتے تھے۔ اس نے کہا یا امیر المومنین وہ خلیفہ صالح ہے لیکن وہ اس وقت خلیفہ ہوگا جب کہ تلواریں سونت لی گئی ہوں گی اور خون بہہ رہا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نبی نیک باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے جو کتب سابقہ میں مندرج ہے اور یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت تھی کہ خیر ہی کا حکم کرتے اور شر سے منع فرماتے اور اسی بات سے روکتے جو شر کی ہوتی۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب تم قرآن میں یہ پڑھو یا ایھا الذین آمنوا تو کان لگا کر سنو کیونکہ یا تو کسی خیر کا حکم ہوگا یا کسی شر سے روکا جائے گا۔ اور سب سے اہم چیز جس کا اللہ نے حکم دیا ہے یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں۔ تمام انبیاء اسی مقصد کے تحت بھیجے گئے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر قوم کے اندر پیغمبر بھیجے ہیں کہ عبادت صرف خدا کی کرو اور طاغوت کی پرستش سے بچو۔

ابو اسیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے مروی کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دل پہچانیں تمہارے شعور اس سے نرم ہو جائیں اور تم یہ محسوس کرو کہ یہ بات تمہاری ذہنیت سے قریب تر ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری بہ نسبت میری ذہنیت اس سے قریب تر ہوگی۔ یعنی وہ میری حدیث ہو سکتی ہے اور اگر تمہارے دل اس حدیث کا انکار کریں اور وہ بات تمہاری ذہنیت سے دور ہو تو سمجھو کہ تمہاری بہ نسبت میری ذہنیت سے وہ دور تر ہوگی اور وہ میری حدیث نہ ہوگی۔ علیؓ سے مروی ہے کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنو تو اس کے بارے میں یہی گمان کرو کہ وہ زیادہ صحیح گمان ہے، وہ زیادہ ہدایت ہے اور زیادہ تقویٰ ہے۔ اللہ کا قول ہے کہ اس نے طیبات ان کے لئے حلال کر دیئے ہیں اور خبائث حرام کر دیئے ہیں۔ جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ جو حلال ہیں لیکن انہوں نے حرام کر رکھے تھے۔ اس سے تنگی پیدا ہو گئی تھی اور جو خبائث اللہ تعالیٰ نے حرام کئے ہیں جیسے گوشت خنزیر، سود اور کھانے کی چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی تھیں انہوں نے حلال بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حلال کر دی ہے اس کا کھانا بدن کو نفع بخش ہے اور دین کے لئے مفید ہے اور جس کو اللہ نے حرام کر دیا وہ جسم اور دین دونوں کے لئے مضر ہے۔

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر میں کچھ تیز گفتگو ہوگئی۔ ابو بکر نے عمر کو ناراض کردیا۔ عمر غصہ میں واپس ہوگئے۔ ابوبکر کو احساس ہوا اور وہ عمر سے معافی مانگنے کے لئے ان کے پیچھے چلے گئے لیکن عمر نے گھر کا دروازہ نہیں کھولا اور ... ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ابوالدرداء کہتے ہیں کہ ہم بھی اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تمہارے ان ساتھی نے ... عمر کو بھی ندامت ہوئی کہ گھر میں آنے کی اجازت نہ دی ... ہوئی وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ سلام کر کے بیٹھ گئے اور واقعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر پر غصہ آگیا۔ ابوبکر ڈر گئے اور کہنے لگے کہ "یا رسول اللہ زیادتی میری ہی طرف سے تھی"۔ لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ "کیا تم لوگ میرے دوست اور ساتھی کو چھوڑ دینا چاہتے ہو۔ میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ میں تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں تو تم کہتے تھے کہ جھوٹ کہتے ہو اور ابوبکر نے میری تصدیق کردی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں رات کی نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے بعض اصحاب آپ کی حفاظت و نگرانی کرنے لگے۔ نماز پڑھ چکنے کے بعد آپ ان کی طرف متوجہ ہوگئے اور فرمایا کہ "آج کی رات پانچ چیزیں خصوصیت کے ساتھ مجھے دی گئی ہیں۔ مجھ سے پہلے یہ خصوصی عنایتیں کسی اور پیغمبر کو نہیں دی گئی تھیں (۱) یہ کہ میں دنیا جہان کے لوگوں کی طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں اور اس سے پہلے کوئی رسول صرف اپنی قوم ہی کی طرف رسول ہوکر آتا رہا۔ (۲) مجھے صرف رعب ہی سے دشمن پر نصرت حاصل ہوتی ہے اگرچہ میرے اور ان کے درمیان ایک مہینہ بھر کی مسافت کی دوری ہو، مگر ان پر میرا رعب چھا جاتا ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے اور میری امت کے لئے حلال کردیا گیا ہے۔ حالانکہ مجھ سے پہلے مال غنیمت کو کھانا گناہ کبیرہ تھی اس کو جلا دیا جاتا تھا۔ (۴) روئے زمین میرے لئے پاک ہے اور مسجد ہے۔ جہاں کہیں نماز کا وقت ہوا اسی مٹی سے مسح کیا اور وہیں پر نماز پڑھ لی۔ مجھ سے پہلے کے لوگ صرف اپنے گرجاؤں، کنیسوں اور مندروں ہی میں عبادت کرتے تھے۔ (۵) پانچویں یہ کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ درخواست کی اجازت ہے مانگ لو۔ ہر نبی نے مانگ لیا۔ میں نے اپنا سوال روز قیامت پر اٹھا رکھا اور وہ تمہارے لئے ہے اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینے والے کے لئے۔

(درمنثور۔ تفسیر ابن کثیر)

تورات کی عبارت:

مولانا مودودی نے ابن سعد ... سے ... عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور منتخب بندے ہیں۔ وہ نہ سخت مزاج ہیں نہ سنگدل، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ بلکہ معاف فرمادیتے ہیں ... آپ کی جائے ولادت مکہ میں اور ہجرت طیبہ میں ہوگی، اور آپ کا ملک شام ہوگا۔ امت آپ کی حمادون ہوں گی یعنی راحت و کلفت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کرنے والی ہوگی، ہر بلندی پر چڑھنے کے وقت وہ تکبیر کہا کرے گی۔

"وہ آفتاب کے ساتھی ہوں گے ... جب نماز کا وقت آ جائے گا نماز ادا کریں گے ... تہبند استعمال کریں گے اور اپنے ہاتھ پاؤں کو وضو سے پاک رکھیں گے۔ ان کا مؤذن فضا میں آواز بلند کرے گا، جنگ میں ان کی صفیں ایسی ہوں گی جیسے نماز جماعت میں، رات کو ان کی تلاوت اور ذکر کی آواز یوں اس طرح گونجتی ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کا شور ہوتا ہے" (دارمی)

انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت سہل مولیٰ خیثمہ سے سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت سہل نے فرمایا کہ میں نے خود انجیل میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات پڑھی ہیں کہ "وہ نہ پست قد ہوں گے نہ بہت دراز قد، سفید رنگ دو زلفوں والے ہوں گے۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مہر نبوت ہوگی، صدقہ قبول نہ کریں گے۔ گدھے اور اونٹ پر سوار ہوں گے، بکریوں کا دودھ خود دوہ لیا کریں گے، پیوند لگے کپڑے استعمال فرمائیں گے، اور جو ایسا کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہوتا ہے۔ وہ اسماعیل علیہ السلام کی ذریت میں ہوں گے ان کا نام احمد ہوگا۔"

تورات کے الفاظ:

ابن سعد نے طبقات میں اور دارمی نے اپنے مسند میں بیہقی نے دلائل نبوت میں حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت نقل کی ہے جو یہود کے سب سے بڑے عالم اور تورات کے ماہر مشہور تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ الفاظ مذکور ہیں "اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا ہے سب امتوں پر گواہ بنا کر اور نیک عمل کرنے والوں کو بشارت دینے والا ... اور کفر کرنے والوں کو ڈرانے والا

اور اُمّیین یعنی عرب کی حفاظت کرنے والا ہو گا، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، وہ آپ سخت مزاج نہیں نہ جھگڑالو اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک وفات نہ دیں گے جب تک ان کے ذریعہ ٹیڑھی قوم کو سیدھا نہ کر لیں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں، اور اندھی آنکھوں کو کھول دیں، اور بہرے کانوں کو سننے کے قابل بنا دیں اور بند دلوں کو کھول دیں۔"

اس مضمون کی ایک روایت بخاری میں بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بھی مذکور ہے۔

زبور کی پیش گوئی:

اور کتب سابقہ کے ایک ماہر عالم حضرت وہب بن منبہ سے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف یہ وحی فرمائی کہ اے داؤد! آپ کے بعد ایک نبی آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا، میں ان پر کبھی ناراض نہ ہوں گا اور وہ کبھی میری نافرمانی نہ کریں گے اور میں نے ان کے سب اگلے پچھلے خطا معاف کر دیئے ہیں، ان کی امت امت مرحومہ ہے، میں نے ان کو وہ نوافل دیئے ہیں جو انبیاء کو عطا کئے اور ان پر وہ فرائض عائد کئے ہیں جو پچھلے انبیاء پر لازم کئے گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ محشر میں میرے سامنے اس حالت میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور کی مانند ہوگا۔ اے داؤد میں نے محمد اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے، میں نے ان کو چھ چیزیں خصوصی طور پر عطا کی ہیں جو دوسری امتوں کو نہیں دی تھیں، اول یہ کہ خطا و نسیان پر ان کو عذاب نہ ہوگا، جو گناہ ان سے بغیر قصد کے صادر ہو جائے اگر وہ اس کی مغفرت مجھ سے طلب کریں تو میں معاف کر دوں گا اور جو مال وہ اللہ کی راہ میں طیب خاطر خرچ کریں گے تو میں دنیا میں ان کو اس سے بہت بڑھا دوں گا، اور جب ان پر کوئی مصیبت پڑے اور وہ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہیں تو میں ان پر اس مصیبت کو صلوٰۃ و رحمت اور جنت کی طرف ہدایت بنا دوں گا، وہ جو دعا کریں گے میں قبول کروں گا کبھی اس طرح کہ جو مانگا ہے وہی دے دوں، اور کبھی اس طرح کہ اس کو ان کی آخرت کا سامان بنا دوں۔" (روح المعانی)

بیشتر ان میں سے یہ چند روایات تورات و انجیل وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی گئی ہیں، پوری روایت ورنہ بیہقی نے مستقل کتابوں میں جمع کیا ہے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اظہار الحق میں اس کو بڑے عمدہ انداز اور تفصیل و تحقیق کے ساتھ جمع فرمایا ہے (معارف القرآن مفتی اعظم)

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے
الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ
برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام
عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں

یعنی یہود پر جو سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں ان کی شرارت کی وجہ سے بھی جو حرام کی گئی تھیں فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ (النساء) اس دین میں وہ سب چیزیں آسان ہو گئیں۔ اور جو ناپاک چیزیں تھیں مثلاً خون، مردار، خنزیر وغیرہ جنہیں انہوں نے حلال کر رکھا تھا، ان کی حرمت آپ نے ظاہر فرمائی۔ غرض ان سے بہت سے بوجھ اتر گئے اور بہت سی قیدیں اٹھ گئیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا "بعثت بالحنيفية السمحة"۔ (عثمانی)

قید اور بوجھ کا مطلب:

قتادہ کے نزدیک وہ سخت عہد مراد ہے جس کے وہ پابند کئے گئے تھے۔ وَالْأَغْلَالَ میں وہ ساری باتیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تھیں جیسے توبہ قبول ہونے کے لئے قتل کئے جانے کا حکم، کپڑا کاٹنے والے عضو کو کاٹ ڈالنے کا حکم، چیز سے نجاست لگ جائے تو اس کو قینچی سے قطع کر دینے کا حکم، قتل کرنے والے کے لئے بہر حال قصاص کا وجوبی حکم اور خطا یا قصداً کی تفریق کئے بغیر، ہفتہ کے دن کوئی دنیوی کام نہ کرنے کا حکم، گرجا کے علاوہ کہیں اور نماز نہ پڑھنے کا حکم وغیرہ ان کے علاوہ دوسرے سخت احکام تھے جو طوق کی طرح ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے تھے۔ (تفسیر مظہری)

اصر اور اغلال یعنی بار گراں اور قید سے مراد اس آیت میں وہ احکام شاقہ اور شدید واجبات ہیں جو اصل دین میں مقصود نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل پر بطور سزا کے لازم کر دیئے گئے تھے، مثلاً کپڑا ناپاک ہو جائے تو پانی سے دھو دینا بنی اسرائیل کے لئے کافی نہ تھا بلکہ یہ واجب تھا کہ جس جگہ نجاست لگی ہے اس کو کاٹ دیا جائے اور کفار سے جہاد کر کے جو مال غنیمت ان کو ہاتھ آئے وہ ان کے لئے حلال نہیں تھا بلکہ آسمان سے ایک آگ آ کر اس کو جلا دیتی تھی، ہفتہ کے دن شکار کھیلنا ان کے لئے حرام تھا، جن اعضاء سے کوئی گناہ صادر ہو ان اعضاء کو کاٹ دینا واجب تھا، کسی کا قتل خواہ عمداً ہو یا خطاء دونوں صورتوں میں قصاص یعنی قاتل کا قتل کرنا واجب تھا، خون بہا دینے کا قانون نہ تھا۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع)

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع
النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ
ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے

نور سے مراد وحی ہے متلو ہو یا غیر متلو یعنی قرآن و حدیث۔ (تفسیر عثمانی)

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت واطاعت کریں گے کامیاب ہوں گے

مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کے ساتھ آپ کی تائید و حمایت اور مخالفین کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں وہ مکمل فلاح پانے والے ہیں، یہ تائید و نصرت جیسے حیات نبوت کے ساتھ متعلق تھی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی شریعت اور آپ کے دین کی تائید و نصرت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت کا مصداق ہے۔

قرآن کریم نور ہے:

قرآن کریم کو اس آیت میں نور سے تعبیر کیا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ جس طرح نور کا نور ہونا خود بخود ظاہر ہوتا ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، نور خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا ہے اسی طرح قرآن کریم خود اپنے کلام ربانی اور کلام حق ہونے کی دلیل ہے کہ ایک امی محض کی زبان سے ایسا اعلیٰ و ارفع کلام آیا جس کی مثال لانے سے ساری دنیا عاجز ہوگئی، یہ خود قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ نیز جس طرح نور خود بھی روشن ہوتا ہے اور دوسری اندھیریوں میں بھی روشنی کر دیتا ہے اسی طرح قرآن کریم نے اندھیریوں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو تاریکیوں سے نکالا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کاملیت:

ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سب خوبیاں اور کمالات جمع پائی جاتی ہیں اس لئے امت پر لازم ہے کہ ہر شان کا حق ادا کریں، بحیثیت رسول کے ان پر ایمان لائیں، بحیثیت امیر و حاکم کے ان کے احکام کی پیروی کریں، بحیثیت محبوب ہونے کے ان کے ساتھ گہری محبت رکھیں اور بحیثیت کمالات نبوت ان کی تعظیم و تکریم بجا لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع تو امت پر فرض ہونا ہی چاہیے تھا کیونکہ انبیاء کے بھیجنے کا مقصد ہی اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا، لیکن حق تعالیٰ نے ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ امت پر آپ کی تعظیم و توقیر اور احترام و ادب بھی لازم قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں جابجا اس کے آداب سکھائے گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے کا ادب:

حضرت سہل بن عبداللہ نے اس آیت کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ آپ سے پہلے نہ بولیں اور جب آپ کلام کریں تو سب خاموش ہو کر سنیں۔

ایک آیت قرآن میں اس کی ہدایت فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کے وقت ادب کا لحاظ رکھیں اس طرح نہ پکاریں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا آخر آیت میں اس پر متنبہ کیا گیا ہے کہ اس کے خلاف کوئی کام بے ادبی کا کیا گیا تو سارے اعمال حبط اور برباد ہو جائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط:

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین باوجودیکہ ہر وقت ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک کار رہتے تھے اور ایسی حالت میں احترام و تعظیم کے آداب کو ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن ان کا یہ حال تھا کہ آیت مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو اس طرح بولتے تھے جیسے کوئی پوشیدہ بات آہستہ کہا کرتا ہے، یہی حال حضرت فاروق اعظم کا تھا۔ (شفاء)

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ تشریف فرما ہوتے تھے تو صحابہ کرام ادب سے آواز دیتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

پاؤ۔ بنا دیا گیا تھے ... تک بھی صف ... رہتے تھے اور
زیادہ بہتر کا اور حضرت ... (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی مجھے دنیا میں محبوب نہ تھا اور میرا یہ حال تھا کہ میں آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ بھی نہ سکتا تھا، اور اگر کوئی مجھ سے آپ کا حلیہ مبارک دریافت کرے تو میں بیان کرنے پر قادر نہیں، کیونکہ میں نے کبھی آپ کو نظر بھر کر دیکھا ہی نہیں۔

ترمذی نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ مجلس صحابہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تھے تو سب نیچی نظریں کر کے بیٹھے تھے، صرف صدیق اکبر اور فاروق اعظم آپ کی طرف نظر کرتے اور آپ ان کی طرف نظر فرما کر تبسم فرماتے تھے۔

عروہ بن مسعود کے تاثرات:

عروہ بن مسعود ثقفی کو مکہ والوں نے جاسوس بنا کر مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کے لئے مدینہ بھیجا، اس نے صحابہ کرام کو پروانہ وار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہوتا ہوا دیکھ کر واپسی میں یہ رپورٹ دی کہ میں نے کسریٰ و قیصر کے دربار بھی دیکھے ہیں اور ملک نجاشی سے بھی ملا ہوں مگر جو حال میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا وہ کہیں نہیں دیکھا، میرا خیال یہ ہے کہ تم لوگ ان کے مقابلہ میں ہرگز کامیاب نہ ہوگے۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۙ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو۔ تو کہہ اے لوگو میں
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ
رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے
مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ
آسمانوں اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا، وہی
يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ
جلاتا ہے اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی
الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ
امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر

وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾
اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام دنیا اور قیامت تک کیلئے ہے

یعنی آپ کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے۔ عرب کے علاوہ یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں، جس طرح خداوند تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے، آپ اس کے رسول مطلق ہیں۔ ایسے ہدایت و کامیابی کی صورت یہ ہے کہ ان کے ... کو اس چاہئے ... لہٰذا اب صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ لے کر آئے ہیں۔ یہی خیر میں ... انبیاء و مرسلین اور تمام کتب سابقہ پر ایمان لانے کا اعتراف ہے ...

ختم نبوت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام عالم کیلئے تاقیامت ہے۔ اسی لئے آپ پر نبوت ختم ہے۔

یہی اصلی راز ہے مسئلہ ختم نبوت کا۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک آنے والی سب نسلوں کے لئے عام ہے تو پھر کسی دوسرے رسول اور نبی کے مبعوث ہونے کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش، اور یہی راز ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا جس میں ارشاد نبوی کے مطابق ہمیشہ ایک جماعت قائم رہے گی جو دین میں پیدا ہونے والے سارے فتنوں کو مٹاتی اور دینی معاملات میں پیدا ہونے والے سارے رخنوں کا انسداد کرتی رہے گی۔ آپ کی امت کی یہ خصوصیت ہے ... علمی راسخین ... جماعت اس کو کبھی ... اور حق تعالیٰ کی خاص نصرت وامداد اس جماعت کو حاصل ہوگی جس سے سب پر غالب آکر رہے گی، کیونکہ درحقیقت یہ جماعت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض رسالت ادا کرے گی ... آپ کی قائم مقام ہوگی۔

ہر دور میں سچوں کی جماعت ہوگی:

امام رازی نے آیت وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ اس آیت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اس امت میں سچے علماء کی ایک جماعت ضرور باقی رہے گی ورنہ سچوں کی معیت کا حکم نہ ہوتا اور اسی سے امام رازی نے ہر دور میں اجماع امت کا حجت ہونا ثابت کیا ہے، کیونکہ صادقین کی معیت کے حکم ...

بات ہی کہ آپ سب کا رسول ہوں انتہائی ممکن نہ ہو سکے۔

امام ابن کثیر نے فرمایا کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری پیغمبر ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب آپ کی بعثت و رسالت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے پورے عالم کے لئے عام ہوئی تو اب کسی دوسرے جدید نبی و رسول کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسی لئے آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی اپنی جداگانہ نبوت پر برقرار ہونے کے باوجود شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں گے، جیسا کہ صحیح روایات حدیث سے ثابت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات۔

حدیث مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چند ایسی چیزیں عنایت کی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گئیں۔

۱- ہر نبی خاص اپنی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا تھا مجھ کو اللہ نے ہر سیاہ و سفید یعنی عرب و عجم کے لئے بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۲- مجھ پر نبوت ختم ہو گئی یعنی میرے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام جو آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے ان کو منصب نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو سال پہلے مل چکا ہے۔ ان کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔

۳- مجھ کو شفاعت کا مقام عطا کیا گیا کہ قیامت کے دن اولین اور آخرین کی شفاعت کروں گا۔

۴- میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔

۵- تمام روئے زمین میرے لئے پاک اور موضع صلوٰۃ قرار دے دی گئی میری امت کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لے۔

۶- ایک مہینے کی راہ کے فاصلہ پر میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا گیا۔

۷- اور مجھ کو جوامع الکلم عطا کئے گئے ایسے جامع کلمات کہ جن کے الفاظ تو بہت تھوڑے اور معنی بہت ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایتوں سے ثابت ہے۔ (معارف القرآن، ۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی فضیلت:

امام احمد کی ایک روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری بعثت کی خبر سنے خواہ میری امت میں ہو یا یہودی نصرانی ہو اگر وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے گا تو جہنم میں جائے گا۔

اور صحیح بخاری میں اسی آیت کے تحت میں ابو الدرداء سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر چلے گئے، یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کو منانے کے لئے چلے مگر حضرت عمر نے نہ مانا، یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا، مجبوراً صدیق اکبر واپس ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ادھر کچھ دیر کے بعد حضرت عمر اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی وہ بھی گھر سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور اپنا واقعہ عرض کیا، ابو الدرداء کا بیان ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، جب صدیق اکبر نے دیکھا کہ حضرت عمر پر عتاب ہونے لگا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ قصور میرا ہی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ میرے ایک ساتھی کو اپنی ایذاؤں سے چھوڑ دو، کیا تم نہیں جانتے کہ جب میں نے باذن خداوندی یہ کہا کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

تو تم سب نے مجھے جھٹلایا صرف ابو بکر ہی تھے جنہوں نے پہلے پہل میری تصدیق کی۔

اللہ کے کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتابیں تورات، انجیل، قرآن وغیرہ ہیں، یہاں یہ فقرہ کے بعد ہدایت کا مدار ختم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ محض ایمان لانا یا زبانی تصدیق کرنا آپ کی شریعت کا اتباع کرنے کے بغیر ہدایت کے لئے کافی نہیں۔

حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے کل راستے بند ہیں بجز اس راستے کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام انسانوں کے لئے بلکہ جنات کے لئے بھی ہوئی تھی جبکہ دوسرے انبیاء اپنی اپنی قوم کے لئے مخصوص ہوا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر برتری عطا فرمائی گئی۔ مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے (یعنی تھوڑے الفاظ کو ادا کرنے والے مختصر زبان اللہ نے مجھے کلام عطا فرمایا گیا) میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی (دشمنوں پر) دور تک میرا رعب ڈالا گیا میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا، میرے لئے (تمام) زمین کو

[illegible]

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ

[illegible]

وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ

[illegible]

بعض حق پرست یہودی

[illegible]

وَقَطَّعْنَٰهُمُ ٱثْنَتَىْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا

[illegible]

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ ٱثْنَىْ عَشَرَ نَقِيبًا

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ إِذِ ٱسْتَسْقَىٰهُ قَوْمُهُۥٓ

[illegible]

أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْحَجَرَ فَٱنۢبَجَسَتْ

[illegible]

مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ

[illegible]

أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلْغَمَٰمَ

[illegible]

وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ ٱلْمَنَّ وَٱلسَّلْوَىٰ كُلُوا۟

[illegible]

مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن

[illegible]

كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ

[illegible]

ٱسْكُنُوا۟ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةَ

[illegible]

[illegible]

وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا
اور کھاؤ اس میں جہاں سے چاہو اور کہو
حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ
[illegible]
لَكُمْ خَطِيٓـٰٔتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ
تمہاری خطائیں بخش دیں گے عنقریب ہم نیکی کرنے والوں کو اور ☆

[illegible]

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ
تو بدل ڈالا ظالموں نے ان میں سے بات کو [illegible]
الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
[illegible]
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ
[illegible]

[illegible]

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ
[illegible]

شہر "ایلہ" والوں کا حال:

[illegible]

إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ
[illegible]
حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا
[illegible]
يَسْبِتُونَ ۙ لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ
[illegible]
نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾
[illegible]

ہفتہ کو مچھلی کی ممانعت

[illegible]

اللہ کے حکم کی نافرمانی:

[illegible]

[illegible]

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ

[illegible]

قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

[illegible]

شَدِيدًا

[illegible]

شہر والوں کے مختلف گروہ

[illegible]

قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

[illegible]

نیک لوگوں کی نجات

[illegible]

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ

[illegible]

عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا

[illegible]

بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

[illegible]

نافرمانوں پر عذاب

[illegible]

فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا

[illegible]

قِرَدَةً خَاسِئِينَ

[illegible]

سب بندر بن گئے

[illegible]

[illegible] حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسخ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے:

عکرمہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں ابن عباسؓ کے پاس آیا تو وہ رو رہے تھے اور مصحف ان کی گود میں تھا۔ میں اس بات کو اہم جان کر ان کے پاس گیا آگے بڑھا ان کے پاس بیٹھ گیا اور پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ [illegible] سورۂ اعراف [illegible] [illegible] مچھلیوں [illegible]

[illegible]

[illegible] حیلہ کی ابتداء [illegible] مچھلیاں [illegible]

[illegible]

کرتے تھے، چنانچہ رات ہی رات میں ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں، اپنے [illegible] بھائی جو ان کی بستی کے اطراف میں رہتے تھے اور صبح طلب معاش میں شہر کے اندر آتے تھے دروازے کو بند پایا، آوازیں دیں، جواب نہ ملا، دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو وہ سب بندر بن چکے تھے۔ نزدیک آ کر اپنے [illegible] لوگوں سے [illegible] سورۂ بقرہ میں اس کی تفصیل ہم [illegible] ہیں، وہاں دیکھ لینا کافی ہے۔

صرف منع کرنے والے محفوظ رہے:

اور قول ایک یہ بھی ہے کہ سکوت کرنے والے لوگ بھی عذاب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ اگرچہ [illegible] منع نہیں کرتے تھے، صرف ایک بار منع کر دینا کافی سمجھ لیا [illegible] ان کا یہ عمل [illegible] پر تشدید کیا جانے لگا تو ان بعض لوگوں نے کہا کہ جن لوگوں کو منع کرتے ہو ان پر بھی عذاب شدید سے سابقہ پڑنے والا ہے، ہم تو ان سے [illegible] ہیں۔ [illegible] کہتے ہیں کہ یہ تین فریق تھے ان میں سے صرف منع کرنے والے ہی بچے، باقی دونوں جماعتیں عذاب [illegible] کے بعد [illegible] اپنے [illegible] وجہ [illegible] اور اس قول سے قریب [illegible] قول یہ ہے کہ سکوت اختیار کرنے والے لوگ بھی بچ گئے تھے۔ اور قول باری تعالیٰ أَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ سے یہ بات پیدا ہوتی ہے [illegible] تیسری قسم کے [illegible] نجات [illegible] کے [illegible] ہونے [illegible] اعلم [illegible] سب [illegible] ہیں [illegible]

نصیحت کرنے والوں کی علیحدگی:

روایت میں آیا ہے کہ جب واقعہ کا [illegible] ہو گئے تو نصیحت کرنے والوں کے ساتھ [illegible] یعنی [illegible] مسلمانوں کی آبادی کا دروازہ الگ ہو گیا اور مجرموں کی آبادی کا دروازہ الگ ہو گیا اور دونوں آبادیوں میں دیوار حائل ہو گئی اور حضرت داؤد نے مجرموں کے [illegible] ایک روز صبح کو جب [illegible] دروازہ [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] کیا [illegible] ضرور [illegible] ہوئی ہے چنانچہ [illegible] اندر جا کر دیکھا تو سب بندر نظر آئے یہ لوگ اپنے قرابت داروں کو پہچان سکتے تھے مگر بندروں نے ان کو پہچان لیا اور پاس

کہ ان سے پچھلے دیکھنے لگے روتے تھے اور ان کے آس پاس [illegible] پھرتے تھے [illegible] تم کو منع نہیں کرتے تھے [illegible] مگر [illegible] تک اسی حالت میں [illegible] ان کو [illegible] وقت [illegible]

فَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبۡعَثَنَّ عَلَيۡهِمۡ اِلٰى يَوۡمِ

اور اس وقت کو یاد کرو جب خبر کر دی تیرے رب نے کہ [illegible] بھیجتا رہے گا

الۡقِيٰمَةِ مَنۡ يَّسُوۡمُهُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ ؕ

یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو برا عذاب

یہودیوں کی غلامانہ زندگی:

یعنی خدا کی طرف سے [illegible] قیامت تک [illegible] ان پر ایسے لوگ مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سخت عذاب میں مبتلا رکھیں گے۔ یہ عذاب [illegible] غلامانہ زندگی [illegible] چنانچہ قوم یہود کی [illegible] بادشاہوں کے زیر حکومت رہی۔ [illegible] بخت نصر [illegible] تک [illegible] کہ [illegible] علیہ وسلم کے عہد مبارک تک [illegible] اسلامی لشکر ان [illegible] مسلط فرما دیا [illegible] وقت سے آج تک ان کی [illegible] حضرت داؤد [illegible] کی زندگی [illegible] نہیں ہوئی [illegible] جہاں [illegible] طرف [illegible] کی طرف سے [illegible] ذلت [illegible] سے [illegible] جب ان کو [illegible] دولت [illegible] حکومت [illegible] سے نجات نہ [illegible] اور قیامت تک دے گی، آخر میں [illegible] مسیح علیہ السلام کے مسلمان [illegible] کے ہاتھوں سے [illegible] ہو چکے گا۔ [illegible]

[illegible] آیت میں [illegible] قیامت تک اللہ تعالیٰ ان پر [illegible] مسلط کرتا رہے گا جو [illegible] سخت [illegible] ان کو [illegible] رہنے کا [illegible] تک [illegible] اسرائیلی حکومت [illegible] حقیقت [illegible] اسرائیل کی [illegible] حکومت [illegible] اور [illegible] ایک [illegible]

انہیں کے غلام و محکوم ہیں، جس دن جس وقت یہ دونوں اس کی امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیں اسی روز اسرائیل کا وجود دنیا سے ختم ہو سکتا ہے۔

یہودیوں پر ایک اور سزا:

دوسری آیت میں یہودیوں پر ایک اور سزا کا ذکر ہے، جو کہ دنیا میں ان کو دی گئی اور وہ یہ کہ ان کی آبادی دنیا کے مختلف حصوں میں منتشر اور متفرق ہو گئی، کسی جگہ ایک ملک میں ان کا اجتماع نہ رہا۔ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا کا یہی مطلب ہے۔ قطعنا، مصدر تقطیع سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ امم امت کی جمع ہے جس کے معنی ہیں، ایک جماعت یا ایک فرقہ، مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہود کی قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین کے مختلف حصوں میں متفرق کر دیے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کا ایک جگہ اجتماع اور اکثریت حق تعالیٰ کا انعام و احسان ہے اور ان کا مختلف جگہوں میں منتشر ہو جانا ایک طرح کا عذاب الٰہی۔ مسلمانوں پر حق تعالیٰ کا یہ انعام ہمیشہ رہا ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا کہ وہ جس جگہ رہے ان کی ایک زبردست اجتماعی قوت وہاں پیدا ہو گئی۔ مدینہ طیبہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور مشرق و مغرب میں اسی کیفیت کے ساتھ حیرت انگیز طریقے پر پھیلا۔ مشرق بعید میں پاکستان، انڈونیشیا وغیرہ مستقل اسلامی حکومتیں اس کے نتیجہ میں بنیں۔ اس کے بالمقابل یہودیوں کا حال ہمیشہ یہ رہا کہ مختلف ملکوں میں منتشر رہے، مالدار کتنے بھی ہوں مگر اقتدار و اختیار ان کے ہاتھ نہ آیا۔

اسرائیل کی حکومت:

چند سال سے فلسطین کے ایک حصہ میں ان کے اجتماع اور مصنوعی اقتدار سے جو دھوکہ کھایا جائے، اجتماع تو ان کا اس جگہ میں آخری زمانہ میں ہونا ہی چاہئے تھا کیونکہ صادق مصدوق، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں قرب قیامت کے لئے یہ خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، نصاریٰ سب مسلمان ہو جائیں گے اور یہودیوں سے جہاد کر کے ان کو قتل کریں گے، اللہ کا حکم ہوا اور نہیں بچیں گے، یہ چونکہ کرشمہ قدرت ہے کہ یہ لوگ اسباب اپنے جمع کر رہے ہیں کہ یہ لوگ اپنے پاؤں چل کر ہزاروں کی کوششیں کر کے اپنی قتل گاہ پر پہنچ گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ملک شام دمشق میں ہونے والا ہے، یہودیوں کے ساتھ معرکہ بھی وہیں ہونا ہے تا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کو قتل کرنا آسان ہو، قدرت نے دنیا کی پوری عمر میں تو یہودیوں کو مختلف ملکوں میں منتشر رہ کر محکومیت اور بے آبروئی کا عذاب چکھایا، اور آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسانی کے لئے ان کو ان کے مقتل میں جمع فرمایا اس لئے یہ اجتماع اس عذاب کے منافی نہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

یہود پر یہ عذاب مسلط کیا گیا کہ وہ ہمیشہ مقہور اور محکوم رہیں گے۔ چنانچہ ابتداء میں یہودی بابلی اور کلدانی کے بادشاہوں کے محکوم رہے اور بعد میں بخت نصر کے مظالم کا تختہ مشق بنے۔ آخر میں نبی آخر صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک مجوسیوں کے باجگزار رہے اور اب بیس سال سے جو فلسطین میں برائے نام اسرائیل کے نام سے حکومت قائم ہوئی ہے وہ یہودیوں کی حکومت نہیں بلکہ امریکہ اور برطانیہ کی ایک چھاؤنی ہے اور اس مختصر رقبے کے یہودی باشندے امریکہ اور برطانیہ کے سہارے سے زندہ ہیں۔ اور امریکی حکومت کے غلام ہیں۔ اور عجب نہیں کہ فلسطین میں یہودیوں کا یہ اجتماع خروج دجال اور نزول عیسیٰ بن مریم کا پیش خیمہ ہو کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ دجال قوم یہود سے ہو گا اور جب وہ ظاہر ہو گا تو یہودی اس کے مددگار ہو جائیں گے۔ اس وقت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور تمام یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسلمان ساتھیوں کے ہاتھوں تہ تیغ کئے جائیں گے جیسا کہ یہ مضمون احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس میں نہ کسی شک اور شبہ کی گنجائش ہے اور نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

یہودیوں کی غلامی کے مختلف ادوار ہیں:

مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ سوء عذاب سے مراد ہے قتل کرنا، قید کرنا، جزیہ لینا۔ چنانچہ اول اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو یہودیوں پر مسلط کیا۔ پھر بخت نصر کو۔ بخت نصر نے ان کی بستیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، ان کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو باندی غلام بنایا، جزیہ کی رسم ان پر مقرر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک مجوسیوں کو جزیہ دیتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کو قتل کرایا، ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا اور بنی قینقاع اور بنی نضیر کو مدینہ سے نکال دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک سے بھی ان کو نکالا، ہر گروہ پامال ہوا اور قیامت تک کے لئے حکم ہو گیا کہ یہودیوں سے اس وقت تک جزیہ وصول کی جائے جب تک اسلام کے سامنے وہ جزیہ کا اقرار کریں۔ (تفسیر مظہری)

اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ
بے شک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا

غَفُورٌ رَّحِيمٌ

[illegible]

[illegible]

وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا

اور متفرق کر دیا ہم نے ان کو ملک میں فرقے فرقے

یہودیوں کا انتشار

[illegible]

مِنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ

[illegible]

وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ

[illegible]

يَرْجِعُونَ

[illegible]

آزمائشوں سے سبق سیکھو

[illegible]

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ

[illegible]

يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ

[illegible]

سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلُهُ

[illegible]

يَأْخُذُوهُ

[illegible]

بعد والے یہودیوں کا حال:

[illegible]

[illegible]

أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ

[illegible]

لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا

[illegible]

مَا فِيهِ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

[illegible]

يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

ڈرنے والوں کے لیے کیا تم سمجھتے نہیں

یہودیوں نے دین کو بیچ ڈالا

یعنی تورات میں جو عہد لیا گیا تھا کہ خدا کی طرف حق کے سوا کسی چیز کی نسبت نہ کریں گے یہ وہ انہیں معلوم ہے جو اس کی کتاب اور احکام میں آچکا ہے پھر کرتے اس پر افترا نہ کرتے حالانکہ کتاب اللہ (تورات) کو یہ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر کیسے ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا اس کا مضمون انہیں معلوم نہیں یا ان کی سمجھ۔ حقیقت وہی ہے کہ دنیا کی فانی متاع کے عوض انہوں نے دین و ایمان بیچ ڈالا اور آخرت کی تکلیف و راحت سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور جو لوگ خدا سے ڈرتے اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے آخرت کا گھر اور وہاں کی نعمتیں دنیا کی فانی چیزوں سے کہیں بہتر اور فائق ہیں۔ اتنی بات بھی انہیں عقل میں نہیں آتی۔ (تفسیر عثمانی)

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا

اور جو لوگ خوب پکڑے رہتے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں

الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ

نماز کو بے شک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکی والوں کا

قرآن پر عمل کرو:

یعنی توبہ اور اصلاح حال کا دروازہ اب بھی کھلا ہے جو لوگ یہودیوں کی راہ چھوڑ کر تورات کی اصلی ہدایات کو تھامے رہیں اور نبی کی ہدایت و پیشین گوئی کے موافق اس وقت قرآن کریم کو مضبوط پکڑ لیں اور خدا کی بندگی (نماز وغیرہ) کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کریں۔ غرض اپنی اور دوسروں کی اصلاح پر متوجہ ہوں۔ خدا ان کی محنت ضائع نہ کرے گا وہ اپنی محنت کا اچھا پھل پائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ:

مجاہد نے کہا اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی دوسرے مومنین اہل کتاب ہیں جو تورات پر بھی ایمان لائے تھے اور تورات میں جو حق بات تھی اس پر عمل کرتے تھے اور اس کے ذریعہ سے وہ قرآن کی طرف بھی ہدایت پا گئے تو یہ لوگ تورات پر عمل کرتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ پر بھی ایمان لائے۔

آپ کا اتباع کیا حالانکہ ان سے مراد عبداللہ بن سلام وغیرہ ہیں۔ (تفسیر مظہری)

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ

اور جس وقت اٹھایا ہم نے پہاڑ ان کے اوپر مثل سائبان کے

وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

اور ڈرے کہ وہ ان پر گرے گا ہم نے کہا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا

بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

زور سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے تاکہ تم بچتے رہو

یہودیوں نے پختہ عہد بھلا دیا

یعنی جو "میثاق الکتاب" (عہد و قرار) اوپر مذکور ہوا اس کا حال یہ تھا کہ بڑی شدت سے لیا گیا تھا کہ پہاڑ ان کے سروں پر اٹھا دیا گیا، پھر کہا گیا کہ جو کتاب (تورات) ہم نے دی ہے اس کو مضبوطی سے تھامو اور جو احکام اس میں ہیں ان کو یاد رکھو اور عمل کرو۔ اس وقت بصورت انکار مجبوراً تم پر یہ پہاڑ گرا دیا جائے گا۔ اس قدر اہتمام اور تاکید سے جو قول و قرار لیا گیا تھا افسوس ہے وہ بالکل فراموش کر دیا گیا۔ پہاڑ اٹھانے کا قصہ سورۃ بقرہ میں پہلے پارہ میں گزر چکا ہے ملاحظہ فرما لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ

اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے

ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ

ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں

بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَنْ تَقُولُوا

تمہارا رب بولے ہاں ہم اقرار کرتے ہیں کبھی کہنے لگو

يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا

قیامت کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی

غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا

یا کہنے لگو کہ شرک تو نکالا تھا ہمارے

مِّنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ ۚ

باپ دادوں نے ہم سے پہلے اور ہم ہوئے ان کی اولاد ان کے پیچھے

أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝

(تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو کیا گمراہوں نے)

دین کا سنگ بنیاد

"میثاق خاص" کے بعد یہاں سے "میثاق عام" کا ذکر کرتے ہیں۔ تمام مذاہب کے حقائق اور ادیان سماویہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور ربوبیت عامہ پر اعتقاد رکھے۔ مذہب کی ساری عمارت اسی بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک یہ اعتقاد نہ ہو مذہبی میدان میں عقل و فکر کی رہنمائی اور انبیاء و مرسلین کی ہدایات کارآمد نہیں ہو سکتیں۔ اگر پوری غور و تامل سے دیکھا جائے تو "سماوی مذہب" کے تمام اصول و فروع بالآخر "خدا کی ربوبیت عامہ" کے اسی عقیدہ پر مبنی ہوتے اور اسی کی شرح بنے ہوئے ہیں۔ عقل سلیم اور وحی والہام اسی اجمال کی شرح کرتے ہیں۔ پس ضروری تھا کہ یہ تخم جو سماوی تعلیمات کا مبدا و منتہی اور تمام ہدایات ربانیہ کا خلاصہ کہا جا سکے، ہم توفیق کے ساتھ تخم ہدایت کے قلوب انسانی کے تخم زار میں بویا جائے تاکہ ہر آدمی عقل و فہم اور وحی والہام کی آبیاری سے اس تخم کو شجرہ ایمان و توحید کے درجہ تک پہنچا سکے۔ اگر قدرت کی طرف سے قلوب بنی آدم میں ابتداءً یہ تخم ریزی نہ ہوتی اور اس سب سے زیادہ اساسی و بنیادی عقیدہ کو محض عقل و فکر کے سپرد کر دیا جاتا تو یقیناً یہ مسئلہ بھی منطقی استدلال کی بھول بھلیوں میں پھنس کر ایک نظری مسئلہ بن کر رہ جاتا۔ جیسے بہت سے نظریات ہیں جن پر عقلاء بھی متفق نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ فکر و استدلال کی بنا پر نتائج میں اکثر اتفاق سے زیادہ اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے قدرت نے جہاں فطری قوت فکر اور وحی والہام سے قبول حق کی دستگیری تمام افراد بنی آدم میں ودیعت فرمائی، وہیں اس اساسی عقیدہ کی تعلیم سے ان کو فطرۃً بہرہ ور کیا جس کے اجمال میں کل آسمانی ہدایات کی تفصیل منطوی اور مندرج تھی۔ اور جس سے ہدایت مذہب کی عمارت کا کوئی ستون کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ اسی ازلی اور فطری تعلیم کا اثر ہے کہ آدم کی اولاد ہر قرن اور ہر گوشہ میں کسی نہ کسی خدا کی ربوبیت عامہ کے عقیدہ پر کسی نہ کسی حد تک متفق رہی ہے، اور بجز معدود افراد کے جن کی عقل و روحانی بیماری کی وجہ سے اس ساری فطری احساس کے خلاف آواز بلند کی ہے، وجدانی مکابرہ دنیا کے سامنے قبول نہیں کیا، گو کہ ٹھیک اسی طرح جیسے کہ ثابت ہو گئے جیسے ایک نقطہ لیرہ کا مریض مٹھاس اور خوشبو ادراک سے انکاری اور مرچ کو کھٹاس میں محسوس کرتا ہے۔ بہرحال بتا دینے کی غرض ہے کہ آدمی تک یہ عقیدہ ایک فطری شہادت ہے اسی کے ساتھ انسانوں کا خدا کی ربوبیت پر عام اتفاق و اجماع اس کی بین شہادت ہے کہ یہ عقیدہ دلائل و براہین سے پہلے ہی فاطر حقیقی کی طرف سے انسانی جوہر میں ڈال دیا گیا، ورنہ استدلال کے راستہ سے ایسا اتفاق پیدا ہو جانا ممکن نہ تھا۔

قرآن کی امتیازی خصوصیت

قرآن کریم کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے آیات مذکورہ میں عقیدہ کی اس فطری تعلیم کے اصل ماخذ پر روشنی ڈالی۔ یعنی ہم کو بتلا دیا کہ اس بنیادی عقیدہ کی تعلیم کب اور کس طرح اور کس حال میں دی گئی۔ جس طرح ایک پتھر اور نگینہ پر کندہ کرنے والا یقینی ہے اسی طرح ہر قوم سے پوچھا کہ کس نے کس کو یہ الفاظ سکھلائے تھے، جس سے ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچا کہ چند نقوش سکھلانے والا اور سکھلانے کا وقت، مکان اور دیگر خصوصیات معلوم نہ تھیں سکھلانے کا پتہ نہیں۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ایک واقع ہوا ہے۔ اسی طرح بنی نوع انسان کا کلی اتفاق "اقوام و الاجیال" عقیدہ ربوبیت الٰہیہ پر متفق ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے فطرت میں کوئی معلم نے یہ سبق دیا ہے۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو ظاہر کر کے انسانوں کی تعلیم میں ملا دیا، جس سے یہ فطری تعلیم جس کا علم اب تک انسانی سرشت میں موجود چلا آتا ہے، ہر انسان کو وجدانی حجت کے سامنے ملزم کر دیتا ہے، جس طرح اپنے باپ دادوں کی کوئی بات قبول کرنے کے لئے تقلید کو مقدم رکھتے ہیں، بے ثبوت باپ دادوں کی اندھی تقلید کو عذر کرتا ہے۔ یہی اس مقام پر بعض محققین نے لکھا ہے اور اسی کی طرف توجہ دلائی ہے، بطور تمثیل کے کسی کی بات سے سمجھ کی بات کہی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور ان سے ان کی اولاد نکالی۔ سب سے اقرار لیا اپنی ربوبیت کا جو یاد رکھنے کی اصل بنیاد ہے ..... جیسے کہ خدا کے سب سے مطلق ایک ہونا خود آپ کو معلوم ہو تا ہے۔ یا ہر کسی کو پوچھا چاہیئے، اور باپ سمجھتا ہے کہ بیٹے کو ایمان یاد رہے اور کسی کو شک نہ ہو، وہ ہم کو یاد ہیں ہی، یہ کسی ایک ماں کا ساتھ جو سب کے دل میں سچ ہو اور ہر ایک کو یاد ہو۔ سب کے ساتھ اللہ نے عہد لیا جان پہچان کا، جو کسی نے بھلا دیا ہو تو

بنے سوائی نفس کے عمل سے مگر آپ ہی کی جنبش ہوتا ہے۔" (تفسیر حقانی)

ایک شفیقانہ نظام:

جیسے کہ تشبیہ کے کوئی شفیق باپ اپنے گھر کے معاملات کو درست رکھنے اور بچوں و عیال کو تہذیب و ادب سکھانے کے لئے کوئی گھریلو قانون اور ضابطہ بناتا ہے کہ جو شخص اس کے خلاف کرے گا اس کو سزا ملے گی مگر اس کی شفقت و رحمت اس کو بھی آمادہ کرتی ہے کہ ایسا نہ ہو [illegible] کے سبب ان میں سے [illegible] ضابطے کے مطابق چلیں بچے کے لئے [illegible] اس کے خلاف کرنے پر [illegible] کرتا ہے کہ بچہ اس کام کے لئے وقت سے پہلے ہی تیار ہو جائے۔

روایات حدیث میں اس عہد ازلی کی مزید تفصیلات آتی ہیں۔

جنتیوں اور دوزخیوں کی پیدائش:

امام مالک، ابوداؤد، ترمذی اور امام احمد نے [illegible] روایت مسلم بن یسار سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت فاروق اعظمؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تھا آپ سے جو جواب میں نے سنا ہے وہ یہ ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، پھر اپنا دست قدرت ان کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے جو نیک انسان پیدا ہونے والے تھے ان کو نکالا اور فرمایا کہ ان کو میں نے جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ جنت ہی کے کام کریں گے۔ پھر دوسری مرتبہ ان کی پشت پر دست قدرت پھیرا تو جتنے گناہگار بدکار انسان ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے ان کو نکالا اور فرمایا کہ ان کو میں نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخ میں جانے کے کام کریں گے۔"

صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب پہلے ہی جنتی اور دوزخی متعین کر دیے گئے تو پھر عمل کس مقصد کے لئے کرایا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جنت کے لئے پیدا فرماتے ہیں تو وہ اہل جنت ہی کے کام کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ کسی ایسے ہی عمل پر ہوتا ہے جو اہل جنت کا کام ہے، اور جب اللہ کسی کو دوزخ کے لئے پیدا فرماتے ہیں تو وہ دوزخ ہی کے کام میں لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا خاتمہ بھی کسی ایسے ہی عمل پر ہوتا ہے جو اہل جہنم کا کام ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ [illegible] انسانی [illegible] دو قسم کے اجزاء [illegible] ہیں

کیونکہ یہ امر مشاہدہ اور حدیث سے ثابت ہے کہ انسان ابتداء سے لے کر آخر عمر تک بدن کے اندر [illegible] تحلیل ہوتی رہتی ہے ابتداء ولادت کے وقت [illegible] آخر عمر تک [illegible] قریب ہوتا ہے [illegible] ولادت کے وقت [illegible] باقی رہتے ہیں [illegible]

[illegible]

حکمت جدیدہ [illegible]

[illegible]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا اور مقام اس اقرار کا وادیٔ نعمان ہے جو میدانِ عرفات کے نام سے مشہور ہے۔ (تفسیر طبری)

مجھے وہ عہد یاد ہے:

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ یہ عہد و میثاق مجھے ایسا یاد ہے گویا اس وقت سن رہا ہوں اور بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جس وقت یہ اقرار لیا گیا میرے آس پاس میں کون کون لوگ موجود تھے۔ (ماخوذ۔ معارف القرآن مفتی اعظم)

حضرت آدم کی عمر کے چالیس سال:

حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو ہر وہ انسان جو ان کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والا تھا وہ برآمد ہو گیا اور اللہ نے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا کر دی، پھر سب کو آدم کے روبرو پیش کیا آدم نے عرض کیا اے میرے رب یہ کون ہیں اللہ نے فرمایا یہ تیری اولاد ہیں۔ آدم نے ان میں سے ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمک دیکھی تو ان کو بہت بھلی معلوم ہوئی اور عرض کیا پروردگار یہ کون ہے اللہ نے فرمایا یہ داؤد ہے آدم نے عرض کیا پروردگار تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے اللہ نے فرمایا ساٹھ سال عرض کیا پروردگار میری عمر میں سے اس کو چالیس برس اور عطا فرما دے چنانچہ حضرت آدم کی عمر جب پوری ہو گئی وہی چالیس برس رہ گئے جو انہوں نے حضرت داؤد کو دیے تھے تو موت کا فرشتہ آ گیا آدم نے کہا ابھی تو میری عمر کے چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا کیا آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو چالیس برس نہیں دے دیے تھے آدم نے انکار کیا اسی لئے ان کی اولاد بھی (کئے ہوئے وعدہ) سے منکر ہو جاتی ہے اور آدم نے (اللہ کے حکم کو) بھول کر (ممنوعہ درخت کا) پھل کھا لیا تھا اسی لئے ان کی اولاد بھی بھولتی ہے اور آدم نے خطا کی تھی اسی لئے ان کی اولاد خطا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے:

ترمذی نے اس حدیث کو حضرت ابوالدرداء کی روایت سے اس طرح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آدم کو جس وقت پیدا کیا تو ان کے داہنے شانہ پر ہاتھ مارا جس سے چھوٹی چیونٹیوں کی طرح ان کی (سفید) گوری نسل نکل پڑی اور بائیں شانہ پر ہاتھ مارا تو کوئلے کی طرح سیاہ نسل نکل پڑی دائیں طرف والوں کے متعلق اللہ نے فرمایا یہ جنت کی طرف (جانے والے) ہیں اور مجھے (ان کی بد عملی کی) پروا نہیں اور بائیں شانہ والوں کے متعلق فرمایا یہ دوزخ کی طرف (جانے والے) ہیں اور مجھے (ان کی نافرمانی کی) پرواہ نہیں۔ رواہ احمد۔

سب سے عہد لیا:

حضرت ابی بن کعب کا بیان ہے کہ اللہ نے سب (اولاد آدم) کو جمع کیا پھر ان کی قسمیں جدا جدا بنائیں، پھر ان کو صورتیں عطا کیں پھر ان کو گویا بنا دیا چنانچہ سب نے کلام کیا پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور ان سے خود انہی پر اقرار لیا اور فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں (سب نے کہا کیوں نہیں) اللہ نے فرمایا میں (تمہارے اس اقرار پر) ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو شاہد بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی گواہ بناتا ہوں تاکہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہم کو اس (توحید) کا علم بھی نہ تھا خوب سمجھ لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میرا کسی کو شریک نہ بنانا میں تمہارے پاس اپنے پیغمبر بھیجوں گا جو تم کو میرے اس عہد و میثاق کی یاد دہانی کریں گے اور تم پر اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ سب نے جواب دیا ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب ہے ہمارا معبود ہے تیرے سوا ہمارا کوئی رب ہے نہ کوئی معبود۔ اس کے بعد ان کو حضرت آدم کے سامنے لایا گیا حضرت آدم نے ان کو دیکھا تو ان میں خوش حال اور بد حال، خوبصورت بدصورت سب نظر آئے۔ آدم نے عرض کیا پروردگار تو نے اپنے بندوں کو یکساں کیوں نہیں بنا دیا اللہ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے (اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ شکر ادا کرنے والا بدحال اور بدصورت کو دیکھے)۔ حضرت آدم نے اپنی اولاد میں انبیاء کو چراغوں کی طرح نورانی دیکھا انبیاء سے خاص طور پر رسالت و نبوت کے متعلق ایک میثاق علیحدہ لیا گیا اسی میثاق کی بابت اللہ نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ سے وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ تک۔ عیسیٰ بن مریم بھی انہی ارواح میں شامل تھے جن کو اللہ نے مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت ابی بن کعب کا قول روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ منہ کی راہ سے ان کے اندر داخل ہوئے۔ رواہ

بغوی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ اللہ نے ہر ایک سے اس کی ربوبیت کا اقرار لیا تھا اہل سعادت نے بخوشی اور اہل شقاوت نے بکراہت اطاعت کی تھی۔ آیت وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا کا بھی یہی مطلب ہے۔ (تفسیر مظہری)

نکتہ: حضرت آدم نے حضرت داؤد کی پیشانی میں جو نور دیکھا اور

خلافت الٰہیہ کا ہوگا۔ جو حضرت آدم کی خلافت سے حاصل ہوگا۔ (انتہیٰ)

حضرت علی سہیلؒ

نفحات میں مذکور ہے کہ علی سہل اصفہانی قدس سرہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو روز میثاق یاد ہے تو فرمایا کیوں نہیں۔ مجھے تو ایسا یاد ہے جیسے کل گزشتہ۔ کسی نے یہ کلام شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری سے کہا تو فرمایا کہ اس جواب میں نقصان ہے جو کل گزر گئی وہ کل آنے کی اس سے صوفی اور درویش کو کیا مطلب اس روز کی تو ابھی شام بھی نہیں ہوئی صوفی اور درویش تو ابھی اسی دن میں ہے۔

ما ہمہ مست الست اے صوفی و شاہ ــــ کے بود فردائی و دی فرقہ شاں
آنکہ از حق صحبت عالی یکنفس ــــ حجرہ مستقبل ماضی است و بس

(معارف القرآن کاندھلوی)

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں باتیں تاکہ وہ پھر آئیں

موضح القرآن میں ہے کہ "یہ قصہ سنا دیا کہ وہ اپنی عہد سے پھرے ہیں جیسے مشرک پھرتے ہیں"

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا

اور سنا دے ان کو حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھیں

فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ

اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو

مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا

گیا گمراہوں میں۔ اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ان آیتوں کی

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ

بدولت لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا اور پیچھے ہو لیا

هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ

اپنی خواہش کے تو اس کا حال جیسے کتا اس پر تو

عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ

بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں

بلعم بن باعوراء کی گمراہی

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیات بلعم بن باعوراء کے حق میں نازل ہوئیں جو ایک عالم اور ایک صاحب درویش تھا۔ بعدہ اللہ کی آیات و ہدایات کو چھوڑ کر عورت کے اغوا اور دولت کے لالچ سے حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اپنے تصرفات چلانے اور ناپاک تدبیریں بتلانے کے لئے تیار ہو گیا۔ آخر موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ بگاڑ نہ سکا خود مردود ابدی ہو گیا۔ آیات کا علم جو دیا گیا تھا اگر خدا چاہتا تو اسے ذریعہ سے بہت بلند مراتب پر اس کو فائز کر دیتا۔ جب کہ وہ ملکہ تھا کہ اسے اپنے علم پر چلنے اور آیات اللہ کا اتباع کرنے کی توفیق ہوتی۔ لیکن جب اس نے دنیا کی برکات و آیات سے منہ موڑ کر زمین کی پست اور فانی لذات کی طرف جھک پڑا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہا تو اور شیطان اس کے پیچھے (تعاقب) کرتا رہا یا اتحاد کرکے گمراہوں اور تباہ ہونے والوں کی قطار میں جا شامل ہوا اس وقت اس کا حال ایسا ہو گیا جیسے کتے کا ہوتا ہے جو برابر ہانپتا رہتا ہے اگر اس پر بوجھ لادو یا ہانکو یا نہ ہانکو ہر حالت میں زبان لٹکائے رہتا ہے۔ کیونکہ طبعی طور پر دل کی کمزوری کی وجہ سے گرم ہوا کے باہر پھینکنے اور ٹھنڈی ہوا کے اندر کھینچنے پر مستقل قادر نہیں۔ اسی طرح یہ خواہشات نفس کا مارا ہوا کتے کا حال ہو گیا اخلاقی کمزوری کی وجہ سے آیات اللہ کا دیا جانا اور نہ دیا جانا برابر ہے۔ حالانکہ دونوں حالتیں اس کے حق میں برابر ہیں۔ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ جس طرح دنیا کی حرص و طمع بڑی اور قرب آیات کی نحوست سے ہر حال اور پریشان خاطر ہاتھ پیر مار رہا ہے جو کتے کی حالت میں ظاہر ہوا۔ محض جسم کی باطنی نجاست ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک مثال کے طور پر مطلب إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ فرمایا گیا۔ اور مطلب نے ادا کیا کہ جس طرح کتے کے لئے ہر حال میں زبان لٹکانا ہے ویسی ہی حالت اس مردود کی ہے ہر حال میں پریشان اور ...

خوف زدہ آدمی کی طرح ہانپتا ہے۔ حیوۃ الحیوان۔ آیات کی شان نزول کچھ ہو، مگر مقصد ایسے علماء سوء کا انجام بتلایا گیا ہے جو حق کے قبول کرنے یا پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض دنیوی طمع اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں احکام الٰہیہ کو چھوڑ کر شیطان کے اشاروں پر چلنے لگیں۔ اور خدا کے عہد و میثاق کی ذرہ پرواہ نہ کریں۔ گویا یہود کو بھی متنبہ فرما دیا کہ صرف کتاب کا علم کچھ نافع نہیں ہو سکتا جب تک صحیح معنی میں اس کا اتباع نہ ہو مثلہ کمثل الحمار یحمل اسفارا مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار الخ اس آیۃ کے سوا دوسرے مواقع میں بھی اسی آیات کی تفسیر کی گئی ہے مگر ہم یہاں کرتے ہیں (تفسیر عثمانی)

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا بلعم بن باعوراء اس کا بیٹا جو بڑا نامور اسم اعظم جانتا تھا۔ یہودی علماء کے ساتھ بیت المقدس میں رہتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ انہی میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نشانیاں اور کرامتیں دی تھیں۔ جیسی اس نے کہ وہ مستجاب الدعوات تھا۔ اس کی دعا قبول ہو جاتی تھی۔ لوگ مصیبتوں کے وقت اس سے دعا مانگنے کے لئے اسی کے پاس آتے تھے۔

بلعم کی دعا:

ابن عباس کہتے ہیں کہ موسیٰ جب شہر جبارین میں آئے تو بلعام کے پاس اس کے لوگ آئے اور کہا کہ موسیٰ ایک مرد تیز ہے اس کے ساتھ بڑی فوج ہے اگر وہ ہم پر غالب آ جائے تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ خدا سے دعا کرو کہ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی مصیبت ہم سے دور ہو جائے۔ اس نے کہا کہ اگر میں ایسی دعا کروں تو میرا دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ لیکن لوگ اس کو منت سماجت کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے ان کی درخواست مان لی اور کر ڈالی۔ سب اسی سے مجھتے تھے۔ یہ خدا نے تحریر فرمایا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطن (تفسیر ابن کثیر)

جب عرفۃ کا زمانہ آیا بعد فتح مصر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کرنے کا حکم ملا جب جبارین نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا لشکر لے کر پہنچ گئے اور ان کے مقابلہ کی طاقت کا ان میں حوصلہ نہیں تو پہلے ہی سے معلوم ہو چکا تھا ان کو کچھ موسیٰ اور جمع ہو کر بلعم بن باعوراء کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام بہت تیز آدمی ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے لشکر ہیں اور وہ اس لئے آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکال دیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بد دعا کریں کہ ان کو ہمارے مقابلہ سے واپس کر دیں۔ وجہ یہ تھی کہ بلعم بن باعوراء کو اسم اعظم معلوم تھا جس کے ذریعہ جو دعا کرتا تھا قبول ہوتی تھی۔

بلعم نے کہا افسوس ہے تم کیسی بات کہتے ہو۔ وہ تو اللہ کے نبی ہیں ان کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہیں میں ان کے خلاف بددعا کیسے کر سکتا ہوں حالانکہ ان کا مقام جو اللہ کے نزدیک ہے وہ بھی میں جانتا ہوں اگر میں ایسا کروں گا تو میرا دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔

ان لوگوں نے اصرار کیا اور زیادہ اس پر زور دیا۔ اس نے کہا کہ اچھا میں اپنے رب سے اس معاملہ میں معلوم کر لوں کہ ایسی دعا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ اس نے اپنے معمول کے مطابق معلوم کرنے کے لئے کچھ عمل کیا خواب میں اس کو بتلایا گیا کہ ہرگز ایسا نہ کرنا۔ اس نے قوم کو بتلایا کہ مجھے بددعا کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اس وقت قوم جبارین نے بلعم کو کوئی بڑا ہدیہ پیش کیا جو درحقیقت رشوت تھی۔ اس نے ہدیہ قبول کر لیا تو پھر اس قوم کے لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ آپ ضرور یہ کام کر دو۔ اور اس کی بیوی نے بھی اصرار کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس کی بیوی نے مشورہ دیا کہ یہ رشوت قبول کر لیں اور ان کا کام کر دیں۔ اس وقت بیوی کی رضا جوئی اور مال کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف بددعا کرنا شروع کی۔

اس وقت قدرت الٰہیہ کا عجیب کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ وہ جو کلمات بددعا کے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کے لئے کہنا چاہتا تھا اس کی زبان سے وہ کلمات بددعا خود اپنی قوم جبارین کے لئے نکلے۔ وہ چلا اٹھے کہ تم تو ہمارے لئے بددعا کر رہے ہو۔ بلعم نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے میری زبان اس کے خلاف پر قادر نہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس قوم پر بھی تباہی نازل ہوئی اور بلعم کو یہ سزا ملی کہ اس کی زبان اس کے سینہ پر لٹک گئی۔

ایک چال:

اور اب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میری تو دنیا و آخرت تباہ ہو گئی اب دعا تو میری چلتی نہیں لیکن میں تمہیں ایک چال بتاتا ہوں جس کے ذریعہ تم موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر غالب آ سکتے ہو۔

وہ یہ ہے کہ تم اپنی حسین لڑکیوں کو مزین کر کے بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو اور ان کو یہ تاکید کر دو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ان کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہیں کرنے دیں رکاوٹ نہ بنیں یہ لوگ مسافر ہیں اپنے گھروں سے مدت کے نکلے ہوئے ہیں اس تدبیر سے ممکن ہے کہ یہ لوگ حرام کاری میں مبتلا ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام کاری انتہائی مبغوض چیز

ہے جس قوم میں یہ ہو اس پر ضرور قہر و عذاب نازل ہوتا ہے وہ فتح و کامران نہیں ہو سکتی۔ بلعم کی یہ شیطانی چال ان کی سمجھ میں آ گئی اس پر عمل کیا گیا، بنی اسرائیل کا ایک بڑا آدمی اس بلا کا شکار ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس بلا سے روکا مگر وہ باز نہ آیا اور شیطانی چال میں مبتلا ہو گیا۔ (معارف القرآن مفتی اعظم)

قصہ کی ایک اور تفصیل:

حضرت ابن عباس، محمد بن اسحٰق اور سدی وغیرہ نے اس کا قصہ حسب تفصیل ذیل بیان کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عمالقہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ملک شام میں علاقہ کنعان میں جا کر قیام کیا تو بلعم (کنعان کے) آدمی بلعم کے پاس گئے کیونکہ بلعم کو اسم اعظم معلوم تھا اور اس سے کہا موسیٰ تیز مزاج آدمی ہیں ان کے پاس لشکر بھی بہت ہے وہ اس لئے ہمارے ملک میں آئے ہیں کہ ہم کو ہماری بستیوں سے نکال دیں اور ہم کو قتل کر دیں اور ہماری جگہ بنی اسرائیل کو آباد کر دیں آپ کی دعا قبول ہوتی ہے ہمارے لئے آپ بددعا کر دیجئے کہ اللہ بنی اسرائیل کو ہماری طرف سے پھیر دے بلعم نے جواب دیا ارے کم بخت موسیٰ نبی ہیں ان کے ساتھ فرشتے اور مومن ہیں میں ان کے خلاف کس طرح بددعا کر سکتا ہوں اللہ کی طرف سے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق بددعا کروں گا تو دنیا اور آخرت دونوں میری تباہ ہو جائیں گی۔ لوگوں نے پھر اصرار کیا اور بہت زاری کی تو بلعم نے کہا اچھا میں اپنے رب سے استخارہ کر لوں۔ بلعم کا قاعدہ تھا کہ جب تک خواب میں کسی بات کی اجازت اس کو نہیں مل جاتی تھی وہ دعا نہیں کرتا تھا چنانچہ بنی اسرائیل کے خلاف بددعا کرنے کے معاملہ میں بھی اس نے استخارہ کیا مگر خواب میں اس کو بددعا نہ کرنے کی ہدایت کر دی گئی۔ بیدار ہو کر اس نے قوم والوں سے کہہ دیا کہ میں نے استخارہ کیا تو مجھے بددعا کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہ انکاری جواب سن کر لوگوں نے اس کو کچھ تحفے ہدیے پیش کئے اس نے قبول کر لئے تو لوگوں نے پھر بددعا کرنے کی درخواست کی اور بلعم نے حسب سابق جواب دیا کہ میں اپنے رب سے استخارہ کر لوں چنانچہ اس نے استخارہ کیا مگر اس مرتبہ اس کو کوئی جواب نہیں ملا بیدار ہو کر اس نے قوم سے کہہ دیا کہ میں نے استخارہ کیا تھا مگر مجھے کوئی جواب نہیں ملا لوگوں نے کہا اگر آپ کو بددعا کرنا اللہ کو پسند نہ ہوتا تو وہ ضرور اول مرتبہ کی طرح ممانعت فرما دیتا اور اس مرتبہ اس نے ممانعت نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بددعا کرنا ناپسند نہیں ہے لہٰذا آپ بنی اسرائیل کے لئے بددعا کر دیجئے لوگ اپنی درخواست پر برابر اصرار کرتے رہے اور انتہائی زاری اور عاجزی کی کہ بلعم فریب کھا گیا اور قوم والے سب کے سب کامیاب ہو گئے چنانچہ بلعم ایک گدھی پر سوار ہو کر کوہ حسبان کی طرف گیا تاکہ وہاں پہنچ کر بنی اسرائیل کے لشکر کا معائنہ کرے مگر پہاڑ پر تھوڑی ہی چڑھا تھا کہ گدھی بیٹھ گئی بلعم نے اتر کر گدھی کو مارا تب اللہ نے گدھی کو بات کرنے کی طاقت عنایت کر دی اور گدھی نے اللہ کی طرف سے حجت تمام کرتے ہوئے کہا کم بخت بلعم تو کہاں جا رہا ہے کیا تجھے میرے سامنے ملائکہ نظر نہیں آتے جو مجھے لوٹا رہے ہیں تو اللہ کے نبی اور مومنوں کے خلاف بددعا کرنے جا رہا ہے بلعم نے پھر بھی گدھی کو نہیں چھوڑا اور اس پر سوار ہو کر اس کوہ حسبان کے اوپر بددعا کرنے کے لئے پہنچ گیا لیکن بددعا کا جو کلمہ زبان سے نکالتا تھا وہ قوم کے لئے نکلتا تھا اور خیر کی دعا جو اپنی قوم کے لئے کرنے کا ارادہ کرتا تھا اس وقت زبان بنی اسرائیل کی طرف پھر جاتی تھی۔ (گویا بنی اسرائیل کا لفظ زبان سے نکالنا چاہتا تھا مگر اپنی قوم کا نام زبان سے نکلتا تھا اور اپنی قوم کا نام زبان سے لیتا تو بنی اسرائیل کا لفظ زبان پر آ جاتا تھا) قوم والوں نے کہا بلعم آپ کو معلوم بھی ہے آپ کیا کر رہے ہیں۔

بنی اسرائیل کے لئے دعا اور ہمارے لئے بددعا کر رہے ہیں بلعم نے جواب دیا اس پر میرا کچھ اختیار نہیں یہ تو اللہ ہی کی طرف سے کیا جا رہا ہے میں مجبور ہوں (بددعا کرنے کے وبال میں) بلعم کی زبان نکل کر سینے پر لٹک آئی کہنے لگا تو کو اب میری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو گئیں اب سوائے چالبازی اور مکاری کے تمہارے کام کا اور کوئی راستہ نہیں رہا اب مجھے تمہارے لئے مکاری سے کام لینا پڑے گا تم عورتوں کو بنا سنوار کر ان کو تجارتی سامان ان کے ہاتھوں میں دے کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بیچنے کے لئے بھیج دو اور حکم دے دو کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص اگر تمہاری طرف دست درازی کرے تو وہ انکار نہ کریں کیونکہ اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی زنا کر لیا تو پھر سب لشکر کے مقابلہ میں تم کو کامیابی ہو جائے گی لوگوں نے اس مشورہ کو مان لیا۔ جب عورتیں لشکر میں پہنچیں تو ایک کنعانی عورت جس کا نام کسبی بنت صور تھا ایک سردار کی طرف سے گزری اس سردار کا نام زمری بن شلوم تھا یہ شمعون کا سردار تھا تو عورت کے حسن پر ریجھ گیا اور اٹھ کر اس نے عورت کا ہاتھ پکڑ لیا اور عورت کو لے جا کر حضرت موسیٰ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میرا خیال ہے کہ آپ یہی کہیں گے کہ یہ عورت تیرے لئے حرام ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ہاں یہ تیرے لئے حرام ہے تو

اس سے قریب بھی نہ ہو۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] واتل علیہم نبا الذی آتیناہ آیاتنا الخ نازل فرمائی۔

پھر فرمایا اس کی ذلت کی حالت ایسی ہے۔ کمثل الکلب [illegible]

[illegible] (تفسیر طبری)

سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو

وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ

اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے

مشرکین کی بے بسی

[illegible]

مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ

جس کو اللہ راستہ دے وہی ہے راہ پانے والا اور جس کو وہ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

بھٹکا دے سو وہی ہیں ٹوٹے میں

غور و فکر کرو خدا سے ہدایت مانگو

[illegible]

[illegible] خطبہ [illegible]:

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستهديه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله [illegible]

[illegible]

شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

مجوسی عالم کی غلط فہمی:

مقام جابیہ میں حضرت عمر بن خطاب نے ایک روز خطبہ دیا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ کوئی عیسائی یا یہودی یا مجوسی مذہبی عالم سامنے بیٹھا تھا اس نے [illegible] حضرت عمر نے مترجم سے پوچھا یہ کیا کہتا ہے؟ [illegible] کہ خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ حضرت عمر نے فرمایا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ اللہ ہی نے تجھے پیدا کیا اور تجھے گمراہ کیا اور [illegible] اگر تیرا معاہدہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ [illegible] (ابن جریر)

مختصر یہ کہ [illegible] اور [illegible] آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء علیہم السلام کا طریق رہا ہے [illegible] اس لئے حق کی پیروی کرنے والے [illegible] سب ایک ہیں۔

ہدایت و توفیق بہت بڑی نعمت ہے:

[illegible] حکومت و سلطنت [illegible] کہہ دے کہ تم ہمارے مقرب ہو ہم تمہاری بات سنیں گے [illegible] اس سے بڑا کوئی عہدہ و منصب یا کوئی دولت اس کے لئے نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو ہدایت و توفیق دی [illegible] اس کو دین و دنیا کی ساری نعمتیں حاصل ہو گئیں [illegible] اللہ تعالیٰ کا ذکر و عبادت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مشغول ہے [illegible] آخرت و جنت کا انعام دوسری نعمت ہے [illegible] قرآن کریم کی اس آیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

(الاعراف: ۱۷۹)

> وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ
>
> اور ہم نے پیدا کئے دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور انسان
>
> [illegible]

مقصود عبادت ہے:

یہ آیت بظاہر آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کے معارض معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے بعض مفسرین نے یہاں لیعبدون میں لام غایت [illegible] یہاں لجہنم میں [illegible] کما فی قولہ تعالیٰ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا [illegible] لیعبدون میں غایت [illegible] اور یہاں لجہنم میں غایت [illegible]

آخر کار [illegible]

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جنت پیدا کی اور اس کے مستحق بھی پیدا کئے [illegible] باپوں کی پشت میں ہی تھے (یعنی حضرت آدم کی پشت میں) اور دوزخ پیدا کی اور اس کے مستحق بھی پیدا کئے جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے [illegible]

حدیث اور گذر گئی جس میں حضرت آدم کی پشت سے سب کا برآمد ہونا بیان کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص راوی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تحریریں دونوں ہاتھوں میں لئے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا جانتے ہو یہ دو تحریریں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تو کچھ معلوم نہیں آپ بیان فرما دیں تو معلوم ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ والی تحریر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ رب العلمین کی طرف سے تحریر ہے اس میں جنتیوں کے اور ان کے باپ دادا اور قبائل کے نام درج ہیں اور آخر میں میزان کو ختم کر دیا گیا ہے آئندہ کبھی اس میں کمی ہوگی نہ بیشی۔ پھر بائیں ہاتھ والی تحریر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ رب العلمین کی طرف سے تحریر ہے اس میں تمام دوزخیوں کے اور ان کے باپوں کے اور قبائل کے نام درج ہیں اور آخر میں میزان کو ختم کر دیا گیا آئندہ کبھی اس میں اضافہ ہوگا نہ کمی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر عمل کس غرض سے ہے جب کہ یہ معاملہ طے شدہ اور ختم ہو چکا۔ فرمایا سیدھی چال چلتے رہو۔ جنتی کا خاتمہ اہل جنت کے عمل پر ہوگا خواہ اس نے زندگی میں کوئی عمل کیا ہو اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا خواہ اس نے (زندگی میں) کیسا ہی عمل کیا ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور دونوں (تحریروں) کو (گویا) پھینک دیا پھر فرمایا تمہارا رب بندوں (کے فیصلہ) سے فارغ ہو گیا ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ڈال دیا گیا۔ رواہ الترمذی (تفسیر مظہری)

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ
ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور
أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ
آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں
لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ
کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ
هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٧٩﴾
ان سے بھی زیادہ بے راہ وہی لوگ ہیں غافل

نافرمان جانوروں سے بھی بدتر ہیں

یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے "آیات اللہ" میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کو نظر تحقیق و اعتبار سے مطالعہ کرتے ہیں اور نہ نصائح و تعلیمات کو سمع قبول سے سنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور جنسی خواہشات کے دائرہ میں محدود ہوتے ہیں یہی حال ان کا ہے کہ دل، دماغ، آنکھ، کان، غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض حیوانی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کیلئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصائص کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ غور کیا جائے تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور اپنے مالک کے بلانے پر چلا آتا ہے ہانکنے سے ہٹ جاتا ہے یہ کبھی مالک حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے۔ پھر جانور اپنی فطری قوتوں سے وہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کیلئے مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اسے بے پناہ غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع و معطل کر دیا گیا۔ (تفسیر عثمانی)

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا
اور اللہ کے لئے ہیں سب نام اچھے سو اس کو پکارو وہی نام کہہ کر
وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ
اور چھوڑ دو ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں
سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾
وہ بدلہ پا رہیں گے اپنے کئے کا ☆۲

اللہ کو اچھے ناموں سے پکارو:

غافلین کا حال ذکر کرکے مومنین کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم غفلت اختیار نہ کرو۔ غفلت دور کرنے والی چیز خدا کی یاد ہے۔ سو تم ہمیشہ اس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اچھی صفات سے یاد کرو۔ جو لوگ اس کے اسماء و صفات کے بارہ میں کج روی اختیار کرتے ہیں انکو چھوڑ دو وہ جیسا کر رہے ہیں ایسا بھگتیں گے۔ خدا کے ناموں اور صفتوں کے متعلق کجروی یہ ہے کہ خدا پر ایسے نام یا صفت کا اطلاق کرے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی اور جو حق تعالیٰ کی تعظیم و اجلال کے لائق نہیں یا اسکے مخصوص نام اور صفت کا اطلاق غیر اللہ پر کرے یا ان کے معانی بیان کرنے میں

بے اصول تاویلیں اور تحریف بیان کرنے یا ان کو صفت (مثلاً مکر وغیرہ) کے مواقع میں استعمال کرنے لگے۔ یہ سب [illegible]

رنج و غم کا علاج:

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جسے کبھی کوئی غم و رنج پہنچے اور وہ یہ دعا کرے۔

اللهم إني عبدك ابن عبدك ابن أمتك ناصيتي بيدك ماض في حكمك عدل في قضاؤك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو أنزلته في كتابك أو علمته أحدا من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن العظيم ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اسے سیکھ لیں؟ آپ نے فرمایا بلکہ ہر سننے والے کو چاہئے کہ یاد کر لے۔ [illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

الحاد [illegible]

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام:

صحیحین میں ہے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے یعنی ایک کم سو نام ہیں جو انہیں یاد کر لے گا جنت میں جائے گا۔ [illegible]

[illegible] المعوذ میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد کر لے گا جنت میں جائے گا۔ هو الله الذي لا إله إلا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلي الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوي المتين الولي الحميد المحصي المبدئ المعيد المحيي المميت الحي القيوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الأول الآخر الظاهر الباطن الوالي المتعالي البر التواب المنتقم العفو الرؤوف مالك الملك ذو الجلال والإكرام المقسط الجامع الغني المغني المانع الضار النافع النور الهادي البديع الباقي الوارث الرشيد الصبور۔

[illegible]

ایسے نام جو قرآن میں آئے ہیں

ترمذی [illegible]

[illegible] القاهر [illegible] المحصي [illegible] ذو الجلال والإكرام ذي الجلال والإكرام [illegible] المقسط المغني المانع [illegible] الرشيد الصبور

[illegible]

[illegible] الرب [illegible] الأعلى الأكرم [illegible] القريب [illegible]

الموسع الملیک الکافی فاطر السمٰوت و الارض القائم بالقسط غافر الذنب قابل التوب شدید العقاب ہو المولیٰ الغالب علی امرہ سریع الحساب . فالق الحب و النوی فالق الاصباح جعل اللیل سکنا علام الغیوب عالم الغیب و الشہادۃ ذوالطول ذوالطَول رفیع الدرجات ذو العرش ذوالمعارج ذوالفضل العظیم ذوالقوۃ ذو المغفرۃ جامع الناس لیوم لاریب فیہ متم نعمتہ متم نورہ عدو للکافرین ولی المؤمنین القاہر فوق عبادہ اسرع الحاسبین مخرج الحب من الحی محی الموتیٰ ارحم الراحمین . احکم الحاکمین خیر الرازقین خیر الماکرین خیر الفاتحین مخزی الکافرین موہن کید الکافرین فعال لما یرید المستعان نور السمٰوات والارض اہل التقویٰ اہل المغفرۃ نعم الماہدون رب الناس ملک الناس الٰہ الناس اقرب الیہ من حبل الورید القائم علی کل نفس بما کسبت احق ان تخشاہ الذی ہو اغنیٰ و اقنیٰ و الذی ہو امات و احییٰ و الذی ہو اضحک و ابکیٰ و الذی خلق الزوجین الذکر و الانثیٰ و الذی اہلک عاد ن الاولیٰ الذی لم یکن لہ (لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد) ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولیٌّ من الذل الذی انزل علی عبدہ الکتاب الذی بیدہ ملکوت کل شئ الذی یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر الذی بدا الخلق ثم یعیدہ الذی بیدہ الملک الذی بعث فی الامیین رسولاً لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین. اس حدیث کو حدیث میں اللہ اسم اعظم فرمایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ کی صفات اور بھی بیان کی گئی ہیں۔

بعض دیگر نام مبارک:

بعض اسماء ایسے بھی دوسری احادیث میں آئے ہیں جو نہ قرآن مجید میں مذکور ہیں نہ ترمذی کی روایت مذکورہ میں، مثلاً الحنان المنان الجواد الاجود الفرد الوتر الصادق الجمیل القدیم البار الوافی العادل المعطی المحسن الطیب الطاہر المبارک خالق الشمس و القمر المنیر رازق الطفل الصغیر جابر العظم الکبیر کل کبیر الذی عسی بیدہ وغیرہ۔ پھر یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ کے جتنے نام قرآن مجید اور احادیث میں آئے ہیں بس یہی اللہ کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نام اللہ کا نہیں ہے کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ اللہ نے توریت میں اپنے ایک ہزار نام نازل فرمائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دعا کیا کرتے تھے اللھم انی اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک و انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں تیرے ہر نام کے ساتھ جو تو نے اپنی ذات کا مقرر کیا ہے اور اس کو کتاب میں نازل کر دیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنے علم غیب میں تو نے خاص طور پر محفوظ رکھا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ کے تمام ناموں پر جو اللہ کو معلوم ہیں اجمالی ایمان رکھا جائے۔

نام مبارک لینے کا ادب:

اللہ کا نام جواد ہے سخی نہیں، عالم ہے عاقل نہیں، حکیم ہے، طبیب نہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے یخادعون اللہ و ھو خادعھم دوسری آیت ہے مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین مگر اللہ کو خادع اور ماکر نہیں کہا جا سکتا۔ یا قائم بالقسط کہا جا سکتا ہے قائم نہیں کہا جا سکتا۔ یا خالق کہا جا سکتا ہے خالق القردۃ والخنازیر (بندروں اور سوروں کے خالق) کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ زید اگرچہ شاہ بادشاہوں سے بڑا بادشاہ ہو مگر اللہ کو کبھی کوئی زید نہیں کہہ سکتے۔

مشکلات کے حل کی دعاء:

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی کی صحیح احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی فکر یا کوئی اہم کام پیش آئے اس کو چاہئے کہ یہ کلمات پڑھے، سب مشکلات آسان ہو جائیں گی وہ کلمات یہ ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم

لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوات والارض و رب العرش الکریم

اور مستدرک حاکم میں بروایت انس رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراؓ سے فرمایا کہ تمہارے لئے اس سے کیا چیز مانع ہے کہ تم میری وصیت کو سن لو (اور اس پر عمل کیا کرو)، وہ وصیت یہ ہے کہ صبح شام یہ دعا کرلیا کرو:

"یاحی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین"

یہ دعا ہی تمام حاجات و مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو محفوظ کر لے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہ ننانوے نام ترمذی اور حاکم نے تفصیل کے ساتھ بتلائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے یہ ننانوے نام پڑھ کر جس مقصد کے لئے دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی تم مجھے پکارو تو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ حاجات و مشکلات کے لئے دعا سے بڑھ کر کوئی تدبیر ایسی نہیں جس میں کسی ضرر کا خطرہ نہ ہو اور نفع یقینی ہو۔ اپنی حاجات کے لئے اللہ جل شانہ سے دعا کرنے میں کسی نقصان کا کوئی احتمال ہی نہیں، اور ایک نقد نفع یہ ہے کہ دعا ایک عبادت ہے اس کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ یعنی دعا کرنا عبادت کا مغز ہے۔

اپنے اختیارات سے اللہ کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا

علماء حق کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات میں کسی کو یہ اختیار نہیں کہ جو چاہے نام رکھ دے یا جس صفت کے ساتھ چاہے اس کی حمد و ثناء کرے، بلکہ صرف وہی الفاظ ہونا ضروری ہیں جو قرآن و سنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے بطور نام یا صفت کے ذکر کئے گئے ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کو کریم کہہ سکتے ہیں، سخی نہیں کہہ سکتے، نور کہہ سکتے ہیں، ابیض نہیں کہہ سکتے، شافی کہہ سکتے ہیں طبیب نہیں کہہ سکتے، کیونکہ یہ دوسرے الفاظ منقول نہیں اگرچہ انہی الفاظ کے ہم معنی ہیں۔

دوسری صورت الحاد فی الاسماء کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن و سنت سے ثابت ہیں ان میں سے کسی نام کو نامناسب سمجھ کر چھوڑ دے، اس کا بے ادبی ہونا ظاہر ہے۔

کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے مخصوص نام سے موسوم یا مخاطب کرنا جائز نہیں۔ تیسری صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص ناموں کو کسی دوسرے شخص کے لئے استعمال کرے، مگر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اسماء حسنیٰ میں سے بعض نام ایسے بھی ہیں جن کو خود قرآن و حدیث میں دوسرے لوگوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے لئے استعمال کرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں، تو جن ناموں کا استعمال غیر اللہ کے لئے قرآن و حدیث سے ثابت ہے وہ نام تو اوروں کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں جیسے رحیم، رشید، علی، کریم، عزیز وغیرہ، اور اسماء حسنیٰ میں سے وہ نام ہیں جن کا غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں ان کو غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا الحاد مذکور میں داخل اور ناجائز و حرام ہے۔ مثلاً رحمٰن، سبحان، رزاق، خالق، غفار، قدوس وغیرہ۔

پھر ان مخصوص ناموں کو غیر اللہ کے لئے استعمال کرنا اگر کسی غلط عقیدہ کی بناء پر ہے کہ اس کو ہی خالق و رزاق سمجھ کر ان الفاظ سے خطاب کر رہا ہے تب تو ایسا کہنا کفر ہے اور اگر عقیدہ غلط نہیں محض بے فکری یا بے سمجھی سے کسی کو خالق، رزاق یا رحمٰن، سبحان کہہ دیا تو اگرچہ کفر نہیں مگر مشرکانہ الفاظ ہونے کی وجہ سے گناہ شدید ہے۔

مسلمان اسلامی نام رکھیں:

افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں، کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے، ان کی صورت و سیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا، نام سے پتہ چل جاتا تھا اب نئے نام انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے، لڑکیوں کے نام خواتین اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ، عائشہ، فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ، پروین ہونے لگے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ
اور ان لوگوں میں کہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت ہے جو حق
يَعْدِلُوْنَ ۞
بتلاتے ہیں ٹھیک اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں۔

معتدل امت: یہ جماعت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے جس نے ہر قسم کی افراط و تفریط اور کج روی سے علیحدہ ہو کر پاکی اور انصاف و اعتدال کا طریقہ اختیار کیا۔ وہ اسی کی طرف دوسروں کو دعوت دیتی ہے۔ آگے اس امت کے مخالفین اور حق کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ہر دور میں اہل حق موجود ہوں گے:

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی حتیٰ کہ (حضرت) عیسیٰ نزول فرمائیں، اور وہ جماعت حق پر غالب رہے گی، ان کا کوئی مخالف ان کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا اور قیامت تک

آنے والا ہے ہم نے تم تک اس پر کا پیغام پہنچا دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعض لوگوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ہر زمانہ میں اجماع اہل جماعت حجت (یعنی قرآن و حدیث کی طرح ضروری الوقوع) ہے اور اس آیت سے وہ حدیث متعلق ہو گئی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ کے امر کو پورے طور پر ادا کرتا رہے گا۔ ان کی مدد ترک کرنے والے اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں قیامت آ جائے گی۔ (تفسیر مظہری)

حق و انصاف والی امت:

عبد الحمید بن جریر نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ امت جس کا ذکر اس آیت میں ہے میری امت ہے، جو اپنے جھگڑوں کے فیصلے حق و انصاف یعنی قانون الٰہی کے مطابق کریں گے اور لینے دینے کے تمام معاملات میں حق و انصاف کو سامنے رکھیں گے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ

ایسی جگہ سے جہاں سے ان کو خبر بھی نہ ہوگی اور میں ان کو ڈھیل دوں گا

إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝

بیشک میرا داؤ پکا ہے

جھٹلانے والوں کو فوراً سزا نہیں ملتی:

جھٹلانے والے مجرموں کو جب فوراً سزا نہیں ملتی۔ بلکہ دنیوی عیش و فراوانی کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، حتی کہ تمام اس سے بے فکر ہو کر ارتکاب جرائم پر زیادہ دلیر بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جو اچھائی اور برائی پر ... رفتہ رفتہ ... طور پر ان کا ... ثابت کر دیتے ہیں۔ یہ خدا کی ڈھیل اور استدراج ہے، وہ حماقت اور بے حیائی سے سمجھتے ہیں کہ ہم پر جو ڈھیل ہو رہی ہے در حقیقت میں ہماری نجات کے لئے تیار کی جا رہی ہے۔ خدا کا "کید" (داؤ یا خفیہ تدبیر) اسی کو کہا گیا کہ ایسی کارروائی کی جائے جس کا ظاہر رحمت اور باطن قہر و عذاب ہو۔ بیشک خدائی تدبیر بڑی مضبوط اور پکی ہے جس کو کسی کی حیلہ اور تدبیر سے مدافعت نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ کی گرفت:

ان کیدی متین یعنی میری گرفت سخت ہے۔ گرفت کو کید سے اس لئے تعبیر کیا کہ اللہ کی گرفت بظاہر کید نظر آتی ہے اور حقیقت میں ... نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس نے تفسیر کیا میری پوشیدہ تدبیر سخت ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس آیت کا نزول ان لوگوں کے حق میں ہوا جو اللہ کے رسول کا اور ایمان کا مذاق اڑاتے تھے چنانچہ ایک ہی رات میں اللہ نے سب کو قتل کر دیا۔ (تفسیر مظہری)

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن

کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا کہ ان کے رفیق کو کچھ بھی

جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَوَلَمْ

جنون نہیں وہ تو صرف ڈرانے والا ہے صاف کیا انہوں نے

يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان و زمین کی

وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ

اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے کوئی چیز اور اس

عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ

میں کہ شاید قریب آ گیا ہو ان کا وعدہ

اللہ کی آیات کو جھٹلانے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے:

یعنی ان آیات اللہ کو جھٹلانے اور اس کے برے انجام سے غافل ہو جانے کا سبب کیا ہے۔ ان آیات کا لانے والا معاذ اللہ کوئی بے عقل و مجنون نہیں۔ وہ تمہارا ساتھی ہے جس کے ہر چھوٹے بڑے حال سے تم واقف ہو، اس کی عقل و دانش اور امانت پہلے سے مسلم و معروف ہے۔ جس کے پاس ... جہاں ... شہنشاہ مطلق اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے تمام ... معبود ... بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز میں غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے۔ آیت کریمہ ... توحید کی تصدیق کر رہی ہے۔ ... واضح ہے۔

انہیں سمجھنا چاہیے کہ شاید ان کی موت و ہلاکت کا وقت قریب آ لگا ہو۔ لہٰذا بعد الموت کے لئے جو تیاری کرنی ہے جلد کر لینا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

اب اس کے پیچھے کس بات پر ایمان لاویں گے ☆

قرآن کو چھوڑ کر کس پر ایمان لاؤ گے:

یعنی اگر آیات قرآنیہ پر ایمان نہ لائے تو دنیا میں اور کونسی بات اور کونسا کلام ہے جس پر ایمان لانے کی امید کی جا سکتی ہے سمجھ لو کہ ان بدبختوں کے لئے دولت ایمان مقدر ہی نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ

جس کو اللہ بھٹکائے اس کو کوئی نہیں راہ دکھلانے والا

وَ یَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

اور اللہ چھوڑے رکھتا ہے ان کو ان کی شرارت میں سرگرداں ☆

ہدایت و گمراہی اللہ کے قبضہ میں ہے:

ہدایت و ضلالت، ہر چیز خدا کے قبضہ میں ہے۔ وہ جسے چاہے سارے سامان ہدایت کے کھو جائیں۔ آنکھیں کسی سے کی سعی نہیں ہوا۔ اور خدا جب ہی ہدایت کی توفیق دیتا ہے جب بندہ خود اپنے کسب و اختیار سے اس راستہ پر چلنا چاہے۔ باقی جو لوگ عمداً شرارت ہی کی ٹھان لیں خدا بھی زبردستی نکالنے کے بجائے اسی حال میں چھوڑ دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ

تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو کہ کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا

تو کہہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دکھائے گا اس کو اس کے وقت پر

لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

وہ بھاری بات ہے آسمانوں اور زمین میں

لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ

جب تم پر آئے گی تو بے خبر آئے گی

قیامت کا معین وقت اللہ کو معلوم ہے:

پہلے عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ میں خاص اس قوم کی اجل (موت) کا ذکر تھا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں کب آ جائے۔ یہاں تمام دنیا کی اجل (قیامت) کے متعلق متنبہ فرما دیا کہ جب کسی کو خاص اپنی موت کا علم نہیں کب آ جائے۔ بلکہ کل دنیا کی موت کو کون بتا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں سنہ میں آئے گی۔ اس کی تعیین کا علم بجز خدائے علام الغیوب کسی کے پاس نہیں۔ وہی وقت معین و مقدر پر اسے واقع کر کے ظاہر کر دے گا کہ خدا کے علم میں اس کا یہ وقت تھا۔ آسمان و زمین میں وہ بڑا بھاری واقعہ ہو گا اور اس کا علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ مگر اس واقعہ کی علامات (بہت سی نشانیاں) انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور پر نور نبی آخر الزمان ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ تاہم ان سب علامات کے ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا وقوع ہو گا تو بالکل بے خبری میں اچانک ہو گا جیسا احادیث بخاری وغیرہ کی روایات میں تفصیلاً مذکور ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قیامت اچانک قائم ہو گی:

بَغْتَةً مگر اچانک، غفلت کی حالت میں۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص (یعنی بائع اور مشتری) اپنے بیچ میں کپڑا پھیلائے ہوں گے اور خرید و فروخت نہ کر پائیں گے کہ قیامت آ جائے گی۔ کوئی آدمی اپنا حوض درست کرتا ہو گا اور اس کا پانی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ کوئی آدمی اونٹنی کا دودھ دوہ کر لے کر لوٹ رہا ہو گا اور پینے نہ پائے گا کہ قیامت بپا ہو جائے گی۔ کوئی شخص لقمہ اٹھا کر منہ میں لیجانا چاہتا ہو گا اور کھانے نہ پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (یعنی قیامت کا وقوع اچانک ہو جائے گا اگرچہ اس کی نشانیاں پہلے سے ظاہر ہو چکی ہوں گی)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے صور میں پھونک ماری جائے گی جبکہ لوگ راستوں بازاروں اور اپنی اپنی مجلسوں میں ہوں گے یہاں تک کہ بیچنے خریدنے والے آپس میں بھاؤ چکا رہے ہوں گے اور ایک اپنے ہاتھ سے اس چیز کو چھوڑنے نہ پائے گا کہ صور پھونک دیا جائے گا جس کی آواز سے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا یہی مطلب ہے آیت مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً کا۔ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے کپڑے ناپ رہے ہوں گے اونٹنیوں کا دودھ دوہ رہے ہوں گے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ قیامت آ

جائیگی اور ملائی کی موت ... [illegible]

قریشیوں کا سوال۔

ابن جریر اور عبد بن حمید نے بروایت قتادہ نقل کیا ہے کہ قریش ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ... [illegible] ... کیا کہ آپ قیامت ... [illegible] ... آپ سچے ہیں تو ... قیامت ... [illegible] ... آئے ... [illegible] ... اس پر آیت نازل ہوئی۔ یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا۔

انسان کی موت اور عالم کی موت۔

حدیث میں ہے من مات فقد قامت قیامتہ جو شخص مر گیا اس کی قیامت تو قائم ہو گئی اب ان آیات میں مجموعہ عالم کی قیامت کا ذکر ہے۔ ... [illegible] ... کی قیامت ... [illegible] ... آئے گی۔

يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا
... [illegible] ...
عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
... اس کا علم خاص اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر
يَعْلَمُوْنَ
لوگ نہیں سمجھتے

سوال کرنے والوں کی غلط فہمی:

ان لوگوں کے طرز سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ آپ کی نسبت ایسا سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اس مسئلہ کی تحقیق و تفتیش ... [illegible]

... [illegible] ...

یہودیوں کے سوال کا جواب:

حضرت ... سے مروی ہے کہ ... [illegible] ... قیامت ... [illegible]

اور ... [illegible] ... قیامت ... [illegible]

قیامت کی ایک علامت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا

تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے

مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ڔ وَمَا مَسَّنِيَ

تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو

السُّوْۗءُ

[illegible]

کوئی بندہ وحی کے بغیر عالم الغیب نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے بڑے عالم ہیں

[illegible]

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا۔ ارشاد ربانی ہے:

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۞ هُوَ
میں تو بس ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایمان والوں کے لئے۔ وہی
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا
ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی سے بنایا
زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا
اس کا جوڑا کہ اس کے پاس آرام پکڑے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو حمل رہا
خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا
ہلکا سا حمل پس وہ لئے پھرتی رہی اس کو پھر جب بوجھل ہو گئی تو دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو
لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۞ فَلَمَّا
کہ اگر تو ہم کو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا شکر کریں گے۔ پھر جب
آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ
دیا ان کو چنگا بھلا تو ٹھہرانے لگے اس کے لئے شریک اس کی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ برتر ہے ان کے
عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞
شریک بنانے سے

عام انسانوں کی حالت:

خدا نے سب انسانوں کو آدم سے پیدا کیا۔ آدم کے انس اور سکون قرار حاصل کرنے کے لئے اسی کے اندر سے اس کا جوڑ (حوا) بنایا۔ پھر دونوں سے نسل چلی۔ جب مرد نے عورت سے اپنی خواہش پوری کی تو عورت حاملہ ہوئی۔ حمل کی ابتدائی حالت میں کوئی گرانی نہ تھی۔ عورت حسب معمول چلتی پھرتی اور اٹھتی بیٹھتی رہی۔ جب پیٹ بڑا ہو گیا اور یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اس کے اندر کیا چیز پوشیدہ ہے، تب مرد عورت دونوں نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فضل سے بھلا چنگا کار آمد بچہ عنایت فرمائیں گے تو ہم دونوں (بلکہ ہماری نسل بھی) تیرے شکر گزار رہیں گے۔ خدا نے جب ان کی یہ تمنا پوری کر دی تو ہماری دی ہوئی چیز میں اوروں کے حصے لگانے شروع کر دیے مثلاً کسی نے عقیدہ جما لیا کہ یہ اولاد فلاں زندہ یا مردہ مخلوق نے ہم کو دی ہے، کسی نے اس عقیدہ سے نکل کر تو محض اس کی نذر و نیاز شروع کر دی، یا بچہ کی پیشانی اس کے سامنے ٹیک دی یا بچہ کا نام ایسا رکھ دیا جس سے شرک کا اظہار ہوتا ہے، مثلاً عبد العزیٰ یا عبد الشمس وغیرہ۔ غرض حق منعم حقیقی کا تھا وہ اوروں کو دے دیا گیا۔ خوب سمجھ لو کہ حق تعالیٰ تمام انواع و مراتب شرک سے بالا و برتر ہے۔ ان آیات میں حسن بصری وغیرہ کی رائے کے موافق خاص آدم و حوا کا نہیں بلکہ عام انسانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ چونکہ ابتداء هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا میں بطور تمہید آدم و حوا کا ذکر تھا، اس کے بعد مطلق مرد و عورت کے ذکر کی طرف منتقل ہو گئے اور ایسا بہت جگہ ہوتا ہے کہ شخص کے ذکر سے جنس کے ذکر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جیسے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ میں ستاروں کو "مصابیح" فرمایا ہے جو ٹوٹنے والے ستارے جن سے رجم شیاطین ہوتا ہے، مگر شخص "مصابیح" سے جنس "مصابیح" کی طرف کلام کو منتقل کر دیا گیا۔ اس تفسیر کے موافق جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ میں کوئی اشکال نہیں۔ مگر اکثر سلف سے یہی منقول ہے کہ ان آیات میں صرف آدم و حوا کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ کہتے ہیں کہ ابلیس ایک نیک مخلوق کی صورت میں حوا کے پاس آیا اور فریب دے کر ان سے وعدہ لیا کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام عبد الحارث رکھیں۔ حوا نے آدم کو بھی راضی کر لیا۔ اور جب بچہ پیدا ہوا تو دونوں نے عبد الحارث نام رکھا (حارث ابلیس کا نام تھا جس سے وہ گروہ ملائکہ میں پکارا جاتا تھا) ظاہر ہے کہ اس طرح نام رکھنے میں اصولی معنی تجویز نہیں ہوتے اور اول تو "عبد" کی اضافت "حارث" کی طرف اس کو مستلزم نہیں کہ "حارث" کو معاذ اللہ معبود سمجھ لیا ہو۔ ایک مہمان نواز آدمی کو عرب "عبد الضیف" کہہ دیتے ہیں۔ (یعنی مہمان کا غلام) جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ میزبان مہمان کی پوجا کرتا ہے۔ پھر اگر "عبد الحارث" نام رکھنے کا واقعہ صحیح ہے تو ممکن نہیں کہا جا سکتا کہ آدم علیہ السلام نے معاذ اللہ حقیقۃ

شرک کا [illegible] یہ انبیاء کی شان عصمت کے منافی ہے۔ ہاں بچہ کا ایسا

نام [illegible] رکھنا [illegible] شرک کی [illegible] انبیاء علیہم کی شان

رفیع [illegible] قرآن کریم کی عادت ہے کہ انبیاء

کے مقربین کی چھوٹی سی لغزش اور [illegible] بات کو "حسنات الابرار

سیئات المقربین" کے قاعدے کے مطابق اکثر سخت عنوان سے تعبیر کرتا ہے

جیسے یونس علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یا

[illegible] حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا میں

[illegible] یہاں بھی آدم علیہ السلام [illegible]

[illegible] جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا [illegible]

[illegible] کی شان کے لائق نہ تھا [illegible] سے شرک کا

نام [illegible] شاہ [illegible] لفظ [illegible]

[illegible] جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ [illegible] فرمایا [illegible]

[illegible] ابن کثیر نے لکھا ہے کہ [illegible]

حدیث [illegible] ترمذی [illegible]

[illegible] کی روایت سے ماخوذ ہیں۔ واللہ اعلم [illegible]

حضرت آدم وحواء کی ندامت:

[illegible] حضرت آدم وحواء [illegible] ندامت [illegible] جب

[illegible] بطور [illegible] کا [illegible]

[illegible] وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ حضرت [illegible]

[illegible] ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا

وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ [illegible] ثُمَّ اجْتَبَاهُ

رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ حضرت آدم [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] کی روایت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے بچایا [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مفسرین [illegible]

[illegible]

[illegible] ذکر سے مقصود [illegible]

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے [illegible]

[illegible] چاہئے [illegible]

[illegible] وقت

[illegible]

[illegible] جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الله [illegible] حواء بولد صالح

[illegible] ولد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت آدم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت آدم [illegible]

[illegible]

ازدواجی حقوق و فرائض کا مقصد

[illegible]

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝

[illegible]

[illegible]

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا

[illegible]

أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ۝ وَإِن تَدْعُوهُمْ

[illegible]

إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ

[illegible]

أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ ۝ إِنَّ

[illegible]

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ

[illegible]

أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن

[illegible]

كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ

[illegible]

بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا ۖ أَمْ

[illegible]

لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا ۖ أَمْ لَهُمْ

[illegible]

آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ

[illegible]

كِيدُونِ فَلَا تُنظِرُونِ ۝

[illegible]

بتوں کی بے بسی

[illegible]

[illegible]

مشرکین مکہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی

[illegible]

إِنَّ وَلِـۧيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

[illegible]

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۔ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

[illegible]

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۔ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

[illegible]

سختی کرنے سے پرہیز رکھو

[illegible]

حضرت سالم بن عبد اللہ کا واقعہ

[illegible]

[illegible]

خذ العفو وأمر بالعرف كما — أمرت به وأعرض عن الجاهلين

ولن في الكلام لكل الأنام — فمستحسن من ذوي الجاه لين

[illegible]

لوگوں سے بچتے ؟

[illegible]

حضرت عمرؓ کا اس آیت پر عمل

[illegible]

العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين [illegible]

[illegible]

معاف کرنے کا اجر

[illegible]

آیت کا مطلب جبرئیلؑ کی زبانی

[illegible]

رشتہ داروں سے تعلق

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو کہہ رہا ہے تو تو ان کو جھلسی ہوئی (گرم راکھ) پھنکا رہا ہے اور جب تک تو اس سلوک پر قائم رہے گا برابر اللہ کی طرف سے تیرے ساتھ مددگار رہے گا۔ (رواہ مسلم)

برائی سے روکو:

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کسی بری بات کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو دل سے ہی (اس سے نفرت کرے) اور یہ ضعیف ترین ایمان کا (درجہ) ہے۔ رواہ مسلم حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یا تو) تم بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے تم پر عذاب بھیج دے گا اس وقت تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی)

جاہل سے اعراض کرو:

وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ۔ یعنی اگر کوئی جاہل تمہارے خلاف حماقت کرے تم بردباری اور تحمل سے اس کا مقابلہ کرو اور اس کے بے ہودہ کی طرح خود بے ہودہ نہ کرو اسی مضمون کو بیان کیا ہے آیت وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا میں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اللہ نے اپنے پیغمبر کو برگزیدہ اخلاق اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور قرآن میں کوئی اور آیت اس آیت سے بڑھ کر مکارم اخلاق کی جامع نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے اخلاق برگزیدہ اور کامل افعال کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے۔ (رواہ البغوی)

حضرت عائشہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے نہ فحش پسند نہ بازاروں میں چیخ و پکار کرنے والے تھے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے۔ (رواہ الترمذی والبغوی۔ تفسیر مظہری)

حضرت حمزہؓ کی شہادت:

اس جگہ ابن مردویہ نے بروایت معاذ بن جبل نقل کیا ہے کہ غزوہ احد میں جب آنحضرت نے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا گیا اور ہندہ کا بے دردی سے ان کا لاشہ بگاڑا تو جس کی بے حرمتی کی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رنج و الم کی حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ جن لوگوں نے حمزہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے میں ان کے ستر آدمیوں کے ساتھ ایسا سلوک کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو بتلایا گیا کہ آپ کی یہ شان نہیں آپ کے شایان شان یہ ہے کہ عفو و درگزر سے کام لیں۔

اولین و آخرین سے بہتر اخلاق:

اور بیہقی نے بروایت علی مرتضیٰ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو اولین و آخرین کے اخلاق سے بہتر اخلاق کی تعلیم دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو شخص تم کو محروم کرے تم اس کو عطا کرو۔ جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو، جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملو۔

(گلدستہ تفاسیر القرآن تفسیر مظہری)

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ
جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ آتا ہے
الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۝
تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں
وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ
اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں پھر
لَا يُقْصِرُونَ ۝
وہ کمی نہیں کرتے

متقی لوگوں کا حال:

پہلے تو حضور کو خطاب تھا تو علم استعاذہ کی ہدایت دی گئی تھی اب عام متقین (خدا ترس پرہیزگاروں) کا حال بیان فرماتے ہیں کہ متقین کے حق میں یہ حال نہیں کہ شیطان کا گزر ان کی طرف ہو، وہ کبھی کوئی

[illegible] شیطان کے اثر سے [illegible] غفلت [illegible] اور [illegible] غفلت کا پردہ [illegible] سامنے [illegible] کام [illegible] [illegible] شیطانوں کی [illegible] [illegible] گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں اور [illegible] کی [illegible] [illegible] جب [illegible]

فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ [illegible] تمام [illegible] شیطان کے جال [illegible] ہیں اور [illegible] سے بچ جاتے ہیں۔ [illegible] خیال [illegible] جاتے [illegible]

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا

اور جب [illegible] کوئی [illegible] تو کہتے ہیں [illegible]

اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ

[illegible] کی طرف سے [illegible] جو [illegible]

مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى

[illegible] میری طرف [illegible] یہ [illegible]

وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

[illegible] طرف سے [illegible] رحمت [illegible] ایمان لاتے ہیں۔

کافروں کے اعتراض اور جواب:

جب [illegible] کوئی [illegible] آیت [illegible] کیوں [illegible] قرآن [illegible] [illegible]

[illegible] لولا اجتبيتها [illegible] [illegible] قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي [illegible] طرف سے [illegible] [illegible] جماعت [illegible] [illegible] [illegible]

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ

اور جب قرآن [illegible]

وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اور [illegible] کہ تم پر رحم ہو

قرآن پاک کا حق:

[illegible] قرآن [illegible] اس کا [illegible] قرآت کا [illegible] [illegible] اس طرح قرآن [illegible] شرف [illegible] ہے۔

مقتدی قرأت نہ کرے:

اس آیت سے [illegible] امام قرأت کرے تو مقتدی [illegible] حدیث میں [illegible] نے فرمایا " و اذا قرا فانصتوا"

(جب نماز میں امام قرأت کرے تو چپ رہو) یہاں اس مسئلہ کی تفصیل کا موقع نہیں۔ صحیح مسلم کی شرح میں ہم نے نہایت شرح و بسط سے اس کے ہر پہلو پر گفتگو کی ہے۔

ابن مسعودؓ نماز پڑھا رہے تھے لوگوں کو دیکھا کہ امام کے ساتھ خود بھی قرأت کر رہے ہیں تو نماز ختم کر کے کہا تمہیں کیا ہو گیا کہ قرآن سنتے نہیں سمجھتے نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خاموش رہ کر سننے کی ہدایت فرمائی ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ یہ آیت انصار کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی (یہ آیت بھی ہے اور انصار کے قول امام سے پیچھے کی بابت ہے) آنحضرتؐ پڑھتے تھے وہ بھی آنحضرتؐ کے پیچھے پڑھتا تھا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے جہری نماز ختم کرنے کے بعد فرمایا کیا تم میں سے کوئی خود بھی میرے ساتھ ساتھ پڑھ رہا تھا تو ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا میں بھی کہتا تھا کہ کیا ہوا کہ میرے ساتھ قرآن پڑھا جاتا ہے، چنانچہ اس کے بعد لوگ سری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔

زہری نے کہا ہے کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہئے۔ امام کی اپنی قرأت بھی تمہارے لئے کافی ہے اگرچہ اس کی آواز تمہیں سنائی نہ دے۔ لیکن نماز بالجہر میں بولنے والے منہ میں پڑھنا ہی جیسے ٹھیک نہیں، یہ درست نہیں کہ کوئی شخص جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرے، نہ پوشیدہ کرے نہ علانیہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن خوانی کے وقت خاموشی اختیار کر لیا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ طریقہ علماء کی ایک جماعت کا ہے کہ مقتدی پر نماز جہری میں جہاں امام قرأت کرے یہ واجب نہیں ہے کہ قرأت خود بھی کرے۔ امام کے فاتحہ پڑھنے کے وقت اور غیر فاتحہ پڑھنے کے وقت اور امام شافعی کے دو قول ہیں ان میں ایک قول یہ بھی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ مقتدی ہرگز قرأت نہ کرے نہ سری نماز میں نہ جہری میں کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ امام کی قرأت تمہاری قرأت ہے۔ ... یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔ علماء مختلف ہیں۔

محمد بن حبیب اللہ بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے عبید بن عمیر اور عطاء بن ابی رباح کو دیکھا ہم باتیں کر رہے تھے اور دوسری طرف واعظ بیان کر رہا تھا تو میں نے کہا کہ تم ذکر سنا کیوں نہیں سنتے تم وعید کے مستحق ہو رہے ہو۔

تو ان دونوں نے میری طرف دیکھا پھر اپنی باتوں میں لگ گئے۔ میں نے دوبارہ انہیں ٹوکا، انہوں نے میری طرف دیکھا اور پھر باتوں میں لگ گئے۔ میں نے تیسری بار اپنی بات کا اعادہ کیا تو کہنے لگے یہ حکم نماز سے متعلق ہے کہ امام قرآن پڑھ رہا ہو اور تم مقتدی ہو تو خاموش رہو اور تم بھی نہ پڑھو۔ یہ اور دوسرے بھی کئی روایات اس حکم کو قرآن سے متعلق کرتی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص نماز میں نہ ہو اور قرآن پڑھا جا رہا ہو تو باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن کثیر بھی یہی مراد لیتے ہیں۔

خطبے کے دوران خاموش رہنا:

مجاہد کہتے ہیں کہ یہ حکم نماز اور خطبہ یوم جمعہ سے متعلق ہے۔ ابن جبیر کہتے ہیں کہ یوم الاضحیٰ، عید الفطر اور یوم جمعہ کے خطبے اور جہری نماز سے متعلق ہے غیر جہری نماز سے متعلق نہیں ہے۔ ابن جریر نے بھی یہی اختیار کیا ہے کہ اس سے مراد چپ رہنا ہے نماز میں اور خطبہ میں، اور حضرتؐ کے خطبے میں اور امام کے پیچھے چپ رہا کرو۔ حدیث میں بالکل یہی حکم وارد ہے۔ یہ بات بہت ہی نازک ہے کہ جب امام کوئی آیت خوف یا آیت رحمت پڑھے تو ... لیکن نہیں بلکہ خاموش رہے، اپنی زبان سے جملات ... نہ کہنا چاہئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو قرآن کی کوئی آیت خاموشی سے سنے اس کے لئے دو گنا نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو قرآن کی تلاوت کرے قرآن قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگا۔ (مسند احمد)

حنفیہ نے اسی آیت سے اس پر استدلال کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کو قرأت نہیں کرنا چاہئے، اور بعض نے سورۂ فاتحہ کو بھی پڑھنے کی ممانعت کی ہے۔ اس میں بھی بعض نے اس کی رخصت دی ہے کہ امام کے سکتے کے وقت فاتحہ پڑھ لی جائے۔ یہاں اس بحث کا موقع نہیں، اس بحث میں علماء نے مستقل کتابیں چھوٹی بڑی لکھی ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے۔

اور ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس وقت کوئی شخص ... نصیحت کے لئے زبان ... یہ بھی خاموش رہنا (...) ... کا حکم

[illegible] سے ثابت ہوا [illegible] تلاوت [illegible]

[illegible]

[illegible] نماز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جمہور مفسرین کا قول:

جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہ آیت قراءت خلف الامام کے بارے میں [illegible]

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا [illegible]

[illegible] اس کے الفاظ یہ ہیں: اذا قمتم الی الصلاۃ فلیؤمکم احدکم [illegible] واذا قرء الامام فانصتوا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا [illegible]

[illegible]

اور نظم اور فطرت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جب کوئی اللہ کا کلام پڑھتا ہو تو دوسرا آدمی خاموشی سے سنے جیسا کہ قال تعالی وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔

من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة رواه ابن ابی شیبة

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے خلاف فطرت کام کیا۔

(مجمع الزوائد ...)

امام ابن تیمیہ کا فتویٰ

امام ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ ص ۱۴۳ ج ۲ میں لکھتے ہیں

وقال تعالى وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وقد استفاض عن السلف انها نزلت في القراءة في الصلاة وقال بعضهم في الخطبة وذكر احمد بن حنبل الاجماع على انها نزلت في ذلك وذكر الاجماع على انه لا تجب القراءة على المأموم حال الجهر انتهى

اس لئے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ مقتدی نہ جہری نماز میں قرأت کرے اور نہ سری نماز میں قرأت کرے کیونکہ فاستمعوا کا حکم جہری نماز سے متعلق ہے اور انصتوا کا حکم جہری اور سری دونوں نمازوں سے متعلق ہے

(دیکھو احکام القرآن للجصاص ص ۳۹ ج ۳)

قال تعالى وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

اس آیت میں انصتوا کے معنی یہ ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو بالکل خاموش رہو اور کوئی حرف زبان سے نہ نکالو اسی لئے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جہری اور سری دونوں نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قرأت ممنوع ہے اس لئے کہ سورۂ اعراف کی اس آیت سے واضح ہو گیا کہ مقتدی پر استماع اور انصات واجب ہے اور امام ... کے خلاف ممنوع ہے اس لئے کہ نص بالسکوت بھی عن ... مقتضی ہے پس جب حکم خداوندی سے مقتدی پر استماع اور انصات واجب ہو گیا تو اب مقتدی کے لئے امام کے پیچھے قرأت کرنا مطلقاً ممنوع ہو گیا اور یہ حکم قرآنی ... اور جداگانہ آیت اس کی ناسخ نازل نہیں ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدی کو قرأت سے منع فرمایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے اور ذخیرۂ حدیث میں ایک حدیث بھی ایسی موجود نہیں کہ اس میں صراحۃً آپ نے مقتدی کو امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا ہو (بعض) لوگوں نے آپ کے پیچھے قرأت کی آپ نے ان سے ناراضگی کے طور پر فرمایا اکم تقرؤن وراء امامکم اور ایک روایت میں ہے هل تقرؤن وراء امامکم اور ایک روایت میں ہے لعلکم تقرؤن ان سب کا مطلب یہ ہے کہ شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو جو منصب اقتداء کے منافی ہے مقتدی کا فرض تو یہ ہے کہ امام کی قرأت سنے اور خاموش رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا فقال هل قرأ معي منكم احد انفا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے اس حالت میں سے ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے پڑھا ہے آپ نے فرمایا انی اقول ما لی انازع القرآن میں بھی تو کہتا ہوں کہ میرے ساتھ نماز میں قرأت قرآن کے بارہ میں منازعت کی جاتی ہے امام سے منازعت کے معنی اور مطلب یہ ہے کہ نماز میں قرأت تو امام کا حق ہے تم میرے پیچھے قرأت کرتے ہو اس حق کو چھینا چاہتے ہو لہٰذا مقتدی کو چاہئے کہ قرأت خلف الامام کر کے امام کے ساتھ منازعت نہ کرے ... آپ کے اس خطاب کے سننے کے بعد جہری نماز میں قرأت کرنے سے صحابہ باز آ گئے فانتهى الناس عن القراءة فيما جهر فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقراءة حين سمعوا ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی جہری نماز کو سننا ... جہری نماز میں قرأت خلف الامام سے باز آ گئے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جہری اور سری دونوں قسم کی نمازوں کا حکم یکساں ہے مقتدی کے لئے کسی نماز میں بھی قراءت جائز نہیں امام مالک امام احمد نے جو جہری اور سری نمازوں کے حکم میں تفریق کی وہ ان کا اجتہاد ہے۔

ایک واقعہ ظہر کی نماز میں پیش آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کے پیچھے قراءت کی ایک شخص نے جو اس کے پاس تھا اس کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو لیکن جب وہ نماز پڑھ چکا تو اس نے کہا کہ تو نے مجھے کیوں روکا تھا اور مجھ کو اشارہ سے کیوں منع کیا تھا تو اس نے کہا روکنے والے نے پیچھے پڑھنے والے سے کہا

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدامك فكرهت ان تقرأ خلفه فسمعه النبى صلى الله عليه وسلم قال من كان له امام فان قراءة الامام له قراءة موطا امام محمد ص ۹۸ یعنی منع کرنے والے نے کہا

کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سامنے ہو کر امامت فرما رہے تھے تو میں نے مکروہ جانا کہ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قراءت پڑھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا جس کے لئے امام ہو پس تحقیق امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

فاروق اعظم: امام محمد اپنی کتاب موطا ص ۹۸ میں فرماتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب قال ليت فى فم الذى
يقرء خلف الامام حجرا

فاروق اعظم کا یہ ارشاد ہے کہ کاش اس شخص کے منہ میں پتھر ہوں جو امام کے پیچھے قراءت کرے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت علی سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا من قرء خلف الامام فقد اخطاء الفطرة جس نے امام کے پیچھے قراءت کی وہ فطرت سے چوک گیا۔ یعنی قراءۃ خلف الامام خلاف فطرت فعل ہے۔

مقتدی کا فرض یہ ہے کہ خاموش کھڑا رہے:

حدیث میں مقصود قراءت کا حکم بیان کرنا نہیں بلکہ مقتدی کا فریضہ بتانا مقصود ہے کہ مقتدی کا فرض یہ ہے کہ امام کے پیچھے بالکل خاموش کھڑا رہے اسی بنا پر جس قدر حدیثیں اقتداء امام کے متعلق آتی ہیں۔ یہ سب جگہ صرف فانصتوا کا ہی حکم آیا ہے جو جہری اور سری دونوں نمازوں کو شامل ہے۔ ابتداء مشروعیت امامت سے لے کر وفات نبوی تک کسی وقت بھی مقتدی پر قراءت واجب نہیں ہوئی بلکہ یہ رہی کہ امام قراءت کرے اور مقتدی سنے اور خاموش رہے۔ لیلۃ المعراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو حضرات انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین آپ کے انتظار میں مسجد اقصیٰ میں بیٹھے تھے جبرئیل کے حکم سے آپ امامت کے لئے آگے بڑھے آپ نے امامت فرمائی اور قراءت قرآن کی اور انبیاء کرام اور ملائکہ مقربین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قراءت کو سنا کسی ایک نبی و فرشتہ نے آپ کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ شب معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں اس کے بعد سے امامت اور اقتداء کے سلسلہ کا آغاز ہوا۔ حضرت جبرئیل امام اور آپ مقتدی بنے یہاں تک کہ جب بعض لوگوں نے نادانستگی میں آپ کے پیچھے قراءت کی تو ان پر سورۃ اعراف کی یہ آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا نازل ہوئی جس سے مقتدی کو قراءت خلف الامام کی ممانعت تھی۔

اور یہی امر مرض الوفات میں اسی طرح پیش آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابوبکر صدیق نماز میں امامت فرما رہے تھے اور نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ خفت محسوس کی تو مسجد میں تشریف لے آئے۔ صدیق اکبر پیچھے ہٹ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام اور صدیق اکبر مقتدی بن گئے

اور سنن دار قطنی ص ۱۳۳ میں ابن عباس سے روایت ہے۔

[illegible] قراءت قرآن کی [illegible] پڑھتے تھے۔

[illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] من کان له امام فقراءة الامام له قراءة [illegible] مقتدی کی قراءت [illegible]

مقتدی کی قراءت کا نقصان:

[illegible]

فاتحہ والی حدیث کا مطلب

[illegible]

[illegible] مقتدیوں کی نماز [illegible]

نماز میں کلام کرنا

حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

حضرت [illegible]

بخاری نے جندب کی روایت سے نکالا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں قرأت کرتے تھے کہ ایک اعرابی جوان کو آپ نے قرأت کرتے سنا اس پر آیت [illegible] نازل ہوئی۔

رات کو اونچی آواز سے قرأت کرنا:

جس کا علاوہ حدیث میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بلند آواز سے قرآن اس طرح پڑھتے تھے کہ حجرہ سے باہر والے بھی سن لیتے تھے اور گھر والے بھی سنتے تھے۔ [illegible] ابن ماجہ [illegible]

حضرت ام ہانی کہتی ہیں کہ میں اپنی چھت پر ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو قرآن پڑھنے کی آواز سنتی تھی۔ اس حدیث [illegible] بخاری نے [illegible] کہ [illegible] لئے [illegible] تھے [illegible] بیٹھے تھے [illegible] حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ گھر کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت [illegible] سن لیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نماز میں مشغول ہوتے [illegible] تھیں۔ بخاری نے [illegible] حضرت عائشہ کا بیان نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ [illegible] سوتی ہوتی تھی [illegible] پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے [illegible] جب آپ [illegible] اس وقت گھروں میں [illegible] بلند آواز سے قرآن پڑھا کرتے تھے اور [illegible]

مسلم نے حضرت [illegible] کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] قرأت [illegible] قرآن [illegible] قرأت [illegible] حضرت [illegible]

منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جب رات کو قرآن پڑھتے تھے [illegible] تھا اور آواز [illegible] رات [illegible] تھا [illegible] ہو گیا [illegible] حضرت [illegible] اللہ علیہ وسلم [illegible] تھے۔

یہاں خاص قرأت مراد ہے:

[illegible] قرأت [illegible]

[illegible] قرأت [illegible] حضرت [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

درمیانی آواز سے پڑھو:

حضرت ابو قتادہ کا بیان ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت [illegible] آواز [illegible]

تو یہ دونوں حضرات خدمت گرامی میں یکجا ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا میں تمہاری طرف گیا تھا تم نہایت پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے میں راز کر رہا تھا اس کو سنا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ سے فرمایا میں تمہاری طرف سے بھی گزرا تھا تم بہت اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوتے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ تم اپنی آواز کچھ اونچی کرو اور عمرؓ تم اپنی آواز کچھ نیچی کرو۔ رواہ ابوداؤد۔ ترمذی نے ایسی ہی حدیث حضرت عبداللہ بن رباح انصاری کی روایت سے بیان کی ہے۔

یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کو چپکے چپکے بھی پڑھو اور آواز سے بھی مگر آواز زیادہ زور سے نہ ہو۔ یعنی کبھی اس طرح پڑھو اور کبھی اس طرح دونوں طرح پڑھو۔ ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اس طرح ہوتی تھی کہ آپ کبھی آواز کو اونچا کرتے تھے کبھی پست کر کے پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت دریافت کی کہ آپ چپکے چپکے پڑھتے یا آواز سے۔ ام المومنین نے فرمایا ہر طرح قرأت کرتے تھے چپکے چپکے بھی پڑھتے تھے اور آواز سے بھی۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس کام میں گنجائش رکھی ہے۔ رواہ الترمذی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

دوسروں کو دکھانے سے پرہیز:

بغوی کا بیان ہے میں ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص نے اجازت طلب کی تو آپ نے قرآن مجید کو ڈھک دیا اور فرمایا یہ شخص نہ دیکھے کہ میں ہر وقت قرآن پڑھتا ہوں۔ ابوالعالیہ کا بیان ہے میں صحابہ کرامؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے کہا رات میں نے اتنا قرآن پڑھا صحابہ نے فرمایا قرآن سے تیرا نصیب یہی تو ہے۔

خوش آوازی

صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کا بیان منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تجھے داؤد کے مزامیر میں سے ایک مزمار دیا گیا ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت فضالہ بن عبید کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قدر کان لگانے والا گانے والی لونڈی کی آواز کی طرف نہیں ہوتا جتنا اللہ اس سے زیادہ توجہ سے خوش آواز شخص کی قرأت سنتا ہے جو آواز سے قرآن مجید پڑھتا ہے۔

ابوداؤد، دارمی اور نسائی نے حضرت براء بن عازب کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آوازوں سے قرآن کی تلاوت کرو (یعنی خوش آوازی سے پڑھو کہ سننے والے کو قرآن کا کلام حسین محسوس ہو) الفاظ حدیث میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے اہل تفسیر نے کہا ہے اور بغوی نے لکھا ہے کہ اگر پڑھنے والے کو خود اپنے متعلق ریا کار ہو جانے کا اندیشہ ہو اور آواز سے قرآن پڑھنے میں ریا اور عجب و غرور پیدا ہو جائے تو چپکے چپکے پڑھنا افضل ہے۔

اگر ریا یا ایذا ہو تو آہستہ پڑھے

میں کہتا ہوں کوئی شبہ نہیں کہ آواز سے قرآن پڑھنے کی احادیث بکثرت آئی ہیں اور صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال بھی اس سلسلہ میں بے شمار ہیں لیکن یہ حکم اسی شخص کے لئے ہے جس کو اپنے اوپر ریا کا شبہ نہ ہو، غرور و عجب پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو نہ کسی کو تکلیف پہنچنے کا نہ کسی کی نماز میں خلل پڑنے کا۔ اگر ان میں سے کوئی اندیشہ ہو تو آواز سے پڑھنا درست نہیں۔ اندیشہ نہ ہو تو جہری قرأت مستحب ہے۔ اگر ایک جماعت جمع ہو تب تو آواز سے پڑھنا اور بھی افضل ہے۔ مگر بہت چیخ کر پڑھنا اور اپنے کو تکلیف و مشقت میں ڈال کر پڑھنا مستحب نہیں۔ اللہ نے فرمایا وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ درمیانی آواز سے پڑھا کرو۔ امام مالک کی روایت سے ابوحنیفہ کے نزدیک کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نماز میں اتنی آواز سے قرأت کرتے تھے کہ باہر لوگ ان کی قرأت سن لیتے تھے امام محمد نے فرمایا کہ جہری نماز میں آواز سے قرآن پڑھنے کی صورت میں پڑھتے وقت ...

[illegible] نہ ڈالا جائے۔

گا کر پڑھنا منع ہے:

[illegible]

اچھی قرأت والا:

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت منع تھی

[illegible]

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً

[illegible]

وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

[illegible]

ذکر کرنے کے آداب:

[illegible]

اور مقصود موجودہ دور کا یہ ہے کہ قلب غافل کے ذکر کرنے سے ذکر کے ثمرات و برکات کامل حاصل نہیں ہوتے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ بے توجہ زبانی ذکر بھی ثواب اور فوائد سے خالی نہیں، کیونکہ بعض اوقات یہ زبانی ذکر ہی قلبی ذکر کا ذریعہ بن جاتا ہے اور جب زبان سے نکلتے نکلتے قلب بھی متاثر ہونے لگتا ہے [illegible] ذکر میں مشغول ہے کہ [illegible] بھی ثواب سے خالی نہیں [illegible] آواز [illegible] درمیان اور آہستہ [illegible] ایسے ذکر [illegible] [illegible] فرماتے ہیں۔

ترمذی میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے بارے میں [illegible] نے سوال کیا کہ جہر سے پڑھتے تھے یا سر؟ فرمایا کبھی جہر سے کبھی سر سے دونوں طرح تلاوت فرماتے تھے۔

آواز سے تلاوت کی شرائط

امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا کہ تلاوت [illegible] [illegible] چند شرائط [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اور چونکہ [illegible] قرآن [illegible] [illegible] اور بلند آواز سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جہر افضل ہے یا سر

اس کا جواب [illegible] جہر [illegible] افضل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] ... ظاہر وقت ہو

(ترجمہ [illegible])

بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ

صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت

الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

رہ بے خبروں میں۔ جو [illegible] تیرے رب کے نزدیک ہیں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ

وہ تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اس کی پاکی کو

وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

کسی وقت غافل نہ ہو

[illegible] رات اور خصوصاً [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] غافل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] انسان [illegible] [illegible] [illegible] غافل [illegible] [illegible]

سجدہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب [illegible] [illegible] حالت میں [illegible] [illegible]

حضرت ابو ہریرہ روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

حضرت ربیعہ بن کعب کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ رہتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور دوسری ضروریات کی چیزیں فراہم کر دیتا تھا (ایک روز) حضورؐ نے مجھ سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض کیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت جنت میں چاہتا ہوں۔ فرمایا اس کے علاوہ کچھ سوال کرو۔ میں نے عرض کیا میرا سوال تو یہی ہے۔ فرمایا تو سجدوں کی کثرت سے اپنے لئے میری مدد کرو (یعنی سجدوں کی کثرت کرو تا کہ جنت میں میں تم کو اپنے ساتھ رکھ سکوں) (رواہ مسلم، تفسیر مظہری)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر حال میں اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں جنت میں جا سکوں۔ حضرت ثوبانؓ خاموش رہے، اس نے پھر سوال کیا، پھر بھی خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ سوال کر دیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہی سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ وصیت فرمائی کہ کثرت سے سجدے کیا کرو کیونکہ جب تم ایک سجدہ کرتے ہو تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ یہ شخص کہتے ہیں کہ حضرت ثوبانؓ کے بعد میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا تو ان سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا!

اور یہ کہ تنہا سجدہ کی کوئی عبادت معروف نہیں ہے، اس لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک کثرت سجود سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے نوافل پڑھا کریں، جتنی نفلیں زیادہ ہوں گی سجدے زیادہ ہوں گے۔ (معارف مفتی اعظم)

الحمد للہ دوسری جلد ختم ہوئی